شریمد بھگوت گیتا

دیباچہ طبع پنجم

اِس صحیفہ متبرک شری مد بھگوت گیتا کے بار بار مطالعہ کرنے سے اور اصلی مطالب پر بہ ہیم و رجا غور و فکر سے مخفی اِسرار جو سرسری نظر سے ذہن نشیں نہیں ہوتے ہیں واشگاف ہوتے جاتے ہیں۔ جسقدر نظر عمیق ہوتی جاتی ہے اُسیقدر دقیق مسئلہ جات خود بخود حل ہوتے جاتے ہیں اور قلب کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ یہ متبرک صحیفہ تمام اُپنشدہائے کا لُبِّ لُباب ہے اور جملہ رموزِ سربستہ جو اُپنشدوں میں مندرج ہیں اس صحیفہ میں مناسب مقام پر تعبیہ کرنے سے فہم کے نزدیک تر لائی گئیں ہیں اِسلئے قلبِ اِنسان پر اُونکا اثر معاً محسوس ہوتا ہے اور تصدیق ہو جاتا ہے کہ جو بیان شرح و بسط کیساتھ اُپنشدوں میں کیا گیا ہے اور جسکا ربط اُس موقعہ پر اِنسانی عملی زندگی اور طریقت سے معلوم نہیں ہوتا اپنے مناسب موقعہ پر بخوبی اور باسانی ظاہر ہو جاتا ہے ہر اشاعت کے وقت اس امر کا لحاظ رکھا گیا تھا کہ ربطِ کلام کا سلسلہ بخوبی طالب کے ذہن نشیں ہوتا چلا جاوے۔ اِشلوکوں کے تحت اونکی لفظی معنی کے علاوہ پوشیدہ ضمیرِ کلام کا اظہار کردیا گیا تھا۔ نفس مضمون ادھیا کا خاتمہ ادھیا پر مندرج کرکے جو امور ذہن نشین کرانے جانے مطلوب تھے وہ سادہ عبارت میں درج کردیئے گئے تھے۔ طبع دوئم میں اُن تمام بحث [illegible] کا نتیجہ درج ہوا تھا جو عالمان سنسکرت و عاملان طریقت سے مختلف اشلوکوں کے معنی اور ضمیر کے متعلق ہو کر فیصلہ قرار پایا تھا۔ اور تشریحات سہم میں [illegible] اونکو صاف اور سادہ عبارت میں قابل تفہیم بنایا گیا تھا طبع سوم کے وقت بایا گیا تھا کہ حتیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] کوشش کیگئی تھی اور اس کوشش کا نتیجہ کامیابی ہوئی طبع

[illegible] اونکو تصویرات [illegible]

چہارم میں تلقین شریمد بھگوت گیتا کا خلاصہ اور ادھیاؤں کا ربط باہمی اور سلسلہ بموجب طریقت ہائے مروجہ سابقہ اہل ہنود و طریقت جدید تلقین کردیا سری کرشن دیوتا پرباتما اور اس اہل ہنود کے طریقت کی مطابقت اہل اسلام کے مذہب صوفیہ سے ایک

علیحدہ نقشہ میں جو کتاب کے ابتدا میں چسپاں کیا گیا ہے ایزاد کر دیا گیا تھا۔ یہ اختصار نفس مضمون شریمد بھگوت گیتا کا خلاصہ ہے اور جب بعد مطالعہ کتب اس خلاصہ تلقین پر نظر ڈالی جاتی ہے تو سلسلہ گفتگو اور بحث کا اور حاصل کلام پیش نظر ہو جاتا ہے اور ربط ادھیاؤں کا باہمدگر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ اب پرماتما کے فضل سے نوبت اشاعت طبع پنجم آئی ہے اور مقبولیت عام نے جرأت دلائی ہے کہ بعد مطالعہ و غور جو سہو اور نقائص سابقہ اشاعت ہائے میں کسی نہ کسی وجہ سے رہگئے ہیں اونکی درستی کیجاوے۔ چنانچہ اکثر موقعات پر جہاں عبارت پیچیدہ ہو گئی تھی سادگی عبارت سے اظہار مطلب کیا گیا ہے جہاں جہاں کتابت کی غلطیاں اصلی مطالب کو فوت کر کے تبدیل ضمیر و مفہوم کا باعث ہو جاتی تھیں اونکو درست کیا گیا ہے اور خاصکر جو تصویرات شامل ہیں اُنکی غلطیونکو درست کرنیکی کوشش کی گئی۔ کاتبان اور رنگ کشان کے فہم اون مطالب سے بہت دور ہے جو تصویریں خاص خاص رنگونکی دکھلانے سے مد نظر رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ جملہ تصویرات میں ایسی غلطی رنگونمیں زیادہ تر پائی گئی ہے رنگ کا دکھایا جانا بے معنی امر نہیں ہے واقعات کا اظہار ہے اور اصلی صورت اور لباس کو ظاہر کرتا ہے۔ شائقین دقیقہ شناس اس امر کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ غلط رنگ غلط مقام پر ہونے سے تشریح میں تفاوت واقع ہو جاتا ہے اور واقعات کی خلاف صورت پیش آجاتی ہے۔ شکوک اور واہمات پیدا ہو جاتے ہیں اطمینان ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس طبع پنجم میں شائقین کے توجہ کو مبذول کرنے اور اونکے دلی شوق کو مطالعہ کتاب کے جانب ایزاد کرنیکی نظر سے جو ترجمہ نظم راقم الحروف کے برادر عزیز پنڈت دینا ناتھ مدن نے شریمد بھگوت گیتا کا موسوم بہ مخزن اسرار کیا ہے اور جس نے عام قبولیت حاصل کی ہے وہ ترجمہ نظم اشلوک وار ابتدا سے انتہا تک ترجمہ مولف کے بعد تعبیہ کر دیا گیا ہے جس سے ترجمہ نثر و نظم دونوں یکجائی ہو کر شائقین کو اونکے مذاق کے مطابق لطف مزید دیتے ہیں۔ پنڈت جی صاحب کی خاص اجازت حاصل کر کے یہ ایزادی کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ ابتدا سے اس صحیفہ متبرک کے اشاعت بصورت موجودہ منشی رام نراین صاحب بہارگو مرحوم و مغفور مالک مطبع بہارگو پریس متھرا اور مرحوم کے صاحبزادگان جانشینان کے اہتمام اور عنایت سے ہوتی رہی ہے۔ اور جسقدر دقت کہ اس کتاب کے بجائے خود مکمل صحیفہ ہونے میں مولف کتاب اور راقم الحروف کو ہوتی رہی ہے اوسیقدر بار نگرانی و اشاعت منشی رام نراین صاحب مرحوم اور پنڈت دہارمن صاحب مالک حال مطبع مذکور کو ہوتی رہی ہے جسکا اعتراف ضروری ہے۔ اُمید کیجاتی ہے کہ طبع پنجم کی اشاعت سابقہ اشاعت ہائے سے زائد پایۂ قبولیت عام حاصل کریگی۔

خاکسار۔ پنڈت امرناتھ مدن تحصیلدار بلبہ گڈھ ضلع گوڑگانوہ احاطہ پنجاب

لال حویلی چوڑیگران دہلی

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء

شریمد بھگوت گیتا

دیباچہ طبع چہارم

اِس اُردو ترجمہ نے جو قبولیت عام حاصل کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے واضح رہے کہ ایک قلیل عرصہ میں اِس کی اشاعت مطبع متھرا پریس متھرا سے تین مرتبہ ہو چکی ہے اور اب نوبت طبع چہارم کی آئی ہے۔ قبل ازیں ہر سہ طبع کی اشاعت جناب والد ماجد مرحوم پنڈت جانکی ناتھ مدن رائے بہادر کی نظر ثانی کے بعد ہوتی رہی ہے۔ اب یہ پہلا موقع طبع چہارم کا اُن کی وفات کے چار سال بعد پیش آیا ہے اور نظر ثانی کی خدمت انجام دہی اِس ہیچمدان اور اِس کے برادر کہین پنڈت دینا ناتھ مدن بی۔ اے۔ اکونٹنٹ محکمہ انہار پنجاب کا فرض ہوئی۔ چنانچہ صحیفہ "شریمد بھگوت گیتا" کا مطالعہ از سرِ نو تمام و کمال کیا گیا۔ کامل غور اور فکر کے بعد باہمی مشورہ سے یہ امر قرار پایا کہ اِس اُردو ترجمہ میں جو والد بزرگوار مرحوم نے ضمیر کلام کو اخذ کر کے کیا ہے اُس سے بہتر موزونی الفاظ اور آراستگی خیالات ہماری ہیچمدانی کے حیطہ قابلیت سے باہر ہے بیشک یہ امر یقین میں آیا کہ باوجود کمال انکشاف معانی اکثر مقامات پر ضمیر کلام اعلیٰ اور مرموز ہونیکی وجہ سے اب بھی عام فہم نہیں ہوتی ہے جناب قبلہ مرحوم خود بھی اِس امر کے معترف تھے اور اِسی خیال سے اُنھوں نے کتاب کے شروع میں دیباچہ ہر ادھیائے کے آخر میں اُسکا خلاصہ مطلب اور خاتمہ کتاب پر خلاصہ اصول تحریر کیا تھا۔ در حقیقت شریمد بھگوت گیتا کے معنی باوجود سہولیت الفاظ اِس قدر باریک ہیں کہ اُنمیں سے ربط مضمون اور تسلسل خیالات کا اخذ کر لینا عام فہم کا حصہ نہیں ہے۔ اِسلئے اب طبع چہارم کی اشاعت میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ ادھیاؤں کا باہمی ربط اور دلیل کا سلسلہ شروع سے آخر تک صاف طور پر دکھلایا جاوے۔ اور شائقین زبان

اردو کی سہولیت کیلئے اصطلاحات اہل ہنود کی مطابقت اصطلاحات صوفیہ سے کردیجائے اِسی نظر سے ایک خلاصہ بصورتِ نقشہ کتاب میں ایزاد کیاگیا ہے۔ جو ناظرین اسکو غور سے مطالعہ کرینگے اور اصل کتاب کے مضمون سے مطابقت کرتے جائیں گے یقین ہے اُن کو ضمیر کلام کے زیادہ تر صاف سمجھ میں آنے سے مزید لُطف حاصل ہوگا۔

اہل تصوف نے چار منازل قرار دی ہیں شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ اور معرفت۔ انانیت کیساتھ افعال کا سرزد ہونا شریعت کی پیروی اور انفعالی تثلیث کی پابندی ہے۔ ترک انانیت کے وسیلہ سے صفائی قلب کا حاصل کرنا طریقت ہے اور یہ انفعالی تثلیث سے آزادی کی صورت ہے۔ قلب مصفا سے حق و باطل کی تمیز کرنا اصل حقیقت ہے اور یہ علمی تثلیث کی پابندی مانی جاتی ہے ترک پندار سے سکون قلب پیدا کرنا منزل معرفت ہے جہاں علمی تثلیث سے رستگاری ہے۔

شایقین کے غور اور فکر کے لئے ایک نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جسمیں اِن چاروں منازل کی تشریح طلب ترک اور وصل کے اعتبار سے کیگئی ہے جو اِس صحیفہ متبرک کے خلاصہ اُصول کو دکھاتی ہے۔

شریعت			طریقت	حقیقت	معرفت
برہمچاری یعنی طالب ذات			بھگتی یعنی وسیلہ	سنیاسی یعنی تارک	یوگی یعنی واصل
مدارج	پابندیاں	تعلیم	اختیار	جبر	
ادنیٰ اوسط اعلیٰ	پابند حواس پابند دل پابند عقل	عمل بیم و رجا علم ثلاثہ	کرم یعنی فعل امر و نہی بھگتی یعنی عشق گیان یعنی علم توحید	سنیاس (یعنی ترک ہمہ تعلقات)	یوگ (یعنی تسلیم مساوات)

دھلی
۲۶ فروری ۱۹۱۲ء
محلہ چوڑیگران - لال حویلی

ہیچکارہ
پنڈت امرناتھ مدن
تحصیلدار پنجاب

شری کرشنائے نمہ

از بشش جہتیم رو نمودی آخر | وز ہر سوئے دلم ربودی آخر
بیروں و درون جلوہ گرت میدیدم | بر تحقیق آدم تو بودی آخر

ترجمہ مؤلف

چھئوں دشا میں آپ سمایا | چت تت سوں ہیر من بھایا
اندر باہر ڈھونڈت پھریا | ڈھونڈ تھکے نج آپا پایا

جس نے پیکر انسانی میں نزول فرما کر عالم کون و مکان کو ظہور دیا ہے اور اپنے ظہور کے جلوے کو آپ ہی تماشا بنایا ہے اوس کے ادراک سے غافل رہنا اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہوئے بغیر اِس کالبد عنصری کو چھوڑنا آخر الامر ہزاران ہزار حسرت اور ناکامی دلاتا ہے۔

شعر

یکدم کہ یار مست بخفت است در کنار | بیدار باشش تا نرود عمر بر فسوس

ترجمہ مؤلف

جسدم پیتم پائیاں چیتن رہیئے جاگ | جو سووت نہیں چیتیاں کھوٹے تنکے بھاگ

اوس عطیۂ عظمیٰ کی جو زیور عقل و حواس سے آراستہ کر کے صرف ادراک علم ذات کے لئے بخشا گیا ہے۔ قدر نہ جاننا اور اوس کے فرائض لازمی ادا کئے بغیر راہی ملک عدم ہونا اور اپنی ہستی موہوم کا پندار علم الیقین میں لیجانا کیسی جہالت اور نادانی ہے۔

رُباعی

در خود از خود بگو چہ چیزی و چہ | خود را در خود بجو چہ چیزی و چہ
ہرگاہ سوائے حق نباشد چیزے | تو خود از خود بگو چہ چیزی و چہ

ترجمہ مؤلف

آپے میں ڈھونڈ وہے کون ٭ ڈھونڈ ڈھانڈ سے پرے ہے جون ٭
جب آتم آتم ہے پیارے ٭ آپی آپ پُکارے کون ٭

جبکہ وید ویدانت اور سب مذہبوں نے اوس کو ادوّیت اکھنڈ اناشی نرانجن نرآکار مانا ہے تو پھر اس کے ایسا ہونے میں کیوں شک پیدا ہوتا ہے اور کس وجہ سے وحدت واجب الوجود عین الیقین نہیں ہوتی اور کس سبب سے پاک علم خودشناسی مخفی ہو گیا ہے دریافت کرنا چاہئے کہ کس طریقہ سے زنگ جہل رفع ہو کر آفتاب معرفت کا جلوہ آئینہ دل میں نظر آسکتا ہے طلب اور صدق ارادت کے بغیر حصول مدعا یعنی دیدار معشوق حقیقی کا ناممکن ہے بھکتی کے دو جو ایک مشہور لفظ ہے، لغوی اور اصطلاحی معنی میں فرق ہے لغوی معنی تو وہی ہیں جو عوام نے سمجھ رکھے ہیں مگر اِس کے اِصطلاحی معنی عشق حقیقی اور ارادت صادق کے ہیں اور عارفوں نے اِس کے یہی معنی لئے ہیں مصرع مگس برقند و پروانہ برآتش۔ لغوی معنی بھکتی کے مگس تمثال ہیں اور اصطلاحی معنی بھکتی کے پروانہ جلال کا نشان دیتے ہیں جو دولت سرمدی کے طلبگار ہیں اور شمع معرفت پر پروانہ وار بےبیم ورجا جان نثار ہیں وہی مستحق وصال یار ہیں اور جو عالم بوالہوسی میں گرفتار ہیں مگس وار چندے شور و غل مچا کر انجام کار معدوم ہونے کے سزاوار ہیں۔

رُباعی

سرِ غم عشق بوالہوس را ندہند ٭ سوزِ دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار ٭ این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ترجمہ مؤلف

بھکتی مانہہ دو بدھا نہیں کوئی ٭ پتنگ مانہہ جرے سو ہوئی
مکھی نائیں جو بھن بھن گاوے ٭ نائیں پدارتھ ہاتھ نہ آوے

پس طالب صادق کو لازم ہے کہ مردانہ وار اس راہ میں قدم رکھے اور پس پشت نگاہ نکرے

رُباعی

گر طالب صادقی زنایاب مثال پیدا گردد
گر آبلہ فتد بپاے طلبت۔ زنہار مایست
ہر عقدہ کہ بستہ است از وہم وخیال ہم واگردد
شاید کہ ہمیں بقیہ برآرد پر وبال۔ عنقا گردد

ترجمہ مؤلف

جو پریم سانچا کرے ہان لابھ مت پیکھ
باٹ چلے پرنار کے آتم میں دشواس
بھرم گانٹھ کھل جایگی یہ چت رکھلے سیکھ
آتم ہی میں پایگا چد آنند الیکھ

یہ صورت طلسم جو دیدہ سیر بین میں سمائی ہی اور جو مختلف صدائے ہو ہا گوش شنوا میں آئی ہے یہ کیا شعبدہ ہے اور کس کا ہے اور کیونکر ہوا ہے عارف اور عاشق حقیقی جو اس عالم کی روح خاص ہیں اس حجاب ظلماتی کے پردہ دری کا سبب ہوئے ہیں اور اس دائرہ جہل ونادانی میں اون کا وجود مطلق علم سرور کا نقطہ ہوا ہے جسقدر کلام صغیر وکبیر مختلف مذاہب کے اس وقت گفت وشنود اور علم میں ہیں اسی نقطہ کا شہود ہیں اور اسی سے نقاط۔ خطوط اور زاویہ کل صفحہ ہستی پر منقش ہو رہے ہیں۔ پس علم عارفان علم ذات ہے اور اونکا کلام کلام حق۔ جو کلام عارفوں کے ہیں وہی وید مبترک اوپنشد۔ سمرتی۔ قرآن انجیل۔ توریت۔ اور زبور وغیرہ کہلاتے ہیں اور کلام حق انہیں کے وسیلہ سے عالم میں ظاہر ہوا ہے یعنی بذریعہ (انجھو شکتی) علم لدنی منکشف ہوا ہے وید کی عظمت آجکل عام طور پر جتنی مانی جاتی ہے اوس سے بدرجہا زیادہ ہے اور اس رمز کو اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں اہنکار سہت بدہی یعنی عقل باپندار اس کے ادراک سے عاجز اور قاصر ہے عارفوں کی فہم حق تک پہونچتی ہے کیونکہ وہ نظر غیریت اوٹھا دیتے ہیں اور ذات میں محو ہو جاتے ہیں جو چار وید رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرون کے نام سے مشہور ہیں اُنکے خلاصہ

اُصول صرف بارہ مہا واک ہیں یعنی تین تین الفاظ ہر ایک کی ندائے اولین ہیں اور یہ
چاروں کتب سماوی انجو پران یعنی بموجب علم اِشراق اونہیں کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں
جن مختلف اوقات میں یہ کتب سماوی قلمبند ہوئیں اون کا تحقیق کے ساتھ دریافت کرنا
مشکل ہے کہ اوس سے پیشتر اِن کا علم سینہ بسینہ منتقل ہوتا چلا آتا تھا۔ اِن کے مطالعہ
سے یہ تو صاف ثابت ہے کہ اوس زمانہ کا رواج اور طریقہ بود و باش اِس وقت کے
رسم و رواج سے بہت ہی مختلف تھا۔ چنانچہ جو استعارات اوس زمانہ میں مروّج تھے وہ
اِس وقت کی فہم سے بہت دُور ہو گئے ہیں اور اون کے معنی حل کرنے سخت دشوار
ہو گئے ہیں چونکہ اوس زمانہ میں اسباب معیشت اور ضروریات دنیوی کی احتیاج بہت
کم تھی اور راستی کی پابندی کی وجہ سے طوالت قانونی درکار نہ تھی اِسلئے یہ کتب وید
تحقیقات ظاہر و باطنی کے کافی مجموعہ کے پیرایہ میں ایک ہدایت نامہ ربّانی تھیں جس
میں علم توحید۔ علم معقولات۔ علم حکمت اور قانون عدالت مشمول تھے اور علم معاش
علم معاد کے مطیع رکھا گیا تھا۔ جب اسباب دنیوی اور نیرنگی عالم نے ترقی و تبدل اختیار
کیا اوس وقت اون میں سے ہر ایک کی تفسیریں اور تشریحیں ہوئیں اور عالمان روشن ضمیر
نے وقتاً فوقتاً سمرتی یعنی چھ شاستر (فلسفے) پُران وغیرہ تصنیف کئے اور وہ مکتوب ہو کر
ہند کے مختلف حصوں میں پھیل گئے تب علم کو اِس قدر وُسعت ہو گئی کہ اُوس کی شاخوں
کی تعداد اِس وقت معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ اُن میں سے ہزارہا بلکہ بیشمار صحیفہ
ہندوستان میں اِنقلاب آنے کے وقت کشتیوں میں بھروا کر دریا میں غرق
کر دیئے گئے اور انبار کے انبار آگ میں جلائے اور برباد کئے گئے اب جو کچھ بچال
پریشان جابجا رہ گئے ہیں اون کی حالت ایسی ہے جیسے کسی چراغ کی ہوتی ہے
جبکہ اوس کا تیل قریب ختم ہونے کے ہوتا ہے اور ہوا چاروں طرف سے اوسے
جھکولے دیتی ہے۔

رباعی

اے چرخ فلک خرابی از کینہ تست	بیدادگری شیوہ دیرینہ تست
اے خاک اگر سینہ تو بشگافند	بس گوہر قیمتی کہ در سینہ تست

ویدنے علم ذات کو پرا یعنی کبیر اور علم صفات کو اپرا یعنی **صغیر** کہا ہے۔ (دیکھو اتھرون وید کی مانڈوک اونپشد کا چوتھا منتر) علم صفاتی ہمیشہ منتقل ہوتا رہتا ہے اور فانی ہے علم ذات میں کبھی نقص واقع نہیں ہوتا اور نہ اوس کو کوئی ضایع کرسکتا ہے کیونکہ وہ بالذات قایم ہے۔ کل صفاتی علوم اوسی علم ذات کی شاخین ہیں جو اوس سے پھوٹ کر پھیل جاتی ہیں اور پھر کسی زمانہ میں نیست نابود ہو جاتی ہیں مگر علم ذات ہمیشہ یکساں رہتا ہے اور اِس کشتی عرفان کے بغیر دریائے جہالت ونادانی سے پار ہونا ممکن نہیں اسلئے طالبان حق کو علم ذات ہی کی تلاش واجب ہے۔

جہاں تک غور سے دیکھا گیا اہل ہنود میں بوجہ بھیانک درد چک یعنی بیم ورجا کے خیالات جاگزین ہونے کے اور نیز بسبب اِحکام نیائے ویمانسیا وپران وغیرہ کی پیروی کے وید کے وہ باریک رموز جو علم اشراق سے متعلق ہیں سمجھ سے بہت دور ہو گئے ہیں اور ایسے ہی وجوہات سے وہ ضعیف الاعتقاد ملقب ہو گئے ہیں فی الواقع علم معاد پر اون کی نظر بہت کم ہے تاہم علم تصوف یعنی فلسفہ ویدانت کو اِس قدر قوت حاصل ہے کہ وہ طالب کو آجکل کی مروجہ تعلیم کے مقابلہ میں بہت جلد غفلت سے بیدار کردیتا ہے اور واقعات کے نقشے کو پیش نظر کرکے نادانی دور کرتا ہے۔

ویدانت یعنی علم توحید کو اہل ہنود نے اور سب مذہبوں نے افضل العلوم مانا ہے اور جو لوگ اِس میں درجہ کمال پر پہونچے ہیں اون کے نشانات یعنی تصنیفات اب تک موجود ہیں اور اونکی بزرگی کی شاہد ہیں اگرچہ سب علوم کا ظہور علم ذات کے شجر سے ہوا ہے اور سب اوس کی شاخین ہیں لیکن ویدانت بمنزلہ اوس کے ثمر کے ہے ثمر

کے متلاشی کی شاخوں اور پتوں وغیرہ کے گننے سے مطلب برآری نہیں ہوتی ثمر کا حاصل کرلینا ہی کافی ہے۔ دورانِ فلکی اور گردشِ زمانہ ہر وقت اور ہر آن جاری ہے اور یہ نیرنگی کے اسباب لازمی ہیں پس جب رفتار زمانہ و انقلاب طبائع سے علمِ صفات کا ابر علمِ ذات کے آفتاب کو مستور و محجوب کردیتا ہے اُس وقت کوئی قدرتی سبب پیدا ہوکر پھر علمِ ذات کی روشنی سے عالم کی تاریکی دفع کردیتا ہے چنانچہ شری کرشن بھگوان اور سری وید ویاس مہامُنی کے متبرک وجود اسی غرض کے پورا کرنے کے واسطے ایک زمانہ میں پیدا ہوئے اور اونہوں نے وید کے اون باریک رموز کو جو دنیوی تعلقات کے بڑھ جانے کی وجہ سے انسانی طبائع پر منکشف ہوتے تھے اور جن تک لوگوں کے فہم کی رسائی ناممکن ہوگئی تھی نہایت مختصر اور آسان طریقہ سے تلقین کیا اور انہیں بطرزِ حسنہ ایک صحیفہ میں جمع کرکے علوم باطنی کا چراغ روشن کردیا اور رہروانِ طریقت و معرفت کے واسطے شاہراہ بیخوف و خطر بنادیا۔ یہ صحیفہ موسوم بہ شری مدبھگوت گیتا جو جزو کتاب مہابھارت ہے مقدس و متبرک اور کلجگ میں اودھار کرنیوالا تسلیم ہوچکا ہے اور کل وید اور مذاہب دنیا کا سار یعنی اصل اصول ہے اور امرت یہی آبِ حیات کلب برچھ اور کامدھینو ہے اور اسی کے سدھانت پر وید میں اکثر مقامات پر ان الفاظ سے اشارہ ہوا ہے۔

رُباعی

آن آبِ حیاتے کہ ہمہ می جویند	وز ہر طرفش نشان راہش پویند
پیوستہ بدریا بمثال ماہی ؛	گر دو رنگر ندائے ولی در اوید

جو لوگ بنظرِ قدامت وید کو کل اور شری مدبھگوت گیتا کو اُس کا جزو سمجھتے ہیں۔ غلطی پر ہیں یہ جزو نہیں ہے بلکہ ویدوں کا سار یعنی عطر ہے اور ویدوں کے وہ مخفی رموز اور عالی اسرار جنکے معنی اونکے مطالعہ سے اسوقت کے علما حل نہیں کرسکتے ہیں یہ ترتیب

مناسب و بکمال اختصار اس صحیفہ عالیہ میں درج ہوتے ہیں اور اس کے دائرہ علم میں کل علوم مثل ذروں کے نظر آتے ہیں یعنی یہ علم ذات مثل آفتاب کے ہے اور کل علوم اس کی شعاع ہیں۔ سب کی روشنی کا مبدا یہی ہے۔ صرف دل دانا و چشم بینا چاہیے جو اس نکتہ کا مطلب دریافت کرسکے اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہووے۔

رباعی

یارے کہ ترا ز خود رہاند دگر است
ما منکر راہ مسجد و کعبہ نہ ایم

کارے کہ ز تو ہیچ نماند دگر است
راہے کہ بمقصود رساند دگر است

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ شری مدبھگوت گیتا کی باون ٹیکا یعنی تفسیر بزبان سنسکرت ہیں ہو چکی ہیں اونکے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اسکے ترجمے موجود ہیں چنانچہ ایک فارسی ترجمہ مولفہ حضرت فیضی وزیر محمد اکبر بادشاہ اور دوسرا مرتبہ پنڈت ٹیکا رام صاحب کشمیری میرے مطالعہ سے گذرا ہے اور چند سال ہوئے کہ بمقام کورچھیتر منشی کنہیا لعل صاحب الکھ دہاری نے پنڈت ٹیکا رام صاحب کے اوسی فارسی ترجمہ سے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اوس کا نام گیان پرکاش رکھا ہے۔ زبان بھاشا میں بھی ایک ٹیکا مہری سوامی آنند گری جی نے تیار کی ہے جو آجکل ناگری خوانوں کے مطالعہ میں اکثر دیکھی جاتی ہے اور ٹیکا زبان بھاشا میں چت گھن سوامی کی بنائی ہوئی بمبئی میں چھپی ہے اسکے علاوہ چند ترجمے انگریزی اور اردو میں ہوئے ہیں متقدمین کے ان ترجموں کی موجودگی میں ایک نئی تفسیر لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر مندرجہ ذیل وجوہات کے باعث اوس کا لکھنا مناسب بلکہ انسب خیال کیا گیا اول یہ کہ جو ٹیکا سنسکرت میں ہوئی ہیں وہ عوام کے لئے زبان سنسکرت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے کارآمد نہیں ہیں دوئم ٹیکاؤں کی سنسکرت عموماً بھگوت گیتا کے منتروں سے بھی زیادہ دقیق اور مشکل ہے اور اون کے سمجھنے کے لئے بہت استعداد درکار ہے علاوہ بریں حضرت فیضی نے صرف لفظی۔

ترجمہ کیا ہے شاید اس وجہ سے کہ ضمیر کلام کا دوسری زبان میں پورے طور پر ادا کرنا محال ہے اصلی ضمیر واشگاف پائی نہیں جاتی انگریزی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے یہ سخت وقت پیش آتی ہے کہ اکثر اون سنسکرت الفاظ کے لئے جو زمانہ قدیم میں مستعمل تھے اور فلسفہ اہل ہند کی اصطلاح تھے ٹھیک ٹھیک ہم معنی الفاظ زبان انگریزی میں نہیں ملتے منشی کنہیا لال صاحب نے بجائے اصلی کتاب سے ترجمہ کرنے کے ترجمہ سے ترجمہ کیا ہی اس وجہ سے اونکے ترجمہ کے مضمون کا بھگوت گیتا کی ضمیر سے بہت جگہہ اختلاف واقع ہوگیا ہے۔ البتہ اوس میں مؤلف نے ذاتی خیالات کو آزادی اور دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شری آنند گری جی کی ٹیکا زبان بھاشا میں مرتب ہوئی ہے اور بیشک عمدہ ہی وہ عالم اور عامل دونوں صفتوں سے موصوف پائے جاتے ہیں مگر بعض مقامات پر اُنہوں نے روچک بھیانک یعنی بیم و رجا کے کلام اپنی ٹیکا میں داخل کردیئے ہیں اور بہت جگہہ سنسکرت الفاظ کو بجنسہٖ رکھکر تشریح کو پورا کردیا ہے جس کے معنی سمجھنے کے واسطے سنسکرت لغات کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے بھگوت گیتا کا ماحصل علم خود شناسی اور توحید خالص ہے اس میں بیم و رجا کا کب دخل ہوسکتا ہے۔

رباعی

صانع بکمال کہتہ ہوں ظرفیست	آبیست بمعنی و بظاہر برفیست
بازیچۂ کفر و دیں بطفلاں بسپار	بگذر رز مقامے کہ خدا ہم حرفیست

وہ نیت بھاؤ اور نظر دوئی رکھنے سے اس کلام کا لطف و مذاق حاصل نہیں ہوسکتا یعنی جب تک نظر موحد سے اوس کے معنی سمجھنے کی کوشش نکیجاوے وہ سمجھ میں نہیں آسکتے زمانہ حال میں جو زبان سنسکرت کے علماء ہیں وہ بیم و رجا کے خیالات کے پابند ہوتے اور مذہبی رسوم کے بیوپار میں مشغول ہونیکی وجہ سے اس صحیفہ متبرک کے معنی و مطلب کو دلائل کے ساتھ طالب کے دل پر نقش نہیں کراسکتے اور اوس کے شکوک کا

شافی جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ کہ اس کے اُصول سمجھنے کے لئے نہایت غور و فکر درکار ہے اور نیز ایک خاص شغل سے واقف ہونا ضروری ہے۔ محض قیل و قال سے معنی حل نہیں ہو سکتے جو اس وقت کے فقرا اور بھیک دھاری ہیں اور جنکا یہ اصلی ترکہ ہے وہ زبان سنسکرت اور دیگر علوم رائج الوقت سے واقف نہونیکی وجہ سے گو بعض بباطن اس حصہ کے شریک ہوں اصلی مطلب زبان سے ادا نہیں کر سکتے۔ سنسکرت کے الفاظ جو اس خطہ کی قدیم زبان ہیں وہ زمانہ دراز گذر جانے اور اہل ہند کے طریق بود و باش بدل جانے کی وجہ سے آجکل اس طرح پر گفت و شنود میں آتے ہیں کہ اُنکے معنی اور مُراد ضمیر سابق سے بہت دُور ہو گئے ہیں اور چونکہ زبان سنسکرت بہت وسیع ہے اور ہر لفظ کے معنی کثیر ہیں اسلئے چاہے کسی لفظ کے ایک معنی دریافت بھی ہو جاویں تاہم جو اوسکی مراد خاص موقع کلام پر ہونی چاہئے بوجہ کم علمی و ناواقفیت ثابت نہیں ہو سکتی ایسے ہی اسباب سے جو اون تفسیریں ہوئی ہیں اون میں کچھ نہ کچھ ایک کو دوسرے سے اختلاف ہے۔

	شعر	
خنک ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ		چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

کلام ربانی میں ہمیشہ قلت الفاظ اور کثرت معنی ہوتے ہیں اور اوس میں سے ہر ایک شخص بقدر اپنی استعداد اور قابلیت کے معنی نکالتا ہے مگر وہ کلام ہمیشہ قوت اوراک سے برتر اور افزوں ہوتا ہے اور اوسکا سمجھنا ضمیر موحد میں محدود ہے بلکہ موحد بھی اوسکی حقیقت اپنے قلب میں مشاہدہ کرتا ہے کلیتاً اوسکے اظہار سے عاجز و قاصر ہے البتہ بطور استعارہ بیان کر سکتا ہے تاکہ آئندہ جب اس طریقہ کے پیروان اور پابندان کے قلوب پر ویساہی ظہور حقیقت ہو تب وہ کلام شہادت اونکے استقلال کا سبب ہو سکے۔

	شعر	
شہر خدا کی عارف سالک بکس نگفت		در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

جو کلمات اُردو زبان میں اِس پانچ۔ چھ صدی گذشتہ کے عارفوں مثل سوامی کبیر صاحب بابا نانک صاحب گوسائیں ولی رام جی معروف بہ بنواری داس و تلسی داس جی و سورداس و چرنداس و سندرداس و دادو دیال و کرشن داس بھٹ وغیرہ کے اب موجود ہیں وہ سب اوس درخت کی شاخ اور شگوفہ ہیں جو سرزمین بھگوت گیتا میں لگا ہوا ہے یعنی اونہیں سات سُرون (سات پرکرتی) میں مختلف راگ راگنیاں گا رہے ہیں کلمات تصوف و توحید و کلام معرفت و عشق حقیقی عارفان گذشتہ مثل حضرت حافظ شیرازی شمس الدین تبریز۔ مولانا روم۔ بو علی شاہ قلندر۔ حضرت داراشکوہ۔ امیر خسرو۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی۔ مغربی و صائب و مولانا جامی و عراقی وغیرہ اگر لفظی بحث کو چھوڑ کر اصلی معنی پر نظر کیجاوے تو سب زمزمہ توحید سے وہی سرود ترنم کر رہے ہیں۔ حکمائے یونان مثل افلاطون۔ سقراط۔ ارسطاطالیس وغیرہ نے جو فلسفہ بعد فکر کامل و تحقیقات معقولات کے لکھا ہے غور کرنے والے کو اِسمیں اختلاف معنی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اپنے اپنے الحان سے یہ سب اوسی افسانہ توحید کو سُناتے ہیں۔

ایک نغمہ تراود زلبِ قمری و بلبل		قانون وفا مختلف آہنگ ندارد	
کرشن سمایو آپ ہی جیتن اور استھول		ڈال پات پھل پھول میں وہی بیج ہے مول	

جس عاصی ہیچمدان عاجز جسم کو بنام رائے بہادر جانکی ناتھ مدن کشمیری پنڈت دہلوی سوامی مدگلیہ گوتر کہتے ہیں وہ کوئی استعداد و قابلیت نہیں رکھتا کہ شریمد بھگوت گیتا کی جس میں اسرار اشراقی اور رموز مخفی ہیں تشریح معانی کر سکے مگر جو جیتن اوسمیں محرک ہے

در خود غلطم کہ من چہ نامم	معشوقم و عاشقم کدامم	من چشم بہ بستہ ام ز اغیار	در خوبی خویش مبتلا یم

وہ بعد مطالعہ اصل سنسکرت شری مدبھگوت گیتا کے اس امر کا محرک ہوا کہ جو رموز بستہ اس وقت کی زبان اُردو میں اب تک نہیں کھلے ہیں اور جن کے معنی شائقین کی

سمجھ میں صاف نہیں آتے ہیں اونکے معنی واضح طور پر ظاہر کر دیے جاویں اور اِس کشش نے بے اختیار اِس طرف توجہ دلائی پس جو معنی منترون کے غور اور فکر سے سمجھ میں آئے صاف صاف بے بیم و رجا لکھدیئے جاتے ہیں جو صاحبان شوق اور طالبان صادق اِس کو غور سے بغرض خودشناسی ملاحظہ فرماینگے اور اوس کی اصلی مراد کو پہونچیں گے البتہ لطف حاصل کرینگے۔

رباعی

سے نے غم ز امید و فارغ از یاس و ہراس از خود رستند و باحقیقت پیوستند	این است عبادت فقیران بشناس نے خطرہ و نے تفرقہ و نے وسواس

شری مد بھگوت گیتا کے سات سو منتر اٹھارہ ادھیایوں پر منقسم ہیں اونکی تفصیل نقشہ مشمولہ میں درج ہے بعض ٹیکا لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ اِس کی چند ادھیا متعلق کرم و چند متعلق اوپاسنا و چند متعلق گیان یوگ ہیں گو اونکا یہ خیال کسی درجہ تک صحیح ہو مگر در اصل کلام ویدانت و سانکھ یعنی توحید و عرفان کا سلسلہ جو دوسرے ادھیا کے گیارھویں منتر سے شروع ہوا ہے آخیر تک مثل زنجیرے کے سوال و جواب کے پیرایہ میں رموز کھولتا ہوا چلا گیا ہے اِس ترجمہ میں منتروں کے معنی جلی قلم اور تشریح باریک حروف میں اوس کے نیچے لکھی گئی ہے ہر ادھیا کے آخر میں اوس کا خلاصہ لکھدیا گیا ہے اور بعض مقامات پر اون اونپشدوں کا حوالہ جہاں سے کہ مضمون گیتا میں اختصار ہو کر آیا ہے دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو جو شکوک پیدا ہوں اِنکے مطالعہ سے رفع ہو جائیں بھگوت گیتا کل اونپشدونکا خلاصہ ہے اور جو مضامین اونپشدوں میں مختلف مقامات پر مکرر آئے ہیں وہ اِس صحیفہ میں بموقعہ مناسب ترتیب دیئے گئے ہیں چونکہ اہل ہنود میں سے کوئی شخص وید اور اونپشدونکی احکام سے انکار نہیں کر سکتا پس جہاں کہیں ضمیر مفہومہ عام اور اصلی ضمیر میں فرق واقع ہوا ہے اونپشدونکی شہادت کی مہر اوس جگہ لگادی گئی ہے تاکہ اوسے دیکھکر رفع شک

ہوسکے باون اونشیدوں کا ترجمہ شاہزادہ بے حزن واندوہ محمد داراشکوہ نے فارسی میں کیا تھا اور اوس کا نام سِرّ اکبر رکھا تھا چونکہ فارسی کا شوق اب کم ہوگیا ہے اور علم معرفت و توحید کے طالب کم رہ گئے ہیں بدیں وجوہات وہ اب تک طبع نہیں ہوا اور قلمی بھی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے اِس کا ترجمہ منشی کنہیا لال صاحب الکھدہاری نے بمقام لدھیانہ اُردو میں چھپوایا ہے اور اوس کو الکھہ پرکاش موسوم کیا ہے۔

دیباچہ شری مدبھگوت گیتا

بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیائیں کتاب مہابھارت مصنفہ شری ویدویاس کے بھیشم پرب میں واقع ہوئی ہیں جس زمانہ میں عارفوں نے توحید و عرفان کا لُب لُباب اُن میں موجود پاکر اونکو اوس کتاب سے منتخب کیا تھا اوس وقت اونہوں نے ذیل کا سنسکرت دیباچہ اون پر بڑہایا تھا۔

॥ ॐ अस्य श्री भगवद्गीता माला मंत्रस्य भगवान वेदव्यास ऋषि:

अनुष्टुप्छन्द: श्री कृष्ण: परमात्मा देवता ॥

اوم مہاواک یعنی اِسم اعظم ہے جو عالم کا تخم اور مبدا ما نا گیا ہے اور وید اونشد اور ہر کتاب متبرک کے آغاز میں آیا ہے اِس کی فضیلت اونشدوں میں مفصل لکھی ہوئی ہے اور اس شری مدبھگوت گیتا کی آٹھویں ادھیا کے تیرھویں منتر میں اسکے شغل کا طریقہ مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور پندرہویں ادھیا میں اسکی تصریح کی گئی ہے۔

اِس شری مدبھگوت گیتا کے منتروں کی لڑی کے شری بھگوان دید ویاس رشی ہیں انشٹپ چھند ہے۔ اور شری کرشن پرماتما دیوتا ہیں

بھگوت گیتا کے ... منتر نمبر لہ مالا کے دانوں کے ہیں اور ذیل کے تین منتر شل

دانہ سمیرے کے ہیں گیتا جی کے کل اصول انمیں بصورت تخم موجود ہیں۔ زمانۂ قدیم میں رواج تھا کہ کتاب کی ابتدا میں رشی یعنی مصنف کا نام چھند یعنی وزن بحر اور دیوتا یعنی موصوف الیہ کا نام درج کیا کرتے تھے یہ بات وید اور دیگر پرانی تصانیف سے ظاہر ہے

अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषसे इति बीजं ॥१॥

(۱) بیج منتر (لب لباب کلام) افکار باطل کرتا ہے اور دانائی کی باتیں کہتا ہے۔ جیسے بیج میں درخت کی شاخ پتے پھول پھل وغیرہ سب اجزا چھپے موجود ہوتے ہیں اور بونے سے نشوونما پاتے ہیں ویسے ہی بیج منتر اون الفاظ کو کہتے ہیں جن کے معنی میں کل علم خودشناسی پوشیدہ طور پر موجود رہتا ہے اور ترکیب علمی سے ظاہر ہو جاتا ہے یہ بیج منتر ایک تنبیہ ہے جو حالت جہل کو دکھلاتی ہے خواب سے بیدار کرتی ہے اور جتاتی ہے کہ پندار خودی کی ہستی موہوم ہے یعنی انسان غلطی میں پھنسا ہے اور غلطی کو صحت سمجھتا ہے جب وہ غلطی رفع کرنیکی کوشش کریگا تب اس کے معنی اوسکو بخوبی حل ہو جائینگے یہ منتر بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیا کے گیارھویں منتر کا نصف حصہ ہے اور وہاں سے انتخاب کرکے اس دیباچہ میں لایا گیا ہے۔ اوس جگہہ اسکے معنی بالتصریح بیان کیے جائینگے۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रजेति शक्तिः॥ २॥

(۲) شکتی منتر (قوت طلب یا صدق ارادت) جس طرح اوپر بیج منتر میں سب علوم پوشیدہ بیان کیے گئے ہیں اوسی طرح شکتی منتر وہ منتر ہے جس میں عشق عرفان زہد و ریاض وغیرہ طلب کے ساری قوتوں کے معنی مشمول ہیں۔

سب دھرموں کو چھوڑ کر میری ہی شرن میں آؤ

یہ منتر نصف حصہ اس شری مد بھگوت گیتا کے اٹھارویں ادھیا کے ۶۶ منتر کا ہے جو کتاب کے آخیر سے انتخاب کرکے یہاں لایا گیا ہے۔ سب دھرموں کا تیاگ جیسا کہ

تیسرے ادھیا میں بیان کیا جاویگا بحالت حیات ناممکن ہے دہرم کے معنی خاصہ طبعی کے ہیں۔ جب تک اِنسان زندہ رہتا ہے انتھ کرن اور گیان اندری اور کرم اندری اپنا اپنا دہرم یعنی فعل متعلقہ کرتے رہیں گے اُن سب کا معطل ہونا غیر ممکن ہے جب یہ امر ناممکن ثابت ہے اور شرط پوری نہیں ہو سکتی تو پھر شرن میں آنا کیونکر ہو سکتا ہے مراد کلام یہ ہے کہ جس غلط فہمی سے تونے اپنا آپا مان رکھا ہے اور جسکو اہنکار یعنی انانیت کہتے ہیں اوسے چھوڑ دے جب تونے اوسے چھوڑ دیا وہ ہی میری شرن میں آنا ہی یعنی جب تیرے اہنکار کا حجاب اوٹھ گیا تو میں ہی میں باقی رہا۔

شعر

خانہ خالی کن دِلا تا منزلِ جانان شود	کین ہوسناکان دِل وجان جائے دیگر کردہ اند

دیگر

در دِل میکشاید چشم از اغیار پوشیدن	کلیدِ قفلِ دِل باشد نگہ بر خویش دُزدیدن

مگر اہنکار کا جو خاصۂ طبعی سے پیدا ہوا ہے بغیر ابھیاس یعنی شوق کے دور ہونا محال ہے اور ابھیاس بھی ایک قسم کا دہرم یعنی عمل ہے پس اب دریافت کرنا چاہیئے کہ وہ کونسا عمل ہے جسے عمل نکمنا چاہیئے وہ حرکت پران یعنی نفس کی ہے جو خود بخود دہر انسان میں بلا کوشش جاری ہے اور جسکو پران دایان یعنی نفس بالا دیان کہتے ہیں وہ کسی کا فعل نہیں ہے قدرت کا فعل ہے اِسی کی تحقیقات کے لئے وید اور کتب دیگر مذاہب تصنیف ہوئیں اور قواعد جگ تپ کرم اوپاسنا دھیان جوگ اور سانکھ قایم کئے گئے اور ورود وظائف مقرر کئے گئے مگر اِس کا عقدہ بغیر اِس عمل کے جو عمل نہیں کہا جا سکتا اور جس کی ضمیر کا یہ منتر شاہد ہے حل نہوا۔ وید اور اونپشد وغیرہ اِسی رمز کی تشریح میں طوالت کے ساتھ طرح طرح کے بیانات درج ہوئے ہیں مگر نکتہ کے سمجھنے میں آنے سے عقل حیران ہو جاتی ہے اِس واسطے اِس صحیفہ متبرک میں جو حیرانی کا دور کرنیوالا ہے

یہ منتر شکتی منتر قرار پایا ہے یہی انتہائے ادراک اِنسانی ہے اور حل کرنے والا سربستہ
عقدوں کا ہے اِسکی طریقت منترت سادھنا اجپا جاپ سن دھیان ناسا گردرتیچی دھیان
وغیرہ اگلے ادھیاؤں میں بیان کئے جائینگے گو اور طریقوں سے آخر میں اِسی کمال پر پہونچتے
ہیں مگر بہت سرگردانی و پریشانی کے بعد آخر منزل سب کی یہی قدرتی طریقہ ہے چونکہ یہ
رمز باریک ہے اہل دانش کے سمجھنے کے لئے ایک روایت تو منجملہ درج کی جاتی ہے
ایک راجہ واسطے تحصیل کرنے برہم ودیا کے ایک رکھیشر کے پاس گیا رکھیشر نے پوچھا
کہ اگر میں برہم ودیا بتاؤں تو تو اوسکے عوض مجھے کیا دیگا راجہ نے جواب دیا کہ میرا
راج لیلو رکھیشر نے کہا راج دراصل تیرا نہیں۔ اوسکے قابض گذشتہ راجگان تھے اور آیندہ
تیری ہی اولاد کا حق ہے اور وہ بھی ایک خدمت ہے اوسے لیکر میں کیا کروں گا جو مال و
اسباب ہے وہ سلطنت کا سامان اور رعایا کی بہبودی کا سرانجام ہے۔ تب راجہ
نے کہا کہ میرا جسم لیلو رکھیشر نے کہا کہ اوّل تو یہ جسم چرک گوشت اور استخوان وغیرہ کا بنا
ہوا اور ناپائدار ہے دوم ماں باپ کو اِس پر دعوئے فرزندی اور اولاد کو دعوئے ولدیت
اور بیوی کو دعوئے شوہری ہے یہ تو مجھے کیونکر دیسکتا ہے تب راجہ خواب غفلت سے
بیدار ہوا اور اوس نے خیال کیا کہ میرا تو کچھ بھی نہیں ہے (یعنی ترک انانیت ہوا) تب
اُس نے کہا کہ مجھے اپنا کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا بعد ازاں رکھیشر نے کہا کہ تیرا کچھ ہے بشرطیکہ
وہ مجھے دیدے اور پھر اوس کا استعمال نکرے تو میں برہم ودیا بتاؤنگا۔ راجہ نے کمال شوق
سے کہا جو مانگو میں دینے کو تیار ہوں۔ رکھیشر نے کہا اپنا چت مجھے دیدے راجہ نے
حسب قول فوراً چت کا سنکلپ کر دیا تب رکھیشر اوٹھکر وہاں سے چلدیا۔ راجہ کو دل میں
حیرت ہوئی کہ میں نے تو حسب اقرار اپنے چت کا سنکلپ کر دیا مگر رکھیشر نے برہم ودیا
نہ بتائی مگر بغور پیدا ہوئے اِس خیال سے راجہ نے سوچا کہ بغیر چت کے خیال کا پیدا ہونا
ممکن نہیں اور چت میں دیچکا ہوں اب اِس سے کوئی دخل کرنا خلاف معاہدہ ہے بس

خاموش بیٹھ گیا اور ایسے سکون کی حالت میں رہا کہ خیال کو وسعت پیدا ہونے کی نہ ملی جب تین دن اِس طرح پر گذر گئے تب رکھیشر جس کا یہ فعل صرف راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے واسطے تھا وہاں پر آیا اور اوس نے راجہ کو مستقل و مطمئن بیٹھا پایا اور وہ آفریں کرکے لب کشا ہوا اگر راجہ بسبب معاہدہ جواب دینے سے معذور رہا کہ چت سے فعل کرنا جایز نہ تھا تب رکھیشر نے اوسکے بطون سے آگاہ ہو کر یوں کہا کہ اے راجہ تو اپنا چت مجھے دے چکا ہے اور اب وہ میرا ہے میرے چت سے میرے سوال کا جواب دے ازان بعد برہم ودیا تلقین کی فی الحقیقت "سب دہرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آؤ" اسی کیفیت قلب کا بیان ہے یعنی چت کی حرکت روکنے سے سب دہرموں کا تیاگ ہو جاتا ہے

अहंत्वां सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि माशचेति कीलकम् ॥ ३ ॥

(۳) کیلک منتر (کلید معرفت) میں تجھے سب پاپوں سے آزاد کر دونگا تو فکر نکر جب حسب ہدایت بیج منتر کے اپنی جہل و نادانی کی حالت سے آگاہ و واقف ہو کر طالب بموجب شکتی منتر عامل ہوگا تب وہ واہمات سے رہائی پاکر ذات میں وصل ہوگا۔ یہ اقرار واجب الوجود کا ہے جو اِس میں شک و شبہ کریگا بیشک گرفتار واہمات رہیگا۔

رُباعی

تاآنکہ سوائے حق بدانی خود را
در ظاہر و باطنت نیابی جز حق
غافل ز بقائے حق بدانی خود را
ہرگاہ کہ جائے حق بدانی خود را

अथ न्यासः

ذیل کے چھ منتر کرناس کے ہیں۔ کرناس کا اشارہ طرف اون تصورات کے ہے جو شاغل کو اپنے انھہ کرن یعنی قلب میں قایم کرنے چاہئیں اور جنکا بیان ذیل میں درج ہے

नैनं छिंदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः इत्यं गुष्टा भ्यांनमः॥१॥

नयैनं क्लेदयंत्यापो नशोषयति मारुतः इति तर्जनी भ्यांनमः॥२॥

अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमक्लेद्योऽशोष्य एव च इति मध्यमाभ्यां नमः ॥ ३ ॥
नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलोऽयं सनातनः इत्यनामिकाभ्यां नमः ॥ ४ ॥
पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रशः इति कनिष्ठकाभ्यां नमः ॥ ५ ॥
नाना विधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतीनि चेति करतलकरपृष्ठाभ्यां नमः ॥ ६ ॥

(۱) اس جان کو نہ ہتیار کاٹتے ہیں نہ آگ جلاتی ہے — شمار انگوٹھہ پر
(۲) نہ اسکو پانی گلاتا ہے اور نہ ہوا خشک کرتی ہے — " انگشت سبابہ پر
(۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے نہ جل سکتی ہے نہ گل سکتی ہے اور نہ خشک ہو سکتی ہے — " " وسطی پر
(۴) یہ لازوال محیط - قایم بالذات - ساکن اور قدیم ہے — " " بنصر پر
(۵) ارجن دیکھہ میرے روپ سیکڑوں بلکہ ہزاروں — " " خنصر پر
(۶) طرح طرح کے عجایبات اور رنگارنگ کے جلوے — " دست بدست پر

شروع کے چار منتر دوسری ادہیا کے منتر نمبر ۲۳ و ۲۴ کے نصف نصف حصے ہیں اور اخر کے دو منتر گیارہویں ادہیا کے پانچویں منتر میں مشمول ہیں - اور وہاں سے اختصار کرکے بصورت کرنیاس یہاں لائے گئے تاکہ انکے اصول روزمرہ کے وردو مزاولت سے طالب کے قلب پر منقش ہو کر اخلاقی ہمت اور عقل سلیم پیدا کرتے ہیں اور علم معاد کی طرف اوسکی توجہ دلاتے ہیں
اوپر کے چھہ منتروں کے اول نصف حصے بطور انگناس ذیل میں مکرر لکھے جاتے ہیں -

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि इति हृदयाय नमः ॥ १ ॥
न चैनं क्लेदयन्त्यापो इति शिरसे स्वाहा ॥ २ ॥
अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमिति शिखायै वषट् ॥ ३ ॥
नित्यः सर्वगतः स्थाणुरिति कवचाय हुं ॥ ४ ॥
पश्य मे पार्थ रूपाणि इति नेत्रत्रयाय वौषट् ॥ ५ ॥

नाना विधानि दिव्यानि इत्यस्याय कद ॥६॥

(۱) اس کو ہتیار نہیں کاٹتے ہیں	ہردے یعنی قلب میں تسلیم
(۲) اور نہ اسکو پانی گلاتا ہے	پیشانی میں ″
(۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے اور نہ جل سکتی ہے	ام الدماغ میں ″
(۴) لازوال۔ محیط اور قایم بالذات ہے	دو نو بازو پہ ″
(۵) ارجن دیکھ میرے روپ کو	آنکھوں سے ″
(۶) طرح طرح کے عجائبات	جذبہ اشراق میں ″

آجکل جو عمل کارروائی کرن نیاس اور انگنیاس کی پوجا کرتے ہوئے ہوتی ہے اوس میں بموجب ان اشاروں کے پوجا کرنے والے کو منتر پڑھنے کے وقت ہدایت ان اعضاء پر ہاتھ رکھنے کی ہوتی ہے اور اس فعل کی غرض اور مراد مطلق دریافت نہیں کہ کیا ہے جسوقت علم توحید کی ہند میں روشنی تھی اور علوم باطنی کا چرچا تھا اوس زمانہ میں یہ مختصر عمل ظاہری طالبان کے واسطے قایم کیا گیا تھا کہ اِس کے مزاولت سے اونکو کشائش باطنی حاصل ہوئے اِن علامات کا شمار انگوٹھے وغیرہ پر بجاتے مالا کے دانوں کے ہے اور اشارہ طرف تصور باطنی کے ہے جو اندرونی قوتوں سے متعلق ہے یعنی جس جس منتر کو پڑہے ساتھ ہی اوسکے اندر اوس مقام پر وہ تصور قایم کرتا جاوے۔ جو مختلف مقامات قلب پیشانی ام الدماغ وغیرہ اوپر بیان ہوئے ہیں اِسوقت کے رہنما اب صرف وہاں پہ ہاتھ رکھا دیتے ہیں معنی و مراد اسکی نہیں جانتے۔

ہردے۔ اکاس یعنی خلا ہے جسکو تلوار قابلیت قطع کرنے کی نہیں رکھتی ہے وہاں پر یہ صفت خلا کی تمیز ہوئی ہے۔

پیشانی۔ بھی جائے تصور ہے چونکہ یہ مادہ افزایش و تولید خیالات کا ہے وہاں پر تصور قایم کرنے والے کو اثر اوس کا نہیں پہونچتا یعنی سلسلہ خیالات اور واہمات کا بند ہوجاتا ہے

اُم الدماغ جائے تصور خاص ہے اِسکی علمی بلندی اِسقدر ہے کہ وہاں نہ ہتیار اور نہ

ہنگ کا اثر پہونچ سکتا ہے
دونوں بازو علامت وقت کے ہیں اور جا کی صفت فنا سے بہ تر اور محیط اور قایم بالذات ہونا ثابت کرتی ہیں
آنکھہ بنش کا آلہ ہے اس سے جان کے کرشن محیط اور بسیط نظر آتے ہیں
جذبہ اشراق کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اس میں نادر جلوے انہو کے جو کہ ایک کیفیت حال ہے نظر آتے ہیں ہندوستان اور دیگر ملکوں میں طالبان حق تصورات خاکی آبی بادی آتشی شمسی اور نیز غوثیہ دہیان کا شغل کیا کرتے تھے تاکہ صفائی قلب نا بر حصول علم معرفت حاصل ہو اس طریقت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے اون سب طریقوں کا اصل اصول آگیا ہے اسکے عامل کو اون اشغال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ وہ تصورات بصورت جلی ہیں اور یہ بصورت خفی ہے -

श्री कृष्ण प्रीत्यर्थे जपे विनि योगः॥अथ ध्यानम्

شری کرشن کی صدق محبت کے لئے جپ کرنیکا ارادہ کرکے۔ تصور (مندرجہ ذیل کرنا چاہئے)

पार्थाय प्रति बोधिता भगवता नारायणे न स्वयं।
व्यासे न ग्रथितां पुराण मुनिना मध्ये महा भारते॥
अद्वैतामृत वर्षिणीं भगवती मष्टादशा ध्यायिनी।
अंबत्वा मनसा दधामि भगवद्गीते भवद्वेषिणीम्॥१॥

(۱) جس (بھگوت گیتا) کے اصول کرشن بھگوان نے خود ارجن کو تلقین کئے اور جسکو پراچین منی بیاس نے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا۔ توحید کا آب حیات جس سے برستا ہے اور جو اٹھارہ ادھیاے پر منقسم ہے اور سنسار کا اگیان دور کرتی ہے ایسی مادر مہربان کو میں اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔
شری مد بھگوت گیتا کے اصول شری کرشن بھگوان نے آپ جنگ مہابھارت کے موقع پر

ارجن کو تلقین کئے اور شری بید دیاس مہاراج نے اونھیں ضمیروں کو تصریح کے ساتھ
منظوم کر کے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا چونکہ اِن اٹھارہ ادھیاؤں میں پچھلے محققوں نے
علم حقیقت کا لُبِ لُباب بھرا پایا تھا لہٰذا اون کو اوس کتاب سے منتخب کر کے یہ دیباچہ
اوس پر لکھا تھا اور عملی طریقت تصوّر و شغل کی لکھدی تھی ادھیاؤں کے استعارے اور محاو
دیباچہ سے مختلف پائے جاتے ہیں یعنی اون میں قدامت زمانہ اور دیباچہ سے زمانہ حا
کا کلام ہونا ثابت ہوتا ہے جس میں لکھنے والا شری وید ویاس مصنف کی اِسطور پر تعریف کرتا ہ

नमो ऽस्तुते व्यास विशाल बुद्धे फुल्लारविंदायत पत्र नेत्र ॥
येनत्वया भारत तैल पूर्णः प्रज्वालितो ज्ञान मयः प्रदीपः ॥ २॥

(۲) نمسکار ہے آپ کو ویاس روشنضمیر جنکی آنکھیں کھلے ہوئے کنول کے دراز برگ کی
مانند ہیں اور جنہوں نے کتاب مہابھارت کے روغن سے بھرا ہوا معرفت کا چراغ
روشن کیا ہے۔

شری وید ویاس کی بزرگی اور عظمت نہ صرف ہندوستان میں تسلیم ہوتی ہے بلکہ ملک یونان
کے فلسفہ دانوں نے اِنکے شاگردوں سے علم الٰہی و فلسفہ حاصل کیا ہے حضرت داراشکو
لکھتے ہیں "کلام راحت انجام حق اساس حقیقت شناس معرفت بیقیاس وحدت مماس محرم ا
خاص الخاص سوامی بیاس کہ تعریفش از ہرچہ گویند افزوں و توصیفش از ہرچہ نویسند خارج
بیرون است چنانچہ حکیم اول افلاطون کہ شہرۂ آفاق و ممتاز حکمائے عرب و عجم بودہ باوج
انواع حکمت بحکمت اشراقیہ سرفرازی داشت در شاگردی کمترین شاگردان کہ ہم ہندی
حکیم بس بزرگ گذشتہ است و افلاطون در کتب مولفۂ خود وصف کمالاتش را بدرجہ کمال لا
مفصل بقلم آوردہ و این مرشدش مریدے از سلسلہ مریدان سوامی بیاس است در جۂ بزر
ازینجا تصور نمایند کہ بچہ درجہ خواہد بود"

اوکی تصنیف کتاب مہابھارت بمنزلہ روغن کے ہے اور صحیفہ شری مدبھگوت گیتا چراغ معر

ہے جسکو اونہوں نے فلسفہ ویدانت کی آتش سے روشن کردیا ہے

प्रपन्न पारिजाताय तोत्र वेत्रैक पाणये ॥

ज्ञान मुद्राय कृष्णाय गीतामृत दुहे नमः ॥ ३॥

(۳) سری کرشن مہاراج کو نمسکار ہے جو کہ بمنزلہ درخت طوبیٰ ہیں۔ تازک چھڑی جنکے ایک ہاتھ میں ہے جو اشارات سے گیان سمجھاتے ہیں اور گیتا کا آب حیات جنھوں نے نکالا ہے طوبیٰ ایک فرضی درخت ہے جسکا مقام سُرگ میں بتاتے ہیں۔ سُرگ وہ مقام ہے جہاں وسوسات نہوں جہاں وسوسات نہیں وہ قلب بے پندار ہے جس قلب سے پندار جاتا رہا اوسکی ہر وقت ہر مُراد حاصل ہے پس جو طالب صادق اور اہل ارادت ہیں وہ ہرگز نامُراد نہیں رہتے کرشن مہاراج کل عالم کو برہم ودیا تلقین کرنے والے اور گرو ہیں۔ اور کل علوم مثل دائروں کے ہیں جو اونکے نقطۂ علم کے گرد کھینچے ہیں اور وہ کل دائرہ علم پر محیط ہیں۔ گیتا بیشک وہ امرت ہے جس کا پینے والا حیات ابدی پاتا ہے اور خوف مرگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा गोपालनन्दनः ॥

पार्थो वत्सः सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥ ४॥

(۴) سب اونپشد (بمنزلہ) گئو کے ہیں۔ کرشن دوہنے والے۔ ارجن تیز فہم بچھڑا پینے والا اور گیتا کا عمدہ آب حیات دودھ ہے۔

اس سے ثابت ہے کہ بھگوت گیتا ویدونکے تمام اونپشدوں کا خلاصہ اور اول منتر سے ظاہر ہے کہ کرشن بھگوان نے انہیں اونپشدوں کا خلاصہ ہے اُصول ارجن کو بوقت جنگ مہابھارت تلقین کیا تھا یس اونپشد اور تلقین کرشن بھگوان اور شری وید ویاس کی منظوم گیتا ایک ہی ضمیر اور اُصول رکھتے ہیں۔ گویا اونپشد بمنزلہ گئو۔ گیتا بمنزلہ اوسکے دودھ اور تلقین کرشن بھگوان بمنزلہ گھی کے ہے۔

वसुदेव सुतं देवं कंस चाणूर मर्दनम्

देवकी परमानन्दं कृष्णं वंदे जगद्गुरुम् ॥५॥

(۵) وسودیوجی کے فرزند۔ دیوتا۔ کنس اور چانور کے مارنے والے۔ دیوکی کو راحت دینے والے۔ جگت کے گرو کرشن کو نمسکار کرتا ہوں۔

भीष्म द्रोणतटा जयद्रथजला गांधारनीलोत्पला।

शल्यग्राहवती कृपेण वहनी कर्णेन वेलाकुला॥

अश्वत्थाम विकर्ण घोर मकरा दुर्योधनावर्तिनी।

सोत्तीर्णा खलु पांडवैः कुरु नदी कैवर्तकः केशवः॥६॥

(۶) بھیشم اور درون جسکے کنارے ہیں اور جیدرتھ جل ہے۔ گندھاری کے بیٹے جس میں نیلے کنول ہیں اور شلیہ ناکہ ہے کرپاچاری جسکی سیلانی اور کرن تلاطم ہے اشوتھاما اور وکرن جس میں خوفناک نگر ہیں اور دریودھن بھنور ہے اُس کوروں کی ندی سے کرشن جی کی ملاحی کی بدولت پانڈو کی کشتی پار ہوئی۔

اِن منتروں میں مصنف نے طاقت کوروان کو ایک ندی فرض کیا ہے اور اونکے لشکر کے سرداروں کو اوس کا شاعرانہ تلازمہ باندھا ہے۔

पाराशर्य्यवचः सरोजममलं गीतार्थ गंधोत्कटं।

नानाख्यानक केसरं हरिकथा संबोधिनाबोधितं॥

लोके सज्जन षट्पदै रहरहः पेपीयमानं मुदा।

भूयाद्भारत पङ्कजं कलिमलः प्रध्वंसिनः श्रेयसे॥७॥

(۷) جو پراشر جی کے فرزند (وید ویاس جی) کے کلام کے تالاب میں لگا ہوا اور گیتا کے معنی جسکی تیز خوشبو ہیں طرح طرح کے بیانات جس میں مثل کیسر کے ہیں۔ توصیف ذات کے الفاظ سے جو کھلا ہوا ہے اور دنیا میں نیک انسان مثل بھونروں

کے شوق سے جیکے (رس) کو روزمرہ پیتے ہیں وہ مہابھارت کا کنول کلجگ کی تاریکی کا دور کرنے والا ہماری بہتری کا سبب ہو۔

مخفی نرہے کہ جو طریقے واسطے حصول علم الوہیت کے زمانہ سابق میں تھے اونکا اس زمانہ میں تکمیل پانا محال ہے۔تپ جگ اوپاسنا کرم کانڈ اور یوگ ترتیا اور دواپر تک محدود رہے کلجگ میں صرف بھکتی یعنی عشق حقیقی سب سے بہتر وسیلہ ہے مقولہ کبیر صاحب۔

نیارہ انیارا ہوت ہے جگ جگ کا بیوہار سیوا ہوم اوپاسنا عمل ترتیا بیچ		ہر جاتپ ست جگ بکہے دواپر جگ اوہار کلجگ میں بھکتی بھی کیا اوتم کیا بیچ	

اوتار شری کرشن جی کا یعنی نزول واجب الوجود کا جسم انسانی میں اسی غرض سے ہوا تھا کہ علم ذات کو جو بوجہ انقلاب زمانہ مستور ہو گیا تھا پھر ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ یہ بھگوت گیتا کا فرمان خاص ذات نامتناہی سے جاری ہوا ہے تاکہ زمانہ آئندہ میں جو طالبان حق ہوں وہ اس منشور عالی کو حرز جان بناکر ذات بحت کے ادراک سے حیات اَبَدی پاویں۔

मूकं करोति वाचालं पंगु लंघयते गिरिम् ॥
यत्कृपा तमहं वन्दे परमानन्द माधवम् ॥ ८ ॥

(۸) جس کی قدرت گونگے کو بولنا سکھاتی ہے اور لنگڑے سے پہاڑ عبور کراتی ہے اوس پرمانند سروپ کرشن بھگوان کو نمسکار کرتا ہوں۔

نفس گونگا تھا قوت نطق نے اوسکو ناطق بنایا عقل کے پاؤں نتھے علم کی قوت نے اوسکو تمام مشکلات پر عبور کرایا۔

यं ब्रह्मा वरुणेन्द्र रुद्र मरुत स्तुन्वंति दिव्यैस्तवै।
वैदैः सांगपदक्रमोप निषदै गायंतियं सामगाः ॥
ध्यानावस्थित तद्गतेन मन सापश्यंतियं योगिनो।
यस्यांतं नविदुः सुरासुरगणा देवाय तस्मैनमः ॥ ९ ॥

वसुदेव सुतं देवं कंस चाणूर मर्दनम्
देवकी परमानन्दं कृष्णं वंदे जगद्गुरुम् ॥५॥

(۵) وسودیوجی کے فرزند۔ دیوتا۔ کنس اور چانور کے مارنے والے۔ دیوکی کو راحت دینے والے۔ جگت کے گرو کرشن کو نمسکار کرتا ہوں۔

भीष्म द्रोणतटा जयद्रथजला गांधारनीलोत्पला।
शल्यग्राहवती कृपेण वहनी कर्णेन वेलाकुला॥
अश्वत्थाम विकर्ण घोर मकरा दुर्योधनावर्तिनी।
सोत्तीर्णा खलु पांडवैः कुरुनदी कैवर्तकः केशवः॥६॥

(۶) بھیشم اور درون جسکے کنارے ہیں اور جیدرتھ جل ہے۔ گندھاری کے بیٹے جس میں نیلے کنول ہیں اور شلیہ ناکہ ہے کرپاچاری جسکی سیلانی اور کرن تلاطم ہے اشوتھاما اور وکرن جس میں خوفناک نگر ہیں اور دریودھن بھنور ہے اُس کوروں کی ندی سے کرشن جی کی ملاحی کی بدولت پانڈو کی کشتی پار ہوئی۔

اِن منتروں میں مصنف نے طاقت کوروان کو ایک ندی فرض کیا ہے اور اونکے لشکر کے سرداروں کو اوس کا شاعرانہ تلازمہ باندھا ہے۔

पाराशर्य्यवचः सरोजममलं गीतार्थ गंधोत्कटं।
नानाख्यानक केसरं हरिकथा संबोधिनाबोधितं॥
लोके सज्जन षट्पदैरहरहः पेपीयमानं मुदा।
भूयाद्भारत पङ्कजं कलिमलः प्रध्वसिनः श्रेयसे॥७॥

(۷) جو پراشرجی کے فرزند (وید ویاس جی) کے کلام کے تالاب میں لگا ہوا اور ابھرا ہے گیتا کے معنی جسکی تیز خوشبو ہیں طرح طرح کے بیانات جس میں مثل کیسر کے ہیں۔ توصیف ذات کے الفاظ سے جو کھلا ہوا ہے اور دنیا میں نیک انسان مثل بھونروں

کے شوق سے جسکے (رس) کو روزمرہ پیتے ہیں وہ مہابھارت کا کنول کلجگ کی تاریکی کا دور کرنے والا ہماری بہتری کا سبب ہو۔

مخفی نرہے کہ جو طریقے واسطے حصول علم الوہیت کے زمانہ سابق میں تھے اونکا اِس زمانہ میں تکمیل پانا محال ہے۔ تپ جگ اوپاسنا کرم کانڈ اور یوگ تریتا اور دواپر تک محدود رہے کلجگ میں صرف بھکتی یعنی عشق حقیقی سب سے بہتر وسیلہ ہے بمقولہ کبیر صاحب۔

نیارہ اپنا رہا ہوت ہے جگ جگ کا بیوہار سیوا ہوم اوپاسنا عمل تریتا پیچ		اچر چاتپ ست جگ بکھے دواپر جگ ادہار کلجگ میں بھکتی بھی کیا اوتم کیا پیچ

اوتار شری کرشن جی کا یعنی نزول واجب الوجود کا جسم انسانی میں اِسی غرض سے ہوا تھا کہ علم ذات کو جو بوجہ انقلاب زمانہ مستور ہو گیا تھا پھر ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ یہ بھگوت گیتا کا فرمان خاص ذات نامتناہی سے جاری ہوا ہے تاکہ زمانہ آئندہ میں جو طالبان حق ہوں وہ اِس منشور عالی کو حرز جان بنا کر ذات بحت کے ادراک سے حیات ابدی پا دیں۔

मूकं करोतिवाचालं पंगु लंघयते गिरिम् ॥
यत्कृपा तमहं बन्दे परमानन्द माधवम् ॥ ८ ॥

(۸) جس کی قدرت گونگے کو بولنا سکھاتی ہے اور لنگڑے سے پہاڑ عبور کراتی ہے اوس پرمانند سروپ کرشن بھگوان کو نمسکار کرتا ہوں۔
نفس گونگا تھا قوت نطق نے اوسکو ناطق بنایا عقل کے پاؤں نتھے علم کی قوت نے اوسکو تمام مشکلات پر عبور کرایا۔

यंब्रह्मा वरुणेन्द्र रुद्र मरुत स्तुन्वंति दिव्यैस्तवै।
वेदैः सांगपदक्रमोप निषदैर्गायंतियं सामगाः ॥
ध्यानावस्थित तद्गतेन मन सापश्यंतियं योगिनो।
यस्यांतं नविदुः सुरासुरगणा देवाय तस्मैनमः ॥ ९ ॥

(۹) جسکی برہما - ورون - اندر - رودر - مرت عمدہ عمدہ تعریفوں سے استوتی کرتے ہیں اور سام وید کے گانے والے انگ پد - کرم کے ساتھ وید اور اونپشد جسکی (حمد میں) گاتے ہیں اور یوگی دھیان میں قایم ہوکر اور اوس میں دل لگاکر جسکو مشاہدہ کرتے ہیں - جسکی حقیقت نیک کردار اور بد کردار انسانوں نے نہیں جانی ہے اوس (کرشن) دیو کو نمسکار ہے

ان اسماء سے اُن قوتوں کی طرف اشارہ ہے جن کو عارفوں نے علم اشراق سے دریافت کیا ہے یہ سب ذات نا متناہی کی صفات ہیں جنکو لوگوں نے اپنے خیال کے موافق مجسّم قرار دے رکھا ہے - انگ - پد اور کرم - اصطلاحی الفاظ ہیں - انگ کے معنی جزو وید - پد کے معنی کلمہ اور کرم کے معنی قرات یعنی خاص الحان سے پڑہنا ہے -

شری وید ویاس مُنی علم توحید میں ایسے زبردست ہوئے ہیں کہ اونکی تشبیہ کے واسطے کوئی دوسرا وجود نظر نہیں آتا - وشسٹ جی مہارشی اونکے دادا اور شری پراشر سوامی انکے والد بزرگوار دونوں عارف کامل تھے - تخم علم وروحی نے اِن میں آکر تکمیل پائی تھی انکا کلام عین معقولات ہے اور کتب وید کا اصلی منشا ہے اونکے اصول کو اپنے خیالات سے محجوب کرنا انصاف سے بعید ہے اور اوس میں روحیک دھیانک کو دخل دیکر معنی کو بدل دینا خلاف عقل ہے یہ صحیفہ فیض عام ہے جو اونہوں نے نہ صرف اہل ہند بلکہ تمام دنیا کے واسطے بخشا ہے اور کلام علوی ہی ہو سکتا ہے جو سب جگہہ اور سب پر حاوی ہو اور ہمیشہ یکساں رہے -

رباعی

حق جانب آنہلست کحق میگویند	بعضے گویند ما سوا چیزے نیست	بعضے بر دہ کحہ رہے سے پویند	قومے بہ نماز و روزہ حق میجویند

ادہیائے اول ارجن وشاد (پہلا ادہیائے)

धृतराष्ट्र उवाच - धर्मक्षेत्रे कुरुक्षेत्रे समवेता युयुत्सवः॥

मामकाः पाण्डवाश्चैव किमकुर्वत संजय॥१॥

دھرتراشٹر نے سوال کیا (اے سنجے ہمارے اور پانڈو کے طرف والوں) نے

دہرم بھومی کورچھیتر میں یار اودھ جنگ جمع ہوکر کیا کیا۔

	ترجمہ نظم	
جنگ کوروچھیتر کا سنجے بیان کر ماجرا		پانڈو کوروں نے اوس بھومی میں جاکر کیا کیا

راجہ دہرت راشٹر اور راجہ پانڈو دو بھائی تھے مگر راجہ دہرت راشٹر نابینا تھے پس راجہ پانڈو کو سلطنت ملی تھی راجہ پانڈو کی وفات کے بعد دریودھن دہرت راشٹر کا بڑا بیٹا کاروبار سلطنت کیا کرتا تھا اوس نے حق اپنے چچازاد بھائیوں یعنی اولاد پانڈو کا جو کہ اصلی حق دار تھے دغا سے چھین لینا چاہا اور اونکو اذیت پہونچائی اِس بنائے حق پر مخاصمت پیدا ہوکر جنگ مہابھارت وقوع میں آئی اِس موقعہ پر دہرت راشٹر کا سوال اپنے رتھبان بوجہ نابینا ہونے کے ہوا ہے۔

संजय उवाच - दृष्ट्वातु पांडवानीकंव्यूढं दुर्योधनस्तदा ।
आचार्य मुपसंगम्य राजा वचन मब्रवीत ॥२॥

سنجے نے بیان کیا (۲) کہ پانڈو کی فوج کو آراستہ دیکھکر راجہ دُریودھن نے جاکر اوستاد سے اوس وقت یہ الفاظ کہے۔

دیکھتے ہی پانڈو کی فوج کو آراستہ		راجہ دُریودھن نے چھیڑا دروسے یہ تذکرہ

पश्यैतां पाण्डु पुत्राणा माचार्य महतींचमूं ॥
व्यूढां द्रुपद पुत्रेण तव शिष्येण धीमता ॥ ३॥

(۳) اے اوستاد پانڈوں کے اِس لشکر عظیم پر نظر کیجیے جس کو درو پد کے پسر آپکے خردمند شاگرد نے آراستہ کیا ہے۔

لشکر غدار کو ان پانڈو کے دیکھئے		منتظم ہیں جس کے عالی فہم شاگرد آپکے

अत्र शूरा महेश्वासा भीमार्जुन समायुधि।
युयुधानो विराटश्च द्रुपदश्च महारथः ॥४॥

धृष्टकेतुश्चेकितान काशिराजश्च वीर्यवान् ॥
पुरुजित कुंति भोजश्च शैव्यश्च नरपुंगव :॥५॥
युधामन्युश्च विक्रांत उत्तमौजाश्च वीर्यवान् ॥
सौभद्रो द्रौपदेयाश्च सर्व एव महारथा :॥ ६ ॥

(۴) اِس پانڈو کے لشکر میں دلاور اور بڑی بڑی کمان رکھنے والے اور جنگ میں بھیم اور ارجن کے ہم پایہ یویودہان - ویراٹ - مہارتھی دروپد

(۵) دہرشٹ کیتو - چیکتان - زبردست کاشی راج - پورجت - کنتی بھوج - شیوی - منتخب دلاوران -

(۶) دلیر یدہامنیو - زور آور اُتم اوجا - سوبھدر - اور دروپد کے بیٹے جو سب مہارتھی ہیں (شامل ہیں)

بھیم اور ارجن کے ہمسر ہیں یا وہ ہراتنے جوان	یویودہان - ویراٹ - دروپد کا معزز خاندان
دہرشٹ کیتو - کاشی راج اور چیکتان صف شکن	شیئو - کنتی بھوج - پورجت - نام آور تیغ زن
اُدتم اوجا صاحب ہمت - یدہامنیو جبری	دروپد و سوبھدر کی کینے کے سب مہارتھی

अस्माकंतु विशिष्टाये तान्निबोध द्विजोत्तम :॥
नायका मम सैन्यस्य संज्ञार्थंतान्ब्रवीमिते ॥७॥

(۷) اے واجب التعظیم برہمن جو ہم میں سے معزز ہیں اور میری فوج کے سردار ہیں اُنسے واقف ہوجئے آپ کی واقفیت کے لئے اونکے (نام) بیان کرتا ہوں -

جو دلاور میرے لشکر میں بہت مشہور ہیں	اونکے اسمائے گرامی ذیل میں مذکور ہیں :-

भवान् भीष्मश्च कर्णश्च कृपश्च समितिंजय :॥
अश्वत्थामा विकर्णश्च सौमदत्तस्तथैवच ॥ ८ ॥

(۸) آپ - بھیشم - کرن - کرپاچاری - ستہنے اشوتھاما - وکرن - اور نیز بسیر سومدت

آپ بھیشم ستنجے اور کرپاچاریہ کرن | | اشوتھاما سودت عالی خود راجہ وکرن

अन्ये च वहवः शूरा मदर्थे त्युक्त जीवत्ताः ॥
नाना शस्त्र प्रहरणाः सर्वे युद्ध विशारदाः ॥ ९ ॥

(۹) (انکے علاوہ) اور بہت سے جوانمرد ہیں جو میرے واسطے جان دینے والے اور ہر طرح کے ہتیار چلانے والے ہیں اور تمام فنون جنگ میں طاق ہیں۔

اور بہت سے جاں نثاری کے ہنر میں طاق ہیں | | اسلحہ ہائے مختلف کے جنگ میں مشاق ہیں

अपर्याप्तं तदस्माकं वलं भीष्माभि रक्षितं ॥
पर्याप्तं त्विद मेतेषाम वलं भीमाभि रक्षितं ॥ १० ॥

(۱۰) ہماری فوج زیر حکم بھیشم کے زبردست ہے انکی فوج ماتحت بھیم کے زیردست ہے

میری اعلیٰ فوج کا بھیشم سپہ سالار ہے | | بھیم اونکی پست ہمت فوج کا سردار ہے

अयनेषु च सर्वेषु यथा भाग मव स्थिताः ॥
भीष्ममेवाभि रक्षन्तु भवंतः सर्व एवहि ॥ ११ ॥

(۱۱) تم سب جو جہاں کھڑے ہو اور جس صف میں ہو بھیشم کا ساتھ دو۔

جو دلاوراج صف آرا ہیں میری فوج کے | | اونکو بھیشم کی مدد واجب ہے دل اور جان سے

तस्य संजयन्हर्षं कुरु वृद्धः पितामहः ॥
सिंह नादं विनद्योच्चैः शंखं दध्मौ प्रतापवान् ॥ १२ ॥

(۱۲) کوروؤں کے بزرگ جد امجد صاحب جلال بھیشم نے زور سے شیر کی سی بلند آواز رکھنے والا سنکھ بجایا جوکہ اوس (دریودھن) کے دل میں جوش ہمت پیدا کرتا تھا۔

بوڑھے بھیشم نے اب اوسکا جی بڑھانے کے لئے | | سنکھ کا نعرہ سنایا مثل غرّاں شیر کے

ततः शंखाश्च भेर्यश्च पणवानक गोमुखाः ॥
सह सैवाभ्य हन्यंत सशब्दस्तुमुलोभवत् ॥ १३ ॥

(۱۳) تب شنکھ۔ نقارہ پکھاوج ڈھول اور بگل کے ایکدفعہ ہی بجنے سے بڑا شور برپا ہوا۔

جھانجھ۔ نقارے۔ بگل۔ ناقوس ودف بجنے لگے | یکدم وہ دونوں لشکر شور وغل سے گونج اُ

तत: श्वेतैर्हयैर्युक्ते महति स्यंदने स्थितौ ॥
माधवः पांडवश्चैव दिव्यौ शंखौ प्रदध्मतुः ॥१४॥

(۱۴) اوسکے بعد کرشن اور ارجن نے ایک ایسے رتھ پر جس میں سفید گھوڑے جُتے
تھے سوار ہوکر اپنے اپنے نادر سنکھ بجائے۔

بعد ازاں سپید گھوڑوں کے عالیشان رتھ میں بیٹھ کے | کرشن و ارجن ہوگئے دمساز ایک ایک سنکھ س

पांचजन्यं हृषीकेशो देवदत्तं धनंजयः ॥
पौंड्रं दध्मौ महाशंखं भीमकर्मा वृकोदरः ॥१५॥

(۱۵) کرشن نے پانچ جن (شنکھ) ارجن نے دیودت اور مہیب الافعال بھیم نے پونڈر مہا شنکھ بجایا

نام جنکا پانچ جن اور دیودت مشہور تھا | ایک طرف بجنے لگا پونڈر بہادر بھیم کا۔

अनंत विजयं राजा कुंती पुत्रो युधिष्ठिरः ॥
नकुलः सहदेवश्च सुघोष मणि पुष्पकौ ॥१६॥
काश्यश्च परमेष्वासः शिखंडी च महारथः ॥
धृष्टद्युम्नो विराटश्च सात्यकिश्चापराजितः ॥१७॥
द्रुपदो द्रौपदेयाश्च सर्वशः पृथिवी पते ॥
सौभद्रश्च महाबाहुः शंखान्दध्मुः पृथक् पृथक् ॥१८॥

(۱۶) راجہ یدہشٹر پسر کنتی نے اننت بجے (شنکھ) نکُل اور سہدیو نے سگھوش اور منی پشپک (شنکھ
(۱۷) کاشی راج دراز کمان۔ مہارتھی شکھنڈی۔ درشٹ دیومن۔ وراٹ ستیاکی فاتح دشمناں
(۱۸) درودپد کے بیٹوں اور قوی بازو پسران سوبھدر نے ہر چہار طرف اے راجہ
دھرت راشٹر! اپنے اپنے شنکھ بجاتے۔

خوب گونجے نکل اور سہدیو کی پشپک سنکھ مِش
پھر گیا کانو نہیں ناقوس یدہشٹر کا خروش

بھلے والا شکھنڈی شیر بازو کاشی راج
ساتکی - ویراٹ اور درشٹدمن آتش مزاج

دروپد وسوبھدر کی کنبہ کے چھوٹے اور بڑے
شادمان تھے اپنے اپنے سنکھ کی آواز سے

सघोषो धार्त्तराष्ट्राणां हृदयानि व्यदारयत्॥
नभश्च पृथिवीं चैव तुमुलो व्यनुनादयन्॥

(۱۹) وہ شور و غل پسران دہرت راشٹر کا سینہ چاک کرتا تھا اور زمین و آسمان میں گونج گیا تھا۔

شور و غل سن سن کے کوروں کا جگر پھٹنے لگا:
یک بیک ارض و سما میں تہلکہ برپا ہوا

अथ व्यवस्थितान् दृष्ट्वा धार्त्तराष्ट्रान्कपिध्वजः॥
प्रवृत्ते शस्त्र संपाते धनुरुद्यम्य पांडव ॥२०॥
हृषीकेशं तदा वाक्य मिद माह मही पते ॥
अर्जुन उवाच - सेनयोरुभयोर्मध्ये रथं स्थापयमेऽच्युत ॥२१॥

(۲۰) اوسوقت دہرت راشٹر کے لشکر کو استادہ دیکھکر جنگ کے شروع ہونے پر کمان اوٹھاکر ارجن نے -

دیکھکر کوروں کو اپنے سامنے صف میں کھڑا
ہاتھ میں لیکر کمان جب کشت و خوں ہونے لگا

(۲۱) کرشن سے یہ الفاظ کہے کرشن تم میرے رتھ کو درمیان دونوں لشکروں کے ٹھہرادو۔

کرشن سے اے مہرباں اوسوقت ارجن نے کہا
وسط میں فوجوں کے میرے رتھ کو ٹھہرا دو ذرا

यावदेतान्निरीक्षेऽहं योद्धुकामानवस्थितान्॥
कैर्मया सह योद्धव्यमस्मिन्रणसमुद्यमे॥२२॥

(۲۲) تاکہ میں ان جنگجوؤں کو جو کھڑے ہوئے ہیں دیکھکر معلوم کروں کہ اس معرکہ جنگ

میں سبھے کن کن کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔

معرکے میں آج ہو گا جن سے میرا سامنا		تاکہ مجکو بھی خبر ہو کون ہیں وہ سورما

योत्स्य माना नवेक्षे ऽ हं यएते ऽत्र समागताः॥
धार्त्त राष्ट्रस्य दुर्बुद्धे र्युद्धे प्रिय चिकीर्षवः॥२३॥

(۲۳) اور اون بہادروں کو دیکھوں جو اِس معرکہ میں تیرہ عقل دریودہن کے مددگار بنکر آئے ہیں

جنکو دریودہن کی حشمت پر سمایا ہے جنون		میں بھی اون زور آوروں کو ایک نظر سے دیکھ لوں

संजय उवाच - एवमुक्तो हृषीकेशो गुडाकेशेन भारत॥
सेनयो रुभयोर्मध्ये स्थापयित्वा रथोत्तमम्॥२४॥
भीष्म द्रोण प्रमुखतः सर्वेषांच महीक्षिताम्॥
उवाच पार्थ पश्यैता न्समवेत्तान्कुरूनिति॥२५॥

(۲۴) سنجے نے کہا اے فرزند بھرت (دہرت راشٹر) جب ارجن نے کرشن سے یہ بات کہی تب اونہوں نے عالیشان رتھ کو دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑا کر کے (۲۵) بھیشم - درون اور سب راجاؤں کے سامنے ارجن سے کہا کہ تو اب اِس کوروؤں کی جماعت پر نظر کر

دونوں فوجوں کے مقابل آسکے رتھ کو روک کر بولے ارجن وہ ہے کوروں کی جماعت دیکھ لے		کرشن اتنی بات سنکر اسے شہ والا گہر درون بھیشم اور سرداروں کے صف کے سامنے

तत्रा पश्यत्स्थिता न्पार्थः पितृनथ पिता महान् ॥
आचार्यान्मातुला न्भ्रातॄ न्पुत्रा न्पौत्रा न्सखींस्तथा॥२६
श्वशुरा न्सुहृद श्चैव सेनयो रुभयो रपि॥
तान्समीक्ष्य सकौंतेयः सर्वा न्बन्धून वस्थितान्॥२७॥

(۲۶) ارجن نے باپ - دادا - گرو - ماموں - بھائی - بیٹے - پوتے - دوست -

(۲۷) خسر اور پیارونکو جو طرفین کی فوج میں اوس موقع پر موجود تھے دیکھا اور اون سب یگانوں کو موجود دیکھکر وہ بیسر کنتی

اوس نے دوڑا کر نظر دیکھا کہ یار واقربا دونوں جانب بے محابہ مستعد ہیں جنگ پر		باپ - دادا - بیٹے - پوتے - سمبندھی - گرو اور آشنا اور وہ اپنے گھر کی ساری صورتیں پہچانکر

कृपया परया विष्टो विषीदन्निद मब्रवीत ॥

अर्जुनउवाच- दृष्ट्वेमंस्वजनं कृष्ण युयुत्सं समुपस्थितं ॥ २८॥

(۲۸) (اونکی) غایت الفت کے سبب غمگین ہو کر کہنے لگا - اے کرشن ان اقربا کو جو جنگ پر آمادہ ہیں دیکھکر

انس کے جذبے میں گھبرایا ہوا کہنے لگا		دیکھکر اے کرشن اپنوں کا ارادہ جنگ کا

सीदंति मम गात्राणि मुखंच परि शुष्यति ॥

वेपथुश्च शरीरे मे रोम हर्षश्च जायते ॥ २९॥

(۲۹) میرے عضو سست ہوے جاتے ہیں - منہ خشک ہوتا ہے بدن کانپتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں -

میرے اعضا ٹوٹتے ہیں خشک ہوتا ہے دہن		رونگٹے ہوتے کھڑے ہیں تھرتھراتا ہے بدن

गांडीवं स्रंसते हस्ता त्वक् चैव परिदह्यते ॥

नचशक्नोम्य वस्थातुं भ्रम तीव च मेमनः ॥ ३०॥

(۳۰) گانڈیو (کمان) ہاتھ سے گری پڑتی ہے خون جوش کھاتا ہے کھڑا نہیں رہا جاتا اور دل بیقرار ہے -

خون الفت جوش زن ہے چھوٹی جاتی ہے کمان		بیٹھا جاتا ہے یہ دل پھرتا ہے آنکھوں میں جہان

निमित्तानिच पश्यामि विपरीतानि केशव ॥

नच श्रेयो नुपश्यामि हत्वा स्वजन माहवे ॥ ३१॥

(۳۱) کرشن مجھے آثار مخالف نظر آتے ہیں اور یگانوں کو جنگ میں مار کر کوئی فائدہ نہیں دیکھتا۔

کرشن آثار مخالف صاف آتے ہیں نظر		فائدہ حاصل نہو گا۔ بھائیوں کو مار کر

नकांक्षे विजयं कृष्ण नच राज्यं सुखानि च ॥
किंनो राज्येन गोबिंद किं भोगै जीवितेन वा ॥ ३२॥

(۳۲) کرشن میں فتح سلطنت اور عیش و آرام کی تمنا نہیں رکھتا۔ اے گوبند ہمارے نزدیک سلطنت لذات دُنیا اور حیات ہیچ ہیں۔

مجھکو تو خواہش نہیں سامان فتح و عیش کی		ہیسچ ہیں میری نظر میں مال و جاہ و زندگی

येषा मर्थे कांक्षितं नो राज्यं भोगाः सुखानि च ॥
तइमे ऽवस्थिता युद्धे प्राणं स्त्य क्त्वा धनानि च ॥ ३३॥

(۳۳) جن کے لئے ہم نے سلطنت اور عیش و آرام چاہا تھا وہ تو جان اور مال سے ہاتھ دہو کر اس معرکۂ جنگ میں کہڑے ہیں۔

سلطنت کے ٹھاٹھ جنکے واسطے درکار تھے		وہ کہڑے ہیں ہاتھ دہو کر اپنی جان و مال سے

आचार्याः पितरः पुत्रा स्तथैव च पिता महाः ॥
मातुलाः श्वशुराः पौत्राः श्यालाः संबंधिन स्तथा ॥ ३४॥

(۳۴) یہاں پر گرو۔ باپ۔ بیٹے اور دادا۔ ماموں۔ خسر۔ پوتے۔ سالے اور قرابت مند موجود ہیں۔

باپ۔ دادا۔ بیٹے۔ پوتے۔ اقربا ماموں۔ گورو		سالے اور سسرے ہیں دونوں لشکر دشمن جنگجو

एतान्न हंतु मिच्छामि घ्नतो ऽपि मधुसूदन ॥
अपि त्रैलोक्य राज्यस्य हेतोः किंनु मही कृते ॥ ३५॥

(۳۵) اے کرشن۔ ہر چند وہ مجھے قتل کر ڈالیں میں روئے زمین کے لئے تو کیا تینوں لوکی کے

راج کی طمع سے بھی اون کا قتل روا نہیں رکھتا۔

مارنا انکا نہیں منظور مرنا ہے قبول		مجھکو دُنیا اور عقبیٰ کا نہیں شوق حصول

निहत्य धार्तराष्ट्रान्नः का प्रीतिःस्याज्जनार्दन॥
पापमेवा श्रये दस्मान हत्वैता नात तायिनः॥ ३६॥

(۳۶) دہرت راشٹر کی اولاد کو مار کر ہمیں راحت تو کیا حاصل ہو گی۔ اِن بدکرداروں کو مار کر ہم ہی آلودہ گناہ ہوں گے۔

کوروں کی جان لینے کا یہی ہوگا ثواب		اپنی گردن پر رہیگا بھائی بندوں کا عذاب

तस्मान्नार्हा वयं हंतुं धार्तराष्ट्रा न्स्वबांधवान्॥
स्वजनंहि कथं हत्वा सुखिनः स्याम माधव ॥३७॥

(۳۷) پس ہم کو دہرت راشٹر کی اولاد کو جو اپنے عزیز ہیں قتل کرنا لازم نہیں اے کرشن ہم اپنے بھائی بندوں کو قتل کر کے لطف زندگی کیا خاک اوٹھائینگے۔

بھائیونکو قتل کرنا ہے سراسر ناروا		جب نہوں اپنے یگانے زندگی کا لطف کیا	

यद्यप्येते न पश्यंति लोभो पहत चेतसः॥
कुल क्षय कृतं दोषं मित्र द्रोहे च पातकम्॥३८॥

(۳۸) یہ طمع سے اندہے ہو کر خاندان کے برباد کرنے کے عذاب اور محبوں کی ایذا رسائی میں گناہ نہیں دیکھتے۔

حیف اون لالچ کے اندھوں کو نہیں آتا نظر		اقربا کے مارنے اور دل دُکھانیکا ضرر

कथं न ज्ञेय मस्माभिः पापा दस्मान्नि वर्तितुम॥
कुलक्षय कृतं दोषं प्रपश्यद्भि र्जनार्दन॥ ३९॥

(۳۹) اے کرشن ہم خاندان کے برباد کرنیکے گناہ کو سمجھ کر بھی اس گناہ سے کیوں نہ بچنا چاہیں۔

کیوں نہ ہم ایسی سمجھ ہوتے برائی سے بچیں		صاف ظاہر ہے تباہی بھائیوں کے قتل میں

कुल क्षये प्रणश्यन्ति कुल धर्माः सनातनाः ॥
धर्मे नष्टे कुलं कृत्स्न मधर्मोऽभि भवत्युत ॥४०॥

(۴۰) خاندان کے (ذکور کی) ہلاکت سے خاندان کی قدیم نیک افعالی جاتی رہتی ہے اور نیک افعالی کے غارت ہونے پر بد افعالی ضرور کل خاندان میں پھیل جاتی ہے۔

باعثِ ترکِ رسومِ نیک ہے قتلِ ذکور ‎ ‎ ‎ بد شعاری سے بپا ہوتے ہیں نازیبا فتور

अधर्माभि भवात्कृष्ण प्रदुष्यंति कुलस्त्रियः ॥
स्त्रीषु दुष्टासु वार्ष्णेय जायते वर्ण संकरः ॥४१॥

(۴۱) اے کرشن افعال ذمیمہ کے پھیلنے سے خاندان کی عورتیں بد افعال ہو جاتی ہیں اور بد افعال عورتوں سے اولاد ناجائز پیدا ہوتی ہے۔

عورتیں بیخوف ہو کر چھوڑ دیتی ہیں چلن ‎ ‎ ‎ غیر گی کے فعل سے مخلوط ہوتی ہیں رن

संकरो नरकायैव कुल घ्नानां कुलस्य च ॥
पतंति पितरो ह्येषां लुप्त पिंडोदकक्रियाः ॥४२

(۴۲) اولاد ناجائز خاندان کے قتل کرنیوالوں کو اور اون کے اولاد کو دوزخ میں پہونچاتی ہے اور اون کے متوفیان بھی بسبب پنڈ اور جل کے کارروائی نہو سکنے کے پستی میں گرتے ہیں

نرک میں گرتا ہے مخلوط النسب کا خاندان ‎ ‎ ‎ پنڈ و جل ملتے نہیں مٹتا ہے پتروں کا نشان

दोषैरेतैः कुलघ्नानां वर्ण संकर कारकैः ॥
उत्साद्यंते जाति धर्माः कुलधर्माश्च शाश्वताः ॥४३॥

(۴۳) خاندان کے قتل کرنیوالوں کے اون گناہوں سے جو اولاد ناجائز کے پیدایش کے باعث ہوتے ہیں قدیم قومی اور خاندانی نیک طریقے غارت ہو جاتے ہیں۔

اون برے فعلوں کا ثمرہ ناخلف اولاد ہے ‎ ‎ ‎ ایسی قوم اور خاندان کی حیثیت برباد ہے

उत्सन्न कुल धर्माणां मनुष्याणां जनार्दन ॥

नरके नियतं वासो भवती त्यनु शुश्रुम ॥४४॥

(۴۴) اے جناردن ہمنے سُنا ہے کہ اون لوگوں کا جن کے خاندان سے نیکی جاتی رہتی ہے ضرور دوزخمیں مقام ہوتا ہے۔

نیک اعمالی میں جس کنبے کے آتا ہے فتور
لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جاتا ہے ضرور

अहोबत महत्पापं कर्तुं व्यवसिता वयम् ॥
यद्राज्य सुख लोभेन हंतुं स्वजन मुद्यता: ॥४५॥

(۴۵) افسوس ہم بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے جو راج اور آسایش کی طمع سے عزیزوں کی قتل کرنے پر مستعد ہو گئے۔

حیف ہیں وحیا نگاؤں اپنے ننگ و نام پر
اپنی بہبودی کی سوچوں بھائیوں کو مارکر

यदि माम प्रतीकार मशस्त्रं शस्त्र पाणय: ॥
धार्तराष्ट्रा रणे हन्युस्तन्मे क्षेमतरं भवेत् ॥४६॥

(۴۶) اگر مقابلہ کئے بغیر مجھ نہتے کو دہرت راشٹر کے بیٹے جن کے ہاتھوں میں ہتیار موجود ہیں مار ڈالیں تو میرے حق میں خوب ہو۔

اگر کوئی شہ زور کور و میرے جسم و روح کو
تیغ سے اسدم جدا کردے بہت ہی خوب ہو

संजय उवाच॥ एवमुक्त्वाऽर्जुन: संख्ये रथोपस्थ उपाविशत् ॥
विसृज्य सशरं चापं शोक संविग्न मानस: ॥४७॥

(۴۷) یہ کہکر ارجن نے تیر اور کمان ڈالدیئے اور وہ رنج سے پریشان ہو کر میدان جنگ میں رتھ کے اندر بیٹھ گیا

کہہ کے یہ الفاظ ارجن رتھ میں داخل ہو گیا
ڈالکر تیر و کمان افسوس میں ڈوبا ہوا

इति श्री भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मा विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे अर्जुन विषाद योगोनाम प्रथमोऽध्याय: ॥ १ ॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت عشق کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی گفتگو کی پہلی ادہیا موسوم بہ غمگینی ارجن ختم ہوئی۔

اس ادہیا میں بجز حالات تاریخی کے کوئی رمز متعلق عرفان وعلم حقیقت کے درج نہیں ہے۔ البتہ اس سے حالت اوس زمانہ کی جس میں جنگ مہابھارت واقع ہوئی اور نیز حالت ارجن کی جو اوس وقت علم ذات سے بے بہرہ تہا معلوم ہوتی ہے ناظرین کو اس کے مطالعہ سے یہ حل ہوسکتا ہے کہ اوس زمانہ سے زمانہ حال تک کسقدر انقلاب واقع ہوا ہے۔ ان دونوں حالتوں کے مقابلہ کے واسطے یہ روایت مہابھارت سے نقل کیجاتی ہے کہ فوج کوروان وپانڈوان میں دن بہر جنگ وجدل ہوتا تھا۔ اور بعد غروب ہونے آفتاب کے ومسدود ہونے رزم کے دونوں فوجوں کے سردار شب کو باہم خورد نوش کرتے تھے اور نشست وبرخاست رکھتے تھے اور حیلہ وفریب جنگ میں کرنا خلاف آئین راستی کے سمجھتے تھے برعکس اوس کے اس زمانہ کی ڈپلومیسی کو دیکھئے جس میں تن آسانی اور ذاتی مفاد کے واسطے فریب اور چالاکی کرنا عین دانائی ہے۔

دوسری ادہیا سانکھیہ یوگ ۰، منتر

संजय उवाच

तंतथा कृपया विष्ट मश्रु पूर्णा कुलेक्षणम्॥

विषीदंत मिदं वाक्य मुवाच मधुसूदनः॥१॥

سنجے نے کہا (۱) تب اوس ارجن سے جو اس قدر دام الفت میں گرفتار تہا اپنی مضطر آنکھوں میں آنسو بہرلایا تہا اور غمگین تہا شری بھگوان نے یہ الفاظ کہے۔

بیقرار افسردہ دل اور آب دیدہ دیکھ کر		کرشن اس مغموم ارجن کے ہوئے یوں راہبر	

श्री भगवानुवाच - कुतस्त्वा कश्मलमिदं विषमे समुपस्थितम्॥

अनार्यजुष्ट मस्वर्ग्य मकीर्ति करमर्जुन॥२॥

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۲) اے ارجن تجھکو یہ بیدلی میدان جنگ میں کہاں سے پیدا ہوئی

جو کہ بزرگوں کی شان سے بعید اور باعث بدنامی ہے اور جسکا انجام اچھا نہیں

جنگ کے میدان میں آ کر کیوں ڈرا جاتا ہے تو		راستی بہبودگی اور شہرت کا بنتا ہے عدو	

क्लैब्यं मास्म गमः पार्थ नैतत्त्वय्युपपद्यते॥

क्षुद्रं हृदय दौर्बल्यं त्यक्त्वोत्तिष्ठ परं तप॥३॥

(۳) ارجن مخنث کا طریقہ اختیار نکر کہ یہ امر تیرے لئے زیبا نہیں ہے۔ اے قاتح دشمنان پست ہمتی اور بزدلی کو چھوڑ کر کھڑا ہو۔

نامناسب ہی مخنث کا عمل اے نیکنام		کاہلی اور بزدلی بے چھوڑ دے ہمت سے کام	

अर्जुन उवाच - कथं भीष्ममहं संख्ये द्रोणंच मधुसूदन॥

इषुभिः प्रतियोत्स्यामि पूजार्हा वरिसूदन॥४॥

(مقولہ ارجن) (۴) اے کرشن دشمنوں کو ہلاک کرنے والے میں کیونکر اس میدان جنگ میں بھیشم اور درونا چارج پر جو واجب تعظیم ہیں تیر چلاؤں۔

درون اور بھیشم تبامہ پر چلاؤں تیر میں		کرشن وہ دونوں بزرگ واجب التعظیم ہیں	

गुरूनहत्वाहि महानुभावा ञ्छ्रेयो भोक्तुं भैक्ष्यमपीह लोके

हत्वार्थ कामांस्तुगुरुनिहैव भुंजीय भोगान रुधिर प्रदिग्धान॥५॥

(۵) واجب التعظیم گروؤں کا قاتل نہ نکر اس دنیا میں بہیک مانگ کر کہانا بہتر ہے۔ (اس سے کہ) دولت پرست گروؤں کو مار کر اون کی خون ریزی سے لذات دنیا حاصل کیجاویں۔

کاش ایسے فاضلوں کے قتل کا باعث نہوں کاش میں اس زندگی کے عیش کا طالب نہوں		بہیک کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ میں بھرتا رہوں اپنے ہاتھوں سے بہا کر لالچی گروؤں کا خوں	

नचैतद्विद्मः कतरन्नो गरीयो यद्वा जयेम यदि वा नो जयेयुः॥

यानेव हत्वान जिजीविषामस्ते ऽवस्थिताः प्रमुखे धार्तराष्ट्राः॥६॥

(۶) یہ بھی تحقیق نہیں ہے کہ دونوں لشکروں میں کونسا زبردست ہے ہم اونہیں جیتینگے یا وہ ہم کو زیر کرینگے جنکو مار کر ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے وہ دہرت راشٹر کے بیٹے مقابل کھڑے ہیں۔

کیا خبر ہو کون غالب آخرش طرفین مین زندگی شایاں نہیں ہے ہمکو جنکی مرگ پر	فتح ہم پائینگے یا وہ زیر کر لینگے ہمیں۔ وہ کھڑے ہیں سامنے جنگ جدل کی ٹہانکر

कार्पण्य दोषो पहत स्वभावः पृच्छामि त्वां धर्म सम्मूढ चेताः ॥
यच्छ्रेयः स्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे शिष्यस्तेऽहं शाधि मां त्वां प्रपन्नम् ॥७॥

(۷) جوش محبت کیوجہ سے میری عقل بجا نہیں ہے اور تمیز کردنی و ناکردنی کا جاتا رہا ہے میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ جو امر مناسب ہو مجھے ٹھیک بتاے میں تمہارا شاگرد ہوں اور تمہاری پناہ میں آیا ہوں مجھے ہدایت کیجئے۔

ہوش بیدردی سے میری عقل میری یا نتو التجا ہے آپ سے راسخ ہدایت کیجئے	نیک بد اعمال کا جاتا رہا بالکل شعور تابع فرماں کو ظل عاطفت میں لیجئے

नहि प्रपश्यामि ममापनुद्याद् यच्छोक मुच्छोषण मिन्द्रियाणाम् ॥
अवाप्य भूमावसपत्न मृद्धं राज्यं सुराणामपि चाधिपत्यम् ॥ ८॥

(۸) مجھے اُمید نہیں کہ وہ غم جو میرے حواس کو سوکھا رہا ہے دور ہو (گو مجھے) کل عالم کی سلطنت عظیم بلکہ دیوتاؤں کی حکومت بھی ملجاے۔

ایک دم بھی میں نہ چھوٹونگا غم جانکاہ سے	خواہ تینون عالمونکی سلطنت مجھکو ملے

संजय उवाच ॥ एवमुक्त्वा हृषीकेशं गुडाकेशः परंतप ॥
नयोत्स्य इति गोविंद मुक्त्वा तूष्णींबभूव ह ॥ ९ ॥

سنجے نے کہا (۹) اس گفتگو کے بعد ارجن فاتح دشمنان کرشن سے یہ کہکر میں نہیں لڑونگا خاموش ہو رہا۔

کرشن سے ارجن خلاصہ اپنی اس تقریر کا	جنگ نامنظور ہے یہ کہکے چپکا ہو گیا

तमुवाच हृषीकेशः प्रहसन्निव भारत ॥
सेनयो रुभयोर्मध्ये विषीदंत मिदंवचः॥१०॥

(۱۰) اے راجہ (دھرت راشٹر) اوس مغموم ارجن سے دونوں لشکروں کے وسط میں کرشن نے مسکراتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

دیکھا ارجن کو غمگین ہنستے ہنستے کرشن نے		سامنے اون لشکروں کے ذیل کی جملے کہے		

اگلے منتر سے سانکہ یوگ یعنی علم حقیقت کی تلقین شروع ہوگی یعنی ذیل کے ہیں منتر فلسفہ سانکہ کے اصول ہیں جو حالت اوسوقت ارجن پر طاری ہوئی تھی وہ محض اگیان کی وجہ سے تھی نہ کہ خوف جان سے۔ جبکہ اتفاق سے موقع جنگ پیش آجائے اور وہ کسی جانب سے حق پر بنی ہو تو پھر پس وپیش اور واہمات موقع کے خلاف ہوتے ہیں اور فعل بیدانشی ہیں اگر کرشن بھگوانکی اس ہدایت اور نیز اون احکامات پر جو کتاب مہابھارت کے شانت پرب میں درج ہیں عمل ہوتا تو جو روز آج دیکھنا نصیب ہوا ہے دیکھنا نہ پڑتا۔ اسکی مثال کیواسطے واقعات راجہ پورس پرتھوی راج اور جے چند وغیرہ کے موجود ہیں جن میں اس حکم کی مطابعت نہوئی اور نتیجہ جو کچھ ہوا ظاہر ہے۔

श्रीभगवानुवाच॥ अशोच्या नन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्चभाषसे
गतासून गतासूंश्च नानु शोचंति पंडिताः॥११॥

یہ ہنیہ ہو جیت خواب غفلت سے۔

سشری بھگوان نے فرمایا۔ (۱۱) تو افکار باطل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دانائی کی بات کہہ رہا ہوں دانشمند ماضی ومستقبل کا فکر نہیں کرتے (لفظی معنی بھاشا) جو سوچنے کی وستو نہیں اون کو سوچتا ہے اور گیان کی باتیں کہتا ہے جن کے پران گئے یا جاوینگے پنڈت اون کا سوچ نہیں کرتے۔

فکر باطل پر ۔ تجھے یہ گفتگو زیبا نہیں		عاقلونکو زندگی اور موت کی پروا نہیں		

رباعی

ہیچ میدانی چہ چیزی چیستی وکیستی ؟		خویش را دریاب دایم ہستی و یا نیستی		

آنکہ میگوید کلیم است آنکہ می شنود سمیع	آنکہ مے بیند بصیر است پس بگو تو کیستی

شعر

لاف دانش میزنی خود را نمیدانی چہ سود	دعوی از خود میکنی خود را نمیدانی چہ سود

رُباعی

گر دعوئے ہستی است بہتان است این	در دعوئے نیستی است کفران است این
اے حضرت انسان تحیر بنیاد	خود را نشناختی چہ عرفان است این

یہ خیال کرنا کہ جان ہلاک ہوتی ہے غلطی ہے - جان لازوال محیط اور ایک حالت پر قایم ہے جینا اور مرنا پران اور جسم کے اتصال اور انفصال کا نام ہے جو خود بے بود اور غلطی کی تسلیم ہے عارف جان کے پیدا اور فنا ہونے کو بے معنی سمجھتے ہیں پس ہر حال میں آپ کو موجود اور براہم میں استھت یعنی قایم دیکھکر مرنے اور جینے کے وہم کو خیال میں نہیں لاتے یعنی ماضی و مستقبل کو چھوڑ کر زمانۂ حال پر نظر رکھتے ہیں -

حاصل کلام یہ ہے کہ عالم ہست نما باطل اور نیست ہے اور جس پندار خودی کیوجہ سے اُسکا وجود تسلیم کیا جاتا ہے وہ بھی ہیچ اور بے ثبات ہے پس لایق فکر نہیں فکر کے قابل تو صرف ہستی بحت یعنی جان ہے جو کہ نیست نما ہست مطلق ہے - پندار نفس سے جو گفتگو گیان سمجھکر کیجاتی ہے وہ دراصل اگیان ہے کیونکہ جب تک اہنکار موجود رہتا ہے خالص گیان نہیں ہو سکتا اِس منتر کی یہ غرض ہی کہ برہم استھتی یعنی حال کو دریافت کرنا چاہئے - اور حال ایک کیفیت علم و سرور ہے جو حیطہ بیان سی باہر ہے اور صرف عارف کو معلوم ہو سکتی ہے مگر بطور تمثیل حال کیصورت ذیل میں دکھائی جاتی ہے -

ایک گردش زمین کا نتیجہ رات دن ہوتے ہیں اُس کے آٹھ چوسٹھ اور ساٹھ وغیرہ حصول پر تقسیم کرنے سے - پہر - گھنٹہ - گھڑی - منٹ - سکنڈ وغیرہ مفروض ہوتے ہیں علیٰ ہذا دنوں کے جمع کرنے سے ہفتہ - عشرہ - پکش - ماہ - سال - سمترن وغیرہ تسلیم کئے جاتے ہیں

تب اِن کے ذریعہ سے ماضی و مستقبل کے زمانہ قیاس کئے جاتے ہیں۔
مگر دراصل ایک روزانہ گردش برابر جاری ہے جو کہ زمانہ حال کو انسان کی عقل محدود میں ماضی و مستقبل دکھائی ہے حال ایک علمی نقطہ وقت یعنی کال کے خط کے درمیان واقع ہو کر اوس خط کو دو حصوں پر تقسیم کرتا ہے یہ دو حصے اس کال چکر میں ماضی و مستقبل ہو کر لا انتہائی تک پھیلے ہوئے ہیں نقطہ حال کا کل خط پر محیط ہے۔ کیونکہ حال ہر وقت موجود رہتا ہے یعنی ماضی بھی اوس وقت حال تھا۔ اور مستقبل بھی اوسوقت حال ہوگا لہذا حال وجود رکھتا ہے ماضی و مستقبل صرف وہم و خیال ہیں۔

خلے میں ایک نقطہ فرض کرو جو کرہ زمین سے بہت فاصلہ پر ہے اور جس پر گردش زمین کا اثر نہیں پہنچ سکتا ہے چونکہ وہ نقطہ قایم اور بے گردش ہے آفتاب کی شعاع برابر اوس پر پڑتی رہتی ہے اور جو نتیجہ شب و روز کا کرہ زمین کے باشندگان کو محسوس ہوتا ہے وہاں پیدا نہیں ہو سکتا ایسا ہی انہو یعنی اشراق کا مقام عارفون نے اپنے قلب میں پایا ہے۔ (حضرت شمس تبریز لکھتے ہیں:-)

اے عاشقانِ اے عاشقان من عاشقِ دیرینہ ام	اے صادقان اے صادقان من عاشقِ دیرینہ ام
آن دم کہ نورِ عاشقان او عالمِ علوی گذشت	آنچہ ہمہ خود من بدم من عاشقِ دیرینہ ام
چندین ہزاران سال شد تا قالبم را ساختند	این قالب جزوی مبین من عاشقِ دیرینہ ام
با نوح در کشتی بدم با یوسف اندر قعرِ چاہ	اندر دمِ عیسیٰ بدم من عاشقِ دیرینہ ام
آدم نبود من بدم عالم نبود من بدم	این دم نبود من بدم من عاشقِ دیرینہ ام
شاہِ حقیقت بودہ ام پیرِ طریقت بودہ ام	شہرِ شریعت بودہ ام من عاشقِ دیرینہ ام

انسان جسکو عالم صغیر کہتے ہیں عالم کبیر یعنی برہمانڈ کا جزو ہے۔ اور انسانی عقل۔ عقل کل کا پرتو ہے مگر جب اوس کے سامنے مندار کا پردہ پڑ جاتا ہے تو وہ اپنی حقیقت کو نہیں پہچان سکتی لیکن عقل سلیم جو اپنے کو عقل کل سے مختلف نہیں دیکھتی مشکلات کو حل کر سکتی ہے انسان

نے عالم کی صورت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی ہے مگر عقل اوسکے ادراک سے عاجز نہیں چنانچہ
زمین کا گول ہونا عقل ہی نے دریافت کیا ہے زحل ستارہ اس نظام شمسی کا بیان سے ایک انچ
سے چھوٹا نظر آتا ہے اگر زحل کے مقام سے اِس زمین کو دیکھیں تو چنے کے دانہ سے بھی چھوٹی معلوم
ہوتی ہوگی اب اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ اور بھی نظام شمسی ہیں تو وہاں کے ستاروں سے یہ عالم
مثل ذرہ کے نظر آتا ہوگا جیسے کہ یہاں سے بعض ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ بس جبکہ انسان کی
عقل اسقدر وسیع ہے کہ اوس کے ادراک میں یہ عالم مثل ذرہ محسوس ہوتا ہے تو غور کرنا چاہئے
کہ اوس عقل کل کے ادراک میں جو محیط اور بسیط ہے یہ عالم کون سا جزو ذرہ کا ہو سکتا ہے ور
اصل عقل کی وجہ سے لاتعین میں تعین واقع ہوا ہے۔

नत्वेवाहं जातुनासं नत्वं नेमे जनाधिपा: ॥
न चैव न भविष्याम: सर्वे वयमत: परम ॥१२॥

جان ہست مطلق ہی (۱۲) نہ میں کبھی نہتا نہ تو اور نہ یہ راجگان اور نہ ہم سب آیندہ نہونگے

	تو میں اور یہ تاجور فانی نہ تھے پہلے کبھی		اور نہ ہم سب راہی ملک عدم ہونگے کبھی	

ایک آتما یعنی جان مجھ میں تجھ میں اور ان سب راجاؤں میں بسیط ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ
آیندہ پیدا ہوگی۔ وہ قدیم ہے اور سب اجسام میں دیاپک ہے اور سب کی پرکاشک ہے اور
اِن اجسام کا وجود اصل طلسمی ہے وہ چیتن کا ابہاس یعنی عکس ہے جبکی وجہ سے میں تو اور
یہ راجہ فرض کیا جاتا ہے کہ یہ سب اشکال فانی اور بے ثبات ہیں ہستی بحت جاودانی اور
فنا سے برتر ہے۔

देहिनोस्मिन्यथा देहे कौमारं यौवनं जरा ॥
तथा देहांतर प्राप्ति धीरस्तत्र न मुह्यति ॥१३॥

(۱۳) آتما کو جیسے اس جسم میں بچپن جوانی اور بڑھاپا آتا ہے ویسے ہی اوسکا اور اور جسموں میں دخل ہوتا ہے۔	اپنے جسم کو دیگر جسموں سے علیحدہ دیکھکر آتما کے منقسم ہونیکا دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

سمجھدار اس میں دہوکہ نہیں کھاتا۔

عنصری قالب میں آکر جان کرتی ہے عیاں اس طرح یہ اور جسموں میں بھی کرتی ہے نزول	جسطرح بچپن جوانی اور بڑہاپے کے نشاں لیکن اسکے حال میں آتے نہیں اہل اصول

جیسے بچپن جوانی اور ضعیفی میں جسم کی حالت بدلتی ہے اور جیتن آتما بدستور رہتی ہے علی ہذا اگر کوئی عضو بدن کا کاٹ دیا جاوے تو بھی اوسکی حالت میں بالکل فرق نہیں آتا ویسے ہی جیتن آتما پرانے جسموں کو چھوڑکر نئے نئے جسموں کو روشن کرتی ہے یعنی جسم پیدا ہوتے ہیں اور فنا ہوجاتے ہیں آتما بدستور روشنی بخش ہے جسموں کو علیحدہ دیکھکر دانشمند اوس واحد یگانہ کو منقسم نہیں جانتا یعنی وہ کثرت میں وحدت پاتا ہے۔

मात्रास्पर्शास्तु कौंतेय शीतोष्ण सुख दुःखदा॥
आगमा पायिनो नित्या स्तांस्ति तिक्षस्व भारत॥१४॥

(۱۴) اے ارجن ماترا اسپرش سردی وگرمی رنج دراحت دینے والے ہیں شہود وغیوب رکھتے ہیں اور بے ثبات ہیں انہیں برداشت کر

منقسم صورت نظر آتی ہے سبب ماترا اسپرش ہی

رنج وراحت سردی وگرمی کا باعث ہیں حواس	آتے جاتے ہیں مبدل ہیں نکر انسے ہراس

ماترا اسپرش ایک قدرتی تعلق درمیان علم ذات اور علم صفات کے ہے جسکی وجہ سے گیان مبدل بہ اگیان ہوجاتا ہے شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندہ۔ پانچ تن ماترا یعنی عنصری خاصیتیں اور اون کے ادراک کرنے والے۔ سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ اور شامہ پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی ہیں۔ دونوں کا باہمی تعلق سمان پران اپان ویان اور اودان کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ان پانچوں پرانوں کی تقسیم عنصری خواص کے پنجگانہ تقسیم پر اس طرح سے مبنی ہے کہ اون کے پرانو یعنی ذرے پانچوں پرانوں میں مشمول رہتے ہیں۔

جب نفس انسانی بے یاد خالق جاتا ہے تب وہ اپنا دخل یا اثر کرکے جس کو سپرش کہتے ہیں اہنکار یعنی پندار کی پیدایش کا سبب ہوتے ہیں اور اس پندار کی وجہ سے سردی گرمی سُوکھ دُکھ

محسوس ہوتے ہیں - چونکہ سردی گرمی سوکھ اور دوکھ آتے جاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ
ایک حال میں نہیں رہتے اِنپر التفات نکرنی چاہئیے علم ذات میں آمد و شد نفس کی رکھنے سے اِن کا اثر
پیدا نہیں ہوتا اِس لئے اِنسان کو اوسی کا طالب ہونا واجب ہے -

यंहि न व्यथयं त्येते पुरुषं पुरषर्षभः ॥
सम दुःख सुखं धीरं सोऽमृतत्वायकल्पते ॥ १५॥

جان پر ماترا سپرش کو دخل نہیں ہے فقط صفات پر اوسکا اثر ہے -	(۱۵) اے نیکمرد جب اِنسان پر وہ (ماترا سپرش) اثر نہیں کرتے اور جو سوکھ اور دوکھ میں یکساں رہتا ہے وہ حیات ابدی پاتا ہے -

اون کے پنجے سے نکلنی کا جنہیں ہے کچھ شعور		جاودانی زندگی کا اُنکو ملتا ہے سرور	

عارف اپنی ذات کو صفات سے علیحدہ جانتا ہے اور اپنے سروپ کو فنا سے آزاد دیکھتا ہے
اِس لئے اوس پر ماترا سپرش اور دوکھ سوکھ گرمی و سردی کا اثر نہیں پہونچ سکتا
اِسی کو حیات ابدی کہتے ہیں اور یہی حالت گیان اور آنند کی ہے -

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः॥
अभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयो स्तत्व दर्शिभिः॥ १६॥

جان ہست مطلق اور جسم نیست و فانی ہے	(۱۶) باطل کی ہستی نہیں ہے اور حق کو فنا نہیں اِن دونوں کا فرق محققوں نے دیکھا ہے -

حق فنا سے پاک ہے باطل نہیں رکھتا وجود		عارفوں نے خوب کہو لاعقدہ بود و بنود	

باطل ظاہر ہے لیکن ہستی و وجود نہیں رکھتا - حق گو پوشیدہ ہے لیکن ہست مطلق اور فنا سے برتر ہے
عالم میں حق چھپا ہے اور حق میں عالم وجود نہیں رکھتا جان حق ہے اور اوس کو کبھی فنا نہیں ہے جسم
باطل ہے اور وجود نہیں رکھتا اوس ظہور حق سے ہوتا ہے ویدانت کے عالموں کا مقولہ
ہے کہ حق سے حق پیدا ہوتا ہے باطل نہیں ہو سکتا - چونکہ یہہ عالم حق سے پیدا ہوا ہے
باطل نہیں کہا سکتا - اور حق ہے اگر عالم حق کہا جاوے تو مثال عکس و معکوس کی آسکتی ہے

ذات شخص ہے اور صفات اوسکا سایہ ہے ذات ہمیشہ ایک حال پر قایم ہے صفات متحرک اور بیدار ہے عالم چونکہ صفات ہے اور متغیر و متبدل ہوتا رہتا ہے لہذا لایق دلبستگی نہیں ذات حق سے دلبستگی باعث سرور ابدی ہے -

अविनाशि तु तद्विद्धि येन सर्व मिदं ततम् ॥
विनाश मव्य पस्या ऽस्य नकश्चित्कर्तु मर्हति ॥ १७ ॥

جان محیط اور بے زوال ہے	(۱۷) بیزوال اوس کو سمجھ جو سب میں محیط ہے اوس لازوال کو کوئی فنا نہیں کرسکتا-

	غیر ممکن ہی کسی تدبیر سے اوسکا زوال		ذرہ ذرہ میں نمایاں ہی شمع ذوالجلال

چیتن آتما جو جسم انسان میں محرک ہے سب جگت میں بیاپک ہے گرد فنا اوس کے دامن پر نہیں بیٹھتی کون اوس کو فنا کرسکتا ہے وہ لازوال- واحد اور محیط ہے -

अंतवंत इमे देहा नित्यस्योक्ताः शरीरिणः ॥
अनाशिनो ऽप्रमे यस्य तस्माद्युद्धयस्व भारत ॥ १८ ॥

جسم فانی ذروں سے بنا ہے جان مادہ سے برتر ہے	(۱۸) وہ واجب الوجود ازلی بیزوال اور غیر مادی ہے یہ جو اوس کے وجود ہیں فانی کہے گئے ہیں لہذا ارجن تو جنگ کر

	یہ اضافی شے نہیں تو جنگ سے بیخوف ہو		گو فنا ہے جسم کو لیکن بقا ہے جان کو

اجسام ذروں سے بنے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں جو ان میں محرک ہے وہ ذروں کے امتزاج سے نہیں بنا ہے اور اوس کو بقا ہے فانی شے کا خیال نہ کرکے اور غیر فانی پر نظر رکھکر عمل کرنا چاہیئے-

यएनं वेति हंतारं यश्चैनं मन्यते हतम् ॥
उभौ तौ न विजानीतो नायं हंति न हन्यते ॥ १९ ॥

جان کسی طرح ضایع نہیں ہوتی ہے	(۱۹) جو اسکو مارنیوالا جانتا ہے اور جو اسکو مرنیوالا مانتا ہے

وہ دونوں (اسکو) نہیں جانتے یہ نہ مارتی ہے اور نہ مرتی ہے۔

	زندگی اور موت سے یہ فی الحقیقت ہی بری		اس کا جینا اور مرنا مان لیتے ہیں جبنی :	

آتما یعنی چیتن نہ فاعل ہے نہ مفعول وہ عالم کی صفت سہ گانہ سے برتر ہے پس کسی طرح ضایع نہیں ہو سکتی۔

नजायते म्रियते वाकदाचि न्नायंभूत्वाभविता वानभूयः॥
अजोनित्यः शाश्वतो ऽयं पुराणोन हन्यते हन्यमाने शरीरे॥२०॥

جان حیطہ پیدائش وفنا میں نہیں آتی بالذات قایم ہے

(۲۰) نہ کبھی پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے نہ یہ وجود پاکر نیست ہو جاتی ہے یہ پیدائش نہیں رکھتی ہمیشہ لازوال اور قدیم ہے اور جسم کے مرنے سے نہیں مرتی۔

	جسم میں آتی نہیں اگر جدا ہوتی نہیں اِسکی موت آتی نہیں مٹنے سے خاکی جسم کی		یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی فنا ہوتی نہیں یہ ہمیشہ پاک و برتر نقص سے	

جان نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے اور نہ وہ مثل اجسام کے موجود ہو کر پھر کسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یعنی متغیر و متبدل نہیں ہوتی ہمیشہ ایک صورت پر رہتی ہے اور اجسام کی پیدائش تغیر اور فنا کا اثر اسپر نہیں پہنچ سکتا

वेदा ऽविनाशिनं नित्यं यएन मज मव्ययम्॥
कथं सपुरुषः पार्थकं घातयति हंतिकम्॥२१॥

جس نے یہ رمز جان لیا ہے وہ جان جانان ہو جاتا ہے۔

(۲۱) جس نے اِس لافانی ہمیشہ پیدائش سے برتر اور بیزوال کو جان لیا ہے وہ اِنسان اے ارجن کیونکر کسیکو ایذا پہونچاتا ہے اور کسیکو مارتا ہے

	غیر کو آزار دیگا وہ بشر کس واسطے		موت و پیدائش سے افضل مانتا ہو جو اسے	

جس اِنسان نے آتما کی حقیقت جان لی ہے وہ دیکھتا ہے کہ میری ہی آتما سب میں ہے اور

وہ مر نہیں سکتی یعنی وہ کسی فعل کی فاعل اور نہ مفعول بنتی ہے۔

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि ॥

तथा शरीराणि विहाय जीर्णान्यन्यानि संयाति नवानि देही ॥२२॥

جان مثل بحر محیط کے ہی جسم مانند حباب کے پیدا اور ناپید ہوتی رہتی ہے

(۲۲) جیسے انسان پرانے کپڑے اُتار کر اور نئے کپڑے پہنتا ہے ویسے ہی آتما پرانے جسموں کو چھوڑ کر اور نئے جسموں میں داخل کرتی ہے۔

آدمی جیسے پرانے کپڑے دیتا ہی اُتار جان بھی اپنے پرانے قالبوں کو چھوڑ کر		اور پہنتا ہے نیا پاکیزہ جامہ بار بار ڈال لیتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر	

اس بھگوت گیتا کے سدھانت اور اصول سانکھیہ میں آتما کو ادویت اکھنڈ ابناشی اور بیاپک مانا ہے یعنی ایک ہی چیتن ہے جو کل جسموں میں محرک ہے۔ انسان جب کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں تو نئے پہن لیتا ہے ویسے ہی آتما جسموں کو پرانے ہونے پر اور نئے جسموں کو اختیار کرتی ہے جو لوگ مر گئے وہ آتما کی پوشاک تھے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے وہ بھی اوس کی پوشاک ہوں گے چیتن واحد ہے اور جسم کثیر ہیں اجسام انسانی دریائے وحدت میں مثل حباب پیدا ہو کر محو ہو جاتے ہیں او یہ سلسلہ قدیم سے چلا آیا ہے اور چلا جائے گا۔

नैनं छिंदन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः ॥

न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः ॥ २३॥

جان آکاش سے زیادہ لطیف ہے مادی اشیاء کا اثر اوس تک نہیں پہونچتا۔

(۲۳) نہ اسکو ہتھیار کاٹتے ہیں نہ اس کو آگ جلاتی ہے نہ اسکو پانی گلاتا ہے۔ اور نہ اس کو ہوا سکھاتی ہے

آگ سے جلتی نہیں تلوار سے کٹتی نہیں		سیل سے گلتی نہیں طوفان سے گھٹتی نہیں	

अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमक्लेद्योऽशोष्य एव च ॥

नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलोऽयं सनातनः ॥२४॥

جان مادی اثر کو قبول نہیں کرتی پس وہ بیاپک اور لاتغیر ہے

یہ کٹ نہیں سکتی یہ جل نہیں سکتی گل نہیں سکتی اور نہ خشک

ہو سکتی ہے یہ بیز دال محیط ۔ قایم بالذات ساکن اور قدیم ہے ۔

	اس کا جلنا گلنا کٹنا خشک ہونا ہے محال		یہ ہی ساکن خود بخود قایم محیط ولا زوال

अव्यक्तो ऽयमचिन्त्यो ऽयमविकार्यो ऽयमुच्यते ॥
तस्मादेवं विदित्वैनं नानु शोचितु महसि ॥ २५ ॥

وہ قوت فکر سے برتر ہے اوسکے ضایع ہونے کا خیال غلطی ہے ۔

(۲۵) ظہور سے برتر فکر سے بلند اور نقص سے بری وہ مانی گئی ہے پس اوس کو ایسا جانکر تجھے فکر کرنا لازم نہیں ہے ۔

	قوت بینش سے پنہاں قصر دانش سے بلند		معصیت سے پاک پھر تو کس لئے ہو فکر مند

अथ चैनं नित्यजातं नित्यं वा मन्यसे मृतम् ॥
तथापि त्वं महावाहो नैनं शोचितु महसि ॥ २६ ॥

اگر جان کی پیدایش وفنا فرض کیجاوے تو بھی فکر کرنا لاحاصل ہے

(۲۶) اگر تو اس کو ہمیشہ پیدا ہونے والا یا ہمیشہ فنا ہو جانے والا فرض کرتا ہے تو بھی اے قوی بازو تجھے اِس کا فکر کرنا نہیں چاہیے ۔

	اگر تو اسکی موت و پیدایش مسلسل مان لے		پھر بھی اے ارجن تجھے بیدل نہ ہونا چاہیے

जातस्य हि ध्रुवो मृत्यु र्ध्रुवं जन्म मृतस्य च ॥
तस्माद परिहार्येर्थे नत्वं शोचितु महसि ॥ २७ ॥

پیدایش وفنا لازم وملزوم ہیں ۔

(۲۷) جو پیدا ہوا ہے اوسکا فنا ہونا ضرور ہے اور جو فنا ہوتا ہے اوس کی پیدایش ضرور ہے پس لازمی امر میں تجھے فکر کرنا نہ چاہیے ۔

	خاتمہ سب کا عدم ہے اور عدم سے بود ہے		آدمی کا بھاگنا تقدیر سے بے سود ہے

اگر تونے آتما کو پیدا ہونیوالی فرض کیا تو اوس کو فنا لازم ہوئی اور اگر فنا ہونیوالی تسلیم کیا تو اوس کی پیدایش لازم ہوئی جو پیدا ہوا ضرور فنا ہوگا اور فنا اوسیکو ہوگی جو پیدا ہو چکا ہے

یعنی موت قبل از حیات نہیں ہو سکتی۔ پیدائش اور فنا لازم و ملزوم ہیں جس شے پر ایک کا اطلاق ہے اُس پر دوسرے کا بھی ہے لازمی امر میں فکر کرنا لاحاصل ہے دراصل آتمانہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا کے دائرہ میں آتی ہے۔

अव्यक्ता दीनि भूतानि व्यक्त मध्यानि भारत॥
अव्यक्त निधनान्येव तत्र का परि देवना॥२८॥

(۲۸) ارجن ابتدا میں وجود عدم میں ہوتے ہیں وسط میں موجود پاتے ہیں انجام کار عدم میں سماتے ہیں اس کا رنج کیا کرنا۔

جسم ابتدا اور انجام میں عدم ہر صرف وسط میں اس کا ظہور ہر

ہے عدم ہر ایک شے کی ابتدا اور انتہا	وسط میں کُل شعبدہ ہے دُور کر بیم و رجا

اجسام انسانی عدم یعنی غیوب سے ظہور پاتے ہیں یعنی پہلے ان کا نشان نہیں ہوتا۔ اور عدم ہی ان کا خزانہ ہوتا ہے یہ وہاں سے برآمد ہو کر چندے باغ عالم کی سیر کر کے پھر اُسی خوابگاہ میں جاتے ہیں اس کا رنج کرنا نادانی ہے عدم کے خزانہ کا نام ہرن گربھ ہے۔

आश्चर्य वत्पश्यति कश्चिदेन माश्चर्य वद्वदति तथैवचान्यः॥
आश्चर्य वच्चैन मन्यः शृणोति श्रुत्वा प्येनंवेद नचैव कश्चित्॥२९॥

(۲۹) کوئی اس کو حیرت سا دیکھتا ہے اور کوئی حیرت سا کہتا ہے۔ اور کوئی اس کو حیرت سا سُنتا ہے اور کوئی اس کو سُنکر بھی نہیں جانتا۔

جان کی حقیقت کو دیکھکر اور سن کر حیرت ہوتی ہر

کوئی تو حیران ہے اُس کا کرشمہ دیکھکر سوچنے لگتا ہے کوئی سن کے اُس کی کیفیت	تذکرہ کرتا ہے استعجاب سے کوئی بشر پر کسی کو بھی نہیں معلوم اس کی اصلیت

اس جان کی حقیقت کو بعض شاغل اپنے مشاہدہ میں دریائے حیرت انگیز دیکھتے ہیں بعض علمی بحث سے حیرت افزا کہتے ہیں بعض اُن کے کلام کو سُنکر حیرت میں پڑتے ہیں اور اکثر سُن کر بھی نہیں سمجھتے۔

देही नित्य मवध्यो ऽयं देहे सर्वस्य भारत ॥
तस्मात्सर्वाणि भूतानि नत्वं शोचितु मर्हसि ॥ ३० ॥

دراصل جان سب میں محیط قدیم اور غیر منقسم ہے

(۳۰) اے ارجن یہ آتما کل اجسام میں ہمیشہ اور غیر فانی ہے پس کل مخلوق کا تجھے فکر نکرنا چاہئے۔

پاک و برتر ہے فنا سے جان کل اجسام کی | | اس لئے بیکار ہے اوروں کا فکر زندگی۔

آتما اگیان بہاش یعنی حالت غفلت میں جیو فرض کیجاتی ہے گیان کی نگاہ میں جو اصلیت کو دیکھتی ہے کل مخلوقات کی جیتن آتما ایک ہے اور وہ منقسم نہیں ہو سکتی پس کل عالم کا فکر بیجا ہے۔ لفظ دیہی جو اس منتر میں آیا ہے اور جس کے معنی اگر لوگوں نے جیو فرض کر لئے ہیں اسکا اشارہ طرف اوس واحد لاشریک کے ہے جو کل مخلوقات کی جان غیر منقسم ہے اور جو ہر جسم میں منقسم نظر آتا ہے اس امر میں وید کی شرتی شاہد ہے (एको हं बहुष्यामः) یعنی ایک میں بہت ہو جاؤں۔ بیس منتر اصول سانکھیہ کے یہاں تک ختم ہوئے ذیل کے آٹھ منتروں میں علم معقولات کے بموجب تلقین کیجائیگی۔

स्वधर्म मपि चावेक्ष्य न विकंपितु मर्हसि
धर्म्याद्धि युद्धा च्छ्रेयो ऽन्यत क्षत्रियस्य नविद्यते ॥ ३१ ॥

جان سے جسم کو نمود ہے اور جسم کے فرایض ادا کرنے واجب ہیں

(۳۱) اپنے فرایض پر بھی نظر کر کے تجھے ہٹنا نہیں چاہئے دکیونکہ جنگ راستی سے بہتر چہتری (سپاہی) کے لئے کوئی اور چیز نہیں ہی

فرض کو پورا نہ کرنے کا برا انجام ہے | | راستی پر جان نثاری چہتری کا کام ہے

यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्ग द्वार मपा वृतम् ॥
सुखिनः क्षत्रिया पार्थ लभंते युद्धमी दृशम् ॥ ३२ ॥

جسم کے فرایض لازمی ادا کرنے سے بہشت ملتی ہے

(۳۲) تجھے بلا کوشش بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ملا ہے اے ارجن قسمت والے چہتری ایسا جنگ کا موقع پاتے ہیں۔

سر کٹاتے ہیں سپاہی خوبی تقدیر سے	کھل گیا ہے راستہ جنت کا تیرے واسطے

अथ चेत्त्वमिमं धर्म्यं संग्रामं नकरिष्यसि ॥
ततः स्वकर्म कीर्त्तिंच हित्वा पापमवाप्स्यसि ॥ ३३ ॥

اگر فرائض لازمی ادا نہ کرے گا گنہگار ہوگا۔

(۳۳) اگر تو یہ جنگ جو حق پر مبنی ہے نہیں کرے گا تو اپنا فرض پورا کر کے اور اپنی نیکنامی کھو کر گنہگار ہوگا۔

تیری گردن پر رہیگا دین و دنیا کا عذاب	تو جو راہِ حق پہ چلنے سے کرے گا اجتناب

अकीर्त्तिं चापि भूतानि कथयिष्यंतिते ऽव्ययाम् ॥
संभावितस्य चाऽकीर्त्ति र्मरणा दति रिच्यते ॥ ३४ ॥

بدنام ہوگا۔

(۳۴) تیری مذمت ابد تک زبان زد خلایق رہیگی۔ آبرو والیکو آبرو کا جانا بدتر از مرگ ہے۔

موت سے بدتر ہے ذلت صاحبِ توقیر کی	بے محابہ تیری بدگوئی کریں گے آدمی

भयाद्रणादुपरतं मंस्यंते त्वां महारथाः ॥
येषां च त्वं बहुमतो भूत्वा यास्यसि लाघवम् ॥ ३५ ॥

خفت اوٹھائیگا

(۳۵) مہارتی خیال کریں گے کہ تو خوف کھا کر میدان سے بھاگ گیا جن کی نظروں میں تیری عظمت ہے اون کے آگے تیری سبکی ہوگی۔

جن پہ تیرا رعب ہے اُن سے ہی تو شرمائیگا	ڈر کے بھاگا جنگ سے ارجن کہیں گے سورما

अवाच्यवादांश्च बहून्वदिष्यन्ति तवाहिताः ॥
निन्दन्तस्तव सामर्थ्यं ततो दुःखतरं नुकिम् ॥ ३६ ॥

آبرو کھو کر رنج پائیگا۔

(۳۶) تیرے دشمن بہت سے ناگفتنی الفاظ کہیں گے اور تیری مردانگی پر حرف رکھیں گے اس سے زیادہ کیا رنج ہو سکتا ہے۔

دلشکن الفاظ سنکر تو بہت پچھتائیگا۔	دشمنوں کو خوب موقع چھیڑ کا ملجائے گا

हतोवा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्य से महीम् ॥
तस्मादुत्तिष्ठ कौंतेय युद्धाय कृत निश्चयः ॥ ३७ ॥

(۳۷) مارا جائے گا تو بہشت میں پہونچے گا اور فتحیاب ہوگا تو سلطنت پائے گا پس اے ارجن تو جنگ کی ٹھان کر کھڑا ہو۔	فتح و شکست دونوں میں بہتری ہے

اس لئے ارجن دکھا میدان میں مردانگی		سلطنت ہاتھ آئے گی یا زندگی فردوس کی

راستی اور مردانگی انسان میں اعلیٰ صفت کا جزو ہیں اس لئے جب جان کا تعلق انسان کے جسم سے ستوگن کی حالت میں چھٹتا ہے تب ستوگن کے اجزا ستوگن میں جا ملتے ہیں بہشت کا اشارہ اسی پر ہے۔

सुख दुःखे समे कृत्वा लाभा लाभौ जयाजयौ ॥
ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पाप मवाप्स्यसि ॥ ३८ ॥

(۳۸) سوکھ دوکھ نفع و نقصان۔ فتح و شکست کو مساوی سمجھکر جنگ میں مشغول ہو تو اس طرح پر گنہگار نہیں ہوگا	عقل کو قایم رکھکر جنگ کر

اپنے دل سے دور کر کے جنگ میں مشغول ہو		رنج و راحت فائدہ نقصان ہار اور جیت کو

اس منتر میں ارجن کو جنگ کے وقت علم سانکھ کے بموجب یہاں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سماکی اوستھا پر نظر رکھکر جنگ کرے سماوہ کیفیت قلب ہے جس کی تشریح اس ادہیا کی گیارھویں منتر میں ہو چکی ہے۔ اور جس میں سُکھ دُکھ فتح شکست یکساں معلوم ہوتے ہیں اسی تسلیم کا ہونا یوگ کہلاتا ہے

एषाते ऽभिहिता सांख्ये बुद्धिर्योगे त्विमांश्रृणु ॥
बुद्ध्या युक्तो यया पार्थ कर्म बंधं प्रहास्यसि ॥ ३९ ॥

(۳۹) اُن (منتروں) میں سانکھ کا بیان ہوا ہے اِن میں (اُسکی) عملی طریقت سُن۔ جس عمل پر حاوی ہوکر تو افعال کی قید سے آزاد ہوگا۔	اصول سانکھ اوپر بیان ہوئے ذیل میں اُن کا طریقہ استعمال درج ہے

اِس ہدایت پر عمل کر عزم و استقلال سے		بالیقین چھوٹ جائیگا اعمال کے جنجال سے

مندرجہ بالا منتروں میں علم سانکھیہ کے اصول کی تشریح ہوئی ہے یعنی منتر ۱۱ سے ۳۰ تک جسم و جان کی حقیقت بیان کی گئی ہے اون کے بعد، منتروں میں فرایض متعلقہ کے لحاظ سے بھی جنگ کرنا درست ثابت کر کے اڑتیسویں منتر میں اُصول سانکھیہ پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے ذیل کے منتروں میں اوس علم کے وسیلے سے فعل سے بریت پانے کا طریقہ بتایا جاتا ہے یعنی کس طرح پر اوس علم کے ذریعہ سے پاپ اور پن معدوم ہو جاتے ہیں اور انسان عمل و فعل سے برتر ہو جاتا ہے (دیکھو ۴۹، ۴۸ و ۴۹ منتر)

नेहाभि क्रम नाशोस्ति प्रत्यवायो नविद्यते ॥
स्वल्प मप्यस्य धर्मस्य त्रायते महतो भयात् ॥४०॥

علم خود شناسی کی تعریف

(۴۰) اِس میں کوشش بیکار نہیں جاتی اور نہ کوئی خلل واقع ہو سکتا ہے تھوڑا سا بھی علم ذات اِنسان کو بہت بڑے خوف سے بچا لیتا ہے۔

اِس میں کوشش رائیگان جاتی نہیں اِنسان کی		کاہشوں سے مغفرت تاثیر ہے عرفان کی :

علم سانکھیہ جس قدر حاصل ہو جاتا ہے پھر ضایع نہیں ہوتا اور اوس کے حصول میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا ہے اِس میں کوئی جسمانی یا زبانی فعل نہیں کرنا ہوتا کہ جس میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو سکے صرف قوت فکری سے کام لینا ہوتا ہے۔ جب اِنسان کو اِس علم سے تھوڑی سی بھی واقفیت ہوتی ہے اوس کے بڑے بڑے واہمات اور شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔

व्यवसायात्मिका बुद्धि रेकेह कुरु नंदन ॥
बहुशाखा ह्यनंताश्च बुद्धयो ऽव्यवसायिनाम् ॥४१॥

عقل خود شناس یعنی عقل سلیم واحد ہے ماسوا دیکھنے والی رائیں مختلف اور کثیر ہیں

(۴۱) اے ارجن عقل سلیم عالم میں ایک ہے ماسوا دیکھنے والوں کی رائیں مختلف اور بے شمار ہیں۔

یکساں زبان ہیں سارے عارف جنکے دلکو ہی قرار		جاہلوں کے وسوسے ہیں مختلف اور بے شمار

علم ذات واحد اور برقرار ہے پس کل عارفوں کی رائے کا اتفاق ہوا کرتا ہے اوس میں نہ کبھی اختلاف ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ بلا لحاظ ملک اور قوم کے علم ذات کی تحقیقات میں ایک عارف دوسرے سے متفق بلکہ اوس کا شاہد ہے علم صفات منتقل ہوتا رہتا ہے اور اوسکی بہت سی شاخیں ہیں باہمیں ایک کی رائے کا کچھ نہ کچھ دوسرے کی رائے سے اختلاف رہتا ہے مذہبوں کے اختلاف کی وجہ بھی رائیں ہوئی ہیں۔

	آن لعل گران بہا زکان دگر است اندیشہ این و آن خیال من و تست		آن دُرّ یگانہ را نشانے دگر است افسانۂ عشق راز بانے دگر است

यामिमां पुष्पितां वाचं प्रवदंत्य विपश्चित्तः॥
वेदवादरताः पार्थ नान्य दस्तीति वादिनः॥४२॥
कामात्मानः स्वर्गपरा जन्म कर्म फल प्रदाम्॥
क्रिया बिशेष बहुलं भोगैश्वर्य गतिं प्रति॥४३॥

عقل باسوا ہیں پابند تمنا کرتی ہے اور افعال میں ہنساتی ہے

(۴۲ و ۴۳) اے ارجن جو کم فہم وید کی (علمی) بحث کے شایق خواہشات دل میں رکھنے والے اور بہشت کی اُمید کرنے والے ہیں وہ لذات اور دولت حاصل کرنے کے واسطے ایسے رجا کے کلام کہتے ہیں جنمیں زندگی کے اعمال کے نتیجے ملنے کا اقرار کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی رسومات کے ادا کرنیکی ہدایت کی جاتی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اِن کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔

طالبانِ عیش جنت عقل سے ناآشنا عشرت وتن پروری ہے زندگانی کا صول		یوں بتاتے ہیں خلاصہ وید کے اسرار کا اِس سے اعلیٰ ساری دنیا میں نہیں کوئی اصول

پشپت بانی سے وہ کلام مُراد ہے جس میں پھول ہوں اور پھل نہو وہ دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل اوس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ مذہبی قیل وقال مثل پھول کے ہیں اور ثمر ادن میں نہیں ہے۔

سرائے مدرسہ و علم بحث طاق و رواق　　چہ سود چون دل دانا و چشم بینا نیست
سرائے قاضی یزد ارچہ مبلغ کرم است　　خلاف نیست کہ علم نظر در آنجا نیست

جو لوگ لذات بہشت کے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ اعمال کا نتیجہ عقبیٰ میں پانے کی اور وہاں کو امید دلاتے ہیں اور اوس کے حاصل کرنیکے واسطے اون کو بڑی کوشش اور عمل میں لگاتے ہیں جسکی وجہ سے وہ علم ذات سے بے بہرہ رہتے ہیں۔

भोगैश्वर्य प्रसक्तानां तया पहृत चेतसाम् ॥
व्यवसायात्मिका बुद्धिः समाधौ न विधीयते॥ ४४॥

اہل تمنا کی عقل سلیم نہیں ہوسکتی

(۴۴) جنکا دل لذات اور دولت میں پھنسجاتا ہے اور تیرہ ہو جاتا ہے محویت کی جانب اونکی رائے سلیم نہیں ہوتی۔

جن کو اپنی خواہشوں کی پرورش منظور ہے　　محویت کا راستہ اون کی سمجھ سے دور ہے

جن کا خیال باہر کی طرف لذات دنیا و عقبیٰ میں پھنسا ہے وہ اپنے بطون میں معشوق حقیقی کو نہیں دیکھ سکتے اور علم خود شناسی سے بے نصیب رہتے ہیں۔

त्रैगुण्य विषया वेदा निस्त्रै गुण्यो भवार्जुन॥
निर्द्वंदो नित्य सत्वस्थो निर्योग क्षेम आत्मवान्॥ ४५॥

علم میں سہ گانگی ہے حالت کیف علم سے برتر ہے۔

(۴۵) ویدوں میں صفت سہ گانگی موجود ہے ارجن تو صفت سہ گانہ سے برتر ہو اور دوئی چھوڑ دے ایک حالت پر قایم اور طلب کی منزل سے بالا ہو اور ذات میں وصل رہ۔

وید کے علم سہ گانہ سے تو اپنا دل ہٹا　　بے غرض ہو باصفا ہو دیکھ جلوہ ذات کا

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من　　این حرف معما نہ تو خوانی و نہ من
هست از پس پردہ گفتگوے من و تو　　چون پردہ بیفتد نہ تو مانی و نہ من

وید کے معنی علم ہیں اور علم میں صفت سہ گانگی موجود ہے یعنی علم کے ساتھ عالم اور معلوم

کا ہونا لازمی ہے ان تینوں میں سے ایک کا ہونا بغیر اور دو کے ممکن نہیں پس عالم علم اور معلوم تینوں ہمیشہ باہم پائے جاتے ہیں کوئی فعل سہ گانگی سے خالی نہیں ہے فعل ۔ فاعل ۔ مفعول ۔ عبد ۔ عابد ۔ معبود ۔ عشق ۔ عاشق ۔ معشوق ست رج تم اسکی مثال ہیں ۔ کیف حال سہ گانگی سے بالاتر ہے اوس میں طالب اور مطلوب ایک ہو جاتے ہیں اور طلب بھی جاتی رہتی ہے سکھ اور دکھ نیکی اور بدی وغیرہ مساوی معلوم ہوتے ہیں اور انسان ایک حالت سرور کی پاتا ہے جس کو پرم آنند کہتے ہیں وہ اپنے آپ میں مست ہو جاتا ہے اور اپنے جلوہ کو آپ ہی دیکھتا ہے ۔

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके ॥

तावान्सर्वेषु वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ॥ ४६ ॥

عقل سلیم بحر محیط ہے عقل ماسوا بیر اوسکی لہریں ہیں

(۴۶) برہم کے جاننے والے عارف کا ویدوں سے اتنا ہی مطلب باقی رہتا ہے کہ جتنا بے پیاس انسان کا کنوئیں تالاب دریا وغیرہ مقامات آبی سے ۔

مدعا ہے چاہ و چشمے کا جو رفع تشنگی ۔		سارے ویدوں کا ثمر ہے علم وکیف باطنی

اودپان اوس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے پانی ملسکے کنواں ۔ تالاب ۔ باولی ۔ نہر دریا ۔ وغیرہ سب اس میں شامل ہیں ۔ انسان بعض کام تالاب سے لے سکتا ہے جو کنوئیں سے لینے ممکن نہیں علیٰ ہذا بعض اغراض تالاب میں پورے نہیں ہو سکتے جنکے واسطے دریا کا ہونا لازمی ہے ۔ کسی سے تو صرف پانی حاصل ہوتا ہے اور کسی میں تیرنا ممکن ہے اور کسی میں کشتی بھی چل سکتی ہے سمندر میں یہ سب مطالب ایک جا حاصل ہوتے ہیں اور اس میں سب نہریں اور دریا آکر محو ہو جاتے ہیں علم عرفان بمنزلہ بحر محیط کے ہے جس میں کرم کانڈ اوپاسنا وغیرہ کی ندیاں گر کر معدوم ہو جاتے ہیں ۔ عارف گن اتیت یعنی صفاتی خواص سے آزاد رہتا ہے تاہم وہ اون خواص کو

مساوات کی نظر سے کام میں لاتا ہے اور ایسا کرنا لبسر زندگی کے لیے لازمی جانتا ہے آدمی کو جس قدر پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اوتنی ہی عارف کو لازمی خواص اور افعال کے بلا ترک واخذ برتنے کی حاجت ہے اور جیسے پانی دستیاب ہونیکے مقامات کنوان۔تالاب۔دریاوغیرہ ہیں اسی طرح حصول علم معرفت کے لئے ویدوں میں کرم اوپاسنا اور گیان کانڈ موجود ہیں۔عارف کی مثال ایسے شخص سے دیجا سکتی ہے جس کی پیاس بجھگئی ہے تارک اور پابند ان فعل بمنزلہ پیاسوں کے ہیں۔

جو پیاسا نہیں ہے اوس کو کنوے تالاب اور دریا سے سروکار نہیں ہے تو بھی وہ پیاسوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے جو پیاسے ہیں اونکا مدعا پیاس کا بجھنا ہے اور اون کو کنوے تالاب اور دریا سے سروکار ہے۔

कर्मण्येवा ऽधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन:॥

माकर्म फलहेतुर्भूर्मा ते संगो ऽस्त्व कर्मणि ॥४७॥

گیان یوگ یعنی عقل سلیم کا طریقہ	(۴۷) فعلوں کے کرنے کا تجھے استحقاق ہے لیکن اون کے نتیجہ پر نظر نہ رکھ نتایج اعمال کو اون کی کرنی کی وجہ ہونے دے ترک افعال نکر		
✓	فعل سے وابستگی واجب نہیں تیرے لئے		فرض کی تکمیل کر خواہش صلہ کی چھوڑ دے

چونکہ جسمانی افعال قدرت کا خاصہ ہیں اون کا کرنا واجب ہے اور اون کے کرنے میں کوئی ہرج بھی نہیں ہے بشرطیکہ نتیجہ پر نظر نہو یعنی وہ فعل اس خیال سے نہ کئے جائیں کہ انکا نتیجہ ملیگا بلکہ اس عقیدہ سے کہ وہ فعل قدرت ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ فعل لازمی کے کرنے سے اجتناب نہیں چاہئے یعنی حواس کے لازمی افعال کا روکنا غلطی ہے

योगस्थ: कुरु कर्माणि संगं त्यक्त्वा धनंजय ॥

सिद्ध्यसिद्ध्यो: समो भूत्वा समत्वंयोग उच्यते ॥४८॥

(۴۸) اے ارجن یوگ میں قایم ہوکر تعلق چھوڑکر اور کامیابی اور ناکامی یکساں رکھکر تو فعل کر ہر حال میں یکساں رہنے کو یوگ کہتے ہیں۔	عقل سلیم کا قایم ہوجانا یوگ ہے۔

عارفوں کی زندگی کٹتی ہے اطمیناں سے		کامیابی اور ناکامی کو یکساں جان لے	

گیان یوگ افعال کا ترک قلبی ہے یعنی اون کو اپنی ذات سے منسوب نہ کرنا اور اون سے بے تعلق رہنا اور کامیابی اور ناکامی میں خوشی اور رنج نہ ماننا اور دونوں کو مساوی جاننا یوگی اپنے بطون میں محو رہتا ہے۔ اور حواس کے فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرتا رہتا ہے اوسی کو "دل بیار دولت بکار" کہتے ہیں۔

दूरेण ह्यवरं कर्म बुद्धियोगा द्धनंजय: ॥
बुद्धौ शरण मन्विच्छ कृपणा: फलहेतव: ॥४९॥

(۴۹) کرم یوگ بمقابلہ گیان یوگ کے بہت ہی کم وقعت رکھتا ہے تو گیان کی پناہ میں آ کہ نتیجہ کے خواستگار حقیر ہیں۔	عقل سلیم اعلیٰ ہے پابندی افعال اد نیٰ ہے۔

دور کر تاریکیٔ دل معرفت کے نور سے		ہیچ ہیں اعمال علم باطنی کے سامنے	
عقلے کہ شود مائل دنیا بند است دنیا چہ بود خواہش عقبیٰ بند است		شوقے کہ بجز حق بشود پابند است در راہ خدا بجز خدا اے سالک	

کرم یوگ کے ماننے والوں کا بیان اوپر کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ منتروں میں ہو چکا ہے وہ لوگ اہنکار یعنی پندار کے سبب اپنے آپ کو فاعل سمجھتے ہیں اور اپنے اعمال کے نتیجہ عقبیٰ میں ملنے کا یقین کرتے ہیں اس لئے ادنیٰ منزل میں ہیں گیان یوگ جس میں اوپر کے دو منتروں میں تشریح ہوئی عارفوں کا طریقہ ہے اور وہ اعلےٰ ہے کہ اس میں نتیجہ سے نظر اوٹھ جاتی ہے۔

बुद्धि युक्तो जहातीह उभे सुकृत दुष्कृते ॥
तस्माद्योगाय युज्यस्व योग: कर्मसु कौशलम् ॥५०॥

عقل سلیم میں پاپ اور پن دونوں موہوم معلوم ہوتے ہیں۔

(۵۰) دنیا میں نیک و بد افعال سے گیانی کا تعلق ترک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تو گیان یوگ میں مشغول ہو افعال کے واسطے گیان یوگ مناسب ہے۔

اُن کو ادنیٰ جان لے اور طالبِ اشراق ہو		ترک کر دیتے ہیں عارف نیک و بد افعال کو

گیان کے وسیلہ سے پاپ اور پن معدوم ہو جاتے ہیں اور ایک حالت سکون پیدا ہوتی ہے اسواسطے گیان کا حاصل کرنا بہتر ہے گیان بالذات قایم اور عمل سے برتر ہے اور اوس کے حاصل کرنے کے واسطے یتن درکار ہوتا ہے یتن اور کرم میں یہ تفاوت ہے کہ کرم سے افعال کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اور یتن سے افعال کا ترک قلبی ہوتا ہے اور انسان مکروہات سے آزاد ہو جاتا ہے۔

कर्मजं बुद्धियुक्ता हि फलं त्यक्त्वा मनीषिणः॥
जन्मबंध विनिर्मुक्ताः पदं गच्छंत्य नामयम् ॥५१॥

علم سلیم رکھنے والا سرور ابدی پاتا ہے

(۵۱) جو عارف گیان یوگ پر قادر ہو کر فعل کے نتیجہ کو ترک کر دیتے ہیں وہ پیدایش کی قید سے آزاد ہو کر سرور ابدی کا مقام پاتے ہیں۔

زندگی میں ہیں فردوس منزل جاوید پر		اہل دانش رشتہ خوف و تمنا توڑ کر

عارف گیان کے ذریعہ سے فعلوں کے نتیجہ سے نظر اوٹھا لیتا ہے پس وہ اپنی حیات میں جو افعال کرتا ہے اُن کی قید سے آزاد رہتا ہے یہی رستگاری اور نجات کا مقام ہے۔

यदा ते मोहकलिलं बुद्धिर्व्यतितरिष्यति॥
तदा गंतासि निर्वेदं श्रो तव्यस्य श्रुतस्यचः॥५२॥

جب عقل ماسوا میں صاف ہو کر عقل سلیم ہو جاتی ہے تب حقیقت ذات معلوم ہوتی ہے۔

(۵۲) جب تیری عقل غفلت کی دلدل سے نکل آئے گی۔ اوسوقت تو سنے ہوئے کی اور سننے کی کچھ پرواہ نہ رکھے گا

جس نے اپنے دل سے دنیاء عقبیٰ کی تمنا دور کی ہے اور جو اپنی ذات کو پہچانکر اوسی میں محو اور مسرور ہے اور نفس کی آمد و شد پر نظر رکھتا ہے وہی عارف ہے جو انسان اہم ہے ۵۲ منتر تک کی ضمیر کو سمجھکر اوسپر کار بند ہے اوس کی عقل غیر متحرک سمجھنی چاہیے ورگنہ جاہل اور عارف میں کوئی جسمانی فرق نہیں ہوتا۔

दुःखेष्व नुद्विग्न मनाः सुखेषु विगतस्पृहः॥

वीतराग भय क्रोधः स्थित धीर्मुनि रुच्यते ॥५६॥

(۵۶) جو دکھ کا اندیشہ نہیں کرتا اور سکھ کی تمنا نہیں رکھتا اور الفت خوف اور غصہ سے بری ہے وہ ساکن عقل رکھنے والا عارف کہا جاتا ہے۔	بیم و رجا سے آزاد ہو جاتا ہے

ہے وہ عارف جس کو غصہ شوق اور نفرت نہیں
رنج سے کلفت نہیں آرام سے الفت نہیں

انسان کی حیات میں سکھ دکھ سردی و گرمی نفع و نقصان لازمی ہیں عارف وہی ہے جو ان کے پیش آنے کے خیال سے رنجیدہ اور خوش نہیں ہوتا۔

यः सर्वत्रा ऽनभिस्ने हस्त त्तत्प्राप्य शुभाऽशुभम्॥

नाऽभिनंदति नद्वेष्टि स्थित प्रज्ञस्त दोच्यते ॥५७॥

(۵۷) جو سب سے بے تعلق رہتا ہے اور نیکی و بدی کے پیش آنے پر خوشی اور رنج نہیں کرتا اوس کی عقل ساکن ہے۔	ایک سی حالت رکھتا ہے

شادی اور غم سے نہیں جسکو مسرت اور ملال
سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہی باکمال

تعلقات دنیوی سے جو رنج اور خوشی کے سامان پیدا ہوں اون کا اثر جو شخص اپنی ذات پر نہیں مانتا اوس کی عقل سلیم اور غیر متحرک ہے۔

رباعی

قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند
بیدل ہمہ را اجال بدمے بینم

برخے بہ تماشائے خط و خال خوش اند
خوش حال کسانانکہ بہر حال خوش اند

यदा संहरते चायं कूर्मो ऽगानीव सर्वशः ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥ ५८ ॥

اوسکی کیفیت مثل کچھوے کے ہے

(۵۸) جب یہ مثل کچھوے کی جو کہ (اپنے) عضووں کو چاروں طرف سے سمیٹ لیتا ہے) حواس کو محسوسات سے ہٹا لیتا ہے۔ تب اوس کی عقل ساکن کہی جاتی ہے۔

اپنے اعضا کو چھپا لیتا ہے کچھوا جس طرح		حس و محسوسات سے بچتا ہے عارف اس طرح

شرتی سادھنا میں عارف کی کیفیت مثل کچھوے کے ہوتی ہے یعنی جب شرتی قاعدے سے رکتی ہے تب اوسکے حواس سمٹ کر بے حرکت ہو جاتے ہیں۔

विषया विनिवर्तंते निराहारस्य देहिनः ॥
रसवर्ज्जं रसोप्यस्य परं दृष्ट्वा निवर्त्तते ॥ ५९ ॥

حواس کو قابو میں لانے سے ترک لذات کی لذت ملتی ہے

(۵۹) (حواس کو) غذا نہ دینے والے انسان سے محسوسات دور ہو جاتے ہیں اور برتر از صفات ذات نامتناہی کے مشاہدہ کرنے پر اون کی طلب بھی اوسکے دل سے جاتی رہتی ہے

ضبط سے قابو میں آتے ہیں حواس انسان کے		شوق مٹجاتا ہے اون کا ذات کے دیدار سے

محسوسات حواس کی غذا ہیں جب شاغل سرت سادھنا کے قاعدے سے حواس کو سمیٹتا ہے تب حواس کے افعال قابو میں آجاتے ہیں اور اون کی وہ کشش جو محسوسات کی طرف ہوتی ہے جاتی رہتی ہے یعنی اون کیساتھ تعلق نہیں رہتا جب شاغل کو نور ذات چشم باطنی سے نظر آتا ہے اوس وقت جو سرت حاصل ہوتی ہے اوس کے مقابلہ میں نفسانی لذات ہیچ معلوم ہوتی ہیں یعنی اوسے محسوسات کی طرف جو شوق و رغبت کہ پیشتر تھے نہیں رہتے۔

شعر

دگرلذت نفس لذت نخوانی		اگرلذت ترک لذت بدانی	✓

यततो ह्यपि कौंतेय पुरुषस्य विपश्चितः॥

इंद्रियाणि प्रमाथीनि हरंति प्रसभं मनः॥६०॥

(۶۰) اے ارجن مفسد حواس شغل کرنیوالے عارف کے دل کو بھی زبردستی کھینچ لیتے ہیں۔	حواس کی کشش اگر احتیاط نہ کی جائے تو عارف کو عقل سلیم سے بے بہرہ کر دیتی ہے

بس میں آجاتے ہیں لنکے اچھے اچھے خود شناس		کھینچتے ہیں شاغلوں کے دل کو بھی مفسد حواس

اگر ریاضت سادھنا کرنے والے عارف اپنے حواس کو اچھی طرح نہ روکیں تو وہ حواس اون کے دل پر بھی قابو پا جاتے ہیں اور اون کے مشاہدہ کا حجاب ہو جاتے ہیں۔

तानि सर्वाणि संयम्य युक्त आसीत मत्परः॥

वशेहि यस्येंद्रियाणि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता॥६१॥

(۶۱) جو اون سب کو قابو کرکے میری (ذات لامتناہی) کے ادراک میں مصروف رہتا ہے۔ اور جس کے قابو میں حواس آگئے ہیں اُس کی عقل ساکن ہے۔	پس یوگی حواس کو عقل سلیم کے طابع رکھتا ہے۔

اون کو تو مغلوب کر طالب ہو میری ذات کا		عارف کامل ہے جس نے اونکو بس میں کرلیا

ضبط حواس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان آنکھ۔ کان اور ناک وغیرہ کو بند کرلے اور اون کی بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ قوت متخیلہ جس کے مطیع سب حواس ہیں فعل میں آغشتہ نہو یعنی اوس کا شوق فعل کی جانب نہو۔

ध्यायतो विषयान् पुंसः संगस्तेषूपजायते॥

संगात्संजायते कामः कामात् क्रोधोऽभिजायते॥६२॥

क्रोधाद्भवति संमोहः संमोहात्स्मृति विभ्रमः॥

स्मृतिभ्रंशाद्बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति ॥६३॥

سوکشم اور استھول پدارتھ یا بندی کے اسباب ہیں۔

(٦٣) محسوسات کی طرف توجہ کرنیوالے انسان کو اون سے تعلق ہو جاتا ہے۔ تعلق سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش سے غضب پیدا ہوتا ہے۔ غضب سے تیرگی پیدا ہوتی ہے تیرگی سے سہو پیدا ہوتا ہے۔ سہو سے عقل ضایع ہوتی ہے عقل کے زایل ہو جانے سے زوال آتا ہے

آدمی کو جب خیال آتا ہے محسوسات کا جوش کا ثمرہ ہے غفلت سہو غفلت کا مآل	شوق خواہش اور غصہ باندھتے ہیں سلسلا سہو سے ہوتی ہے تیرہ عقل آتا ہے زوال

اس ادھیاے کے ۲۴ منتر میں ماترا سپرش کا جو مجمل ذکر ہوا تھا اوس کی اِن دونوں منتروں میں تشریح کیجاتی ہے جب تک انسان سُرت سادھنا کا طریقہ جانتا ہو یعنی جب تک انسان کی سُرت کا الحاق علم ذات کے ساتھ نہو وہ صفات کی طرف رجوع کرتی رہتی ہی

اوّل اوس کا تعلق سمان وایو سے ہوتا ہے جو صفت اکاس یعنی خلا کی رکھتی ہے۔

دوم پران وایو سے جو ہوا کا خزانہ ہے الحاق ہونے پر خواہش تولید پاتی ہے۔

سوم تعلق اور خواہش اپان وایو یعنی مادہ حارہ سے ملکر غضب پیدا کرتے ہیں۔

چہارم ان تینوں کا دیان وایو یعنی مادہ باردہ سے اتصال ہونے پر تیرگی ظہور پاتی ہے۔

پنجم ان چاروں کے اودان وایو یعنی مادہ خاکی سے ملنے پر شکل پیدا ہو کر پندار غالب ہو جاتا ہے پندار کے غلبہ میں عقل سلیم تیرہ ہو جاتی ہے اور اپنے آپ کو نہیں پہچانتی یہ حالت قابل افسوس ہے اِس منتر میں لطافت سے کثافت کی طرف آتما کے نزول کی صورت جسطرح پر واضح ہے دکھائی گئی ہے۔

रागद्वेष वियुक्तैस्तु विषयानिंद्रियैश्चरन् ॥

आत्मवश्यैर्विधेयात्मा प्रसाद मधि गच्छति ॥६४॥

قوت متخیلہ کو افعال حواس سے علیحدہ کرنا آزادی کا ذریعہ ہے

(۶۴) جو بشر رغبت اور نفرت کو حواس سے علیحدہ کرکے اور حواس کو اپنے قابو میں رکھکر محسوسات میں اونہیں لگاتا ہوا ذات میں مصروف رہتا ہے وہ سرور ابدی پاتا ہے۔

شوق و نفرت ترک کرکے حس و محسوسات کا		دیکھتے ہیں اہل دل جلوہ سرور ذات کا۔

زندگی میں حواس اپنے فعل سے عاری نہیں رہ سکتے پس عارف ان کے ترک و اخذ دونوں سے کنارہ کرکے ذات میں مسرور رہتا ہے گو حواس کا محسوسات سے تعلق رہے یعنی وہ اپنا فعل متعلقہ کیا کریں تاہم وہ اونپر توجہ نہیں کرتا اور توجہ کی نہونے سے وہ غالب نہیں ہو سکتے جب اون کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تب وہ غالب ہو جاتے ہیں جیسے کوئی بیگاری کسی کا کام کرتا ہے اور اوسکے نفع و نقصان سے تعلق نہیں رکھتا ویسے ہی عارف حواس کے فعلوں کو بیگار سمجھکر کرتا ہے گر بیگار سے بچ نہیں سکتا۔

प्रसादे सर्वदुःखानां हानिरस्यो पजायते॥
प्रसन्न चेतसो ह्यासु बुद्धिः पर्यवतिष्ठति ॥ ६५॥

سرور سے کاہش جاتی رہتی ہے اور عقل آرام خالص میں قایم ہو جاتی ہے۔

(۶۵) حالت سرور میں اوس کے سب رنج مٹ جاتے ہیں جو مسرور ہوتا ہے اوس کی عقل جلد قایم ہو جاتی ہے۔

دور ہو جاتی ہیں دل سے کیف میں سب کاہشات		جو ہوا مسرور اوسکی عقل پاتی ہے ثبات

کیف کی یہ اعلیٰ منزل شرت سادھنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ زبان کو اسکے بیان کی طاقت نہیں

नास्ति बुद्धिरयुक्तस्य नचा युक्तस्य भावना॥
नचा भावयतः शांति रशांतस्य कुतः सुखम्॥६६॥

یقین کے بغیر آرام و قرار میسر نہیں ہو سکتا

(۶۶) جو شاغل نہیں ہوتا اوس کی نہ تو عقل (قایم) ہوتی ہے اور نہ اوسکو الوہیت کا دیدار ہوتا ہے جسکو دیدار نصیب نہیں اوسکو تسکین نہیں جسکو تسکین نہیں اوسے آرام کہاں۔

عقل وعرفان سے وہ بے بہرہ ہے جو شاغل نہیں	اوس کو اطمینان اور اصلی خوشی حاصل نہیں

جو شرت سادھنا کا شاغل نہیں اوس کی عقل کا بیلیم ہونا ممکن نہیں اور وہ ذات نامتناہی کا جلوہ نہیں دیکھہ سکتا جب تک مشاہدہ باطنی نہو قرار و اطمینان کی صورت ہرگز پیدا نہیں ہوتی یعنی جب تک شکوک اور واہمات رفع نہوں انسان حالت زندگانی میں آرام نہیں پاتا۔

इंद्रियाणां हि चरतां यन्मनोऽनुविधीयते ॥
तदस्य हरति प्रज्ञां वायुर्नावमिवांभसि ॥६७॥

شغل کے بغیر حواس عقل کو پریشان کردیتی ہیں	(٦٧) جب انسانکا دل فعل کرتے ہوئے حواس کیطرف جاتا ہے۔ تب حواس اوسکی عقل کو اسطرح بہا لیجاتے ہیں جیسے ہوا دریا میں کشتی کو

جب طرف لذات کے جاتا ہے دل انسان کا	کشتی دانش پہ ہوتا ہے سماں طوفان کا

حواس دلکو کھینچکر محسوسات کی طرف لیجاتے ہیں اگر دل کی نظر اون کی طرف ہوتی ہے حواس کی آندہی دل کی کشتی کو محسوسات کے طلاطم میں ڈالدیتی ہے مرد دانا کو چاہیے کہ وہ اوس کشتی کو ملاح کیطرح قابو میں رکھے اور بھٹنے ندے آندھی کا چلنا تو فعل قدرت ہے۔

तस्माद्यस्य महाबाहो निगृहीतानि सर्वशः ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्य स्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥६८॥

پس حواس کو قابو میں اور اعتدال پر رکھنا واجب ہے	(٦٨) پس اے ارجن جسنے حواس کو محسوسات کی طرف جانے سے بخوبی روک لیا ہے اوس کی عقل ساکن ہے۔

اس لئے ارجن اوسے عارف سمجھنا چاہیے	اپنے دل پر ہو جو قادر ترک محسوسات سے

محسوسات کی طرف حواس کی کشش کا ہونا انسانکے سکون دلمیں خلل انداز ہوتا ہے لہذا انسانکو حواس کے افعال ضبط کیساتھ کرنے چاہئیں اسطرح پر اونکی کوشش کارگر نہیں ہوتی طریقہ ضبط کی تشریح اوپر کی منتر میں ہوچکی ہے

या निशा सर्व भूतानां तस्यां जागर्ति संयमी ॥
यस्यां जाग्रति भूतानि सा निशा पश्यतो मुनेः ॥६९॥

عقل سلیم رکھنے والے کی زندگانی۔	(۶۹) جو سب اِنسانوں کی رات ہے اوسمیں عارف جاگتا ہے۔ جسمیں انسان جاگتے ہیں وہ عارف ودرہین کے لئے رات ہے۔

روز روشن عارفوں کا جاہلوں کی رات ہی		جاہلوں کا روز روشن عارفوں کی رات ہی

عوام الناس جو حواس کے وسیلہ سے عالم ظاہری میں بدل مصروف ہیں اونکے واسطے عالم بطون مثل شب تار ہے مگر عارفوں کا وہ دراصل دن ہے اور جس عالم ظاہری کو عوام دن سمجھتے ہیں عارف اوسکو اندھیری رات خیال کرتے ہیں جاہل صفات کے عالم سے باخبر ہیں اور ذات کے عالم سے بے خبر۔ عارف ذات کے عالم میں ہوشیار ہیں اور صفات کے عالم سے بے پرواہ سرت کا حواس سے تعلق ہونا عارفوں کی رات ہے۔ سرت کا ذات میں محو رہنا عارفوں کا روز روشن ہے۔

आपूर्यमाण मचल प्रतिष्ठं समुद्रमापः प्रविशंति यद्वत् ॥
तद्वत्कामायं प्रविशंति सर्वे सशांति माप्नोति नकाम कामी॥७०

عارف مثل بحر محیط کے بیحرکت اور ساکن رہتا ہے۔	(۷۰) جس طرح دریا لبریز اور بے حرکت سمندر میں غائب ہو جاتے ہیں اوسی طرح سب خواہشیں جس انسان کے دلمیں غائب ہو جاتی

ہیں وہ حالت اطمینان کی پاتا ہے لذات کی خواہش رکھنے والیکو یہ بات نصیب نہیں ہوتی

جیسے دریا آکے ملجاتے ہیں ساکن بحر میں عین راحت سے بسر ہوتی ہے اوس کی زندگی		محو ہو جاتی ہیں جسکی دلکی ساری خواہشیں طالب دنیا و دین سے دور ہے آسودگی ؛

اِنسان حالت کیف میں علم ذات کو مثل بحر محیط لبریز اور ساکن پاتا ہے اور اوس کی تمام خواہشین دریاؤں کے مانند اوس بحر محیط میں معدوم ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہ ادراک انسانی انتہائی مقام ہے دنیا اور عقبیٰ کے طالب اس سے محروم رہتے ہیں۔

विहाय कामान्यः सर्वान्पुमांश्च रति निःस्पृहः ॥
निर्ममो निरहंकारः सशांति मधि मच्छति ॥७१॥

ترک خواہش سے یہ مقام ملتا ہے۔	(۷۱) جو اِنسان خواہشوں کو چھوڑ کر بغیر کسی خواہش کے فعل کرتا ہے اور تعلق قلبی اور پندار سے آزاد ہو جاتا ہے وہ حالت اِطمینان پاتا ہے۔

رغبت و نفرت کا مفرو منہ تعلق چھوڑ کر۔		فعل بے خواہش سے اِطمینان پاتا ہی بشر

جو ان تینوں شرطوں کو پورا کرے وہی سرور اَبدی پا سکتا ہے جو لوگ حواس کے فعل سے مغلوب ہو جاتے ہیں اونکی توجہ کا اس علم کی طرف ہونا محال ہے۔

एषा ब्राह्मी स्थितिः पार्थ नैनां प्राप्य विमुह्यति ॥
स्थित्वाऽस्यामंतकालेऽपि ब्रह्मनिर्वाणमृच्छति ॥७२॥

یہ مقام انتہائی مراتب اوراک اِنسانی ہے جہاں غفلت و نادانی باقی نہیں رہتی۔	(۷۲) ارجن یہ برہم کا مقام ہے اِسکو پاکر اِنسان غفلت میں گرفتار نہیں ہوتا اور آخری وقت بھی اِس میں قایم رہنے سے برہم

کا وصال پاتا ہے۔

معرفت کی کیفیت میں ہوتی ہے نادانی فنا؛		زندگی اور موت میں عارف کا حصہ ہی بقا؛

اوپر کے منتر میں جو حالت کیف بیان کی گئی ہے وہی برہم کا مقام ہے اوسکے حاصل کرنیسے سارے عقدے اِنسان کے وا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں جزو سے کل ہو جاتا ہے اور دم واپسین تک ذات میں مستغرق رہکر جزو سے کُل ہو جاتا ہے یعنی اپنی زیست میں اور بعد از مرگ ایک ہی صورت پر رہتا ہے۔

इति श्री भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे सांख्ययोगो नाम द्वितीयोऽध्यायः २

شری بھگوت گیتا کے متعلق برہم ودیا کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی گفتگو کی دوسری ادھیاۓ موسوم بہ سانکھ یوگ ختم ہوئی

دوسری ادھیا میں سانکھ یعنی علم حقیقت کا لُب لُباب درج ہے اگلے ادھیائیں اسی خمیر پر مبنی ہیں اور اسی کی تفسیر ہیں دوسری ادھیاۓ اصول چاروں ویدوں اور چھ شون

شاستروں کا عطر ہیں اگرچہ وید اور شاستر وغیرہ کا مضمون بغیر مطالعہ کے کامل طور پر
دریافت نہیں ہو سکتا مگر چونکہ اکثر اشخاص کو اون کی بابت بہت ہی کم واقفیت ہے
اسلئے ان کے خلاصہ اصول کا ذیل میں درج کرنا بیکار نہو گا۔

چار وید

اوّل رگ وید ہے۔ اس کا پرگیانم آنند برہم مہاواک ہے اور اصول اونکار کی سادھنا ہے
دوسرا یجُر وید۔ اس کا "اہم برہم آسمی" مہاواک ہے اسمیں اونکار کے عملی طریقہ کا بیان ہے
تیسرا سام وید۔ اس کا "تت توم اسی" مہاواک ہے اسمیں اشٹانگ یوگ اور عشق کی طریقت
کا بیان ہے اور علم موسیقی داخل عبادت ہوا ہے۔

چوتھا اتھروَن وید اس کا "ایم آتما برہم" مہاواک ہے اسمیں توحید و عرفان کا بیان ہے۔
یہ چاروں وید رشیوں یعنی عارفان گذشتہ کے کلمات ہیں جو کسی وقت میں قلمبند کئے
گئے ہیں ابتدائے زمانہ میں ان کا علم عارفوں کے سینہ میں تھا اور وہ سینہ بسینہ منتقل ہوتا
تھا یعنی بذریعہ سماعت کے شاگرد کو گرو سے حاصل ہوا کرتا تھا۔ جیسا کے لفظ شرتی سے
بھی ظاہر ہوتا ہے جب سامان وقت سے شرتیاں تعداد میں بہت ہو گئیں اور اونکا حافظہ میں
رکھنا مشکل ہو گیا تب وہ وقتاً فوقتاً مکتوب ہو کر چہار وید موسوم ہوئیں شرتی وہ کلام ہے
جو حالت اشراق میں عارفوں کی زبان سے نکلا ہے۔

چاروں ویدوں کا ایک وقت میں مکتوب ہونا پایا نہیں جاتا۔ گو وہ علم کسی وقت کلام اور
تحریر میں آیا ہو حقیقت اوس کی اناد ہے یعنی کال اور دیش میں محدود نہیں ہے اُپنشد
وید کے علم الوہیت کا انتخاب ہے سمرتی کے معنی حافظہ ہیں سمرتی وہ کلام ہے جس نے قوت
حافظہ سے ترتیب پائی ہے سرتی کی شہادت صرف بطون میں مل سکتی ہے سمرتی کی شہادت
حواس سے مل سکتی ہے سمرتی میں چھ شاستر یعنی فلسفہ۔ پران اور اپ پران۔ وغیرہ شامل
ہیں جنکو عالموں نے وقتاً فوقتاً وید کی تشریح و تفسیر میں تحریر کیا تھا۔

(۱) نیائے شاستر کے مصنف گوتم رشی تھے - اس فلسفہ نے مایا - ایشر اور جیو تین وجود مانے ہیں اور ان تینوں کو بدلائل انادی ثابت کیا ہے -

(۲) میمانسا دو ہیں - پورو - اور اُتر - پورو میمانسا جیمنی رکھیشر کا کلام ہے اتر میمانسا شری وید ویاس جی کی تصنیف ہے پہلا میمانسا مانتا ہے کہ کرم یعنی فعل سے عالم کا ظہور ہوا ہے اور وہ کرم روپ یعنی بصورت فعل ہے اور اوس کا کرم ہی میں انجام ہوگا دوسرا میمانسا ویدانت کے اصول کے موافق کرم کا وجود پرکرتی یعنی قدرت سے بناتا ہے -

(۳) وَسے شک شاستر کناد رشی کی تصنیف ہے اس میں کال یعنی وقت کا سب پر غالب ہونا ثابت کیا ہے یعنی سارا عالم کال سے ظہور پاتا ہے اور کال میں فنا ہوجاتا ہے -

(۴) پاتنجل شاستر مہامنی پاتنجلی کی تصنیف ہے اسمیں اشٹانگ یوگ کو ذات میں وصل ہونے کا ذریعہ ثابت کیا ہے اور اوسیکو سدھانت مانا ہے -

(۵) سانکھ شاستر کپل مہامنی کی تصنیف ہے یہ مرتاض اور کمال درجہ کے فاضل ہوئے ہیں اور انہوں نے پورش کو پرکرتی سے علیحدہ مانا ہے پورش کو ذات پاک اور بے لوث کہا ہے اور سب عالم کا نمود پرکرتی سے تسلیم کیا ہے پورش کو شخص اور پرکرتی کو اوس کا سایہ کہا ہے اس فلسفے کے اصول سمجھنے میں بوجہ کم فہمی بہت غلطیاں واقع ہوئی ہیں چونکہ کلام اعلیٰ ہے اور اوس کے سمجھنے کے واسطے فکر رسا درکار ہے اس کے جاننے والے اور پیروی کرنیوالے اب ہندوستان میں بہت کم ہیں -

(۶) ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ سری وید ویاس رشی کا کلام ہے یہ توحید خالص اور انتہائی اور اک انسانی ہے برہم سوتر میں جو انہیں کی تصنیف ہے ویدانت کے اصول بدلائل ثابت کئے گئے ہیں - نیائے ایشر اور مایا کو انادی بیان کرتا ہے اور دونوں کو عقل ظاہر کرتی ہے اور حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں -

میمانسا کرم کو سدھانت اس لئے مانتا ہے کہ بغیر فعل کے عالم کا ہونا ممکن نہیں -

ویشیسے شک کال کو سب سے اعلیٰ مانتا ہے کیونکہ جو فعل ہوتے ہیں وہ سب وقت میں محدود ہیں
پاتنجل یوگ کو سب سے اعلیٰ سمجھتا ہے یوگ کے معنیٰ وصل ہیں چونکہ فصل اگیان سے ہوا ہے
وصل ضروری ہے گویہ چاروں فلسفہ مختلف ثبوت ذات نامتناہی کی دیتے ہیں مگر سب کو اوسکی ہستی بحث
اور وحدت پر اتفاق ہے نیائے اور میمانسا میں جزوی فرق ہے دونوں کی ضمیر ایک ہی ہے ویشے
شک کی تحقیقات اون دونوں سے زیادہ وسیع ہے پاتنجل طریقت عشق ہے اسکا تعلق نفس وغیرہ
سے ہے اور یہ فلسفہ کسی وقت میں بہت ترقی پر تھا فی زمانہ اس کے عامل کا ملنا دشوار ہے۔
سانکھہ عالم ظاہری کا وجود واجب الوجود سے بتلاتا ہے اور بغیر حاصل کئے اس علم کے شکوک دل
سے رفع نہیں ہوتے۔

ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ ہے اور فہم ذکی اور طبع رسا چاہتا ہے فہم کے تنگ کاسہ میں یہ بحر محیط
سما نہیں سکتا کوئی علم اسوقت ذات کے ادراک کیواسطے اس سے بہتر نہیں ہے ویدانت کے
لغوی معنی ہیں علم کی انتہا۔ یعنی وہ فلسفہ جس میں علمی تحقیقات ختم ہوا اور محویت شروع ہو محویت
سے بلند کسی فلسفہ نے کوئی درجہ بیان نہیں کیا۔ ویدانت واجب الوجود کو اول و آخر ظاہر
باطن ثابت کرتا ہے اوپنشدوں میں ویدکے علمی رموز یعنی توحید و عرفان حکایتوں کے پیرایہ میں ظاہر
کئے گئے ہیں باون اوپنشدوں کا ترجمہ شاہزادہ محمد دارا شکوہ نے فارسی میں کیا ہے بعض بیانات
سے ایکسو ساٹھ اوپنشد ونکا ہونا پایا جاتا ہے مگر وہ سب اسوقت ہند میں دستیاب نہیں ہوسکتے
اوپنشد کے معنی اسرار مخفی ہیں پرانوں اور اپ پرانوں میں حکایات اور روایات درج
ہیں جنکے معنی کامل طور پر اور بدلائل ثابت کرنے مشکل ہیں بعض میں عالی خیالات ظاہر کئے گئے
ہیں چنانچہ وشنو پران بہت اعلیٰ درجہ کے علم معقولات پر مبنی ہے جس کے رموز و استعارات
کو آجکل کے علما نہیں جانتے اور ایسے معنی بیان کرتے ہیں جن سے سامع کی تشفی نہیں ہوتی اور
طرح طرح کے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔

تیسری ادھیا کرم یوگ ۴۳ منتر

अर्जुन उवाच - ज्यायसी चेत्कर्मणस्ते मता बुद्धिर्जनार्दन ॥
तत्किं कर्मणि घोरे मां नियोजयसि केशव ॥१॥

ارجن کرشن جی کی ضمیر کو نہ سمجھ سکا۔	**ارجن کا سوال** (۱) اے جناردن اے کرشن جو آپکی رائے میں فعل پر علم فضیلت رکھتا ہے تو پھر آپ مجھے کثیف کام کی کیوں ہدایت کرتے ہیں

آپ دیتے ہیں فضیلت علم کو اعمال پر　　ساتھ ہی کہتے ہیں مجھ سے بے محابہ جنگ کر

ارجن گیان کو کرم پر سبقت دینے اور جنگ کرنے کی ہدایت کو دو مخالف امر سمجھا دراصل فعل کرنا گیان یوگ کے خلاف نہیں ہے بلکہ مطابق ہے آگے ظاہر کیا جائیگا کہ فعل قدرت سے سرزد ہوتے ہیں ذات اون سے مبرا اور بے لوث رہتی ہے۔

व्यामिश्रेणेव वाक्येन बुद्धिं मोहयसीव मे ॥
तदेकं वद निश्चित्य येन श्रेयोऽहमाप्नुयाम् ॥२॥

سمجھنا چاہتا ہے	(۲) آپ کا متضاد کلام میری سمجھ میں نہیں آتا آپ ایسی ایک بات صاف طور پر کہیے جس سے کہ میری بھتری کی صورت پیدا ہوتی ہو۔

عقل چکرانے لگی سنکر یہ جملے آپکے　　مجھکو بھبودی کا سیدھا راستہ دکھلائیے

ارجن ترک تعلق فعل اور ترک فعل میں تمیز نہ کرسکا پس اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے۔

श्रीभगवानुवाच - लोकेऽस्मिन् द्विविधा निष्ठा पुरा प्रोक्ता मया नघ ॥ ज्ञानयोगेन सांख्यानां कर्मयोगेन योगिनाम् ॥३॥

گیان یوگ اور کرم یوگ وصال ذات کے دو مختلف طریقے ہیں جو کہ زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں۔	**شری بھگوان کا جواب** (۳) اے نیکمرد میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ اِس عالم میں دو قسم کے عقیدے ہیں عارفونکا گیان یوگ اور جو لوگ کرم کے پابند ہیں اونکا کرم یوگ

دو طرح کی زندگانی میں نے بتلائی ابھی　　ایک تو اعمال کی اور دوسری عرفان کی

دوسری ادھیا کے ۱۱ سے ۳۹ منتر تک گیان یوگ کے اصول کا اور ۴۰ سے آخر منتر تک اُسکے عملی طریقے کا بیان ہوا ہے اور درمیان کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۹ منتروں میں کرم کی بابت رائے ظاہر کیگئی ہے شایقین ان دونوں عقیدوں کے فرق کے سمجھنے کیلئے مذکورہ بالا منتروں کو ملاحظہ

नकर्मणा मनारंभा न्नैष्कर्म्यं पुरुषो ऽश्नुते ॥
न च संन्यसनादेव सिद्धिं समधि गच्छति ॥४॥

ترکِ افعال ناممکن اور لاحاصل ہے

(۴) نہ تو انسان افعال کے ترک کرنے سے افعال سے بریت پاتا ہے اور نہ وہ ترک افعال سے مطلوب کو پاتا ہے۔

محض بیکار آدمی کی زیست ہے امر محال
محض بیکاری سے گو سوا ہے وہ ہی کسب کمال

حواس کے فعل روکنے سے نہیں رک سکتے ہیں علاوہ بریں اونکے روکنے سے کوئی مطلب حاصل نہیں ہو سکتا پس اونکے روکنے کی کوشش کرنا فعل عبث ہے۔

नहि कश्चित्क्षण मपि जातु तिष्ठत्य कर्म कृत् ॥
कार्यते ह्यवशः कर्म सर्वैः प्रकृति जैर्गुणैः ॥ ५॥

انسان کو افعال سے ایک لحظہ بھی مفر نہیں ملتا

(۵) کوئی کبھی ایک لمحہ بھر بھی فعل سے خالی نہیں رہتا۔ قدرتی خواص اپنے زور سے سب فعل کراتے ہیں۔

فعل سے فارغ نہیں ہوتا ہے کوئی لمحہ بھر
فطرتاً مجبور ہے انسان صدورِ فعل پر

انسان کی زندگانی میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا ہے جسمیں اوسکے حواس کی قوتیں فعل نہیں کرتیں یہ تمام افعال قدرت سے سرزد ہوتے ہیں اسلئے انکا روکنا احکام قدرت کی مخالفت کرنا ہے

कर्मेन्द्रियाणि संयम्य य आस्ते मनसा स्मरन् ॥
इन्द्रियार्थान् विमूढात्मा मिथ्याचारः स उच्यते ॥६॥

کرم یوگ کا طریقہ ادنیٰ ہے کہ اوسمیں افعال دلی تعلق کیساتھ کئے جاتے ہیں

(۶) جو کم عقل حواس افعالی کو روک کر دل سے محسوسات کا خیال کرتا رہتا ہے اوسے گمراہ کہنا چاہئے۔

	ضبط کے دہوکے میں جو شایق ہی محسوسات کا		وہ ہے ناداں اور اُسے گمراہ کہنا ہے بجا

چونکہ کان آنکھہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے لازمی افعال کے ترک کرنے پر بھی خیالات محسوسات کی طرف جانے سے نہیں رُکتے یعنی طبیعت کا شوق محسوسات کی طرف بدستور رہتا ہی اس لئے اونکے ترک کرنیکی کوشش حماقت ہے۔

यस्त्विंद्रियाणि मनसा नियम्यारभतेऽर्जुन ॥
कर्मेंद्रियैः कर्म योग मसक्तः सविशिष्यते ॥७॥

گیان یوگ کا اعلیٰ درجہ رکھتا ہے کہ فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرنا اُس کا اصول ہی

(۷) اے ارجن جو حواس افعالی کو دل کے تابع رکھکر اون سے لازمی افعال بے تعلق ہو کر کرتا ہے وہ اعلیٰ ہے۔

	جس نے اپنے دل کے بس میں کر لئے سارے حواس		فعل کرتا ہے مگر آزاد ہی وہ خود شناس

حواس افعالی کو دل کے تحت میں رکھکر اون سے کام لینا حواس کے ضبط کرنے سے بہتر ہے اس طرح پر فعلوں کا کرنا اون سے بریت کیصورت پیدا کرتا ہی اور اون کا کرنا نہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہے یہ ہی عارفوں کا طریقہ ہے۔

नियतं कुरु कर्मत्वं कर्म ज्यायो ह्यकर्मणः ॥८॥
शरीर यात्रापि च तेन प्रसिद्ध्येद कर्मणः ॥८॥

بے تعلق ہو کر افعال کرنے چاہئیں۔

(۸) تو لازمی افعال کر اون کا کرنا نکرنے سے بہتر ہے اون کے ترک کرنے سے تو تیرے جسم کا قیام ناممکن ہو جائے گا۔

	فرض پورا کر کہ بیکاری سے افضل کار ہی		آدمی کی زندگی بے عمل دشوار ہے

لازمی افعال کرنے چاہئیں کیونکہ اون کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں ہوتا اور اون کے لئے بغیر اوس کی زندگی ممکن نہیں ہوتی

यज्ञार्थात्कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धनः ॥
तदर्थं कर्म कौन्तेय मुक्तसंगः समाचर ॥९॥

افعال بے تعلقی نفی ہو جاتے ہیں
افعال تعلق پابندی کا سبب ہیں

(۹) اوس فعل کے علاوہ جو ریاض سمجھکر کیا جاتا ہے اور جتنے افعال اس دنیا میں (انسان) سے سرزد ہوتے ہیں وہ سب اوسکی پابندی کا باعث ہوتے ہیں اسلئے ارجن تو افعال کو ریاض سمجھکر بے تعلقی سے کر

	فعل کی زنجیر ہے دنیا نہ الیفں کے سوا		
	اس سلئے تو کام کر لیکن نہ اس میں دل لگا		

جو کچھ اس دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے قدرت کے فعل سے ہوتا ہے عارف اسبات کو بخوبی سمجھتا ہے - اسلئے وہ کسی فعل کا باعث اپنی ذات کو قرار نہیں دیتا اور تمام افعال کے صدور کو قانون سے مانکر اونہیں بے تعلقی کیساتھ کرتا ہے برخلاف اسکے جاہل قانون قدرت سے ناواقف ہونیکے باعث افعال کی پیدایش اپنی ذات سے خیال کرتا ہے اور اونہیں اختیاری سمجھتا ہے پہلے طریقہ پر کاربند ہونے سے افعال سے بریت حاصل ہوتی پچھلے طریقے کی پیروی کرنیکا نتیجہ پابندی افعال ہوتا ہے اس بیان کے معنی سمجھنے کے لئے جبر و اختیار کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری ہے -

सह यज्ञाः प्रजाः सृष्ट्वा पुरोवाच प्रजापतिः ॥
अनेन प्रसविष्यध्वमेष वोऽस्त्विष्टकामधुक् ॥१०॥

دراصل فعل عطیہ قدرت ہے

(۱۰) قادر مطلق نے مخلوقات کو ریاض کرنے کی قوت دیکر پیدا کیا اور ہدایت کی کہ تم اسکے وسیلہ سے ترقی کرو اس سے تمہارے مطالب پورے ہونگے -

	باقرایض خلق پیدا کرکے خالق نے کہا	
تمہارا ہے بھلا	فرض کو انجام دو اسمیں	

شروع میں بچہ کے حواس کی قوتیں اور جسمانی اعضا کمزور اور ناممکل ہوتے ہیں بعد ازاں اونسے جسقدر کام لیا جاتا ہے وہ بالیدگی اور تکمیل پاتے ہیں اور جو پہلے بچہ تھا وہ جوان کہلاتا ہے تب وہ ریاض کرکے بسر اوقات کرتا ہے اور مطالب دنیوی حاصل کرتا ہے اسیطرح پر باشندگان کے مجموعی ریاض اور علمی ترقی سے ملک کی بہبودی ہوتی ہے جو لوگ جسمانی ترقی کے مانع ہوتے ہیں احکام قدرت سے سرکشی کرتے ہیں اور اوسکی سزا پاتے ہیں برخلاف اسکے عیش و عشرت سے قوا ضعیف ہو جاتے ہیں اور موت کا سامنا جلدی لاتے ہیں عقل کے مطیع رہکر حواس سے کام لینا دانائی ہے - اور قانون قدرت کی مطابعت ہے -

देवान् भावयता नेन ते देवा भावयंतु वः॥
परस्परं भावयंत: श्रेय: परमवाप्स्यथ ॥ ११॥

حواس کو قانون قدرت کے موافق ترقی دینا انسان کا فرض ہے

(۱۱) تم اِس سے دیوتاؤں کی خدمت کرو وہ تمہیں عزت بخشینگے۔ کوشش باہم کرنے سے تمہیں کمال درجہ کی بہبودی حاصل ہوگی۔

دیوتاؤں کو منا و تا کہ وہ امداد دیں +		کامیابی اِتفاق رائے سے ہوگی تمہیں	

دیوتا کوئی مجسم شے نہیں ہیں بلکہ یہی پانچ حواس چت اور بدھ سات دیوتا ہیں جسقدر ہم ریاض سے اونکی قوت کو بڑہاتے ہیں یعنی اونکو کام میں لاتے ہیں اوسی قدر وہ ہماری بہبودی کیصورت پیدا کرتے ہیں ہمارے ریاض پر اونکی ترقی منحصر ہے اونکی ترقی پر ہماری بہبودی۔ افسوس ہی کہ اِس منتر کے معنی پر اہل ہند کی نظر نہوئی اور اِس ہدایت ربانی پر اونہوں نے عمل نہ کیا جو ملک آجکل ریاض پیشہ ہیں اور اسکے موافق عمل کر رہے ہیں وہ روز افزوں ترقی پر ہیں۔

इष्टान्भोगान्हि वो देवा दास्यंते यज्ञ भाविता:॥
तैर्दत्तान प्रदायैभ्यो यो भुंक्ते स्तेन एव स:॥ १२॥

قدرت حواس کی فعلوں کی فاعل ہے ذات برتر از فعل ہے۔

(۱۲) ریاض سے خدمت کرنے پر دیوتا تمہیں ضروری اشیاء دینگے جو شخص اون کی دی ہوئی اشیاء کو اونہیں دیے بغیر کھا لیتا ہی وہ چور ہے

پھل ملیگا دیوتاؤں کی جو تم خدمت کرو		چور ہے جو آپ کھا جاتا ہے اُنکے مال کو	

چونکہ سب ضروریات کے فراہم کرنے والے اور سارے کاروبار کے کرنیوالے وہی دیوتا ہیں اِس لئے جو لوگ بسبب پندار اپنے آپکو اونکا کرنیوالا مانتے ہیں وہ اُنکی فاعلیت کے حق میں خیانت کرتے ہیں یعنی وہ سب افعال جنکا انسان اپنے تیئں فاعل مانتا ہے عالم میں بہت مجبوری اور نیز صفاتی قوتوں سے سرزد ہو رہے ہیں ذات کبھی کسی فعل کی فاعل نہیں بنتی اُنکی دیوتا سب جسموں میں موجود ہی اور تحصیل و تکمیل غذا کا سبب ہی جو انسان اپنی غذا کا مہیا کرنیوالا اور کھانیوالا اسکے بجائے اپنے وجود کو قرار دیتا ہی وہ اوس دیوتا کی حق تلفی کرتا ہے۔

यज्ञशिष्टाशिनः संतो मुच्यंते सर्व किल्बिषैः॥
भुजंते तेत्वघं पापा ये पचन्त्यात्म कारणात ॥१३॥

عارف آزاد رہتا ہے جاہل بوجہ پندار کے پابند افعال ہوتا ہے

(۱۳) جو شیٔ ریاض سے اعلیٰ ہو اوسکے کہانے والے سب گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور جو خود غرض اپنے سلئے پکاتے ہیں وہ گنہ کا مزا چکھتے ہیں۔

بے گناہ ہو آب حیواں جسنے وحدت کا پایا		جام خودبینی جو پیتا ہے وہ پاتا ہے سزا

عارف افعال کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور علم ذات کو نوش جان کرتا ہے اسلئے وہ عذاب و ثواب سے بری رہتا ہے جاہل انانیت کا بندہ ہو کر سارے حسابی غلطوں کا سبب اپنی ہستی موہوم کو قرار دیتا ہے اور اوسکے نیتجہ میں پابندی افعال کی سزا اوٹھاتا ہے۔

अन्नाद्भवंति भूतानि पर्जन्या दन्न संभवः॥
यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्म समुद्भवः॥१४॥
कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षर समुद्भवम्॥
तस्मात्सर्व गतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम्॥१५॥

انسانوں کی حیات کا مدار قدرت کے چرخ پر ہے۔

(۱۴) انسانوں کی حیات غلہ سے ہے۔ غلہ کا ہونا بارش پر منحصر ہے بارش حرارت سے ہوتی ہے۔ حرارت فعل سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱۵) فعل کی پیدائش قدرت سے سمجھنی چاہئے اور قدرت کا ظہور بیزوال ہے پس قدرت محیط ہو کر ہر وقت اپنا فعل کرتی رہتی ہے۔

زندگی غلے سے ہے بارش سے غلہ کا وجود ذات مطلق کا کرشمہ حرکت اجسام ہے		انجرہ آتش سے ہے حرکت سے آتش کا نمود سارے عالم میں اسی کا غائبانہ کام ہے

انسان کی حیات نباتات پر منحصر ہے نباتات کی پیدائش بارش پر موقوف ہے بارش اسیوقت

ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی حرارت روئے زمین سے ابخرات کو بلندی پر لیجاتی ہے حرارت حرکت سے پیدا ہوتی ہے اور حرکت کی پیدایش قدرت سے ہے جسکو پرکرتی کہتے ہیں۔ پرکرتی مثل سایہ کے پورش کیساتھ ساتھ رہ کر مذکورہ بالا طریقے سے انسان کی زندگی کی نگہبانی کرتی ہے اوسی نے حرکت حرارت بارش اور غلہ کی صورت اختیار کی ہے یعنی اکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی اوسی کی مختلف شکلیں ہیں اور وہی اِن پانچوں صورت میں کل عالم میں ہر لمحہ فعل کر رہی ہے جسکو برہم یگ کہتے ہیں (دیکھو یجر وید کی مہانارائن اونپشد)

एवं प्रवर्तितं चक्रं नानु वर्तयतीह यः ॥
अघायु रिंद्रिया रामो मोघं पार्थ स जीवति ॥ १६॥

جو کوئی چرخ قدرت کے معنی نہیں جانتا وہ جاہل ہے

(۱۶) قدرت کا چرخ اِس طرح پر جاری ہے جو بشر اس دنیا میں اوسکے موافق نہیں چلتا اور عمر ضایع کرتا ہے اور حواس سے مغلوب ہو جاتا ہے اس کی زندگی لاحاصل ہوتی ہے۔

چرخ قدرت کی نہیں کرتا جو احمق پیروی		ہیچ ہے اُس نفس پرور کا اصولِ زندگی	

جس انسان کو اپنی حیات میں اس چرخ قدرت کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی اوسے حیوان بشکل انسان کہنا بجا ہے اور اوسکا پیدا ہونا نہونے کے مساوی ہے۔

यस्त्वात्म रतिरेव स्या दात्म तृप्तश्च मानवः॥
आत्मन्येव च संतुष्ट स्तस्य कार्यं न विद्यते ॥ १७॥

عارف مشاہدہ باطنی کا علم و سرور رکھتا ہے

(۱۷) جسکو اپنی ذات کا عشق ہے اور اپنی ذات پر قناعت ہے اور اپنی ذات میں لطف حاصل ہوتا ہے اوسے فعل سے سروکار نہیں ہوتا۔

جسکے باطن میں سمایا عشق و علم و کیف ذات		اُس نے زنجیر عمل کو توڑ کر پائی نجات	

عارف عشق حقیقی رکھتا ہے اور اوسکے دل میں ذات بحت کی ادراک کرنے پر کسی فانی شے کی طلب پیدا نہیں ہوتی صرف علم ذات کا سرور رہتا ہے۔ اوسکا افعال کے ساتھ دلی تعلق

نہیں ہوتا کہ وہ جانتا ہے کہ سب افعال قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات فعل وعمل سے برتر ہے

नैव तस्य कृतेनार्थो नाकृतेनेह कश्चन ॥
न चास्य सर्व भूतेषु कश्चिदर्थ व्यपाश्रय: ॥ १८ ॥

وہ فعلوں سے دلی تعلق نہیں رکھتا۔

(۱۸) اس دنیا میں اوسے نہ تو فعل کئے ہونے سے کچھ غرض ہوتی ہے اور نہ نکئے سے اوسکی جہاں بھر میں کسی شے کے ساتھ دلبستگی نہیں ہوتی۔

لذت دنیا کی جانب اسکا دل جاتا نہیں		فعل کے کرنے نکرنے کی اسے پروا نہیں

عارف جو کچھ کرچکتا ہے اور جو کچھ اوسے آئندہ کرنا ہوتا ہے دونوں سے بے تعلقی رکھتا ہے گو وہ سب کچھ کرتا ہے لیکن اوسے کسی فعل کے ساتھ نہ تو رغبت اور نہ نفرت ہوتی ہے وہ بیم ورجا ماضی و مستقبل کو واہمات سمجھتا ہے اور اونکا پابند نہیں ہوتا اور ذات کو فعل سے مبرا جانکر قدرت کا تماشہ دیکھتا ہے۔

तस्मादसक्त: सततं कार्यं कर्म समाचर ॥
असक्तो ह्याचरन कर्म परमाप्नोति पुरुष: ॥ १९ ॥

انسان کو بے تعلق ہوکر فعل کرنے چاہئیں

(۱۹) اسلئے تو لازمی فعلوں کو کر بے تعلق ہوکر بے تعلق ہوکر فعل کرنے سے انسان ذات میں وصل ہو جاتا ہے۔

راحت دل ہے میسر بے تمنا شخص کو ہاں		کام دے انجام لیکن اسمیں آغشتہ نہو

اسوقت کے رہنمائے دین نتیجہ بے تعلق ہوکر فعل کرنے کی یہ تدبیر بتاتے ہیں کہ جو نیکی کا کام کرو اوسے کرشن آرپن کردو اوس کا ثمرہ دہ چند ملیگا تعجب کی بات ہے کہ وہ نیک افعال کو تو بامید افزائش نتیجہ کرشن آرپن کراتے ہیں مگر برے فعلوں کو اپنے معتقدوں کی گرہ میں بندھا رہنے دیتے ہیں مبادا کرشن آرپن کرنے سے وہ بھی دہ چند ہو جائیں اور اونہیں بھوگنے پڑیں سچ پوچھو تو کرشن آرپن میں نتیجہ سے نظر اوٹھا لینی چاہئے اور اپنے پندار کے ترک کرنیکا سنکلپ کرنا چاہئے اس طرح جو کچھ بھلائی یا برائی انسان سے سرزد ہوتی ہے وہ سب کرشن آرپن ہو جاتی

कर्मणैव हि संसिद्धि मास्थिता जनकादयः॥
लोक संग्रहमेवापि संपश्यन् कर्तुमर्हसि ॥२०॥

افعال لازمی کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں	(۲۰) راجہ جنک وغیرہ کاروبار کرتے کرتے درجہ کمال پر پہونچے تھے پس عالم کی بہتری کو مدنظر رکھکر تجھے فعل کرنا لازم ہے -

سلطنت کرنے پر بھی راجہ جنک عارف تھے		رسم دنیا کے مطابق فعل واجب ہے تجھے

دیوسوت منو - راجہ اکشواکو - سری رامچندر جی - بسشٹ جی - وید ویاس جی - راجہ جنک اور بہت سے راج رشی تعلقات دنیوی کے برتنے پر بھی عارف کامل تھے اِسوجہ سے کہ وہ تمام جسمانی اور روحانی فعلوں کے صدور کو تقاضائے قدرت سمجھتے تھے اور اپنی ذات کو ہمیشہ افعال سے مبرد بے لوث جانتے تھے آج کل یہ عام خیال ہے کہ جبتک کوئی سر نہ منڈائے اور گوشہ گزینی اختیار نہ کرے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہوسکتا مگر یہ خیال سراسر غلط ہے - برخلاف اس کے معاش حاصل کرنے کیلئے نوکری یا کوئی پیشہ اختیار کرنا عارف کا فرض ہے - اپنی حیات میں دنیا کبھی کسی سے ترک نہوئی اور نہوگی جسم انسانی جو خود دنیا کا جزو ہے ہر جگہ ساتھ رہتا ہے اور زبردستی فعل کراتا ہے البتہ جو بشر علم عرفان کے ذریعہ سے جسم کو ترک کردیتا ہے وہ بیشک تارک ہوجاتا ہے اس لئے کہ آتش عرفان جسم کی موجودگی میں جسم کو بالکل جلا دیتی ہے یعنی عدم وجود اوسکا مساوی کردیتی ہے -

رباعی

مخصوص صفا بہ سر تراشیدن نیست		تسلیم و رضا بہ خرقہ پوشیدن نیست
رمزیست کہ از فیض میسر گردد ؎		ایں دولت نایاب بہ کوشیدن نیست

ترجمہ مولف

موںڈ منڈائے ہو سنیاسی ؎		کپڑے رنگے ہوئے اوداسی
پر اروپ کی اتھو بانی ؎		جو پاوے ہووے سکھہ باسی

यद्यदाचरति श्रेष्ठ स्तत्त देवे तरो जनः॥
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनु वर्तते॥२१॥

عارف کو لازمی افعال تقلید عوام کے واسطے کرنے واجب ہیں۔

(۲۱) جو فعل ایک معزز شخص کرتا ہے اوسی کو سب لوگ کرنے لگتے ہیں وہ جس امر کو جایز قرار دیتا ہے اوسیکو عام آدمی درست مانتے ہیں۔

	ایک معزز شخص کی تقلید کرتے ہیں سبھی		خاص کا جیسا عمل ہو عام کرتے ہیں وہی

بڑے آدمیوں کو واجب ہے کہ نیک افعال کے پابند ہوں تاکہ عوام بھی اون کی تقلید میں نیک افعال اختیار کریں ورنہ اون کی بری مثال کا قایم ہونا عام لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوا کرتا ہے۔

न मे पार्थाऽस्ति कर्तव्यं त्रिषु लोकेषु किंचन॥
नानवाप्त मवाप्तव्यं वर्त एवंच कर्मणि॥२२॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں ہر سہ میں سروپ ہوتے پر بھی افعال کو کرتا ہوں

(۲۲) اے ارجن مجھے نہ تو تینوں لوک میں کچھ کرنا ہے اور نہ کسی شے کا جو حاصل نہیں ہی حاصل کرنا ہی پھر بھی میں فعل کرتا ہوں۔

	عالم فانی سے کو مجھکو بریت ہے سدا		پھر بھی اے ارجن مرا اپنا فرض کرتا ہوں ادا

جبکہ کرشن بھگوان کو دنیا کے لازمی افعال سے مفر نہوا تو پھر اوروں کا دعویٰ ترک فعل کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس منتر میں اونکی ذات مقدس کا بیان مجمل طور پر کیا گیا ہے۔

यदि ह्यहं न वर्तेयं जातु कर्मण्य तंद्रितः॥
मम वर्त्मानु वर्तन्त मनुष्याः पार्थ सर्वशः॥२३॥

تاکہ عوام میری تقلید کریں

(۲۳) اگر میں فعل ہوشیاری کیساتھ نکروں تو اے ارجن سب لوگ میری تقلید کریں گے۔

	ہوشیاری سے نہ لوں میں نام اے ارجن اگر		چلتے جاوینگے ہمیشہ لوگ میری راہ پر

افسوس ہے کہ اہل ہند ہوشیاری اور ہمت کو چھوڑ کر آرام طلبی اور کم ہمتی کے بندے ہو گئے ہیں اور اب تک اس ہدایت ربانی کی مخالفت کرتے جاتے ہیں۔

उत्सीदेयुरिमे लोका न कुर्यां कर्म चेदहम् ॥
संकरस्य च कर्ता स्यामुपहन्यामिमाः प्रजाः ॥ २४ ॥

میں عالم کا رہنما ہوں

(۲۴) جو میں فعل کرنا چھوڑ دوں تو عالم کے لوگ بد افعال ہو جاینگے اور میں اولاد ناجایز کی پیدائیش کا باعث اور عالم کا گمراہ کنندہ قرار دیا جاؤں گا۔

میری بیکاری سے عالم بدعمل ہو جائیگا ؛ باعث اولاد ناجایز مجھے ٹھیرائے گا

بعض اعتراض کرتے ہیں کہ علم ویدانت بد افعالی سکھاتا ہے لیکن یہ خیال اونکا کم فہمی پر مبنی ہے اور اُن کی عقل کی کم وسعتی ثابت کرتا ہے علمائے ویدانت سے ہرگز بد افعال سرزد نہیں ہوتے اسلئے کہ وہ فعل کی حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نیک اعمالی۔ استقلال۔ ہمت اور چستی علم کا خاصہ ہیں اور بد افعالی تلون مزاجی بزدلی اور کاہلی جہل کا ثمرہ۔

सक्ताः कर्मण्यविद्वांसो यथा कुर्वन्ति भारत ॥
कुर्याद्विद्वांस्तथासक्तश्चिकीर्षुर्लोकसंग्रहम् ॥ २५ ॥

عارف افعال سے بے تعلق رہتا ہے جاہل فعل کیساتھ دلی تعلق رکھتا ہے ؛؛

(۲۵) جن فعلوں کو جاہل دلی تعلق کیساتھ کرتے ہیں عارف عالم کی بہتری مد نظر رکھنے والا اونکو بے تعلقی سے کرتا ہے۔

مرتکب ہوتا ہی جاہل شخصیت سے جرم کا ؛ عارف آزادہ رو کرتا ہی دنیا کا بھلا

عارف اور جاہل دونوں فعل کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہی کہ عارف جو فعل کرتا ہے اوس میں عوام کی بہبودی کو مد نظر رکھتا ہے اور اوسکا مصدر قدرت کو جان کر آپ آزاد رہتا ہی جاہل اپنے آپ کو فاعل قرار دیتا ہے اور پابند افعال ہو جاتا ہے۔

न बुद्धिभेदं जनयेदज्ञानां कर्मसंगिनाम् ॥
जोषयेत्सर्वकर्माणि विद्वान्युक्तः समाचरन् ॥ २६ ॥

عارف کو واجب ہے کہ وہ عوام کو فعل لازمی سے باز نہیں رکھے ؛؛؛

(۲۶) کم سمجھ لوگوں کو جو افعال کے پابند ہوں دور اندیش عارف گمراہ نہ کرے بلکہ اونہیں سب فعلوں کے کرنے کی ہدایت کرے۔

جاہل کم فہم کو اُن سے نہ برگشتہ کرے		باجزم قاصر نیک افعال کی ترغیب دے

تاوقتیکہ طالب میں علم ذات کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا نہو عارف کو لازم ہے کہ وہ اوسکی توجہ افعال کیطرف سے نہ ہٹاوے اور اوسکو اخلاق اور نیک افعال سیکھنے کی ہدایت کرتا رہے برخلاف اسکے فی زمانہ دنیا پرست فقرا چھوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں کو سر منڈواکے اور گیرو دے کپڑے پہنا کر اپنا چیلا بنا لیتے ہیں اور اس امر کا خیال نہیں کرتے کہ اُن لڑکوں نے جو اس کے لازمی فرائض ادا نہیں کئے ہیں اور وہ تحصیل علم سے فارغ ہوکر علم ذات کے سبق لینے کی قابل نہیں ہوتے ہیں دراصل ترک افعال اختیاری بات نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ ذات کے علم و سرور کا خاصہ ہے یعنی جسوقت انسان کو حق و باطل کے فرق کا تمیز ہوتا ہے وہ کُل فعلوں کا مصدر صفات کو جانتا ہے اور ذات کو اون سے بالکل بے تعلق سمجھتا ہے۔

प्रकृतेः क्रियमाणानि गुणैः कर्माणि सर्वशः॥
अहंकार विमूढात्मा कर्ताहमिति मन्यते॥२७॥

فعل کا مصدر قدرت ہے (۲۷) قدرت کے خواص سے سب فعل صادر ہوتے ہیں جاہل بسبب پندار اپنے آپکو (اونکا) فاعل مانتا ہے۔

مردم خود بین سمجھتا ہے اپنا ظہور		فطرتی اوصاف سے ہوتا ہے فعلوں کا صدور

حقیقت میں سب فعل قدرت سے صادر ہوتے ہیں جاہل پندار کی غفلت میں گرفتار ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو اونکا فاعل خیال کرتا ہے۔

از خانۂ بود خود درے پیدا کن ؛ بگذار ز پشت باخبرے پیدا کن۔		اے بے خبر از خود ہنرے پیدا کن ؛ این بار خودی کہ سخت بر پشت تو شد	~

तत्ववित्तु महाबाहो गुण कर्म विभागयोः॥
गुणा गुणेषु वर्तंते इति मत्वा न सज्जते॥२८॥

عارف فعل و صفت سے مبرا ذات کو فعل سے مبرا جانتا ہے۔ (۲۸) عارف صفت اور فعل سے ذات کو مبرا سمجھتا ہے اور محسوسات ...

سے کے ساتھ صرف خواس کے تعلق کا ہونا مانتا ہے اس لیے وہ آزاد رہتا ہے۔

ماہیت کو جانتا ہے جو خواص و فعل کی ::	وہ صفائی چرخ کی گردش سے رہتا ہی بری

جو شخص سانکہہ ودیا یعنی علمِ حقیقت سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ انسان کے تمام حواس کی اور نیز اون محسوسات کی جنکو وہ ادراک کرتے ہیں صفات سے پیدائش ہے اور اون کے باہمی تعلق کا باعث بھی وہی ہے ذات پاک دونوں سے برتر اور منزہ ہے۔

प्रकृतेर्गुण संमूढाः सज्जंते गुण कर्मसु ॥
तान कृत्स्न विदो मंदान् कृत्स्न विन्न विचालयेत ॥२९॥

جاہل اپنی ذات کو پابند افعال سمجھتا ہے

(۲۹) کوتاہ عقل اور کند ذہن انسان اپنی خاصہ طبعی کے غالب ہونے کی وجہ سے صفت اور فعل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ دور اندیش عارف اونھیں اپنے راستہ سے نہ ہٹا دے۔

نیک و بد میں فرق کرتے ہیں طلبگار صفات	راستہ کھوتے نہ اونکا واقف اسرار ذات

جاہل ذات و صفات میں تمیز نہیں کر سکتے اِسلئے وہ صفات سے پیدا ہوئے فعلوں کو ذات سے منسوب کرتے ہیں اور غلط فہمی کیوجہ سے ذات پر اونکا اثر مانتے ہیں دراصل ست رج اور تم پرکرتی کی تین صفتیں ہیں جنسے کل افعال پیدا ہوتے ہیں اگر عارف یہہ دریافت کرلے کہ وہ اس امر واقعی کو نہیں سمجھ سکتے تو اوسے واجب ہے کہ وہ اونکو اونہیں کے عقیدہ پر رہنے دے اور اونکو نیک افعال کی ہدایت کرے۔

मयि सर्वाणि कर्माणि सन्यस्याध्यात्म चतसा॥
निराशी निर्ममो भूत्वा युद्ध्यस्व विगतज्वरः॥३०॥

بے پندار اور بے تعلق ہو کر عمل کرنے چاہئیں

(۳۰) تو اپنے سب فعلوں کو مجھ پر چھوڑ کر مشاہدہ باطنی میں مشغول ہو کر اور افعال کے نتیجہ کی امید اور اونکی فاعلیت کے پندار کو ترک کر کے بے باکانہ جنگ کر۔

	بخطر اور بے تمنا جنگ میں مشغول ہو		دہستے تو میرے حوالے کرتمام افعال کو	

علم ذات سے کے استغراق میں صفاتی افعال محو ہو جاتے ہیں اور تعلق اور خواہش وغیرہ پیدا نہیں ہوتے اس ادھیاے کے ۹ امنتر میں بے تعلقی سے فعل کرنے کی ہدایت ہو چکی ہے اور ۲۷ منتر میں فعل کا صدور صفات سے دکھا دیا گیا ہے اس منتر میں طالب کو بے پندار ہو کر فعل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے -

ये मे मतमिदं नित्य मनुतिष्ठंति मानवाः॥
श्रद्धावंतो ऽनुसूयंतो मच्यंते तपिकर्मभिः॥ ३१॥

اس ہدایت پر کاربند ہونے سے مخلصی ملتی ہے -

(۳۱) جو اہل ارادت اور بے تعصب انسان میرے اس اصول پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں وہ فعل سے مخلصی پاتے ہیں -

	دل سے پیرو ہیں انھیں حاصل ہو دایم مخلصی		میری اس تلقین کے جو بے تعصب آدمی	

فعلوں کا مصدر قدرت کو سمجھکر اونکے نتیجہ کی اُمید نہ رکھنا فعلوں سے بریت کی صورت ہے

ये त्वेतदभ्य सूयंतो नानुतिष्ठंति मे मतम्॥
सर्वज्ञान विभूढांस्ता न्विद्धि नष्टान चतसः॥ ३२॥

جاہل علم حقیقت سے بے نصیب رہتے ہیں

(۳۲) جو تعصب سے میرے اس اُصول پر کاربند نہیں ہوتے تو سمجھ لے کہ وہ بدبخت اور کم عقل لوگ علم کلیت سے بے بہرہ رہجاتے ہیں

	جاہل و بدبخت ہیں علم و ہنر سے بے خبر		جو تعصب سے عمل کرتے نہیں اس قول پر	

وہ لوگ جہل مرکب میں گرفتار ہیں جو اس ادھیاے کے تیسویں منتر کی ہدایت پر کاربند نہیں ہوتے

सदृशं चेष्टते स्वस्याः प्रकृते र्ज्ञान वानपि॥
प्रकृतिं यांति भूतानि निग्रहः किंकरिष्यति॥ ३३॥

عارف اور جاہل دونوں خاصہ طبیعت سے مجبور ہیں

(۳۳) عارف بھی اپنے خاصہ طبعی کے موافق فعل کرنے پر مجبور ہے انسان اپنی خاصہ طبعی کیطرف رجوع کرتے ہیں روکنے سے کیا ہو سکتا ہے -

وہ بھی ہیں پابندِ فطرت جنکا عارف نام ہی ۔ بندۂ عادت ہی انساں ضبط کا کیا کام ہے

خاصہ طبعی سے نہ صرف جاہل بلکہ عارف بھی مجبور رہے کیونکہ اوسے بھی اپنی زندگی میں فرایض ادا کرنے پڑتے ہیں الغرض کسی فرد بشر کو خاصہ طبعی سے مفر نہیں ملتا۔

इन्द्रियस्येंद्रियस्यार्थे रागद्वेषौ व्यवस्थितौ ॥
तयोर्न वशमागच्छेत् तौह्यस्य परि पंथिनौ ॥ ३४ ॥

عارف رغبت اور نفرت کو چھوڑ کر فعل کرتا ہے

(۳۴) حواس محسوسات کے ساتھ شوق اور نفرت رکھتے ہیں عارف اون دونوں کے قابو میں نہ آے کہ وہ اسکے رہزن ہیں

شوق و نفرت خاصہ ہیں درکِ محسوسات کا ۔ دونوں دل کے چور ہیں تو اونکے قابو میں نہ آ

عارف کو واجب ہی کہ وہ اپنے فرایض کو شوق اور نفرت کے بغیر ادا کرتا رہے۔

گذرا زوانہ واین دام لشکن
نئی واقفت ازیں دزدان باطن
بہ پیشت ہیچ یار از در در آیند
تو غافل از متاع خانہ خود

سرا این ننگ و پاے نام لشکن
بہ نزد جان تو ہستند ساکن
مطلع خاص تو ہر دم زیایند
ندانی خویش یا بیگانہ خود

श्रेयान्स्व धर्मो विगुणः परधर्मात्स्व नुष्ठितात् ॥
स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ॥ ३५ ॥

اپنے اور اوروں کے فرایض کا لحاظ رکھتا ہے۔

(۳۵) اپنے فرایض کا کسی حد تک ادا کرنا اوروں کے فرایض کے پورے طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوے جان دینا نیک انجام رکھتا ہے اوروں کے فرایض کا اختیار کرنا باعث خوف ہوتا ہے۔

اپنے ادنیٰ فرض کی تکمیل ہے راہ نجات ۔ غیر کے اعلیٰ فرائیض بھی ہیں پر از کاہشات

شوق اور نفرت سے کنارہ کرنے کے علاوہ عارف کا یہ بھی فرض ہی کہ وہ اوروں سے

باجرفرتا حض نیک افعال کی ترغیب دے	جاہل کم فہم کو اُن سے نہ برگشتہ کرے

تاوقتیکہ طالب میں علم ذات کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا نہو عارف کو لازم ہے کہ وہ اوسکی توجہ افعال کیطرف سے نہ ہٹاوے اور اوسکو اخلاق اور نیک افعالی سیکھنے کی ہدایت کرتا رہے برخلاف اسکے فی زمانہ دنیا پرست فقرا چھوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں کو سر منڈ دا کے اور گیروے کپڑے پہنا کر اپنا چیلا بنا لیتے ہیں اور اس امر کا خیال نہیں کرتے کہ اُن لڑکوں نے جو اس کے لازمی فرائض ادا نہیں کئے ہیں اور وہ تحصیل علم سے فارغ ہو کر علم ذات کے سبق لینے کی قابل نہیں ہوتے ہیں دراصل ترک افعال اختیاری بات نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ ذات کے علم و سرور کا خاصہ ہے یعنی جسوقت انسان کو حق و باطل کے فرق کا تمیز ہوتا ہے وہ کل فعلوں کا مصدر صفات کو جانتا ہے اور ذات کو اون سے بالکل بے تعلق سمجھتا ہے۔

प्रकृतेः क्रियमाणानि गुणैः कर्माणि सर्वशः॥
अहंकार विमूढात्मा कर्ताहमिति मन्यते॥२७॥

فعل کا مصدر قدرت ہے (۲۷) قدرت کے خواص سے سب فعل صادر ہوتے ہیں جاہل بسبب پندار اپنے آپکو (اونکا) فاعل مانتا ہے۔

فطرتی اوصاف سے ہوتا ہے فعلوں کا صدور	مردم خود بین سمجھتا ہے آئینہ اپنا ظہور

حقیقت میں سب فعل قدرت سے صادر ہوتے ہیں جاہل پندار کی غفلت میں گرفتار ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو اونکا فاعل خیال کرتا ہے۔

ک	اے بے خبر از خود ہنرے پیدا کن ؛ این بار خودی کہ سخت بر پشت تو شد	از خانۂ بود خود درے پید اکن ؛ بگذار ز پشت باخبرے پیدا کن۔

तत्वविनु महाबाहो गुणकर्म विभागयोः॥
गुणा गुणेषु वर्तन्ते इति मत्वा न सज्जते॥२८॥

عارف فعل کو قدرت سے منسوب کرتا ہے اور ذات کو فعل سے برتر جانتا ہے۔ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

(۲۸) عارف صفت اور فعل سے ذات کو مبرا سمجھتا ہے اور محسوسات

سے کے ساتھ صرف خواص کے تعلق کا ہونا مانتا ہے اس سلیے وہ آزاد رہتا ہے۔

ماہیت کو جانتا ہے جو خواص و فعل کی :

وہ صفائی چرخ کی گردش سے رہتا ہے بری

جو شخص سانکھہ ودیا یعنی علم حقیقت سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ انسان کے تمام حواس کی اور نیز اون محسوسات کی جنکو وہ ادراک کرتے ہیں صفات سے پیدائش ہے اور اون کے باہمی تعلق کا باعث بھی وہی ہے ذات پاک دونوں سے برتر اور منزہ ہے۔

प्रकृतेर्गुण संमूढाः सज्जंते गुण कर्मसु ॥
तान कृत्स्न विदो मंदान् कृत्स्न विन्न विचालयेत ॥२९॥

جاہل اپنی ذات کو پابند افعال سمجھتا ہے

(۲۹) کوتاہ عقل اور کند ذہن انسان اپنی خاصہ طبعی کے غالب ہونے کی وجہ سے صفت اور فعل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ دوراندیش عارف اونھیں اپنے راستہ سے نہ ہٹاوے۔

نیک و بد میں فرق کرتے ہیں طلبگار صفات

راستہ کھوتے نہ اونکا واقفِ اسرارِ ذات

جاہل ذات و صفات میں تمیز نہیں کر سکتے اسلئے وہ صفات سے پیدا ہوتے فعلوں کو ذات سے منسوب کرتے ہیں اور غلط فہمی کیوجہ سے ذات پر اونکا اثر مانتے ہیں در اصل ست رج اور تم پرکرتی کی تین صفتیں ہیں جنسے کل افعال پیدا ہوتے ہیں اگر عارف یہہ دریافت کرے کہ وہ اس امر واقعی کو نہیں سمجھ سکتے تو اوسے واجب ہے کہ وہ اونکو اونہیں کے عقیدہ پر رہنے دے اور اونکو نیک افعالی کی ہدایت کرے۔

मयि सर्वाणि कर्माणि सन्यस्याध्यात्म चतसा॥
निराशी निर्ममो भूत्वा युद्धयस्व विगतज्वरः॥३०॥

بے پندار اور بے تعلق ہو کر عمل کرنے چاہئیں

(۳۰) تو اپنے سب فعلوں کو مجھ پر چھوڑ کر مشاہدہ باطنی میں مشغول ہو کر اور افعال کے نتیجہ کی امید اور اونکی فاعلیت کے پندار کو ترک کر کے بے باکانہ جنگ کر۔

	بخطر اور بے تمنا جنگ میں مشغول ہو		دہستے تو میرے حوالے کرتمام افعال کو	

علم ذات کے استغراق میں صفاتی افعال محو ہو جاتے ہیں اور تعلق اور خواہش وغیرہ پیدا نہیں ہوتے اس ادھیائے کے ۹ منتر میں بے تعلقی سے فعل کرنے کی ہدایت ہو چکی ہے اور ۲۷ منتر میں فعل کا صدور صفات سے دکھا دیا گیا ہے اس منتر میں طالب کو بے پندار ہو کر فعل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے -

ये मे मतमिदं नित्य मनुतिष्ठंति मानवाः ॥
श्रद्धा वंतो ऽनुसूयंतो मच्यंते तपि कर्मभिः ॥ ३१ ॥

اس ہدایت پر کاربند ہونے سے مخلصی ملتی ہے -

(۳۱) جو اہل ارادت اور بے تعصب انسان میرے اس اُصول پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں وہ فعل سے مخلصی پاتے ہیں -

	دل سے پیرو ہیں انھیں حاصل ہو دایم مخلصی		میری اس تلقین کے جو بے تعصب آدمی	

فعلوں کا مصدر قدرت کو سمجھکر اونکے نتیجہ کی اُمید نہ رکھنا فعلوں سے بریت کی صورت ہے

ये त्वे तदभ्य सूयंतो नानुतिष्ठंति मे मतम् ॥
सर्व ज्ञान विमूढांस्ता न्विद्धि नष्टान चेतसः ॥ ३२ ॥

جاہل علم حقیقت سے بے نصیب رہتے ہیں

(۳۲) جو تعصب سے میرے اس اُصول پر کاربند نہیں ہوتے تو سمجھ لے کہ وہ بدبخت اور کم عقل لوگ علم کلیت سے بے بہرہ رہجاتے ہیں

	جاہل و بدبخت ہیں علم و ہنر سے بے خبر		جو تعصب سے عمل کرتے نہیں اس قول پر	

وہ لوگ جہل مرکب میں گرفتار ہیں جو اس ادھیائے کے تیسویں منتر کی ہدایت پر کاربند نہیں ہوتے

सदृशं चेष्टते स्वस्याः प्रकृते र्ज्ञान वानपि ॥
प्रकृतिं यांति भूतानि निग्रहः किंकरिष्यति ॥ ३३ ॥

عارف اور جاہل دونوں خاصہ طبیعت سے مجبور ہیں

(۳۳) عارف بھی اپنے خاصہ طبعی کے موافق فعل کرنے پر مجبور ہے انسان اپنی خاصہ طبعی کیطرف رجوع کرتے ہیں روکنے سے کیا ہو سکتا ہے -

وہ بھی ہیں پابند فطرت جنکا عارف نام ہے	بندہ عادت ہی انساں ضبط کا کیا کام ہے

خاصہ طبعی سے نہ صرف جاہل بلکہ عارف بھی مجبور ہے کیونکہ اوسے بھی اپنی زندگی میں فرایض ادا کرنے پڑتے ہیں الغرض کسی فرد بشر کو خاصہ طبعی سے مفر نہیں ملتا۔

इन्द्रियस्येंद्रियस्यार्थे रागद्वेषौ व्यवस्थितौ ॥
तयोर्न वशमागच्छेत्तौ ह्यस्य परिपंथिनौ ॥ ३४ ॥

عارف رغبت اور نفرت کو چھوڑ کر فعل کرتا ہے

(۳۴) حواس محسوسات کے ساتھ شوق اور نفرت رکھتے ہیں عارف اون دونوں کے قابو میں نہ آئے کہ وہ اسکے رہزن ہیں

شوق و نفرت خاصہ ہیں ہر یک محسوسات کا	دونوں اسکے چور ہیں تو اونکے قابو میں نہ آ

عارف کو واجب ہے کہ وہ اپنے فرایض کو شوق و نفرت کے بغیر ادا کرتا رہے۔

گذر از واز وایں دام لشکن	سراین ننگ و پاے نام لشکن
نئی واقفت ازیں دزدان باطن	بہ نزد جان تو ہستند ساکن
بہ ہیئت ہیچو یار از در درآیند	مطلع خاص تو ہر دم زبایند
تو غافل از متاع خانہ خود	ندانی خویش یا بیگانہ خود

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ॥
स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ॥ ३५ ॥

اپنے اور اوروں کے فرایض کا لحاظ رکھتا ہے۔

(۳۵) اپنے فرایض کا کسی حد تک ادا کرنا اوروں کے فرایض کے پورے طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے جان دینا نیک انجام رکھتا ہے اوروں کے فرایض کا اختیار کرنا باعث خوف ہوتا ہے۔

اپنے ادنیٰ فرض کی تکمیل ہے راہ نجات	غیر کے اعلیٰ فرایض بھی ہیں پر از کاہشات

شوق اور نفرت سے کنارہ کرنے کے علاوہ عارف کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اوروں کے

فرائض کو ہرگز اختیار نہ کرے اور اپنے ہی فرائض کو ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہے اِسلئے کہ جو کام اپنی ذات سے تعلق نہیں رکھتا وہ کیسی ہی عمدگی سے تکمیل پاوے نیک نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔

अर्जुन उवाच — अथकेन प्रयुक्तोऽयं पापंच रति पुरुषः॥
अनिच्छन्नपि वार्ष्णेय बलादिव नियोजितः॥३६

دیدہ ودانستہ اِنسان مرتکب گناہ کیوں ہوتا ہے

ارجن نے سوال کیا (۳۶) اے کرشن پھر کس کی تحریک سے اِنسان اپنی مرضی کے خلاف گناہ کا مرتکب ہوتا ہے گویا وہ اُس سے جبراً کرایا جاتا ہے۔

	اسکی تحریک آدمی کو اسکی مرضی کی خلاف		مورد عصیان بناتی ہے تا دو صاف صاف	

اوپر تینتیسویں منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر ایک اِنسان اپنی خاصّہ طبعی کے موافق فعل کرتا ہے اب ارجن سوال کرتا ہے کہ خلاف مرضی فعل سرزد ہونیکا باعث کیا ہے

श्री भगवानुवाच — काम एष क्रोध एष रजोगुण समुद्भवः॥
महाशनो महा पाप्मा विद्धेयनमिह वैरिणम्॥३७॥

رجوگن سے خواہش پیدا ہوکر مصدر گناہ ہوتی ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔ (۳۷) اس کا سبب خواہش ہے یا غضب ہی جو رجوگن سے پیدا ہوتا ہے اور بہت کھانیوالا اور بڑا موذی ہے اوسکو دشمن سمجھ۔

✓	قدرت ایجاد کرحرص و غضب پیدا کئے		ظالم و بد کار ہیں وہ دونوں دشمن جان کے

دوسری ادھیاکے ۶۲ و ۶۳ منتر میں خواہش اور غضب کی تصریح ہو چکی ہے رجوگن یعنی صفات سے کے ساتھ تعلق ہونے سے خواہش پیدا ہوتی ہے یہی خواہش غضب کی صورت اختیار کرتی ہے غضب سے سہو غفلت اور انجام کار تیرگی عقل یعنی تموگن کے پیدا ہونے

عارف علم ذات کے سرور سے محروم ہو جاتا ہے صفت شیطانی کی پیدائش کا رجوگن سرچشمہ ہے اوس کے بند کرنے یعنی بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے خواہش و غضب کا سلسلہ مسدود ہو جاتا ہے رجوگن قلب کی حرکت ابتدائی ہے اور اوس کے تسلسل میں تموگن پیدا ہوتا ہے ۔

धूमेना व्रियते वह्नि र्यथाऽऽदर्शोमलेन च ॥
यथोल्बेना वृतो गर्भस्तथा तेनेदमावृतम् ॥ ३८॥

خواہش اور غفلت سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے	(۳۸) جیسے دہواں آگ کو چھپا لیتا ہے اور میل آئینہ کو اور جھلی بچہ کو ویسے ہی وہ اس علم ذات کو پوشیدہ کر دیتا ہے

آئینہ کو زنگ شعلے کو چھپاتا ہے دُہواں		جر بچے کو۔ وہ نور دل کو کرتے ہیں نہاں

आवृतं ज्ञान मेतेन ज्ञानिनो नित्य वैरिणा ॥
कामरूपेण कौंतेय दुष्पूरेणाऽनलेन च ॥ ३९॥

خواہش عارف کی دشمن ہے	(۳۹) عارف کا یہ ازلی دشمن جو خواہش کیصورت رکھتا ہے اور آگ کی مانند کبھی سیر نہیں ہوتا علم ذات کو محجوب کر دیتا ہے۔

۔	عقل و خواہش کی ازل سے ہی سراسر دشمنی		آگ کی سیری جلانے سے نہیں ہوتی کبھی	

خواہش لذات اور علم معرفت میں ایک قدرتی مخالفت ہے یعنی جسکا دل خواہشات میں پھنستا ہے اوسے علم ذات حاصل ہونا دشوار ہو جاتا ہے خواہش کا سیر ہونا کبھی ممکن نہیں کہ جسقدر وہ پوری ہوتی جاتی ہے اوسیقدر وہ بڑہتی ہے آگ لکڑی کے ڈالنے سے بجھتی نہیں بلکہ زیادہ بھڑکتی ہے۔

۔	آنکہ شیران را کند روبہ مزاج		احتیاج است احتیاج است احتیاج	

इन्द्रियाणि मनोबुद्धि रस्या ऽधिष्ठान मुच्यते॥
एतैर्वि मोहयत्येष ज्ञान मावृत्य देहिनम् ॥४०॥

(٤٠) حواس دل اور عقل اوسکا مسکن بتاتے گئے ہیں جنکے ذریعہ سے وہ علم کو محجوب کرکے انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے -	خواہش کا مقام حواس دل اور عقل ہیں -

	عقل دل اور سبھی اس باطنی ہیں اس کا گھر		ڈالتی ہی پردہ غفلت کو وہ انسان پر	

خواہش رجو گن سے پیدا ہوکر حواس دل اور عقل میں مقیم رہتی ہے اور اپنے زور سے اونکو علم ذات پر غالب کرکے انسان کو جہل میں گرفتار کرتی ہے - جان کو اوس خواہش کا مقام نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمیشہ پاک اور بے لوث ہے -

तस्मात्व मिंद्रि याण्यादौ नियम्य भरतर्षभ॥
पाप्मानं प्रजहि ह्येनं ज्ञान विज्ञान नाशनम्॥४१॥

(٤١) پس اے ارجن تو شروع سے حواس کو قابو میں کرکے علم و سرور کے غارت کرنیوالے اِس موذی کو ہلاک کر	عارف کو چاہیے کہ خواہش کو پیدا نہونے دے -

	حظ نفسانی سے دلکو روک کرلے باشعور		مار اوس موذی کو جوہی دشمن علم و سرور	

جب حواس کے فعل محسوسات کیطرف دلی تعلق کے ساتھ ہوتے ہیں اوسوقت خواہش کا آغاز ہوتا ہے بعد ازاں وہ خواہش حواس وغیرہ میں دخل کرکے جہل کو پیدا کرتی ہے اگر شروع ہی سے اوسکو روکا نہ جاوے تو پھر مثل بیماری کے اوسکا علاج مشکل ہو جاتا ہے

इन्द्रियाणि पराण्याहु रिंद्रियेभ्यः परंमनः॥
मनसस्तु परावुद्धियों बुद्धेः परतस्तुसः॥४२॥

(٤٢) جسم کثیف) سے حواس سے برتر مانے گئے ہیں حواس سے برتر	حواس دل اور عقل سے ذات برتر ہے

دل ہے دل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر وہ ہے۔

	دل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر ہے ذات		عالم احساس سے برتر ہے دل کی کائنات	

حواس دل اور عقل میں مقامی فاصلہ نہیں ہے بلکہ تفہیمی ہے یعنی فہم سے اونکے مدارج تمیز ہوتے ہیں مادی اجسام قوت حس نہیں رکھتے پس محسوسات کہلاتے ہیں حواس اونکو ادراک کرتے ہیں اس لئے اون سے افضل ہیں دل کی غیر حاضری میں حواس محسوسات کا ادراک نہیں کر سکتے یعنی جسوقت انسان کا دل حاضر نہیں ہوتا اُسوقت اوسکے سامنے سے چاہے کوئی شے گذر جائے اوسکا علم نہیں ہوتا اس لئے حواس دل کے محتاج ہیں اور دل کو اون پر فضیلت ہے حواس اور دل دونوں عقل کی معلومات کے احاطہ میں ہیں لہذا عقل اون پر فضیلت رکھتی ہے عقل نے ہی محسوسات حواس اور دل کی بابت تحقیقات کی ہے اور تمام علوم معقولات پر مبنی ہیں تاہم یہ عقل صرف محدود شے کو تمیز کر سکتی ہے ذات غیر محدود ہے اس لئے اوس کے ادراک سے باہر ہے جو لوگ ذات کو معقولات میں محدود کرتے ہیں ایک مفروض ذہنی بناتے ہیں کیونکہ عقل محدود ذات کا حجاب ہے البتہ عقل سلیم کے وسیلہ سے ذات کا جلوہ انسان اپنے اندر مشاہدہ کر سکتا ہے جس کو انبھو شکتی یعنی علم اشراق کہتے ہیں۔

چرندا اس کا قول ہے

	انبھو وا کے پرے ہی کچھو ایک یاد وے سدہ		اندری سے من پرے ہے تاکہ پری ہے بدہ	

एवं बुद्धेः परं बुद्ध्वा संस्तभ्यात्मा नमात्मना ॥
जहि शत्रुं महा बाहो कामरूपं दुरासदम् ॥४३॥

(۴۳) اے ارجن جو اس طور پر عقل سے برتر بیان کیا گیا ہے اوسکو جانکر اور دل کو اپنے قابو میں کر کے تو اس زبردست دشمن کو جو خواہش کی صورت رکھتا ہے ہلاک کر	علم ذات کی مدد سے خواہش کا مغلوب کرنا انسان کا فرض ہی

	نفس امارہ کی گردن قطع کر لے نامور		ذات کے دیدار میں پندار کو معدوم کر	

ذات پاک چھوٹے سے چھوٹے ذرے اور بڑے سے بڑے عالم میں موجود ہے اور وہ اندریوں سے اور من اور بدھی سے برتر ہے پس دانش کو اوسمیں دخل نہیں صرف حالت کیف میں اوسکے جمال کا مشاہدہ ہو سکتا ہے انسان علم ذات میں مسرور رہ کر اور حواس کے افعال سے بے تعلقی اختیار کر کے خواہش کو پیدا ہونے دے خواہش کا مخزن خیال ہے اور خیال کے روکنے سے خواہش کا سلسلہ رک جاتا ہے۔

इति श्री भगवद्गीता सुपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुन संवादे कर्मयोगो नाम तृतीयो ऽध्यायः ३

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے علمی طریقہ کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی تیسری ادھیا کرم یوگ نام ختم ہوئی

تیسری ادھیا کا خلاصہ

(۱) افعال لازمی ہیں اور کسی کو اون سے نجات نہیں ملتی یعنی جب تک انسان قید حیات میں ہے فعل کرنے پر مجبور ہے -

(۲) افعال کا مبدا قدرت ہے جسکو پرکرتی کہتے ہیں یعنی سب فعل قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور قدرت ہی کی حرکت سے کل عالم متحرک ہے ذات پاک اور بے لوث ہے -

(۳) دلی تعلق اور انانیت کو ترک کرکے فعلوں کا کرنا اون سے بریت حاصل کرنیکا طریقہ ہے یعنی حواس کو شوق و نفرت کے مطیع ہونے دینے اور اون کے فعلوں کا باعث قدرت کو جاننے سے افعال کی پابندی چھوٹ جاتی ہے -

---

چوتھی ادھیا کرم سنیاس یوگ

श्री भगवानुवाच

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ॥
विवस्वान् मनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवेऽब्रवीत् ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

(۱) میں نے یہ لازوال علم معرفت دیوسوت کو بتایا - دیوسوت نے منو کو منو نے اکشواک کو

دیوسوت - منو اور اکشواک علم ذات رکھتے تھے

میں نے علم حق وِوسوت پر کیا تھا آشکار		یون منو اور اکشوا کو ہوتے گئے رازدار	

علم ذات راجہ دیوسوت کے بعد منو کو اور منو کے بعد راجہ اکشواک سری رامچندر جی کے دادا کو حاصل ہوا تھا موحد کے لئے ضمیر کلام بالکل صاف ہے وہ جانتا ہے کہ آتما ہمیشہ بدستور ہے اور سب میں محیط ہے جب انسان کا بطون کثافت جہل سے

صاف ہو جاتا ہے اوسوقت اونہیں علم ذات کا اشراق ہونے سے دوئی کا حجاب اوٹھ
جاتا ہے چنانچہ مذکورہ بالا اشخاص میں اوس علم نے وقتاً فوقتاً اشراق پایا تھا اِس
ادھیا کے چھٹے منتر میں اِس منتر کا مطلب ظاہر کیا جائے گا۔

एवं परंपरा प्राप्त मिमं राजर्षयो विदुः॥

स कालेनेह महता योगोनष्टः परंतप ॥२॥

انکے بعد جو عارف ہوئے وہ بھی وہی علم ذات رکھتے تھے اب وہ پوشیدہ ہو گیا ہے

(۲) اے ارجن جو علم اِسطرح پر زمانہ قدیم سے چلا آیا تھا اوسکو
راج رشی جانتے تھے وہ علم اب زمانہ دراز سے محجوب ہو گیا ہے۔

	راج رشیوں میں رہا مخفی جو علم سرمدی		لوح محفوظ اب وہ مدت سے ہوئے مرد جری	

راج رشی وہ لوگ تھے جو باوجود اپنی ریاست کا کاروبار کرنے کے مرتاض اور اِس علم سے
واقف تھے کرشن بھگوان کے زمانہ سے پیشتر علم ذات اون راج رشیوں میں باقی نہیں
رہا تہا اِس لیے اونہوں نے پہر اوسکا اعلان کیا۔

स एवाऽयं मयाते ऽद्य योगः प्रोक्तः पुरातनः॥

भक्तोसि मे सखा चेति रहस्यं ह्येतदुत्तमम ॥३॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں اوسی قدیم علم ذات کو پھر آشکارا کرتا ہوں ؛

(۳) وہ ہی قدیم علم میں تجھے اب بتاتا ہوں تو میرا معتقد اور
رفیق ہے اور یہ عالی اسرار ہیں۔

	کہہ سنایا اب تجھے میں نے وہی علم قدیم		یاد رکھ اسے یار ہمدم یہ ہی اک سرِ عظیم	

علم ذات ایک ہے اور وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا پس کرشن بھگوان نے اونہیں رموز
کو جو عارفان گذشتہ کے سینہ میں تھے ازسرنو ظاہر کیا۔

अर्जुन उवाच

अपरं भवतो जन्म परं जन्म विवस्वतः॥
कथमेतद्विजानीयां त्वमादौ प्रोक्तवानिति॥४॥

ارجن نے سوال کیا

(۴) آپ بعد میں پیدا ہوئے اور دیوسوت پیشتر پیدا ہوا میں کیونکر جانوں کہ ابتدا میں آپنے وہ علم بتایا تھا۔

ارجن کہتا ہے کہ آپ دیوسوت کے بعد پیدا ہوئے آپ کا بیان عقل سے ثابت نہیں ہوتا

پیشتر آیا تہا دنیا میں ودِسوت آپ سے		کس طرح میں مان لوں اسکو سکھایا آپنے		

ارجن کی نظر کرشن جی کے جسم پر گئی ہے کرشن کے جسم کی ولادت بیشک دیوسوت کے بعد ہوئی کرشن کی ذات ناتناہی ہر وقت ہر انسان میں موجود ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آئندہ پیدا ہوگی اسی سے علم ذات دیوسوت وغیرہ عارفوں کے بطوں میں آشکارا ہوا کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

वहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन॥
तान्यहं वेद सर्वाणि नत्वं वेत्थ परंतप॥५॥

شری بھگوان نے جواب دیا

(۵) اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے ان سب کو میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا۔

کرشن بھگوان سمجھاتے ہیں کہ میری ذات قدیم اور محیط ہے پس وہ کل مخلوقات کی جان ہے

میرے اور تیرے بہت اجسام پہلے ہو چکے		تو ہی ناواقف مگر واقف ہوں میں اس راز سے		

مقصد میرے اور تیرے سے کم فہم شری کرشن اور ارجن کو جدا سمجھکر یہ خیال کر سکتے ہیں کہ کرشن جی اور ارجن نے زمانہ سابق میں جسم لئے ہوں گے مگر مراد کلام یہ نہیں ہے صاف مطلب یہ ہے کہ آتما سروبیاپک

ہے اور وہ میرے اور تیرے جسم کا مادہ حیات ہے اُس نے بیشمار جنم لئے ہیں دیوسوت منو اور اکشواک میں وہی تھی اور مجھ میں اور تجھ میں اور سب میں وہی ہے میں چونکہ صاحب علم توحید و عرفاں ہوں اُس آتما کو اپنے اندر اور سب میں محیط دیکھتا ہوں تو پندار خودی رکھتا ہے اِسلئے آتما کو اپنی حقیقت نہیں جانتا۔

رباعی

گر بپرسندم ز حال زندگی	نہ صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	ور بگویم شرح حال خویش را	ہمچو سبزہ بار بار دیدہ ام

अजो ऽपि सन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरोऽपि सन्॥
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय संभवाम्यात्ममायया॥६॥

جان کبھی پیدا نہیں ہوتی اجسام میں ظاہر ہونا اُسکا کرشمہ ہے

(۶) گو میں پیدایش اور فنا سے برتر ہوں اور مخلوقات کا مالک ہوں تاہم میں اپنی قدرت میں دخل کر کے اپنے کرشمہ سے ظاہر ہو جاتا ہوں۔

مالک عرض و سما ہوں برتر از خلق و فنا	اپنی قدرت سے وسلے ہوتا ہوں میں جلوہ نما

یہ کرشن کی حقیقت ہے جسے ارجن نہیں جانتا تھا پورش لازوال ہے اور کل شے میں محیط ہے وہ کبھی پیدا اور فنا نہیں ہوتا اجسام پرکرتی یعنی قدرت سے پیدا ہو کر فنا ہو جاتے ہیں۔ اِجسام کے پیدا ہونے اور فنا ہونے سے پورش میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا جب انسان پورش یعنی ذات کے علم سے ناواقف ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلیت کو بھول جاتے ہیں اوسوقت کوئی وجود مثل کرشن کے پیدا ہو کر جہل کی تاریکی رفع کرتا ہے اگرچہ ذات کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے اور جاہل کا اوسکو اپنی ہستی تسلیم نکرنا اُسمیں کوئی فرق نہیں لاتا تاہم وہ جہل رفع کرنیکے واسطے اپنے علم کو انسان پر آشکارا کرتی رہتی ہے

यदा यदाहि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदाऽऽत्मानं सृजाम्यहम्॥७॥

جب جہل اور بدافعالی عالم میں بڑھجاتی ہے -

(۷) اے ارجن جب کبھی نیکی گھٹ جاتی ہے اور برائی غلبہ پاتی ہے اوسوقت میں وجود اختیار کرتا ہوں -

میں عیان ہوتا ہوں عالم میں بشکل عنصری	جب کبھی گھٹتی ہی نیکی اور بڑھتی ہے بدی

جب انقلاب زمانہ سے جہل انسانوں میں بڑھجاتا ہے اُسوقت کوئی نادر وجود پیدا ہوکر علم اشراق کو ظاہر کرتا ہے اور اوتار کہلاتا ہے -

परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम्॥
धर्म संस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे॥८॥

تب نیکی کی بنیاد مضبوط کرنیکے واسطے علم ذات ظاہر ہوتا ہے

(۸) میں نیک آدمیوں کی حفاظت کرنے اور بدکرداروں کو غارت کرنیکے واسطے اور نیکی قایم رکھنے کیلیے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا ہوں -

قتل موذی اور بندہ پروری کیواسطے	وقت پر آتا ہوں میں انصاف کرنیکے لئے

जन्म कर्म च मे दिव्य मेवं योवेत्ति तत्त्वतः॥
त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सोऽर्जुन॥९॥

جسم اور جان کی اس حقیقت کا جاننے والا ذات میں وصل ہوتا ہے -

(۹) اے ارجن جو میری حیرت انگیز پیدایش اور افعال کی حقیقت سمجھتا ہی وہ جسم کو ترک کرکے جسمانی قید میں نہیں آتا مجھہ میں وصل ہوجاتا ہے

وہ تناسخ سے رہائی پاکے مجھہ میں ملگیا	جسنے سمجھا راز میری قدرت و افعال کا

ذات کا جسم میں ظہور کرنا ایک نادر کرشمہ ہی یعنی اوسکا باوجود افعال جسمانی سے بے تعلق ہونیکے محرک

جسم نظر آنا عجیب طلسم ہے جو اس کی حقیقت کو علم معرفت کے وسیلہ سے دریافت کر لیتا ہے وہ بحالت زندگی اپنی ذات کو جسم سے علیحدہ دیکھتا ہے از ان بعد وہ جسمانی افعال کا پابند نہیں رہتا اور ہستی بحت پاتا ہے -

वीत राग भय क्रोधा मन्मया मामुपाश्रिताः॥

बहवो ज्ञान तपसा पूता मद्भाव मागताः ॥१०॥

چنانچہ ترک بیم و رجا اور علم معرفت سے نسبت انسان ذات بحت میں وصل ہو چکے ہیں -

(۱۰) بیم و رجا اور غضب سے بری ہو کر میرا تصور کر کے اور میری پناہ میں آکے اور ریاض معرفت سے پاک ہو کر بہت لوگوں نے میری ہستی بحت پائی ہے -

	برق عرفاں سے جلا کر خرمن بیم و رجا		میری ہستی میں سمائے طالبانِ باصفا	

جب تک انسان بیم و رجا سے آزادی نہ پاوے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ عارفان متقدمین بیم و رجا کو ترک کر کے اور پیدائش اور افعال کی حقیقت جانکر ذات میں وصل ہوئے ہیں

ये यथा मां प्रपद्यन्ते तांस्तथैव भजाम्यहम् ॥

मम वर्त्मानु वर्त्तन्ते मनुष्याः पार्थ सर्वशः॥११॥

ذاتِ پاک ہر ایک عقیدہ کے مطابق معبود فرض کیجاتی ہے -

(۱۱) جو لوگ میرے جسطرح پر طالب ہوتے ہیں اونکو میں ویسا ہی نتیجہ دیتا ہوں اے ارجن سب لوگ میرے ہی راستہ پر چلتے ہیں

ساری دنیا کر رہی ہے میری منزل کا سفر		حسب نیت سبکو میں دیتا ہوں فعلوں کا ثمر	

رباعی

ہماں ہشد ار آخر حاصل تست	ہر آں چیز یکہ دایم در دل تست		ہماں مولا و معبود تو آمد	ہر آں چیز یکہ مقصود تو آمد

ذات واحد کل اجسام میں جلوہ گر ہے مختلف اشخاص اور فرقے اُسکی نسبت مختلف عقیدے رکھتے ہیں

اور ان میں سے ہر ایک کا فرضی وجود اوس کے عقیدے کے بموجب ہوا کرتا ہے

رُباعی

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی	در بلبل بیقرار بلبل باشی		تو جزوی و حق کل است گر روزی چند	اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

ہر انسان کی کچھ نہ کچھ تسلیم ہونی لازمی ہے اور کل انسان کا منزلِ مقصود وہی ہے۔

ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار و چہ مست — ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

कांक्षंतः कर्मणां सिद्धं यजंत इह देवताः॥

क्षिप्रं हि मानुषे लोके सिद्धि र्भवति कर्मजा॥१२॥

طلبگار دنیا صفات پرست ہوتے ہیں

(۱۲) نیتجہ افعال کے چاہنے والے اِس جہان میں دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ دُنیا میں فعل کا نتیجہ جلد حاصل ہوتا ہے۔

پوجتے ہیں دیوتاؤں کو غرض مند آدمی		ایسے فعلوں کا ثمر ہوتا ہے لیکن عارضی

پرستار صفات اور اک ذات سے محروم رہتے ہیں گو وہ دنیوی مطالب میں کامیاب ہو جاتے ہیں

चातुर्वर्ण्यं मया सृष्टं गुण कर्म विभागशः॥

तस्य कर्तार मपिमां विद्ध्य कर्त्तार मव्ययम्॥१३॥

انسانوں میں صرف صفات اور فعل کا فرق ہے ذات سب میں یکساں موجود ہے

(۱۳) صفت اور فعل کی تقسیم سے مینے چاروں پیدا کئے گو میں اونکا خالق ہوں مجھے فاعلیت سے برتر اور لازوال جان

چاروں ورنوں میں صفت اور فعل کی تقسیم کی		میں نے لیکن میں سدا رہتا ہوں وو ہونسے بری

دُنیا میں اِنسان چار قسم کے ہیں۔ بعض میں علمی قوت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سب کے علم معاش و معاد میں رہنما بنتے ہیں اور قابل تعظیم خیال کئے جاتے ہیں۔ بعض ہمت مردانگی اور اعلیٰ ور

کی جسمانی طاقت رکھتے ہیں اور سپہ گری اور حفاظت ملک کرتے ہیں بعض کو تجارت اور مال و دولت کے انتظام کا مادہ حاصل ہوتا ہے جن کی وجہ سے کاروبار دنیوی بخوبی انجام پاتے ہیں جو لوگ ان تینوں صفتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اوروں کی خدمت گذاری کرکے بسر اوقات کرتے ہیں۔ کل اجسام میں آتما یعنی ذات پاک محیط ہے اور باوجود انکے محرک معلوم ہونے کے صفت اور فعل سے برتر ہے اجسام صفت اور فعل کے تقسیم سے گوناگون اشکال رکھتے ہیں اور پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں۔

नमां कर्माणि लिम्पंति नमे कर्म फले स्पृहा॥
इति मांयो ऽभिजानाति कर्मभिर्न सबध्यते॥१४॥

ذات فعل اور اوس کے نیتجہ سے بے تعلق رہتی ہے

(۱۴) نہ تو میں افعال میں آلودہ ہوتا ہوں اور نہ فعل کے نیتجہ کی خواہش رکھتا ہوں جو مجھکو ایسا جان لیتا ہے وہ فعل کا پابند نہیں ہوتا۔

	مجھہ میں لوث افعال اور انکے نتایج کا نہیں		جو مرا محرم ہے وہ افعال میں پھنستا نہیں

آتما ساری مخلوقات میں موجود ہوکر افعال کے ظہور میں انکا باعث ہوتی ہے تاہم وہ افعال اور ان کے نیتجہ سے بے تعلق رہتی ہے جو انسان اپنی ذات کو فعل سے برتر جان لیتا ہے وہ فعل کی پابندی میں نہیں آسکتا

एवं ज्ञात्वा कृतं कर्म पूर्वैरपि मुमुक्षुभिः॥
कुरु कर्मैव तस्मात्त्वं पूर्वैः पूर्वतरं कृतम्॥१५॥

عارفان گذشتہ نے یہ اصول تسلیم کرکے فعل کئے تھے سبب ان کی تقلید لازم ہے۔

(۱۵) اسی عقیدے کیساتھ زمانہ سابق کے طالبان نجات نے فعل کئے تھے تو بھی وہ فعل کر جو کہ متقدمین پیشتر کرچکے ہیں

	پہلے عارف کرتے آئے ہیں عمل اس علم پر		تو بھی کردہ کام جسکو کرچکے سب پیشتر

عارفوں نے زمانہ گذشتہ میں یہ خیال رکھکر کہ ذات فعل سے برتر ہے فعل کئے تھے چونکہ یہ اون کا

طریقہ درست تھا تجھکو اوسکی پیروی لازم ہے۔

किं कर्म किम कर्मेति कवयोऽप्यत्र मोहिता:॥
तत्ते कर्म प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात॥१६॥

فعل کی پابندی اور فعل سے بریت میں بہت باریک فرق ہے

(۱۶) فعل کی کیا تعریف ہے اور فعل سے بریت کسکو کو کہتے ہیں دانشمند بھی اس امر میں حیران ہیں میں تجھے وہ فعل بتاتا ہوں جسکی حقیقت سمجھکر تو شکوک سے بری ہو جائے گا

امتیاز قید و آزادی میں عاجز ہیں عقیل ؛		میں بتجھے کاہش سی بچنے کی بتاتا ہوں سبیل	

آزادی و پابندی افعال میں تمیز کرتے ہوئے دانشمندوں کی عقل بھی چکراتی ہے کہ یہ رمز بہت دقیق ہے اسکی تشریح آگے اٹھارہویں منتر میں دیکھو

कर्मणो ह्यपि बोद्धव्यं बोद्धव्यं च विकर्मण।
अकर्मण श्च बोद्धव्यं गहना कर्मणो गति:॥१७॥

امرد نہی دو قسم کے فعل ہیں اور فعل سے بری ہونیکا مقام اعلیٰ ہے

(۱۷) نیک افعال بد افعال اور ترک افعال میں تمیز کرنا واجب ہے ترک افعال کی ماہیت کا دریافت کرنا مشکل امر ہے

ترک فعل و فعل نیک و فعل بد پہچان ہے ؛		منزل اعلیٰ ہی ترک فعل دلمیں ٹھان ہے	

افعال نیک و بد دو قسم کے ہوتے ہیں جنکا فرق سمجھنا آسان ہے ذات مصدر فعل نہیں ہے اوسکی تمیز کے واسطے علم عرفاں درکار ہے۔

कर्मण्य कर्मय: पश्ये दकर्मणि च कर्मय:॥
सबुद्धिमान्मनुष्येषु सयुक्त: कृत्स्न कर्मकृत॥१८॥

جو ذات میں صفات اور صفات میں ذات کو دیکھتا ہے وہ فعل سے بری اور عارف ہے۔

(۱۸) جو بشر افعال میں ترک افعال کا ہونا اور ترک افعال میں

افعال کا ہونا مشاہدہ کرتا ہے وہ عارف اور واصل ہے چاہے تمام افعال اوس سے سرزد ہوتے ہوں

لازم و ملزوم ہی ایجاب و ترک افعال کا		واصل حق ہی وہ عارف جسپہ یہ عقدہ کھلا	

نیتجہ کی اُمید رکھکر خواہش کے ساتھ جو کچھہ کیا جاتا ہے وہ فعل کہلاتا ہے۔ بلا اُمید نیتجہ اور بےخواہش جو کچھہ سرزد ہوتا ہے۔ اوسے فعل سے بریت کہتے ہیں فعل دونوں میں ہوتا ہے فرق اِنسان کے تعلق اور بے تعلقی سے کرنیکا ہے فعل سے بریت کے معنی ترکِ فعل نہ سمجھنے چاہئیں اکرم یعنی بریت از فعل ایک حالت کیف کی ہے جو بہت غور سے معلوم ہو سکتی ہے اِس منتر کے معنی باریک اور غور طلب ہیں انفاس یعنی پران واپان سے سب حرکات دفعل ہوتے ہیں سمان وایو بالذات قایم اور محیط ہی یعنی اوسمیں سب فعل ہوتے ہیں اور وہ سب افعال میں محیط ہے سمان اور پران وغیرہ کی تشریح ساتویں ادھیاے کے خلاصہ میں دیکھو

यस्य सर्वे समारंभाः काम संकल्प वर्जिताः॥
ज्ञानाग्नि दग्ध कर्माणं तमाहुः पंडितं बुधाः॥१९॥

فعل سے بریت پانیکا وسیلہ علم معرفت ہے

(۱۹) جو تمام فعلوں کو بغیر کسی خواہش کے کرتا ہے اور (اِسطور پر) اونہیں آتش عرفاں میں جلادیتا ہے دانشمند اوس کو عارف کہتے ہیں۔

آتش عرفان میں کل افعال جسکے جلگئے۔		کاملوں کی منزلت دُنیا میں حاصل ہی اُسے	

عارف بےخواہش نیتجہ فعل کرتا ہے اور علم عرفاں کی نظر سے افعال کو ہیچ جانتا ہے فعلوں کی آتش عرفاں میں جلانے کے یہی معنی ہیں۔

त्यक्त्वा कर्म फला संगं नित्य तृप्तो निराश्रयः॥
कर्मण्यभि प्रवृत्तो ऽपि नैव किंचि त्करोति सः॥२०॥

عارف کا فعل کرنا مثل نکرنے کے ہوتا ہے	(۲۰) جو فعل کے نتیجہ سے غرض نہ رکھکر ہمیشہ مطمئن اور آزاد رہتا ہے وہ فعلوں کو کرتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرتا۔

جو تمنا دور کرکے ذات میں مسرور رہے	نفل سے برتر ہے لیکن فعل پر مجبور ہے

نتیجہ پر نظر نہ رکھکر بے تعلقی سے جو فعل کیا جاتا ہے اُسکا کرنا نکرنے کے مساوی ہو جاتا ہے۔

निराशीर्यत चित्तात्मा त्यक्त सर्व परिग्रह: ॥
शारीरं केवलं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥२१॥

مصدر فعل جسم ہے جان فعل سے ہمیشہ بری ہے۔	(۲۱) جو اُمیدوں سے رہائی پاتا ہے اپنے خیال کو مطیع کر لیتا ہے اور سب پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے وہ صرف جسم سے فعل کرتا ہوا گنہگار نہیں ہوتا

جو مشیت سے بری مستغنی و دلشاد ہے	مورد عصیاں نہیں افعال سے آزاد ہے۔

عارف مطالب دنیوی کے حاصل کرنیکی اُمید نہ رکھکر اور قوت متخیلہ کو قابو میں کر کے فعل کرتا ہے اِسطرحپر جو فعل بے تعلقی کی حالت میں اوسکی جسم سے صادر ہوتے ہیں اونکی قید میں وہ نہیں پڑتا پابندی اُسوقت ہوتی ہے جبکہ انسان بوجہ پندار کے اپنے آپکو اون کا فاعل مانتا ہے۔ پابندی سے آزاد رہنے کی مردوزن وفرزند دولت و دُنیا کا چھوڑنا نہیں ہے۔ جسمانی افعال تو عارف کو بھی کرنے پڑتے ہیں ذات کو اون سے علیحدہ اور برتر سمجھنا معرفت ہے۔

यदृच्छा लाभ संतुष्टो द्वंद्वातीतो विमत्सर: ॥
समः सिद्धावसिद्धौ च कृत्वापि न निबध्यते ॥ २२ ॥

عارف مسرور اور بے تعلق ہوکر پابند فعل نہیں ہوتا	(۲۲) جو بغیر خواہش کے حاصل ہوئی شے پر قناعت کرتا ہے متضاد خیالات کو دل میں جگہ نہیں دیتا تعصب سے تعلق نہیں رکھتا اور کامیابی و ناکامی میں یکساں رہتا ہے وہ فعل کرنے پر بھی پابند نہیں ہوتا۔

	فعل کے ہوتے وہ آلودہ نہیں افعال میں		جو موحد بیغرض اور مست ہے ہر حال میں	

سامانِ قدرت سے جو کچھ پیش آتا ہے عارف اوسی میں خوشحال رہتا ہے نیکی و بدی کامیابی وناکامی رنج وراحت وغیرہ کے متضادہ خیالات اوس کے دل میں پیدا نہیں ہوتے وہ کسی کے ساتھ اُلفت اور تعصب نہیں رکھتا اور بے تعلق ہو کر فعل کرتا ہے پس اوسمیں نہیں پھنستا۔

गत संगस्य मुक्तस्य ज्ञाना वस्थित चेतसः॥
यज्ञाया चरतः कर्म समग्रं प्रविलीयते ॥२३॥

عارف فعل کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو اُس سے بری سمجھتا ہے۔

(۲۳) جو بے تعلق رہنے کے باعث آزاد اور علم ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے اور فعل کو ریاض قدرت سمجھکر کرتا ہے اوسکے کل فعل معدوم ہو جاتے ہیں۔

	اس پہ ہو سکتا ہے کب افعال قدرت کا اثر		علم حق سے پاک باطن ہو چکا ہے جو بشر	

ब्रह्मार्पणं ब्रह्म हवि र्ब्रह्माग्नौ ब्रह्मणा हुतम् ॥
ब्रह्मैव तेन गंतव्यं ब्रह्मकर्म समाधिना ॥२४॥

عارف کی تعلیم یعنی گیان یوگ

(۲۴) جو یگ کرنیکے آلہ کو۔ یگ میں ڈالنے کی شے کو۔ یگ کی آگ کو یگ کرنیوالیکو اور یگ کے کرنیکو ذات واحد تصور کرتا ہے اوسکا ذاتِ واحد سے وصال ہوتا ہے۔

	ذات کی تعلیم کا ثمرہ وصالِ ذات ہے ؛	.	فعل و فاعل ظرف و آلہ کُل جمالِ ذات ہے	
	یا دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست		صوفی شدہ نیست نیست راندہ سبب نیست	
	ہر جا خورشید ہست آنجا شب نیست		رب رس رب شد تمام رب را رب نیست	

दैवमेवापरे यज्ञं योगिनः पर्युपासते ॥

ब्रह्माग्नावपरे यज्ञं यज्ञेनैवोपजुह्वति ॥

॥२५॥

صفات پرستی اور اُپاسنا جاپ

(۲۵) بعض اشخاص جو کرم کے پابند ہیں دیوتاؤں کا یگ کرتے ہیں بعض ذات واحد کی آتش میں عمل کو عمل کی مدد سے جلاتے ہیں۔

مانتا ہے کوئی تو خالق سے فعلوں کا وجود ۔ کوئی فعلوں کو سمجھتا ہے ملایک کا شہود

श्रोत्रादीनीन्द्रियाण्यन्ये संयमाग्निषु जुह्वति ॥
शब्दादीन्विषयानन्य इन्द्रियाग्निषु जुह्वति ॥२६॥

شرتی ساد ہنا اور اشٹانگ یوگ کا طریقہ

(۲۶) بعض قوت سامعہ وغیرہ حواس کو ضبط کی آگ میں جلاتے ہیں بعض صوت وغیرہ محسوسات کو حواس کی آگ میں جلاتے ہیں

ضبط کی آتش میں جلتے ہیں کسیکے سب حواس ۔ انکی زد کو روکتا ہے دل سے کوئی خود شناس

सर्वाणीन्द्रिय कर्माणि प्राण कर्माणि चापरे ॥
आत्म संयम योगाग्नौ जुह्वति ज्ञान दीपिते ॥ २७॥

دھیان گیان کا طریقہ

(۲۷) بعض سب حواس کے فعلوں اور نفس کے فعلوں کو ضبط کی آگ میں جو علم ذات سے روشن ہے جلاتے ہیں۔

بعض شاغل جملہ فعلوں کو حواس اور نفس کے ۔ خاک کر دیتے ہیں اپنے شعلہ زن عرفان سے

द्रव्य यज्ञास्तपोयज्ञा योग यज्ञास्तथापरे ॥
स्वाध्याय ज्ञान यज्ञाश्च यतयः संशित व्रताः ॥२८॥

دان تپ اور پاٹھ تحصیل علم

(۲۸) بعض مستقل مزاج طالب خیرات کا یگ زہد کا یگ یوگ

کا یگ اور تحصیلِ علوم معقولات و منقولات کا یگ کرتے ہیں -

کوئی تو عابد ہے کوئی زاہد فیاض ہے		واقفِ رازِ نہاں کوئی ذکی مرتاض ہے	

अपाने जुह्वति प्राणं प्राणेऽपानं तथा परे ॥

प्राणापान गती रुद्ध्वा प्राणायाम परायणाः ॥ २९ ॥

پرانایام کا طریقہ (۲۹) بعض اشخاص جو حبس نفس کے شاغل ہوتے ہیں وہ پران اور اپان کی حرکتوں کو روک کر پران کو اپان میں اور اپان کو پران میں جھونکتے ہیں -

حرکتِ انفاس کو بالا و پائیں روک کر -		سوختہ کر دیتا ہے کوئی حبس دم کی آگ پر	

پرانایام کے شغل کی تشریح کے واسطے پانچویں ادھیا کے آخر میں تصویر کو دیکھو -

अपरे नियताहाराः प्राणान् प्राणेषु जुह्वति ॥

सर्वेऽप्येते यज्ञविदो यज्ञक्षपित कल्मषाः ॥ ३० ॥

تقلیلِ غذا سے نفس کے مغلوب کرنیکا طریقہ (۳۰) بعض لوگ جو اندازہ کے موافق غذا کھاتے ہیں پرانوں کو پرانوں میں سوختہ کرتے ہیں یہ سب کے سب یگ کے جاننے والے یگ کے ذریعہ سے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں -

نفس کُش کرتے ہیں کم کھانے سے خواہش کو ہلاک		جملہ شاغل شغل کی برکت سے ہو جاتے ہیں پاک	

یگ کا اشارہ اُن مختلف اشغال کی طرف ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور پرکے منتروں سے ثابت ہے کہ یگ کے معنی عمل یا ریاضت کے ہیں -

यज्ञशिष्टामृतभुजो यांति ब्रह्म सनातनम् ॥

नायं लोकोऽस्त्ययज्ञस्य कुतोऽन्य कुरुसत्तम ॥ ३१ ॥

ریاضات کا نتیجہ حصول معرفت اور وصال ذات ہے -

(۳۱) اے ارجن جو یگ سے حاصل کئے ہوئے آبحیاب کو پیتے ہیں وہ ذات لازوال کو پاتے ہیں اور جو یگ نہیں کرتے اُن سے دنیا بھی نہیں سنبھلتی عقبیٰ کا تو کیا ذکر کیا جائے -

شغل کی ظلمات میں ہے وصل کا آب حیات		دین دنیا میں نہیں اسکے سوا راہِ نجات	

جن اشغال کا اوپر بیان ہوا ہے اونکا نتیجہ اور ماحصل علم ذات ہے جو شخص اون کے انجام میں علم ذات کو نہیں پاتا ہے وہ وصال ذات سے محروم رہتا ہے اِس لئے اشغال کو منزل مقصود جاننا نچاہئے بلکہ اون کو علم ذات کے حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھنا چاہئے اور جس انسان کا کچھ بھی شغل نہیں ہوتا ہے اور جو اپنے فرایض کے ادا کرنے میں بالکل قاصر رہتا ہے وہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی خوشی سے محروم رہجاتا ہے -

एवं बहुविधा यज्ञा वितता ब्रह्मणो मुखे ॥
कर्मजान्विद्धि तान्सर्वा नेवं ज्ञात्वा विमोक्ष्यसे ॥३०॥

ویدوں میں جو یگ لکھے ہوئے ہیں وہ سب عمل ہیں -

(۳۲) اسطور پر جو بہت اِقسام کے یگ ویدمیں درج ہیں اون سب کی پیدایش عمل سے خیال کر - اس عقدے کے حل کر لینے سے نجات حاصل ہوتی ہے -

ویدنے ظاہر کیا جن بے شمار اشغال کو		وہ عمل کی صورتیں ہیں اُنسے تو آزاد ہو	

جتنے اور اک ذات کے طریقے ویدوں میں بیان کئے گئے ہیں اون میں سے کوئی بھی عمل سے خالی نہیں ہے یعنی ہر ایک میں حواس ودل وغیرہ میں سے کسی نہ کسی سے فعل کیا جاتا ہے وہ طریقہ جس میں کوئی عمل کرنا نہیں پڑتا گیان یوگ ہے اِسکے اُصول کی تشریح پانچویں ادہیا کے ۲۰ منتر میں درج ہے

श्रेयान् द्रव्य मयाद्यगाज्ज्ञान यज्ञ: परंतप ॥

सर्वं कर्माऽखिलं पार्थ ज्ञाने परि समाप्यते ॥३३॥

علمی ریاضات سے علمی ریاضت اعلیٰ ہے۔

(۳۳) اے ارجن علمی یگ سے علمی یگ اعلیٰ ہے اے ارجن سب اعمال علم میں کلیتاً انجام پاتے ہیں -

بخشش دولت سے کسب علم اعلیٰ کام ہے	علم میں ارجن تمام اعمال کا انجام ہے

بھگوت گیتا نے ہر جگہہ علم کو عمل پر سبقت اور فضیلت دی ہے اور اوس کو سب سے اعلیٰ کہا ہے اور اوس کا حاصل کرنا انسان کے حیات کا سب سے بڑا فرض بتایا ہے چنانچہ مندرجہ بالا اشغال کا مدعا اور مطلب علم ذات کا حاصل کرنا ہی جس بشر کو اوس علم کی سچی راحت میسر ہوتی ہے اسکی نزدیک تمام اعمال ہیچ ہو جاتے ہیں

तद्विद्धि प्रणिपातेन परि प्रश्नेन सेवया ॥
उपदेक्ष्यंति ते ज्ञानं ज्ञानि नस्तत्त्व दर्शिनः ॥३४॥

عارفوں سے یہ علم حاصل ہوتا ہے

(۳۴) سمجھ لے کہ حقیقت شناس عارف تعظیم التجا اور خدمت کے کرنے پر تجھے وہ علم (معرفت) بتائینگے -

خدمت و تعظیم سے جب تو کرے گا التجا	رہبر کامل تجھے دیں گے سبق اُس علم کا

عارفوں کا ادب کرنا اور اون کی خدمت گذاری اسلیے واجب ہے کہ وہ آبحیات اونہیں کی صحبت بابرکت سے ملتا ہے -

यज्ज्ञात्वा न पुनर्मोह मेवं यास्यसि पांडव ॥
येन भूतान्य शेषेण द्रक्ष्यस्या त्मन्यथो मयि ॥३५॥

اس علم سے غفلت جاتی رہتی ہے اور انسان ذات کے سرور کو پاتا ہے -

(۳۵) جس سے واقف ہو کر تو اے ارجن پھر ایسی غفلت میں گرفتار نہیں ہو اور جسکے ذریعہ سے تو کل عالم کو اوّل اپنے اندر بعد اوان مجھ میں موجود دیکھیگا

جسکے باعث نیجہ غفلت سے تو چھوٹ جائیگا	اپنے اندر اور پھر مجھ میں یہ عالم پائیگا -

انسان نادانی کی وجہ سے اپنے آپ کو جزو سمجھتا ہے جب علم ذات کے وسیلہ سے اوس کی نادانی رفع ہو جاتی ہے او سوقت وہ ذات واحد کو کل عالم کی ہستی سمجھتا ہے۔

अपि चे दसि पापेभ्य: सर्वेभ्य: पाप कृत्तम:॥
सर्वं ज्ञान प्लवे नैव वृजिनं संतरिष्यसि ॥३६॥

گنہگار بھی اس کے وسیلہ سے نجات پاتا ہے

(۳۶) گو تو سب گنہگاروں سے بھی زیادہ گنہگار ہو تاہم علم عرفان کی کشتی کے وسیلہ سے گناہ (کے دریا) سے پار ہو گا۔

خواہ تو ہو سب گنہگاروں سے بڑھکر شرمسار	کشتی عرفاں میں ہو گا قلزم عصیاں سے پار
بازآ باز آ ہر آنچہ ہستی بازآ	اگر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

यथैधांसि समिद्धो ऽग्निर्भस्म सात्कुरुते ऽर्जुन ॥
ज्ञानाग्नि: सर्व कर्माणि भस्म सात्कुरुते तथा ॥३७॥

علم مثل آتش کے عذاب اور ثواب دونوں کو جلا دیتا ہے

(۳۷) جیسے شعلہ زن آگ لکڑیوں کو خاکستر کر دیتی ہے ویسے ہی آتش عرفان سب فعلوں کو جلا دیتی ہے۔

خاک کر دیتی ہے آتش لکڑیونکی ٹال کو	آتش عرفان جلا دیتی ہے کل افعال کو

नहि ज्ञानेन सदृशं पवित्र मिह विद्यते ॥
तत्स्वयं योग संसिद्ध: कालेनात्मनि विंदति ॥३८॥

علم ذات علم صفات سے اعلیٰ ہے اور اپنا شاہد آپ ہے

(۳۸) علم معرفت کی برابر دنیا میں کوئی شے پاک نہیں ہے اسلئے کہ وہ علم انسان کو اوس کے عمل کے تکمیل پانے پر خود بخود حاصل ہوتا ہے۔

معرفت سے پاک تر دنیا میں کوئی شے نہیں	خود بخود شاغل کو ہو جاتا ہے یہ عین الیقین

علم ذات قایم بالذات ہے اور سب علوم اور عملیات صفاتی ہیں اور انجام رکھتے ہیں۔

श्रद्धावांल्लभते ज्ञानं तत्परः संयतेंद्रियः॥
ज्ञानं लब्ध्वा परां शान्ति मचिरेणाधि गच्छति॥३९॥

شوق اور طلب سے یہ علم جلد حاصل ہوتا ہے

(۳۹) جو تیز فہم اور اہل ارادت ہے اور اپنے حواس پر غالب ہے وہ علم معرفت حاصل کرکے جلد سرور ابدی کو پاتا ہے۔

علم کی تکمیل سے فی الفور پاتا ہے قرار		طالب روشن ضمیر و صادق و پرہیز گار		
دم نازدن قدم زہرے باید	سر رشتہ بدست دوست جابرکفند		عزاصارا چہار ہنرے باید	غواصی گن گرت گہرے باید

अज्ञश्चा श्रद्दधान श्चसंशयात्मा विनश्यति॥
नायं लोकोस्ति नपरो नसुखं संशयात्मनः॥४०॥

جاہل علم پاک سے بے نصیب رہتے ہیں

(۴۰) جو شخص جاہل اور بے ارادت ہے اور حواس سے مغلوب رہتا ہے وہ برباد ہوجاتا ہے اپنا دل جسکے قابو میں نہیں اوسے نہ تو دنیا اور عقبیٰ کی سائتیں میسر ہوتی ہیں اور نہ اوسکے دل کو چین نصیب ہوتا ہے

راحت دایم کو کہو دیتا ہے بندہ وہم کا		جہل و بے اعتقادی کا نتیجہ ہے فنا۔		

جو شخص جہل پست ہمتی اور بے اعتقادی کیوجہ سے علم معرفت کے حاصل کرنے میں قاصر رہتا ہے اور اپنے دلکے شکوک اور واہمات کو رفع نہیں کرسکتا اُسکی اور حیوان کی زندگی میں بہت کم فرق ہے

योग संन्यस्त कर्माणं ज्ञान संछिन्न संशयम्॥
आत्मवंतं नकर्माणि निबध्नंति धनं जय॥४१॥

علم معرفت کی ذریعہ سے افعال کو ترک کردیتے ہیں اور علم حقیقت سے شکوک کو رفع کردیتے ہیں وہ مقید افعال نہیں ہوتے

(۴۱) اے ارجن جو انسان افعال سے بے تعلقی اختیار کرتا ہے اور تیغ عرفان کی مدد سے شکوک کو قطع کرتا ہے اور اپنے دل

قابو میں نے آتا ہے وہ افعال کی قید سے بری ہو جاتا ہے۔

محو کر کے سارے فعلوں کو سکون قلب ہیں جو سراپا ذات کے دیدار میں مسرور ہے		رفع کر کے علم باطن سے شکوک اور جھوٹیں یاد رکھ ارجن وہ آفات عمل سے دور ہے	

جب قوت متخیلہ کلیتاً بطون کی طرف رجوع ہوتی ہے اور بحر عرفان میں سماتی ہے اوسوقت سب فعل خود بخود ترک ہو جاتے ہیں اور جو وسوسات بطون میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی ہیں اور وہ علم حقیقت کے ادراک سے دور ہو جاتے ہیں۔

तस्माद् ज्ञान संभूतं हृत्स्थं ज्ञानासिनात्मनः॥
छित्वैनं संशयं योग मातिष्ठोत्तिष्ठ भारत॥४२॥

انسان اپنے شکوک کو علم حقیقت سے قطع کرے اور میدان معرفت میں قدم رکھے

(۴۲) پس اے ارجن تو اون شکوک کو جو تیرے دل میں نادانی کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں علم عرفان کی تلوار سے قطع کر کے افعال سے بے تعلق رہنے کے اصول پر کاربند ہو اور جنگ کرنے پر مستعد ہو۔

وہم کی گردن کو تیغ معرفت سے قطع کر		اور ادائے فرض میں مشغول ہو اے نامور	

شکوک جہل کی تیرگی سے پیدا ہوتے ہیں اور علم روشنی بطون ہے اوس روشنی کے مقابل اندھیرا نہیں ٹھہر سکتا علم میں قیام پذیر ہونے کو یوگ کہتے ہیں

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सुब्रह्म विद्यायां
योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे कर्म संन्यास
योगो नाम चतुर्थो ऽध्यायः॥४॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں
شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی چوتھی ادھیا
کرم سینیاس یوگ نام ختم ہوئی

چوتھی ادھیا کا خلاصہ

آتما لازوال محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم سرور ہے اوسکا علم کبھی ضایع نہیں ہوتا البتہ کبھی پوشیدہ اور کبھی آشکارا ہوتا رہتا ہے صرف عارف اِس رمز کو جانتے ہیں۔ جاہل تموگن یعنی صفت ادنیٰ کے غالب ہونے کی وجہ سے اوس کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں اور انسانوں میں صرف صفت اور فعل کا فرق ہوتا ہے آتما تو سب میں یکساں موجود ہے وہ آتما جسمانی۔ افعال اور اُن کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے پس اِنسان بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے آتما میں وصل ہو سکتے ہیں کرم سنیاس یعنی ترک فعل کے یہی معنی ہیں۔ فعل دو قسم کے ہیں فعل با تعلق اور فعل بے تعلق اوّل قسم کے فعل میں نیک و بد کا تمیز ہوتا ہے۔ اور وہ ادنیٰ ہی دوسری قسم کے فعل میں نظر نیکی و بدی دونوں سے اوٹھ جاتی ہے اور وہ عارفوں کے طریقے کے مطابق ہے اِس طرح پر عمل کرنے سے تمام افعال آتش عرفان میں سوخت ہو جاتے ہیں اور اِنسان ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ وید میں جتنے مختلف عملی طریقے درج ہیں اونکا اصلی مطلب اور نتیجہ علم معرفت کا حاصل کرنا ہی اور علم معرفت وہ سب سے اعلیٰ شے ہے جسکے بغیر شکوک رفع نہیں ہوتے اور آرام نہیں ملتا پس اِنسان کو واجب ہے کہ وہ اُسی کا طالب ہو۔

پانچویں ادھیا سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासं कर्मणां कृष्ण पुनर्योगं च शंससि ॥
यच्छ्रेय एतयोरेकं तन्मे ब्रूहि सुनिश्चितम् ॥ १॥

کرم سنیاس اور کرم یوگ ان دونوں میں سے کونسا بہتر طریقہ ہے

ارجن نے کہا - (۱) اے کرشن آپ کرم سنیاس کی اور ساتھ ہی کرم یوگ کی ہدایت کرتے ہیں ان میں سے جو طریقہ بہتر ہے وہ ٹھیک طور پر مجھے بتائیے -

ترکِ و ایجابِ عمل دونو بتائے آپ نے		ان میں بہتر جو روش ہے اوسکو ظاہر کیجئے	

اوپر کی تلقین سے ارجن نے کرم سنیاس کے معنی فعل کا نکرنا اور کرم یوگ کے معنی فعل کا کرنا خیال کیا یعنی اونکو دو مخالف امر سمجھا اسلئے اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے -

श्री भगवानुवाच

संन्यासः कर्म योगश्च निःश्रेय सकरा वुभौ ॥
तयोस्तु कर्म संन्यासात्कर्मयोगो विशिष्यते ॥ २॥

کرم سنیاس اور کرم یوگ دونوں لازم ملزوم ہیں مگر کرم یوگ اعلیٰ ہے

شری بھگوان نے جواب دیا - (۲) اگرچہ کرم سنیاس اور کرم یوگ دونوں عمدہ ہیں لیکن منجملہ اونکے کرم سنیاس سے کرم یوگ اعلیٰ ہے

گرچہ دونوں ہی طریقوں کا بخیر انجام ہے		ترک سے دنیا میں ترکِ ترک اعلیٰ کام ہے	

عارف کی نظر میں کرم سنیاس اور کرم یوگ دو مخالف امر ثابت نہیں ہوتے بلکہ لازم ملزوم ہیں کرم سنیاس سے مراد سانکھ یعنی علم حقیقت ہے جو لفظ تت سے مناسبت رکھتا ہے اور

جس سے قلب کی حرکت ساکت یکجا ق ہے کرم یوگ کے معنی ویدانت یعنی علم معرفت ہیں جو لفظ اوم سے نسبت رکھتا ہے اور وصال کی منزل کا بیان ہے۔ وصال سکون قلب سے حاصل ہوتا ہے اور سکون قلب وصال کا لوازمہ ہے۔ افعال سے بے تعلقی اختیار کرنا کرم سیناس ہے اور افعال سے بے تعلقی ہو جانا کرم یوگ ہے۔

ज्ञेयः स नित्य सन्यासी योन द्वेष्टि न कांक्षति॥
निर्द्वंद्वो हि महाबाहो सुखं बंधात्प्रमुच्यते॥३॥

سیناسی اوسے کہتے ہیں جو شوق و نفرت کو ترک کر دیتا ہے

(۳) ہمیشہ اسکو تارک سمجھنا چاہئے جو رغبت و نفرت نہیں رکھتا اے ارجن جو خیالات متضاد نہیں رکھتا وہ باسانی قید افعال سی آزاد ہو جاتا ہی

	ہی وہ سالک بیخودی میں جسکو آزادی ملی		ہے وہ تارک جسنے رغبت اور نفرت چھوڑ دی	

سیناسی وہی ہے جو کسی شے سے رغبت نفرت نہیں رکھتا اور واہمات سے نجات پاتا ہے۔ ظاہری سامان کے ترک کر دینے سے انسان سیناسی نہیں ہو جاتا۔

सांख्य योगौ पृथग्बालाः प्रवदंति न पंडिताः॥
एकमप्यास्थितः सम्यगुभयोर्विंदते फलम्॥४॥

سانکھ اور یوگ بالمعنی ایک ہیں

(۴) سانکھ اور یوگ کو طفل جدا بتاتی ہیں نہ کہ دانشمند جو بشر کسی ایک پر قادر ہوتا ہی اوسے دوسرے کا نتیجہ بھی بخوبی حاصل ہو جاتا ہی۔

	ایک کی تکمیل سے ملتا ہی دونوں کا ثمر		مختلف جذبے سلوک احوال کو آتا ہی نظر	

علم حقیقت کے بغیر علم معرفت کبھی حاصل نہیں ہوتا اور علم معرفت کے حاصل ہوتے بغیر علم حقیقت درجہ تکمیل پر نہیں پہونچتا اسلئے وہ دونوں طریقے بالمعنی واحد ہیں۔

مقولہ کبیر صاحب

جگت تپے کرم ادھیاستا دھیان جوگ اور سانکھ	سات جتن ہیں سانکھ مکھ جون پہنچی کے پانکہ
بنا سانکھ پاوے نہیں پرم تتو کا بھیو	کون دیو پوجا کرے یہی سانکھ ہے دیو
سانکہ کرے من شدھ ہو برہما جاوی نہ سیو	ترت ملے تت کال پھل ایسا پرگھٹ دیو
نرنے سانکھ بچار کا پھل آنند پہچان	جتنا جسکو سانکہ ہے اوتنا آنند جان
سانکھ یوگ دو ماننا ہے احوال کا کام	کہنے ماتر جانئے سانکہ یوگ دو نام
سانکہ یوگ کا ساتھ ہے وہی سانکہ وہی یوگ	سانکہ کیا جن وست کا وہی وست ہے یوگ
سانکہ یوگ کی بھید کو پرگھٹ کروں بکھان	وست ایک جانی نہ تھی اب وہ جانی جان
وست سانکہ بن دور تھی ہوئی سانکہ سے پاس	وہی پاس وہی یوگ ہے ہوا پاس میں باس

यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगै रपि गम्यते॥
एकं सांख्यं च योगं च यः पश्यति सपश्यति ॥५॥

دونوں کیفیت قلبی انسان میں باہم پائی جاتی ہیں	(۵) جس مقام پر سانکہ کے عالم پہونچتے ہیں اوسکو یوگی بھی حاصل کر لیتے ہیں سانکہ اور یوگ کو جو واحد دیکھتا ہے وہ بینندہ ہے

جسجگہ سالک پہنچتا ہے وہیں مجذوب بھی	چشم بینا میں ہے یکرنگی سلوک جذب کی

حقیقت اور معرفت ایک ہی کیفیت قلبی کی دو مختلف اشکال ہیں۔

संन्यासस्तु महाबाहो दुःखमाप्तु मयोगतः॥
योग युक्तो मुनिर्ब्रह्म नचिरेणाधि गच्छति ॥६॥

علم حقیقت کا حاصل ہونا علم معرفت پر منحصر ہے	(۶) اے ارجن یوگ کے بغیر سانکہ کا حاصل ہونا مشکل ہے اور یوگ کا جاننے والا عارف ذات میں جلد وصل ہو جاتا ہے۔

قلب بے پندار کی حاجت ہے تارک کے لئے	مطمئن رہتا ہے سالک ذات کے دیدار سے

تحقیقات باطنی کے انجام میں شاغل کو علم ذات حاصل ہوتا ہے اور علم ذات کی آشکارا ہونے سے اُسکی تحقیقات درجہ تکمیل پر پہونچتی ہے

योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्माजितेन्द्रियः॥
सर्व भूतात्म भूतात्मा कुर्वन्नपि नलिप्यते॥७॥

یوگی کو افعال کی پابندی نہیں ہوتی

(۷) جو شخص یوگ کے ذریعہ سے صفائی قلب حاصل کرتا ہے اپنے دل پر فتح پاتا ہے حواس کو قابو کر لیتا ہے اور کل مخلوقات کی جان کو اپنی جان تصور کرتا ہے وہ باوجود فعلوں کے کرنے کے ادن میں آلودہ نہیں ہوتا -

صاف باطن فاتح دل واقف ضبط حواس	ذات کی تسلیم میں اعمال سے ہے بے ہراس

नैवकिंचित्करोमीति युक्तो मन्येत तत्ववित्॥
पश्यञ्छृण्वन्स्पृशञ्जिघ्रन्नश्नन्गच्छन्स्वपञ्श्वसन॥८
प्रलपन्विसृजन्गृह्णन्नुन्मिषन्निमिषन्नपि॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेषु वर्तंते इति धारयन्॥९॥

اوسکی نظر مشاہدہ ذات سے غافل نہیں ہوتی -

(۸ و ۹) حقیقت شناس عارف جانتا ہے کہ دیکھتے - سنتے - چھوتے - سونگھتے کھاتے - چلتے - سوتے - سانس لیتے - بولتے - چھوڑتے - پکڑتے - آنکھہ کھولتے - اور بند کرتے وقت حواس کا فعل محسوسات کیجانب ہوتا ہے وہ کچھ نہیں کرتا -

کہاتے چلتے سانس لیتے سوتے سنتے دیکھتے	اپنی پلکیں بند کرتے یا کھلی رکھتے ہوے
بولتے چھوتے پکڑتے چھوڑتے اور سونگھتے	بے تعلق اجر سے ہے سالک اپنے فعل سے

یوگی ذات کو صفات قیود سے منزہ جانتا ہے اِس لئے وہ تمام جسمانی اور روحانی افعال کے سرزد ہونے پر بھی اون افعال سے بے تعلقی رکھتا ہے اور مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے۔

ब्रह्मण्या धाय कर्माणि संगंत्यक्त्वा करोतियः॥

लिप्यते नस पापेन पद्म पत्र मिवां भसा ॥१०॥

(۱۰) جو اپنے افعال قدرت کو تفویض کرکے اونہیں بے تعلقی کے ساتھ کرتا ہے وہ گناہ سے اِس طرح بے لوث رہتا ہے جیسے کنول کا پتہ کسی تالاب کے پانی میں

جو اپنے پندار کو فنا کردیتا ہے وہ آلودہ گناہ نہیں ہوتا

جو ادا کرتا ہی اپنا فرض خواہش چھوڑ کر		برگ نیلوفر ہی سیلاب گنہ میں وہ بشر

قدرت کو افعال تفویض کرنے کے یہ معنی ہیں کہ افعال کو اپنے سے منسوب نکرنا اور اونکا صدور قدرت سے جاننا چاہیے۔

कायेन मनसा बुद्ध्या केवलै रिन्द्रियै रपि ॥

योगिनः कर्म कुर्वंति संगं त्यक्त्वात्म शुद्धये ॥११॥

(۱۱) یوگی صفائی قلب حاصل کرنے کے لئے بے تعلق ہوکر جسم- دل- عقل اور حواس سے فعل کرتا ہے۔

عارف اپنے بطون سے نظر نہیں ہٹاتا اور افعال کی تکمیل جسم وغیرہ میں دیکھتا ہے

سالک آزاد بھی اپنے گذارے کے لئے		کام لیتا ہے دل و جسم حواس و عقل سے

عارف کل فعلوں کو جسم- دل اور عقل سے متعلق جانتا ہے یعنی اپنی ذات سے اونہیں علیحدہ مانتا ہے

युक्तः कर्मफलं त्यक्त्वा शांति माप्नोति नैष्ठिकीम॥

अयुक्तः काम कारेण फले सक्तो निबद्ध्यते ॥१२॥

(۱۲) یوگی نتیجہ افعال سے نظر اٹھا کر اطمینان ابدی پاتا ہے جو بشر یوگ سے ناواقف ہے وہ نتیجہ افعال کے خواہش رکھنے کے باعث پابند افعال ہوتا ہے۔

عارف بیم و امید سے نظر اٹھا کر آرام محض پاتا ہے جاہل بیم و امید میں گرفتار رہتا ہے۔

بے ہوس عارف کو حاصل ہے سکونِ دائمی		پانوں میں جاہل کی پڑتی ہے طمع کی بیکڑی

	عارف کہ ہمہ بند دوئی را بگسیخت		چون شیر و شکر بو حدت صرف آمیخت

عارف نظر بالذات اور آزاد رہتا ہے۔ جاہل نظر بالغیر ہونے کی وجہ سے پابند صفات ہو جاتا ہے۔

सर्व कर्माणि मनसा सन्यस्यास्ते सुखं वशी॥
नव द्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन्॥ १३॥

(۱۳) ذات مطلق سب فعلوں کو دل سے ترک کرکے نو دروازوں کے شہر میں نہ کچھ کرتی ہوئی اور نہ کچھ کراتی ہوئی مسرور رہتی ہے

جسم مکان ہے جان مکین ہے

	روحِ انسان بے تعلق ہو کے کل افعال سے		ساکن ایسے شہر میں ہیں نو ہیں جسکے راستے
	جانان ور جان چو جان در تن پیدا در پرورش دانہ خود جہد سے کن		بے من صفتے زیر دہ من پیدا در دانہ تو ہزار خرمن پیدا

جسم انسان مثل ایک شہر کے ہے جسمیں دو آنکھ دو کان دو سوراخ ناک کے ایک منہ اور دو مقام بول و براز نو دروازے ہیں جان بادشاہ ہے قوت مدرکہ و میزہ وغیرہ اراکین سلطنت ہیں اور محسوسات رعایا ہیں

नकर्तृत्वं नकर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः ॥
नकर्म फल संयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते ॥ १४ ॥

پندار اور افعال کا سبب خاصہ طبعی ہے نہ کہ جان

(۱۴) ذات اِس عالم میں پندار[۱] فاعلیت کو افعال[۲] کو اور افعال[۳] اور اُنکے نتائج کے باہمی تعلق کو پیدا نہیں کرتی یہ سب صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔

	فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور	جلوہ قدرت ہی قادر سے نہیں اُنکا ظہور	

ذات پاک پندار اور فعل اور فعل و نتیجہ کے تعلق کا باعث نہیں ہے اور اُنکی آلایش سے برتر ہے وہ سب پرکرتی یعنی امتزاج صفات سے ظہور پاتے ہیں اسی کا نام جہل بسیط ہے جس میں کُل عالم گرفتار ہے

नादत्ते कस्यचित्पापं नचैव सुकृतं विभुः ॥
अज्ञाने नावृतं ज्ञानं तेन मुह्यन्ति जन्तवः ॥ १५ ॥

جان پر عذاب و ثواب کا اثر نہیں ہوتا انسان بوجہ جہل اِن کو اُس سے منسوب کرتا ہے۔

(۱۵) اگرچہ ذات کسی کے عذاب اور کسی کے ثواب کو نہیں اوٹھاتی لیکن جہل علم ذات کو پوشیدہ کردیتا ہے (اسوجہ سے) انسان غفلت میں پھنستے ہیں۔

جہل پردہ ڈالتا ہے عقل پر انسان کی		نیک و بد دونوں سے دایم جان رہتی ہے بری

آفتاب ذات ہمیشہ روشن رہتا ہے اور تاریکی اُس کے پاس دخل نہیں پاتی البتہ خاصۂ طبعی کا ابر عقل کے سامنے حایل ہوکر انسان کو عذاب و ثواب کے پھندے میں ڈالدیتا ہے۔ اِس سے بریت پانے کیواسطے عقل کو روشن کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جو غلطیاں اندھیرے میں ہوتی ہیں روشنی میں اُن کی صحیت ہوسکتی ہے۔ انسان کو مرض جہل کو دفع کرنیکے لئے دانش کا نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور وہ نسخہ بھگوت گیتا ہے۔

ज्ञानेनतु तदज्ञानं येषां नाशित मात्मनः ॥

عارف بیم و امید سے نظر اٹھا کر آرام محض پاتا ہے جاہل بیم و امید میں گرفتار رہتا ہے۔	(۱۲) یوگی نتیجہ افعال سے نظر اٹھا کر اطمینان ابدی پاتا ہے جو بشر یوگ سے ناواقف ہے وہ نتیجہ افعال کے خواہش رکھنے کے باعث پابند افعال ہوتا ہے۔

بے ہوس عارف کو حاصل ہے سکونِ دائمی		پاؤں میں جاہل کی پڑتی ہے طمع کی بیڑی
عارف کہ ہمہ نیند و دوئی را بگسیخت		چون شیر و شکر بوحدتِ صرف آمیخت

عارف نظر بالذات اور آزاد رہتا ہے۔ جاہل نظر بالغیر ہونے کی وجہ سے پابند صفات ہو جاتا ہے۔

सर्व कर्माणि मनसा सन्यस्यास्ते सुखं वशी ॥
नव द्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन् ॥ १३॥

جسم مکان ہو جان مکین ہے	(۱۳) ذات مطلق سب فعلوں کو دل سے ترک کر کے نو دروازوں کے شہر میں نہ کچھ کرتی ہوئی اور نہ کچھ کراتی ہوئی مسرور رہتی ہے

روحِ انسان ہے بے تعلق ہو کے کل افعال سے		ساکن ایسے شہر میں ہیں نو ہیں جسکے راستے
جانان در جان چو جان در تن پیدا در پرورش دانہ خود جہد سے کن		بے من صفتے زیر وہ من پیدا در دانہ تو ہزار خرمن پیدا ؛ ؛

جسم انسان مثل ایک شہر کے ہے جسمیں دو آنکھ دو کان دو سوراخ ناک کے ایک منہ اور دو مقام بول و براز نو دروازے ہیں جان بادشاہ ہے قوت مدرکہ ممیزہ وغیرہ ارکین سلطنت ہیں اور محسوسات رعایا ہیں

नकर्तृत्वं नकर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः ॥
नकर्म फल संयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते ॥ १४॥

پندار اور افعال کا سبب خاصہ طبعی ہے نہ کہ جان

(۱۴) ذات اِس عالم میں پندار[1] فاعلیت کو افعال[2] کو اور افعال اور اُنکے نتائج[3] کے باہمی تعلق کو پیدا نہیں کرتی یہ سب صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔

فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور		جلوہ قدرت ہے قادر سے نہیں اُنکا ظہور

ذات پاک پندار اور فعل اور فعل و نتیجہ کے تعلق کا باعث نہیں ہے اور اُنکی آلایش سے برتر ہے وہ سب پرکرتی یعنی امتزاج صفات سے ظہور پاتے ہیں اسی کا نام جہل بسیط ہے جس میں کُل عالم گرفتار ہے

नादत्ते कस्यचित्पापं नचैव सुकृतं विभुः ॥
अज्ञाने नावृतं ज्ञानं तेन मुह्यंति जंतवः ॥ १५॥

جان پر عذاب و ثواب کا اثر نہیں ہوتا انسان بوجہ جہل اِن کو اُس سے منسوب کرتا ہے۔

(۱۵) اگرچہ ذات کسی کے عذاب اور کسی کے ثواب کو نہیں اوٹھاتی لیکن جہل علم ذات کو پوشیدہ کر دیتا ہے اسوجہ سے انسان غفلت میں پھنستے ہیں۔

نیک و بد دونوں سے دایم جان رہتی ہے بری		جہل پردہ ڈالتا ہے عقل پر انسان کی

آفتاب ذات ہمیشہ روشن رہتا ہے اور تاریکی اُس کے پاس دخل نہیں پاتی البتہ خاصۂ طبعی کا ابر عقل کے سامنے حایل ہو کر انسان کو عذاب و ثواب کے پھندے میں ڈالدیتا ہے۔ اِس سے بریت پانے کیواسطے عقل کو روشن کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جو غلطیاں اندھیرے میں ہوتی ہیں روشنی میں اُن کی صحیحت ہو سکتی ہے۔ انسان کو مرض جہل کی دفع کرنیکے لئے دانش کا نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور وہ نسخہ بھگوت گیتا ہے۔

ज्ञानेन तु तदज्ञानं येषां नाशित मात्मनः ॥

तेषा मादित्य वज्ज्ञानं प्रकाशयति तत्परम् ॥१६॥

جہل کا پردہ ہٹجاتا ہی تو قلب میں علم ذات بخوبی آشکارا ہوتا ہے

(۱۶) علم ذات کے وسیلہ سے جن کا جہل دُور ہو جاتا ہے اُن کا علم اُس واجب الوجود کو اِس طرح عیاں کر دیتا ہے جیسے دنیا کو سورج۔

دور ہو جاتا ہے جب عقلِ بشر کا یہ حجاب	ذاتِ حق کو علم درساتا ہے مثل آفتاب

عارفانِ علم ذات کے وسیلہ سے پندارِ ہستی مٹا دیتے ہیں یعنی جزویت سے کلیت پاتے ہیں اور ذات نامتناہی کو ظاہر اور باطن مثل آفتاب کے منور دیکھتے ہیں۔

तद्बुध्दयस्त दात्मान स्तन्निष्ठा स्तत्परायणाः॥
गच्छंत्य पुनरावृत्तिं ज्ञान निर्द्धूत कल्मषाः॥१७॥

جن کا اس منزل میں مقام ہوتا ہے وہ رستگار ہیں،

(۱۷) جن کی عقل اُس کے ادراک میں مصروف ہوتی ہے دل اُسمیں لگا ہوتا ہے اور جنھیں اعتقاد اور بھروسہ اُس پر ہوتا ہے وہ علم ذات کے وسیلہ سے گناہوں سے پاک ہو کر نجات پاتے ہیں۔

عقل و دل کو محو کر کے اہلِ تسلیم و رضا	معرفت سے عالم فانی میں پاتے ہیں بقا

विद्या विनय संपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि॥
शुनि चैवश्व पाके च पंडिताः सम दर्शिनः॥१८॥

اُس کو عارف کہتے ہیں جو وحدت کا جلوہ کثرت میں دیکھتا ہے۔

(۱۸) باعلم و تہذیب برہمن۔ گئو۔ ہاتھی۔ کتا اور چنڈال سب میں عارف ذات کو مساوی دیکھتا ہے۔

فیل کتا گائے چنڈال اور فاضل برہمن	مختلف جسموں میں ہے اک نور جاں پر تو فگن

عارف کل اجسام میں ذات واحد کو محیط دیکھتا ہے اور نیرنگی دنیا کا باعثِ صفات اور افعال کو جانتا ہے۔

इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः॥
निर्दोषंहि समं ब्रह्म तस्मा द्ब्रह्मणि तेस्थिताः॥१९॥

جو وحدت کی نظر رکھتا ہے
وہ ذات میں وصل ہوتا ہے

(۱۹) جن کا دل اصول مساویت کے تسلیم کرنے میں پکّا ہو جاتا ہے وہ اس عالم کو فتح کر لیتے ہیں اور ذات میں وصل ہو جاتے ہیں۔

قلب بے پندار کے قبضہ میں ہے کل کائنات
ایک نقطہ میں سمایا ہے فروغ مہر ذات

کثرت میں وحدت کی تسلیم وصالِ ذات کی صورت ہے۔

न महृष्ये त्प्रियं प्राप्य नोद्विजे त्प्राप्य चाप्रियम् ॥
स्थिर बुद्धि रसं मूढो ब्रह्मविद्ब्रह्मणि स्थितः ॥२०॥

وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہے

(۲۰) جو بشر مستقل مزاج ہوش مند عارف اور واصل ذات ہے وہ مرغوب شے کے حاصل ہونے پر خوش اور نامرغوب کے حاصل ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔

ضابطہ و روشن دل عارف ہو کے واصل ذات میں
مطمئن رہتا ہے آرام او تکلیفات میں

बाह्यस्पर्शेष्वसक्तात्मा विंदत्यात्मनि यत्सुखम् ॥
स ब्रह्म योग युक्तात्मा सुख मक्षय मश्नुते ॥ २॥

اس کی حواس اور محسوسات پر نظر نہیں رہتی اور وہ ذات کی کیفیت میں مسرور رہتا ہے

(۲۱) جو شاغل حواس بیرونی پر توجہ نہیں کرتا اور مشاہدہ بطون میں مسرور رہتا ہے وہ آرام ابدی پاتا ہے۔

غیریت کو چھوڑ کر جس کو لگن ہے ذات کی
علم باطن میں اسے ملتی ہے لافانی خوشی

येहि संस्पर्शजा भोगा दुःखयोनय एवते ॥
आद्यंतवंतः कौंतेय नतेषु रमते बुधः ॥२२॥

لذات و حواس عارضی ہیں اور اصلی آرام دینے والے نہیں ہیں

(۲۲) اے ارجن جتنے لذاتِ حواس ہیں وہ سب تکلیف کے باعث ہیں اور عارضی ہیں اس لئے کوئی دانشمند اُنپر التفات نہیں کرتا۔

نفس کی لذات ہیں تکلیف دہ اور بے ثبات
اُنپہ اے ارجن نہیں کرتے ہیں عاقل التفات

शक्नोतीहैव यः सोढुं प्राक् शरीर विमोक्षणात् ॥
काम क्रोधोद्भवं वेगं सयुक्तः ससुखी नरः ॥२३॥

جو انسان اپنی حیات میں خواہش اور غضب کو مغلوب کرلیتا ہے وہ یوگی ہوجاتا ہے

(۲۳) جو شخص اس دنیا میں جسم کے چھوڑنے سے پیشتر خواہش اور غضب کے جوش کی برداشت حاصل کرتا ہے وہ یوگی کہلانیکے مستحق ہوجاتا ہے اور سچی خوشی رکھتا ہے۔

موت کے آنے سے پہلے حرص و غصہ چھوڑ کر | وصل کی بے انتہا راحت کو پاتا ہے بشر

جو شخص خواہش اور غضب پر قادر ہوجاتا ہے اُس کو یوگی کہنا چاہئے اُس کے سوائے کسی کو اصلی آرام حاصل نہیں ہوتا۔ علم معرفت نقد کا سودا ہے اور امید عقبیٰ نسیہ کی دوکان انسان کو اپنے فرائض کا مرگ سے پیشتر ادا کرنا واجب ہے عقبیٰ کی امیدیں صرف بیم و رجا ہیں۔

योंत: सुखों ऽ तरा राम स्तथां तज्योंति रेवय:॥

सयोगी ब्रह्म निर्वाणं ब्रह्म भूतोऽधि गच्छति॥२४॥

آرام خالص بطون کے استغراق میں حاصل ہوتا ہے

(۲۴) جو یوگی بطون میں مسرور اور مستغرق رہتا ہے اور روشن دل رکھتا ہے وہ ذات میں وصل ہوکر ذات کا سرور حاصل کرتا ہے۔

معرفت کے نور سے معمور ہے جس کا بطون | اُس کا حصہ ہے وصال ذات کا اعلیٰ سکون

یوگی لذاتِ حواس کو ناپائیدار اور ہیچ سمجھکر اور اُن سے کنارہ کرکے جمال ذات کے مشاہدہ میں مصروف رہتا ہے جس کو انسان کے قلب کی سب سے اعلیٰ کیفیت سمجھنا چاہئے۔

लभंते ब्रह्म निर्वाण मृषय: क्षीण कल्मषा:॥

छिन्न द्वैधा यतात्मान: सर्व भूत हिते रता:॥२५॥

بطون میں سلسلۂ خیالات کے روکنے سے استغراق حاصل ہوتا ہے

(۲۵) جو عارف گناہوں سے مخلصی پاتے ہیں شکوک سے بریت حاصل کرتے ہیں اپنے دلپر حاوی ہوجاتے ہیں اور کل عالم کی بہتری مدِ نظر رکھتے ہیں وہ ذات میں حاصل ہوتے ہیں۔

عارفان پاک طینت بیگناہ و باثبات | فیض پہنچاتے ہوئے دنیا کو پاتے ہیں نجات

نروان ایک حالت کیف اور سرور کی ہے جس میں انسان کو اپنے وجود کی مطلق خبر نہیں رہتی جسکے بیان کرنیکی کلام کو طاقت نہیں ہے اور جسکا ثبوت صرف شاغل کو اپنے بطون میں ملتا ہے۔

काम क्रोध वियुक्तानां यतीनां यतचेत सां॥

अभितो ब्रह्मनिर्वाणं वर्तते विदितात्मनाम् ॥२६॥

ترک خیال سے خواہش اور غضب پر فتح ملتی ہے اور یہی وسیلہ وصال ذات کا ہے۔	(۲۶) جو خواہش اور غضب سے بری اور خیال پر قادر ہو کر تارک ہیں اور علم خود شناسی رکھتے ہیں اُن کو ذات کا سرور حاصل ہے

شوق و نفرت سے بچا کر جس نے روکا ہی خیال		ایسے حق بین کو میسر ہی سدا حق کا وصال

تارک وہ ہے جو خیال کے حرکت کو قابو میں رکھکر سب فعلوں کو کرتا ہے نہ وہ شخص جو اسباب ظاہری کو ترک کر دیتا ہے۔

स्पर्शान्कृत्वा बहिर्बाह्यांश्चक्षुश्चैवान्तरे भ्रुवोः ॥
प्राणापानौ समौ कृत्वा नासाभ्यंतर चारिणौ ॥२७॥
यतेंद्रिय मनो बुद्धिर्मुनिर्मोक्ष परायणः ॥
विगतेच्छा भय क्रोधः यः सदा मुक्त एवसः ॥२८॥

بہرکٹی دھیان یعنی سرت سادھنا	(۲۷) جو عارف تعلقات بیرونی کو باہر کر کے اور نظر کو بھوؤں کی

وسط میں ٹھرا کے اور ناک میں سے گذرنے والے انفاس بالا و پائیں کو مساوی کر کے۔

(۲۸) حواس دل اور عقل پر قادر ہو جاتا ہے آزادی حاصل کرتا ہے اور خواہش خوف اور غصہ سے مخلصی پاتا ہے وہ ہر وقت نجات رکھتا ہے۔

ابروؤں کے وسط میں لاکر نظر اطراف سے دل حواس و عقل کر دیتا ہے محو علم ذات		جانچتا ہے سانس کو جو ناک سے چلتے ہوئے وہ علایق سے بری ہے اُسکی ہر دم ہی نجات

جو شخص مندرجہ بالا ہدایت کے بموجب محسوسات کا خیال دور کر کے دل کو یکسو کرتا ہے اور اپنی نظر کو اُس مقام پر جہاں ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہی ٹھیراتا ہے اور منہ بند کر کے سانس کی آمد و شد ناک سے رکھتا ہے اُسے تھوڑے عرصہ کے بعد سانس کی رفتار میں ایک قسم کا سکون معلوم ہوتا ہے تب اُس کے بطون میں خیالات کا سلسلہ رُکجاتا ہے اور علم اشراق آشکارا ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اس عملی طریقہ کو کل دیدوں میں سے انتخاب کر کے اہل دنیا کو اُس پر کاربند

ہونے کی اجازت دی ہے اور یہی بھرکٹی دھیان سُرت سادھنا اور سہج اوستھا کے مختلف ناموں سے موسوم ہوا ہے اور اسی کی بدولت کشائش باطن حاصل ہوتی ہے پس جو لوگ اس شغل کے کئے بغیر قیل و قال کرتے ہیں اُنہیں اپنے بیانات کے راست ہونے کا بھروسہ بالکل نہیں ہوتا رامچندرجی نے بھی رام گیتا میں اس شغل کی تشریح ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔

جاگرت دشواکار کو لاوے تیجس مائیں پراگ مئی کو لین کرے تریا ابنھ مائیں		تیجس مئی کو لین کرے پراگ مکارے مائیں اُسی دیس میں ہو رہے جہاں دو سہرا نا ہیں

زمانہ سلف کے اکثر عارفوں نے اسی ضمیر کو مختلف کلمات میں ادا کیا ہے جن کی نظر بطون پر ہوتی ہے وہ تو سب کلام میں ایک ہی ضمیر پاتے ہیں اور جو اس سرزمین سے بے خبر ہیں وہ واہمات میں پڑے رہتے ہیں اس موقع پر شائقین کے مطالعہ کے واسطے پران چکر کا ایک نقشہ جس کا حوالہ منتر ۲۹ چوتھی ادھیا میں آچکا ہے دکھایا جاتا ہے اُس کی پوری تشریح مؤلف کے تصنیف کئے ہوئے بھاشا کے برہم درشن نامی گرنتھ میں مل سکتی ہے۔

भोक्तारं यज्ञ तपसां सर्व लोक महेश्वरम्॥
सुहृदं सर्व भूतानां ज्ञात्वा मां शांति मृच्छति॥२९॥

اس شغل کی برکت سے عارف ذات میں وصل ہوتا ہے	(۲۹) یہ جانکر کہ میں یگ اور تپ سے حظ اُٹھانیوالا صاحب اور کل مخلوقات کا دوست ہوں وہ تسکین پاتا ہے۔

میں ہوں سب شغلوں کا مرجع مالک اور پروردگار		مجھکو جو ایسا سمجھتا ہے وہ پاتا ہے قرار

ذات پاک عمل اور ریاض کو جس کا ظہور قدرت سے ہوتا ہے صرف تمیز کرتی ہے اُن کی فاعل نہیں بنتی وہ کل موجودات میں محیط ہے سارا عالم اُس کی فرع ہے اور اُس کے جاننے سے آرام ابدی ملتا ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूप निषत्सु ब्रह्म विद्यायांयोग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे कर्म संन्यास योगोनाम पंचमो ऽ ध्याय:॥५॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں سری کرشن اور ارجن کی تقریر کی پانچویں ادھیا سنیاس یوگ نام ختم ہوئی

پانچویں ادھیا کا خلاصہ

پانچویں ادھیا نے کرم سنیاس اور کرم یوگ کے مختلف ہونے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ہی کیفیت قلبی کی دو صورتیں ہیں سانکھ سے علم حقیقت اور یوگ سے علم معرفت مراد ہے یوگی تمام افعال جسمانی کو کرتے ہوئے بھی نظر بباطن رہتا ہے۔ مگر اور طریقوں کے شاغل جب کاروبار دنیوی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نظر بالغیر ہو جاتے ہیں۔ یوگی کے معنی واصل کے اور سنیاسی کے معنی تارک کے ہیں علم معرفت کے بغیر افعال کا ترک نہیں بنتا اور علم حقیقت کے بغیر وصال ممکن نہیں اس لئے سنیاس اور یوگ لازم و ملزوم ہیں اُن کے حاصل ہونے پر انسان دریافت کر لیتا ہے کہ جان افعال جسمانی کی فاعل نہیں بنتی۔ اور اُن کے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتی مگر وہ جہل کے سبب عوام کو پابند افعال معلوم ہوتی ہے ۲۷ و ۲۸ اور ۲۹ منتر میں جو شغل لکھا گیا ہے اُس کی مدد سے مشاہدہ جان ہوتا ہے اور اُسکی تشریح ۱۰ سے ۳۲ منتر تک کی گئی ہے اس منزل کو انسان اپنی زندگی میں پا سکتا ہے زمانۂ مستقل پر نظر رکھنا صرف بیم ورجا میں پھنسنا ہے۔

چھٹی ادھیا آتم سیم یوگ

श्री भगवानुवाच

अनाश्रित : कर्मफलं कार्यं कर्म करोतियः॥
ससन्यांसी च योगी च ननिरग्निर्न चाक्रियः॥१॥

شری بھگوان فرماتے ہیں

سنیاسی اور یوگی کی تعریف (۱) سنیاسی اور یوگی وہ شخص ہے جو نتیجہ پر نظر نہ رکھکر فعل کرتا ہے نہ کہ وہ شخص جو آگ کو استعمال میں نہیں لاتا یا مذہبی پابندیاں چھوڑ دیتا ہے۔

سالک و مجذوب ہیں بے واسطہ افعال سے		وہ نہیں تارک جو آگ اور قید مذہب چھوڑ دے

سنیاسی یا یوگی سے جتنے فعل صادر ہوتے ہیں جبر کی حالت میں ہوتے ہیں اور اس کو ان کے نتیجہ سے سروکار نہیں ہوتا۔ انسان کے قلب کی اسی کیفیت کا نام ترک ہے تارک ہونے کیواسطے افعال لازمی کا چھوڑنا ضرور نہیں ہے صرف ان کا بے تعلق ہوکر کرنا کافی ہے پس جو لوگ کاروبار دنیوی سے کنارہ کرکے اپنے آپ کو تارک بتاتے ہیں وہ تارک نہیں ہیں بلکہ دنیا پرست ہیں انسان صرف کپڑوں کے رنگنے اور مذہبی رسوم کے ترک کرنے سے سنیاسی یا یوگی نہیں ہوسکتا افعال کا بے تعلقی کے ساتھہ کرنا ترک کی اصلی مراد ہے۔

यंसंन्यास मिति प्राहु र्योगंतं विद्धि पांडव॥
नह्य संन्यस्त संकल्पो योगी भवति कश्चन॥२॥

سنیاس یعنی ترک خیال کے بغیر یوگ ہونا ناممکن ہے (۲) جس کو سنیاس کہتے ہیں ارجن اوسی کو یوگ سمجھ کیوں کہ خیالات کے ترک کئے بغیر کوئی یوگی نہیں ہوسکتا۔

ترک کہتے ہیں جسے وہ فی الحقیقت ہے وصال		کوئی واصل ہو نہیں سکتا بلا ترک خیال

سلسلۂ خیالات کو روک کر علم ذات کا حاصل کرنا سنیاس کہلاتا ہے۔ یوگ علم و سرور کی اُس حالت کا نام ہے جس میں خیالات بیم و رجا کے پیدا نہیں ہوتے ہیں واقعات کی تصویر پیش نظر رہتی ہے

आरुरुक्षो र्मुनेर्योगं कर्म कारण मुच्यते ॥
योगारूढ़स्य तस्यैव शमः कारण मुच्यते ॥३॥

ترکِ خیال کی کوشش کو شغل کہتے ہیں ترکِ خیال کی حالتِ سکون کو کمال کہتے ہیں

(۳) جبتک عارف یوگ کا شاغل ہوتا ہے اُس کا ذریعہ فعل کہلاتا ہے جس وقت وہ یوگ میں کامل ہوجاتا ہے اُس کا ذریعہ سکون کہا جاتا ہے۔

شوق جبتک ہے پس پردہ جمال یار ہے		ہٹ گیا پردہ تو پھر دیدار ہی دیدار ہے

جس وقت تک شاغل شغل کی عادات ڈالتا رہتا ہے۔ اُس وقت تک اُس کا وہ فعل اختیاری ہوا کرتا ہے جب کچھ عرصہ کی مزاولت سے شغل کا کرنا اُس کی طبیعت کا خاصہ ہوجاتا ہے تب وہ فعل جبریہ کہا جاتا ہے۔

यदा हि नेन्द्रियार्थेषु न कर्मस्वनुषज्जते ॥
सर्व संकल्प संन्यासी योगारूढस्तदोच्यते ॥४॥

حالتِ سکون کی شناخت

(۴) جس وقت تمام واہمات کے ترک کرنے پر انسان کی توجہ محسوسات اور فعلوں کے طرف نہیں جاتی اُس وقت وہ یوگ میں کامل کہا جاتا ہے۔

وسوسہ جب دل سے مٹ جاتا ہے آتی ہے نظر		سارے عالم میں سراپا ذاتِ واحد جلوہ گر

جس وقت علم ذات کے سرور کے غالب ہونے پر محسوسات کا علم نہیں رہتا اور ذاتِ واحد کا جلوہ کل عالم میں نظر آتا ہے اُس وقت یوگ کی حالت انسان کے دل میں آشکارا ہوتی ہے۔

उद्धरे दात्म नात्मानं नात्मान मवसादयेत्
आत्मैव ह्यात्मनो बंधु रात्मैव रिपुरात्मनः ॥५॥

انسان کا درجہ کمال کو حاصل کرنا فرض ہے

(۵) انسان دل کو عروج دے نہ کہ دل کو پستی میں گرائے دل ہی اپنا

دوست ہے اور دل ہی اپنا دشمن۔

دل ہی اپنا یار ہی جب قلب بے پندار ہے		ہے عدو اپنا ہی دل جب فعل کا مختار ہے

یوگ کا حاصل کرنا دل کو عروج دیتا ہے یوگ سے واقف ہونا اور گرفتار واہمات رہنا دلکو پستی میں گراتا ہے اُس کی ترقی و تنزل انسان کے اختیار میں ہے۔

बंधुरात्मा त्मनस्तस्य येनात्मैवात्मनाजितः॥
अनात्मनस्तु शत्रुत्वे वर्ते तात्मैव शत्रुवत्॥६॥

کامل اور ناقص رہنے کا انحصار انسان کی ذات پر ہے۔

(۶) جو بشر دلپر فتح پاتا ہے اُس کا دل اُس کا دوست بنجاتا ہی مگر جو دلپر قادر نہیں ہوتا اُسکا دل اُسکے ساتھ دشمن کے مانند برتاؤ کرتا ہے

آ گیا قابو میں جس کے دل ہی اُسکا دوستدار		جبکہ قابو میں نہیں ہی دشمنی دِل کا شعار

یوگ کے ذریعہ سے دل قابو میں آکر دوست بنجاتا ہے جو یوگ سے ناواقف ہے اُس کا دل اُس کے قابو میں نہ ہونے کیوجہ سے باعث آزار ہو جاتا ہے۔

जितात्मनः प्रशान्तस्य परमात्मा समाहितः॥
शीतोष्ण सुखदुःखेषु तथा मानापमानयोः॥७॥

صاحب کمال اطمینان پاتا ہے

(۷) جو دلپر قادر ہوتا ہے اور اطمینان رکھتا ہے اُس کا دل سردی اور گرمی رنج اور راحت عزت اور اہانت میں مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے۔

جس کو اپنے دلپہ قابو اور اطمینان ہے		گرم و سرد و رنج و راحت میں اُسے عرفان ہی

یوگی کی توجہ بیرونی تعلقات کی طرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہی اور بطون میں ذات بحت کا جلوہ دیکھتا ہے۔

ज्ञान विज्ञान तृप्तात्मा कूटस्थो विजितेंद्रियः॥
युक्त इत्युच्यते योगी समलोष्टाश्मकांचनः॥८॥

علم و سرور رکھتا ہے۔

(۸) وہ یوگی جس کا دل علم و سرور سے معمور ہے اور جو آزاد رہتا ہے

اور حواس پر قابو رکھتا ہے اور جسکے نزدیک مٹی پتھر اور سونا مساوی ہے ذات میں وصل کہا جاتا ہے

ہے وہ اصل جس کا دل ہے مرکز علم و سرور	بے تعلق بے طمع بے نفس ہے مست حضور
آنند کے سندھ میں آن بسیے تنکو نہ ہو تن کو پتنو	جب آپ میں آپ سمائے گئے تب آپ میں آپ لہو اپنو
جب آپہی آپ لیے اپنو تب اپناہی جاپ ہو جپنو	جب گیان کو بہاپرکاش بھو جگ جیون ہو رہو سپنو

सुहृन्मित्रार्युदासीन मध्यस्थ द्वेष्यबन्धुषु ॥
साधुष्वपिच पापेषु सम बुद्धि र्विशिष्यते ॥ ६ ॥

کل عالم کو مساوی جانتا ہے

(۹) جو محب دوست۔ دشمن اور بے غرض کو دوستی اور دشمنی یکساں رکھنے والے کو بیگانے اور یگانے کو نیک افعال اور بد افعال کو مساوی خیال کرتا ہے وہ اعلیٰ ہے

جان لیتا ہے مساوی سب کو مرد باکمال	اُس کو کثرت میں نظر آتا ہے وحدت کا جمال

بھولو سماوہ جاپ بھول گیو پن پاپ کون ہر کون آپ کہاں لو بجھانئے
برہوں سنجوگ بہئے سوگ اولٹ بھوگ بھئے سہر جن یہ جوگ بھی کیسے جی آنئے
جانت ہے دوجا تب چاہت ہی پوجا یہاں ایک ہے نہ دوجا کہو کیسے جی آنئے
جل میں ترنگ جیسے جیو اور برہم ایسے لاکھ روپ دیکھے کو ایک روپ مانئے

योगी युंजीत सततमात्मानं रहसि स्थितः ॥
एकाकी यत चित्तात्मा निराशीर परिग्रहः ॥ १० ॥

یوگ کے شغل کی ہدایت

(۱۰) یوگی کو واجب ہے کہ وہ گوشہ میں تنہا بیٹھکر قوت خیال اور دل کو روک کر بیم ورجا چھوڑ کر اور بے تعلق ہو کر یوگ کا شغل ہمیشہ کیا کرے۔

بیٹھکر گوشہ میں تنہا باندہ کر اپنا خیال	چھوڑ کر خوف و تمنا کو وہ پاتا ہے وصال

شغل کی مزاولت عارف کے لئے ضروری خیال کی گئی ہے تاکہ بیرونی تعلقات اس کے دل کو ادراک ذات کی طرف سے نہ ہٹا سکیں۔

رباعی	
عزلت ز خودی و خویشتن مے باید بتہیک علے و ہمتے و شوقے	خلوت ہمہ بے جان و بدن مے باید نے آنکہ دریں محض سخن مے باید

शुचौदेशे प्रतिष्ठाप्य स्थिर मासन मात्मनः॥
नात्युच्छ्रितं नाति नीचं चैलाजिन कुशोत्तरम्॥११॥
तत्रै काग्रं मनः कृत्वा यत चित्तेंद्रिय क्रियः॥
उपविश्यासने युञ्ज्या द्योग मात्म विशुद्धये॥१२॥

یوگ کے لوازمات (۱۱) وہ کسی پاک جگہ چادر پر مرگ چرم پر یا کشا گھاس پر نہ بہت اونچی اور نہ بہت نیچی اپنی نشست بیحرکت قایم کرکے۔

(۱۲) دل کو یکسو کرکے قوتِ خیال اور حواس کے فعلوں کو روک کر جائے نشست پر بیٹھکر صفائی قلب حاصل کرنے میں واسطے یوگ میں مشغول ہو۔

چاہیے اچھی جگہ پر کچھ کشا کا بند و بست دور کردیوے دلسے انسان وسوسے اور خواہشیں	ہو بہت اونچی نہ نیچی سیدھی بے حرکت نشست یوں صفائے قلب کی نیت سے بیٹھے شغل میں

ایک شغل تو پانچویں ادھیاکے ۲۷ و ۲۸ منتر میں بیان کیا جاچکا ہے دوسرا اس موقع پر درج ہوا ہے تیسرے شغل کا آٹھویں ادھیاکے ۱۲ و ۱۳ منتر میں آگے بیان کیا جاوے گا یہ تین مختلف طریقے قوتِ خیال کو روک کر ذات میں محو ہونے کے ہیں۔

ہردے نابھ اور ترکٹی تین دھیان استھان سُرت لین ہو ترکٹی برہم رندھر میں گیان سب منوت من سے رہی تج بچار اور گیان نربے پد کی اوستھا جیون پرکاشے بہان جیون کا تیوں پہچان کر دوبے چھوٹے کان	سُرت ایکتا نابھ میں ہردے تج پر دہان تین دھیان کی ایکتا پرم شانت اور آن نربے پد کی اوستھا کیوں کر کروں بکھان رہے دیہہ میں بدیہہ ہو ابناشی نربان آپ سنبھال کمال نے کھینچے پران آپان

समंकाय शिरोग्रीवं धारयन्न चलं स्थिरम्॥

संप्रेक्ष्य नासिकाग्रं स्वं दिशश्चान वलोकयन्॥१३॥
प्रशांतात्मा विगतभीर्ब्रह्म चारि व्रते स्थितः॥
मनः संयम्य मच्चितो युक्त आसीत मत्परः॥१४॥

ناساگر دھیان کا طریقہ

(۱۳) طالب حق جسم سر اور گردن کو سیدھا اور بے حرکت قایم رکھکر اپنی نظر کو اطراف و جوانب سے ہٹا کر اور ناک کے اگلے حصہ پر جما کر

(۱۴) مستقل مطمئن اور توہمات سے آزاد ہو کر اور دل کو روک کر میرا تصور کرتا ہوا میرے ادراک میں مشغول رہے۔

بیم اور امید سے جب قلب اُس کا پاک ہو	دل کی یکسوئی میں اُس کو ذات کا ادراک ہو
من کے لگائے ہر پاوے	جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے پتنگ جرے دیپک میں ہیت سے پران جلاوے	جگمگ جوت سہی نہیں جاوے جوت میں آن سماوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے	
جیسے نار نگھٹ کو جات ہی سر گاگر بھر لاوے	سکھی سنگ سی بولت چالت سرت گاگر سے لاوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے	
جیسے نٹ کلا کے کارن گاڑ ہا ڈھول بجاوے	اپنا بوجھ سادہ سر اوپر سرت بانس سی لاوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے	

شائقین سوچیں کہ گنیش کی مورتی جس کی پوجا اہل ہند سب سے پہلے کرتے ہیں کیا معنی رکھتی ہے انسان کے دھڑ پر ہاتھی کا سر کاٹ کر لگا دینا معقولات کے خلاف ہے

واقعات یہ ہیں کہ زمانۂ سلف میں جو استعارات تحریر میں آتے تھے گرو کی زبان سے اُن کی تشریح ہوا کرتی تھی افسوس کہ اب گرو ہی معنی سے بےخبر ہیں چیلے کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔

شیو پوران میں گنیش جی کی ولادت کی روایت درج ہے جس کے لغوی معنی پر عوام نے اپنا خیال جما لیا ہے۔ اور اصلی مطلب کو گم کر دیا ہے البتہ غور و فکر سے اس روایت کے

معنی بخوبی حل ہو جاتے ہیں ماتا پاروتی پرکرتی یعنی شکتی کا روپ ہے اور پتا مہادیو پُورش یعنی شیو کا سروپ ہے۔ پرکرتی کا اٹبن یا میل پنچ مہابھوت ہیں جنھیں عناصر کثیف کہتے ہیں اور جن کُل اجسام کی پیدایش ہے اہنکار یعنی پندار جسم کا دوار پال یا نگہبان ہے اور وہ پرکرتی کا بندہ ہونے کی وجہ سے اپنے پتا آنند روپ شیو کو نہیں پہچانتا اور اسے انتہ کرن یعنی قلب میں اسکے علم الیقین کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ جب اُس پورش کا علم قلب میں دخل پاتا ہے اسی وقت انانیت کا سر کٹجاتا ہے ہاتھی کے سر کا لگانا اس غرض سے بیان کیا گیا کہ اجسام دو قسم کے ہیں کشر اور اکشر یعنی فانی اور باقی۔ فانی اجسام میں چوہا سب سے چھوٹا اور ہاتھی سب سے بڑا ہے اور دونوں میں کامل مشابہت ہے اسی طرح علم جزویت سب سے چھوٹا اور علم کلیّت سب سے بڑا مسلمہ ہے سنسکرت کی زبان میں اکشر غیر فانی کو کہتے ہیں اور وہ لفظ حروف تہجی کو بھی تعبیر کرتا ہے جنمیں ॐ اونکار سب سے بڑا ہے اور سب سے اوّل آتا ہے۔ اس اسم اعظم کی تحریری شکل پر غور کیا جاوے اور الٹ کر دیکھا جاوے تو وہ ایک دانت والے ہاتھی کے سر کے شال ہے ہاتھی کا سر کاٹ کر انسان کے دھڑ پر لگانے سے یہ مراد لیگئی ہے کہ اہنکار یعنی جزویت کے پندار کو دماغ سے نکالکر اونکار ॐ یعنی کلّیت کا علم وہاں قایم کیا جاوے۔

گن کے معنی گروہ کے ہیں اور ایش یا پتی کے معنی مالک کے ہیں پس گنیش یا گنپتی کا اشارہ گروہ پر ہے جو مریدوں کے مجمع کا رہنما ہو کر اونکار ॐ کے اسم اعظم کا شغل اُن کو بتاتا ہے اور جزویت کے پندار کو اُنکے سر سے نکالدیتا ہے یا اُسکو مطیع کر لیتا ہے اس لئے چوہے کو گنیش کی سواری مانا ہے شرتی نے اونکار شبد کا اوچارن سب سے مقدم بتایا ہے۔ اور شرتی نے اُس شبد کی مورتی بناکر گنیش کی پرتشٹھا کی ہے اور اُسکو گرو کی مہان دی ہے اس تصویر میں ایک طرف گنیش کی صورت ظاہر ہے اور دوسری طرف ناساگر دہین یعنی شغل طاوسی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا طریقہ مجمل طور پر اس ادھیائے کے تیرہویں منتر میں درج ہے اس تصویر میں پانچوں دیوتاؤں کے نشان ملتے ہیں اور گائتری کے جاپ کا طریقہ

نفس کی رفتار و سکون کے ذریعہ سے جسے پورک کُنبھک اور ریچک کہتے ہیں دکھایا گیا ہے یوگ کی یہ سب سے آسان اور عمدہ سدھی ہے اور اُسکی تفصیل اتھرون وید کی یوگ شکھا اُپنشد میں لکھی ہوئی ہے

युंजन्नेवं सदात्मानं योगी नियत मानसः॥
शांतिं निर्वाण परमां मत्संस्था मधिगच्छति॥१५॥

یوگ سے اعلیٰ درجہ کی راحت حاصل ہوتی ہے

(۱۵) جو یوگی دل کو روک کر ہمیشہ اس طرح پر شغل کرتا ہے وہ اعلےٰ درجہ کی راحت کو جو مجھہ میں موجود ہے حاصل کرتا ہے۔

اپنے دلکو تھام کر جو شغل کرتا ہے مدام		اُس کو ملتا ہے وصالِ ذات کا اعلیٰ مقام

مندرجہ بالا شغل کی فزاولت سے انسان وصال ذات کا اعلیٰ سرور حاصل کرتا ہے۔

नात्यश्नतस्तु योगो ऽस्ति न चैकांत मनश्नतः॥
न चाति स्वप्न शीलस्य जाग्रतो नैव चार्जुन॥१६॥

یوگ کے شرائط

(۱۶) اے ارجن یوگ نہ تو زیادہ خوراک والے کو حاصل ہوتا ہے اور نہ بہت کم خوراک والے کو نہ زیادہ سونے والیکو اور نہ زیادہ جاگنے والے کو۔

کم خوری ہے اور نہ کم خوابی ریاضت کا اصول		پُر خوری سے ہے نہ پُر خوابی سے راحت کا حصول

युक्ताहार विहारस्य युक्त चेष्टस्य कर्मसु॥
युक्तस्वप्ना व बोधस्य योगो भवति दुःखहा॥१७॥

اعتدال سے یوگ حاصل ہوتا ہے

(۱۷) جس شخص کی غذا اور تفریح اعتدال کیساتھ ہوتی ہے اور جو کام میں اعتدال کے ساتھ محنت کرتا ہے اور اعتدال کے ساتھ سوتا اور جاگتا ہے اُس کو راحت دینے والا یوگ حاصل ہوتا ہے۔

اعتدالِ خواب و خور تفریح و محنت چاہیے		اعتدالِ فعل میں راحت ہے شاغل کے لئے

شری بھگوان نے اعتدال اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے اور تمام حکما کی بھی یہی رائے ہوئی ہے یوگ ایک عشق کی حالت ہے جس میں عاشق محو رہا کرتا ہے یعنی کھانے پینے ۔ چلنے بیٹھنے

سونے۔ جگنے میں اُس کے عشق کی حالت نہیں بدلتی۔

यदा विनियतं चित्त मात्मन्ये वावतिष्ठते ॥

निःस्पृहः सर्व कामेभ्यो युक्त इत्युच्यते तदा ॥१८॥

یوگ کے کمال کی شناخت

(۱۸) جس وقت خیال رُک کر ادراک ذات میں قایم ہو جاتا ہے اور تمام لذات کا شوق جاتا رہتا ہے اُس وقت انسان یوگی کہا جاتا ہے۔

ذات کے ادراک میں جب ہو گیا قایم خیال		اور دل سے شوقِ لذت مٹ گیا تب ہی کمال

خیال کا قایم ہو جانا اور لذات کے ساتھ شوق و نفرت نہ رہنا یوگ کی شناخت ہے۔

यथा दीपो निवातस्थो नेङ्गते सोपमास्मृता ॥

योगिनो यत चित्तस्य युंजतो योग मात्मनः ॥१९॥

اوس کی تمثیل

(۱۹) چراغ کی لو بند ہوا میں نہیں ہلتی یہ اُس یوگی کی مثال دی گئی ہے جو خیال پر قادر ہے اور جس کا دل یوگ میں مصروف ہے۔

ایسے شاغل کو جو رکھ سکتا ہے بیحرکت خیال		شمع کی لاجنب روشن لوسے دیتے ہیں مثال

بند ہوا میں چراغ کی لو ساکن اور منوّر ہوتی ہے اور یہ تمثیل یوگی کی ہے جس کا دلِ خیالات کی تھپیڑ سے بچا ہوا ہے۔

यत्रो परमते चित्तं निरुद्धं योग सेवया ।

यत्र चै वात्मनात्मानं पश्यन्नात्मनि तुष्यति ॥२०॥

یوگ کے وسیلہ سے سکونِ قلب پیدا ہو کر مشاہدہ ذات حاصل ہوتا ہے

(۲۰) جس کی مزاولت کرنے پر شغل کے وسیلہ سے قوت خیال رک کر ساکن ہو جاتی ہے اور انسان اپنی ذات کو اپنے بطون میں خود مشاہدہ کر کے مسرور ہوتا ہے۔

شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال		قلبِ ساکن میں نظر آتا ہے اپنا ہی جمال

सुखमात्यन्तिकं यत्त द्बुद्धि ग्राह्य मतीन्द्रियम् ॥

वेत्तियत्र नचैवाऽयं स्थितश्चलति तत्वतः॥ २१॥

یوگ سے راحت ابدی حاصل ہوتی ہے

(۲۱) جس کی بدولت وہ اُس بے انتہا راحت کو جو اشراق میں تمیز ہوتی ہے اور حواس کے حیطہ سے باہر ہے ادراک کرتا ہے اور اصول پر قایم ہو کر علم حقیقت سے برگشتہ نہیں ہوتا۔

عالمِ اشراق کی بے انتہا راحت ہے واں
ذات کے دیدار میں وسواس سے فرصت ہے واں

यं लब्ध्वा चापरं लाभं मन्यते नाधिकं ततः॥
यस्मिन्स्थितो नदुःखेन गुरुणापि विचाल्यते॥२२॥

یوگ سب سے اعلیٰ ہے اور وہ انسان کو حالت سکون بخشتا ہے

(۲۲) جس کو حاصل کر کے وہ کوئی شے اُس سے اعلیٰ حاصل کرنیکے لئے نہیں پاتا اور جسمیں قایم ہو کر وہ سخت تکلیف سے بھی جنبش نہیں کھاتا۔

شغلِ سالک گوہرِ نایاب جس کو مل گیا
بیقراری و طلب سے اُس کا چھٹکارا ہوا

तंविद्या दुःख संयोग वियोगं योग संज्ञितम्॥
सनिश्चयेन योक्तव्यो योगो ऽनिर्विण्णचेतसा॥२३॥

یوگ کا حاصل کرنا فرض ہے

(۲۳) اور جو تکلیف کے تعلق کو قطع کرتا ہے اُس کا نام یوگ جاننا چاہیئے اُس میں انسان کو استقلال اور ہمّت کے ساتھ مصروف ہونا واجب ہے۔

جب تعلق قطع ہو جاتا ہے محسوسات کا
قلب کی اُس کیفیت کو وصل کہنا ہے بجا

संकल्प प्रभवान्कामां स्त्यक्त्वा सर्वान शेषतः॥
मन सैवेन्द्रिय ग्रामं विनियम्य समंततः॥२४॥
शनैः शनै रुपर मेद बुद्ध्या धृति गृहीतया॥
आत्म संस्थं मनः कृत्वा न किंचिदपि चिंतयेत्॥२५॥

یوگ کا طریقہ ضبط دل ہے۔

(۲۴) شاغل کو چاہیئے کہ وہ اُن تمام خواہشوں کو جو خیال سے پیدا ہوں کُلیتاً ترک کر کے دِل سے حواس کے گروہ کو روک کر۔

(۲۵) استقلال کے ساتھ رفتہ رفتہ حواس سے نظر اٹھاوے اور توجہ کو بطون میں ٹھیرا کر کسی شے کا خیال نہ کرے۔

لذت دنیا سے پہلے دل اٹھانا چاہیئے رفتہ رفتہ جسم سے شاغل نظر اپنی اٹھائے	دل سے پھر نقش تخیل کو مٹانا چاہیئے ہو کے بے وسواس باطن پر توجہ کو لگائے

خیال کی حرکت کو جو باہر کی طرف جاتی ہے روکنے سے خیال ساکن ہو جاتا ہے اور اس وقت انسان اپنے حواس سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

यतो यतो निश्चरति मनश्चंचल मस्थिरम् ॥
ततस्ततो नियम्यै तदात्मन्येव वशं नयेत् ॥२६॥

ضبط دل کی مزاولت واجب ہے

(۲۶) جس جس طرف بیقرار اور متحرک دل جاوے اس اس طرف سے روک کر اس کو بطون میں ٹھیرائے

چار سو سے دل میں کوئی اضطراب آنے نہ دے	اور نگاہ شوق کو مرکز سے ہٹجانے نہ دے

دل پرندے کے مانند محسوسات کی طرف پرواز کرتا ہے شاغل کو اس کی بیقراری دور کرنی لازم ہے

प्रशांत मनसं ह्येनं योगिनं सुख मुत्तमम् ॥
उपैति शांत रजसं ब्रह्मभूत मकल्मषम् ॥२७॥

اس طرح پر یوگ میں کمال حاصل ہوتا ہے اور اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے

(۲۷) جب یوگی سکون دل کو حاصل کرتا ہے خواہشات سے بری اور ذات میں وصل ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے تب اُسے اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے۔

جب قرار آجائے اور دل سے طلب جاتی رہی	شغل کی تکمیل میں تب وصل کی راحت ملے

युंजन्नेवं सदात्मानं योगी विगत कल्मषः ॥
सुखेन ब्रह्म संस्पर्श मत्यंतं सुख मश्नुते ॥२८॥

وصال ذات کی بے انتہا راحت حاصل ہوتی ہے

(۲۸) یوگی اس طرح پر شغل کرنے کی بدولت گناہوں سے آزاد ہو کر

وصال ذات کی بے انتہا راحت کو بآسانی حاصل کرتا ہے۔

شغل کی برکت سے دُھلجاتے ہیں انساں کے گناہ		شغل کی لاانتہا فرحت میں ملتی ہے پناہ

सर्व भूतस्थ मात्मानं सर्व भूतानि चात्मनि ॥
ईक्षते योग युक्तात्मा सर्वत्र सम दर्शनः ॥२९॥

یوگی توحید کا لطف اٹھاتا ہے

(۲۹) جو یوگی ذات میں وصل ہو جاتا ہے اور سب کو مساوی جانتا ہے وہ اپنے آپ کو کل مخلوقات میں اور کل مخلوقات کو اپنی ذات میں موجود دیکھتا ہے۔

عالمِ کثرت ہی عارف کی نظر میں ایک سا		کل کے اندر جزو ہی اور جزو میں کل ہے چھپا

یوگی ذات واحد کو کُل اجسام میں محیط دیکھتا ہے اور اُس کو اپنی ہستی جانتا ہے پس وہ اپنے آپکو کُل مخلوقات میں پاتا ہے یہ منتر معقولات کی ادراک سے برتر ہے اور اُس کے سمجھنے کے واسطے مشاہدہ درکار ہے۔ یعنی وہ حالتِ سکون جس کا اس ادھیا کے تیسرے منتر میں ذکر ہو چکا ہے حاصل کرنی ضروری ہے۔ اگلا منتر اس منتر کی توضیح کرتا ہے۔

योमां पश्यति सर्वत्र सर्वंच मयि पश्यति ॥
तस्याहं न प्रणश्यामि सच मेन प्रणश्यति ॥३०॥

کثرت میں وحدت کا تماشہ دیکھتا ہی

(۳۰) جو مجھکو سب میں اور سب کو مجھ میں دیکھتا ہے اس سے میں جدا نہیں ہوتا اور وہ مجھ سے جُدا نہیں ہوتا ہے۔

مجکو سب میں اور سب کو مجھ میں جو ہی مانتا		وہ نہیں مجھ سے جُدا اور میں نہیں اس سے جُدا

सर्व भूतस्थितं योमां भजत्ये कत्व मास्थितः ॥
सर्वथा वर्त्तमानोऽपि सयोगी मयि वर्त्तते ॥३१॥

جو موحد ہوتا ہے وہ وصال ذات کا لطف حاصل کرتا ہے

(۳۱) جو یوگی توحید کی نظر سے مجھکو کل مخلوقات میں مقیم مانتا ہی وہ ہر حال میں مجھ میں وصل رہتا ہے۔

جو موحد جانتا ہے میرا عالم میں قیام		فعل کے ہوتے وہ مجھ میں وصل رہتا ہی مدام

आत्मौ पम्येन सर्वत्र समं पश्यति योऽर्जुन ॥
सुखं वायदि वा दुःखं सयोगी परमो मतः ॥३२॥

جو موحد رنج وراحت میں مساوی رہتا ہے وہ اعلیٰ ہے۔

(۳۲) اے ارجن جو یوگی ذات کو واحد تسلیم کرکے رنج وراحت کو مساوی جانتا ہے وہ اعلیٰ مانا گیا ہے۔

شادی وغم میں جو رکھتا ہے نگہ توحید کی
شغل میں حاصل ہو ارجن اسکو بیشک پختگی

अर्जुन उवाच । योऽयं योगस्त्वया प्रोक्तः साम्येन मधुसूदन ।
एतस्याहं न पश्यामि चंचलत्वा त्स्थितिं स्थिराम ॥३३

مساوات کے تسلیم کا قایم ہونا مشکل ہی

ارجن نے کہا (۳۳) اے کرشن آپ نے جو یہ یوگ مساویت کے اصول پر بتایا ہے میں انسانی دل کے متحرک ہونیکی وجہ سے اُسکے تسلیم کو استحکام نہیں دیکھتا۔

آپنے تو مجکو تسلیم و رضا تلقین کی
پر دل انسان ہی متحرک یہ دقت آ پڑی

चंचलं हि मनः कृष्ण प्रमाथि वलवद्दृढम् ॥
तस्याहं निग्रहं मन्ये वायोरि वसुदुष्करम् ॥३४॥

دل بڑا سرکش ہے اور اُس کا روکنا سخت دشوار ہی

(۳۴) اے کرشن دل متحرک۔ مفسد۔ زبردست اور سرکش ہے۔ میری رائے میں اس کا قابو میں کرنا مثل ہوا کے روکنے کے مشکل ہے۔

دل ہے سرکش مفسد و عیّار ہے عالی مقام
بادپائے بے عناں مشکل سے لیتا ہی لگام

श्री भगवानुवाच । असंशयं महावाहो मनोदुर्निग्रहं चलम् ॥
अभ्यासे नतु कौंतेय वराग्येणच गृह्यते ॥३५॥

دل بیشک متحرک ہی مگر شغل اور عشق سے قابو میں آتا ہی

شری بھگوان نے جواب دیا (۳۵) اے ارجن دل بیشک قرار نہیں رکھتا اور مشکل سے قابو میں آتا ہے لیکن وہ شغل اور عشق حقیقی کے وسیلہ سے قابو میں آجاتا ہے۔

فطرتاً گو اضطراب رم ہے اس دلکا شعار
بھولتا ہی چوکڑی جب عشق کی پڑتی ہی مار

असंयतात्मना योगो दुष्प्राप इतिमे मतिः॥
वश्यात्मना तुयतता शक्योऽवाप्तुमुपायतः॥३६॥

دل کے قابو میں آنے پر یوگ منحصر ہے

(۳۶) میری رائے میں جو لوگ دلپر قادر نہیں ہیں اونہیں یوگ حاصل ہونا دشوار ہے البتہ جو لوگ دلپر قادر ہیں کوشش کرکے حاصل کر سکتے ہیں۔

ضبط دلپر منحصر ہے علم وحدت کا حصول		جو نہیں ہے دلپہ حاوی اسکی کوشش ہے فضول

अर्जुन उवाच॥ अयतिः श्रद्धयो पेतो योगाच्चलितमानसः॥
अप्राप्य योग संसिद्धिं कांगतिं कृष्ण गच्छति॥३७॥

جو طالب یوگ کے کمال کو نہیں پاتا اُس کا کیا انجام ہوتا ہے۔

ارجُن نے سوال کیا۔ (۳۷) اے کرشن جو اہل ارادت شغل سے ناواقف رہتا ہے اور یوگ میں دل نہیں لگا سکتا یوگ کا درجہ کمال حاصل نہ ہونے سے اُس کا کیا حال ہوتا ہے۔

شاغل مہجور جس کا ہو پراگندہ خیال		کیا بنے گا شغل میں حاصل نہونے سے کمال

कच्चिन्नो भय विभ्रष्ट श्छिन्ना भ्रमिव नश्यति॥
अप्रतिष्ठो महावाहो वाहो विमूढो ब्रह्मणः पथि॥३८॥

وہ ناقص رہکر فنا ہوجاتا ہے یا نہیں

(۳۸) کیا وہ شخص جو سکون نہیں رکھتا اور مطلوب کے راستہ سے بےخبر ہے دونوں طرف سے ناقص رہکر بادل کے ٹکڑوں کے مانند فنا نہیں ہوجاتا۔

جو ہے دلمیں مضطرب اور وصل سے ناآشنا		اپنے ذاتی نقص سے کیا ہو نہیں جاتا فنا

एतन्मे संशयं कृष्ण छेत्तुमर्हस्य शेषतः॥
त्वदन्यः संशय स्यास्य छेत्ता नह्युप पद्यते॥३९॥

یہ شک آپ رفع کیجئے

(۳۹) آپ کو یہ میرا شک کامل طور پر رفع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ آپکے سوائے اور کوئی اس شک کا رفع کرنے والا نہیں ہے۔

یہ خلش دلکی مٹادیں آپ کافی طور سے		کون بہتر آپ سے ہی رفع شک جو کر سکے

पार्थ नैवेह नामुत्र विनाशस्तस्य विद्यते ॥
नहि कल्याण कृत्कश्चिद् दुर्गतिं तात गच्छति ॥४०॥

نیکی کی طرف رجوع کرنے والا فنا نہیں ہوتا	شری بھگوان نے فرمایا۔ (۴۰) اے ارجن وہ اس عالم اور اُس عالم میں فنا نہیں ہوتا۔ اے عزیز نیکی کرنیوالا ہرگز خرابی میں نہیں آتا۔

نیک ہے جس کا ارادہ وہ نہیں ہوتا فنا		ہر دو عالم میں برابر اُس کا ہوتا ہے بھلا

प्राप्य पुण्य कृतां ल्लोका नुषित्वा शाश्वतीः समाः ॥
शुचीनां श्रीमतां गेहे योग भ्रष्टो ऽभिजायते ॥४१॥

اُس کی نیکی کا ظہور آئندہ نیک افعالوں میں ہوتا ہے	(۴۱) جو شخص یوگ سے بے بہرہ رہجاتا ہے وہ نیک افعالوں کے عالم میں پہنچکر اور زمانہ دراز وہاں رہکر پا تو نیک افعال دولتمندوں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے

نیک افعالوں کا جو عالم ہے پہنچیگا وہاں		اُس کی نیکی ہو گی دولتمند نیکوں میں عیاں

अथवा योगिना मेव कुले भवति धीमताम् ॥
एतद्धि दुर्लभतरं लोके जन्म यदी दृशम् ॥४२॥

علم ذات سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہے	(۴۲) یا دانشمند یوگیوں کے خاندان میں پیدا ہوتا ہے مگر دنیا میں اس قسم کی تولید بہت نادر ہوتی ہے۔

علم حق سینہ بسینہ منتقل ہو جاے گا		عارفانِ ذی خرد میں جا کے قسمت پائیگا

یوگ یعنی علم ذات کے حاصل کرنیکے واسطے نیک افعالی طالب کا شعار ہوتا ہے اور نیک افعالوں کا مسکن کرہ ستوگن میں ہوتا ہے (دیکھو ادھیاے ۱۴ منتر ۱۰) اس لئے جو شخص یوگ کے درجہ کمال کو نہیں پہنچتا اُس کی قوت علمی جسم کے ترک کرنیکے بعد کرہ ستوگن میں محو ہو جاتی ہے اور اُسی کرہ سے آئندہ نسلوں میں بصورت نیک افعالی ظاہر ہوتی ہے (دیکھو ساتویں ادھیاے کے آخر میں پرکرتی یعنی قدرت کے منازل کا نقشہ) یوگیوں کی منزل کرہ ستوگن سے بلند مانی گئی ہے اگر وہ عیالدار فرض کئے جاویں تو اولاد کا ہونا ممکن ہے اور طالب ذات کی قوت علمی جس کو کمال حاصل نہیں ہوا کشش

مقناطیسی (اچھا کارن) سے یوگیوں کے خاندان میں ظہور پا سکتی ہی۔ (دیکھو ادھیاء ۸ منتر ۸)
اگر یوگی تارک اور مجرد مانے جاویں تو اولاد کا پیدا ہونا قاعدہ قدرت کے خلاف اور بعید از قیاس ہو جاتا ہے غور کرنا چاہئے کہ تولید دو قسم کی مانی گئی ہے ایک جسمانی دوسری علمی۔ پہلی قسم کی تولید باپ سے ہوا کرتی ہے اور دوسری قسم کی تولید گرو سے اس طرح پر علم ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا رہتا ہے اِس موقع پر لفظ پیدایش سے ولادت علمی مراد ہے نہ کہ جسمی آتما تو بالذات قایم ہی یہ سب تبدل و تغیر پرکرتی میں ہوتا رہتا ہے اہل ہند نے تسلیم کیا ہی کہ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا اگیانی کو ہوتا ہے اس کے معنی پر ذرا غور کرنا چاہئے۔ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا یعنی روشنی میں غلطی نہیں ہوتی اگیانی کا آواگون ہوتا ہے یعنی اندھیرے میں غلطی کا ہونا ممکن ہے۔ گیان مثل آفتاب کے روشن ہی اس لئے وہاں آواگون جیو کا موہوم ثابت ہوتا ہی اگیان مثل شب تار کے ہے پس اُس میں آواگون کا وجود فرض ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہئے کہ کونسی تسلیم صحیح ہے۔ بیشک جو کچھ روشنی میں دریافت کیا جاتا ہے قابل تسلیم ہوتا ہے اور جو اندھیرے میں معلوم ہوتا ہے پایۂ ثبوت نہیں رکھتا آواگون کے معنی آنے اور جانے کے ہیں اور یہ سلسلہ دنیا میں جاری ہے ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے آواگون کے معنی دوبارہ جسم قبول کرنیکے خود اُس لفظ سے ثابت نہیں ہوتے۔ البتہ پنرجنم کے معنی دوبارہ جسم اختیار کرنیکے ہو سکتے ہیں جو مراد کہ عوام نے آواگون کے لفظ سے اخذ کی ہے وہ کلمات متبرک اور کلام عارفان سے ثابت نہیں ہوتی ہے اور جو اس لفظ کے معنی اس موقع پر ہیں وہ پندرھویں ادھیا کے ۹ و ۱۰ منتروں پر غور کامل کرنے کے بعد دریافت ہو سکتے ہیں۔

तत्रतं बुद्धि संयोगं लभते पौर्वदेहिकम् ॥
यतते च ततो भूयः संसिद्धौ कुरु नंदन ॥ ४३॥

(۴۳) اے ارجن وہ وہاں پر سابق جسم کی قوت علمی کو حاصل کرتا ہے اور پھر کمال پانے کے لئے سعی کرتا ہے۔ | علم ذات کشش مقناطیسی رکھتا ہے |

قوت علمی کو حاصل کرکے پہلے جسم کی		پھر کرے گا شغل کی تکمیل میں کوشش ن

وہ کا اشارہ مجموعہ پر کرتی پرہے جیونہ کہیں جاتاہے اور نہ آتاہے (دیکھو ادھیائے ۲ منتر ۲۰)

पूर्वाभ्यासेन तेनैव ह्रियते ह्यवशोऽपि सः॥
जिज्ञासुरपि योगस्य शब्द ब्रह्मातिवर्त्तते॥४४॥

اُس کی کوشش منزل معرفت پر پہنچاتی ہے	(۴۴) یوگ کا طالب زمانہ سابق کے شغل کی مدد سے خود بخو

چرخ قدرت سے پار ہوجاتا ہے۔

شغل سابق کی مدد سے طالب نیکی شعار		قلزم قدرت سی ہوجاتا ہی پار انجام کا

طالب صادق کمال کی طرف رجوع کرتے کرتے آخرالامر کمال کو حاصل کرتا ہی۔

प्रयत्नाद्यत मानस्तु योगी संशुद्ध कल्बिषः॥
अनेक जन्म संसिद्ध स्ततो याति परां गतिम्॥४५॥

وہ کوشش متواتر مسلسل چلی جاتی ہے	(۴۵) یوگی کوشش کے ساتھ شغل کرکے اور گناہوں

پاک ہوکر اور بہت سے پیدائش کے بعد منزل کمال کو پاکر اعلیٰ درجہ پر پہنچتا ہے۔
یوگی یکتی کے ذریعہ سے گناہوں سے بری ہوکر بہت سے جنموں میں درجہ کمال حاصل کرتے ہیں
اس منتر میں لفظ جنم سے ولادت علمی مراد ہے جس کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے اُس کی سب سے
عمدہ تاریخی مثال بشسٹ جی مہرشی اُن کے فرزند پراشر سوامی اور پوتے ویدویاس مُنی اور پڑپوتے
مہامُنی سکھدیو جی ہیں یعنی جو علم بشسٹ جی کو حاصل ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ خالص ہوکر سکھدیو
کے ذات میں درجہ تکمیل پر پہنچا ہے اور زمان بعد اُن کی نسل کا خاتمہ ہوگیا ہے مگر اُن کا علم اب تک
زندہ اور موجود ہے۔

پاک ہوکر قالبوں میں اور بہت کوشش کیساتھ		عارف کامل کا اعلیٰ مرتبہ آتا ہے ہا

तपस्विभ्यो ऽधिको योगी ज्ञानिभ्यो ऽपि मतोऽधिकः।
कर्मिभ्यश्चाधिको योगी तस्माद्योगी भवार्जुन॥४६॥

یوگی سب سے اعلیٰ ہیں	(۴۶) چونکہ یوگی مرتاضوں سے عارفوں سے اور پابندان فعل سے اعلیٰ مانا گیا

ہے لہٰذا اے ارجن تو یوگی ہو۔

زہد و خیرات و عمل پر ہے فضیلت شغل کو		تو ارادہ کر کے پکا شغل میں سرگرم ہو

योगिनामपि सर्वेषां मद्गतेनान्तरात्मना ॥
श्रद्धावान् भजते यो मां स मे युक्ततमो मतः ॥४७॥

یوگیوں سے واصل ذات اعلیٰ ہے	(۴۷) یوگیوں میں سے بھی وہ شخص جو راسخ الاعتقاد ہے اور سچے

دل سے میری یاد میں مستغرق رہتا ہے اعلیٰ درجہ کا یوگی مانا جاتا ہے۔

صدق دل اور پاک بازی سے جو مجھ پر ہو فدا		شاغلوں میں اُسکا درجہ فی الحقیقت ہے بڑا

جو یوگی دوئی کا حجاب بالکل اٹھا دیتا ہو اور ذات نامتناہی کو اپنی ہستی جانتا ہو وہ سب سے اعلیٰ ہے۔

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे आत्मसंयमयोगो नाम षष्ठो६ ऽध्यायः

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی چھٹی ادھیا موسوم بہ آتم سمیم یوگ ختم ہوئی

پانچویں ادھیا میں خیال کے روکنے کیواسطے بھرکٹی دھیان کا عملی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اِس ادھیا میں دوسرے شغل (ناساگر دھیان) کی تشریح کی گئی ہے اور کرشن بھگوان نے اُس کو دل کے ضبط کرنے کا وسیلہ بتایا ہے اور یوگ کو سب سے اعلیٰ مانا ہے اور اُس کے طالب بننے کا ایما فرمایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یوگ کا تعلق بیرونی افعال سے صرف اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ کشائش باطنی حاصل نہیں ہوتی جب شاغل قلب کی سیر دیکھنے لگتا ہے اُس وقت اُسے کل اندرونی قوتیں کام میں لانی پڑتی ہیں۔

ساتویں ادھیا گیان وگیان یوگ (۳۰ منتر)

श्री भगवानुवाच
मय्यासक्तमनाः पार्थ योगं युञ्जन्मदाश्रयः॥
असंशयं समग्रं मां यथा ज्ञास्यसि तच्छृणु॥१॥

علم ذات کا بیان ذیل میں درج ہے

شری بھگوان فرماتے ہیں (۱) اے ارجن تم مجھ میں دل لگا کر اور میرا طالب ہو کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے جیسا مجھکو ادراک کریگا اُس کی کیفیت بالتحقیق اور بالتشریح سُن۔

جس نے مجھ میں دل لگایا ایسے طالب کو سدا | | شغل میں جیسا نظر آتا ہے جلوہ ذات کا

پانچویں اور چھٹی ادھیا کے اشغال کی تکمیل پانے پر یہ علم ذات شاغل پر منکشف ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اُس کی کیفیت اس ادھیا میں چوتھے منتر سے تیرھویں منتر تک ظاہر کی ہے۔

ज्ञानं तेऽहं सविज्ञानमिदं वक्ष्याम्यशेषतः॥
यज्ज्ञात्वा नेह भूयोऽन्यज्ज्ञातव्यमवशिष्यते॥२॥

علم ذات کل علوم میں افضل ہے

(۲) میں وہ علم اشراق تجھے مفصل بتاتا ہوں جسے جان کر دنیا میں پھر اور کچھ جاننا باقی نہیں رہتا۔

اس کو بالتشریح سُن ارجن یہ ہی علم صفات | | اس کے محرم کو میسّر ہے علایق سے نجات

اس ادھیا کے اگلے منتروں میں جو علم حقیقت درج ہے وہ عقل کے وسیلہ سے دریافت نہیں ہوتا بلکہ حالت کیف میں بذریعہ ابھوشکتی یعنی قوت اشراقیہ ادراک ہوتا ہے۔ اُس علم سے آگاہ ہو کر انسان دائم غفلت سے کلیتاً رہائی پاتا ہے جب اُسے کسی شے کے حاصل کرنیکی خواہش اور تمنا نہیں

मनुष्याणां सहस्रेषु कश्चिद्यतति सिद्धये॥
यततामपि सिद्धानां कश्चिन्मां वेत्ति तत्त्वतः॥३॥

بہت کم انسان علم ذات کے طالب ہو کر عارف ہوتے ہیں

(۳) ہزاروں انسانوں میں سے کوئی کمال حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے والوں میں سے جو درجہ کمال پر پہنچتے ہیں اُنہیں سے بھی کوئی مجھے واقعی طور پر جانتا ہے۔

اس میں ہے دشوار کوشش شاذ و نادر ہو کمال | مجھکو ویسا جیسا کہ میں ہوں ہے محال

حقیقت شناس عارف ہر زمانہ میں نادر الوجود ہوتے آئے ہیں۔

رباعی

ہر گاؤ خرے لایق اطلس نبود | لعل و گوہر مناسب خس نبود
عرفان گوہر گہر شناسے باید | بشناس گہر شناس ہر کس نبود

भूमि रापो ऽनलो वायुः खंमनो बुद्धि रेवच ॥
अहंकार इतीयंमे भिन्ना प्रकृति रष्टधा ॥४॥

صفات کی تشریح

(۴) خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ خلا۔ دل۔ عقل اور انانیت یہ آٹھ مختلف اقسام میرے صفات کی ہیں۔

خاک و آب و آتش و باد و خلا ادنیٰ صفات | جذبہ دل عقل اور پندار ہیں اعلیٰ صفات

وید اور دیگر کلمات عارفوں میں پرکرتی کو ہفت گانہ بیان کیا ہے مگر کرشن بھگوان نے اس منتر میں اہنکار یعنی انانیت کو آٹھویں صفت کہا ہے یہ صفت بسیط ہے وہ ساتوں صفتیں اس میں محدود ہیں اہنکار یعنی انانیت قدیم ہے اور وہ ساتوں صفتیں حادث ہیں پندرھویں ادھیا میں حدوث و قدوم کی تعریف کیجائیگی برہم باہیہ درشن کی تصویر کو گیارھویں ادھیا کی منتر ۶ کے مقابل دیکھو۔

अपरेय मितस्त्वन्यां प्रकृतिं विद्धिमे पराम् ॥
जीवभूतां महाबाहो ययेदं धार्यते जगत् ॥५॥

ذات کی تعریف

(۵) اے ارجن یہ تو ادنیٰ قوت تھی اس کے علاوہ میری ایک اور اعلیٰ قوت ہے جو کہ مادۂ حیات ہے اور جس سے اس عالم کا قیام ہے۔

اِک مسبّب اور سبب ہیں آٹھ سُن اے نیکنام		جان ہے قوت نویں جس سے ہے عالم کا قیام

ذات صفات ہشتگانہ سے برتر اور نویں ہستی ہے اور اُن کے قیام کا باعث ہے وہی کُل جاندار ون کی جان اور کُل عالم کے ظہور کا سبب ہے اُسی کیواسطے پندرھویں ادھیاء میں لفظ پرشوتم استعمال کیا گیا ہے جیو کے معنی اس منتر میں ہستی محدود کے نہیں ہیں جو عوام نے فرض کئے ہیں۔

एतद्योनीनि भूतानि सर्वाणीत्युप धारय ॥
अहंकृत्स्नस्य जगतः प्रभवः प्रलयस्तथा ॥ ६ ॥

ذات خالق عالم ہے

(۶) تو سمجھ لے کہ تمام مخلوقات اِسی سے پیدا ہوتی ہے میں کُل عالم کی پیدائش اور فنا کا مخزن ہوں۔

آفرینش اور فنا کا میں ہوں مخزن مان لے		اِن سے پیدائش تمام عالم کی ارجن جان لے

کل جاندار مثل حباب کے بحر ذات سے برآمد ہوکر پھر اُسی میں محو ہو جاتے ہیں یعنی صفات کے امتزاج پانے سے اُن کے مادی اجسام پیدا ہوتے ہیں۔ اور ذات کے محیط ہونے کے باعث وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

मत्तः परतरं किंचिन्नान्य दस्ति धनंजय ॥
मयि सर्वमिदं प्रोतं सूत्रे मणिगणा इव ॥ ७ ॥

ذات سب سے اعلیٰ اور سب میں موجود ہے

(۷) اے ارجن مجھ سے برتر کوئی شے نہیں ہے اور یہ کل عالم مجھ میں اس طرح پرویا ہوا ہے جس طرح لڑی میں موتی۔

سارے عالم میں ہوں سارے طرح اور ہوں نہاں		جیسے موتی کی لڑی میں تار ہے اک درمیاں

اجسام بمنزلہ موتی کے ہیں اور ذات اُن سب میں لڑی کے مانند موجود ہے ہر انسان کو اسکی تلاش اپنے بطون میں واجب ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۳ سیار یا نظام شمسی)

रसो ऽहमप्सु कौंतेय प्रभास्मि शशि सूर्ययोः ॥
प्रणवः सर्व वेदेषु शब्दः खे पौरुषं नृषु ॥ ८ ॥

ذات کے لطیف ظہور (۸) اے پسر کنتی میں پانی میں ذائقہ ہوں چاند اور سورج میں روشنی ہوں سب ویدوں میں اونکار ہوں۔ آکاش میں شبد ہوں اور انسانوں میں مردانگی

آب میں ہوں ذائقہ اور مہر و مہ میں روشنی		وید میں پرنو خلا میں صوتِ انساں میں تری

पुण्यो गंधः पृथिव्यां च तेजश्चास्मि विभावसौ ।
जीवनं सर्व भूतेषु तपश्चास्मि तपस्विषु ॥ ९ ॥

ذات کے لطیف ظہور (۹) خاک میں خوشبو ہوں آگ میں حرارت ہوں سب جانداروں میں مادہ حیات ہوں اور مرتاضوں میں ریاضت۔

خاک میں خوشبو عیاں آتش میں ہوں سوزِ نہاں		شغل ہوں میں شاغلوں میں اور جانداروں میں جان

बीजं मां सर्व भूतानां विद्धि पार्थ सनातनम् ॥
बुद्धिर्बुद्धि मतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ॥ १० ॥

ذات یعنی جان قدیمی تخم ہے (۱۰) اے ارجن تو مجھے کل مخلوقات کا لازوال تخم سمجھ میں عاقلوں میں عقل ہوں اور صاحب جلال میں جلال۔

ساری مخلوقات کا ہوں میں ہی تخمِ بے زوال		عاقلوں میں عقل ہوں صاحب جلالوں میں جلال

बलं बलवतां चाहं काम राग विवर्जितम् ॥
धर्माऽविरुद्धो भूतेषु कामोऽस्मि भरतर्षभ ॥ ११ ॥

جان کی قوتوں کی تعریف (۱۱) اے ارجن میں طاقتوروں میں وہ طاقت ہوں جو خواہش اور شوق سے بری ہے اور انسانوں میں وہ خواہش ہوں جو آئینِ راستی کے مطابق ہے

اہل طاقت میں ہوں میں طاقت شوق و خواہش سے بری		اور انسانوں میں خواہش ہوں بنا بر راستی

ये चैव सात्त्विका भावा राजसास्तामसाश्चये ॥
मत्त एवेति तान्विद्धि नत्वहं तेषु ते मयि ॥ १२ ॥

سہ گانہ گنی عالم میں جان سے ظہور پاتی ہیں مگر جان ان سے برتر اور پاک ہے (۱۲) جتنے ستوگنی رجوگنی اور تموگنی خواص ہیں اُن کا قیام

میرے سبب سے سمجھ لے ہیں اُن میں (مقیم) نہیں ہوں بلکہ وہ مجھ میں مقیم ہیں۔

میرے باعث بود و ایجاد و فنا کا ہے نظام		ہیں مقیم اُن میں نہیں پر مجھ میں ہے اُن کا قیام

ستوگن رجوگن اور تموگن کو طاقت قیام و ایجاد و فنا کہنا چاہئے اِن تینوں صفات کا ظہور ذات سے ہوتا ہے جو باوجود اُن کو ظہور دینے کے اُن سے علیحدہ اور برتر رہتی ہے۔

त्रिभिर्गुण मयैर्भावै रेभिः सर्व मिदंजगत्॥
मोहितं नाभिजानाति मामेभ्यः पर मव्ययम्॥१३॥

انسان صفت سہ گانہ سے محجوب ہوکر جان کو لازوال نہیں جانتا۔	(۱۳) یہ کل عالم اِن تینوں صفاتی خواص کے سبب سے غافل ہوکر مجھ لازوال کو جو اُن سے برتر ہے نہیں جانتا۔

موجب غفلت ہیں کل عالم میں یہ تینوں صفات		لازوال اور اُن سے بالاتر ہے ارجن میری ذات

صفت سہ گانہ کا پردہ حائل ہونے کی وجہ سے انسان ذات کی حقیقت سے بیخبر ہوجاتا ہے

दैवी ह्येषा गुणमयी ममभाया दुरत्यया॥
मामेवये प्रपद्यंते मायामेतां तरंतिते॥१४॥

جو جان کو پاتا ہے وہ سہ گانہ صفت سے آزاد ہوتا ہے	(۱۴) میرے اس عجیب صفاتی طلسم سے عبور کرنا مشکل ہے جو مجکو پاتے ہیں وہ اس طلسم پر عبور حاصل کرتے ہیں۔

میرے اہل بحر طلسمات صفاتی پر عبور		اُن کو حاصل ہے جو پاتے ہیں مجھے عین سرور

عارف صفت سہ گانہ کی طلسم سے آگاہ ہوکر ادراک ذات نامتناہی میں مسرور رہتے ہیں اور دام غفلت سے کلیتاً بریت حاصل کرتے ہیں۔

नमां दुष्कृतिनो मूढाः प्रपद्यंते नराधमाः॥
मायया पहृत ज्ञाना आसुरं भाव माश्रिताः॥१५॥

جو گرفتار طلسم ہوجاتے ہیں وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے	(۱۵) ادنیٰ درجہ کے انسان جو بداعمال اور کم عقل ہیں اور جن کا علم خودشناسی صفاتی طلسم کے وجہ سے جاتا رہا ہے اور جو شیطانی

خاصیت رکھتے ہیں وہ مجھے نہیں پاتے۔

جہل کے زندان میں رہتی ہیں نہیں پاتے مجھ		رات دن جو لوگ دلدادہ ہیں محسوسات کے

جہلاء طلسمی دائرہ میں گرفتار ہو کر عالم علوی کی سیر سے بے نصیب رہتے ہیں۔

चतुर्विधा भजंतेमां जनाः सुकृतिनो ऽर्जुन ॥
आर्तो जिज्ञासुरर्थार्थी ज्ञानीच भरतर्षभ ॥ १६ ॥

طالبوں کی اقسام — (۱۶) اے ارجن مجھے چار قسم کے نیک انسان یاد کرتے ہیں مصیبت زدہ طلبگار عقبیٰ اغرض مند اور عارف۔

غم رسیدہ طالب دنیا دیں و معرفت		یاد کرتے ہیں مجھے یہ چار بہر عافیت

तेषां ज्ञानी नित्ययुक्त एक भक्ति र्विशिष्यते ॥
प्रियोहि ज्ञानिनो ऽत्यर्थ महंच सच मे प्रियः ॥ १७ ॥

سب طالبوں میں عارف افضل ہے — (۱۷) عارف ذات میں ہمیشہ وصل رہتا ہے اور عشق حقیقی رکھتا ہے اس لئے ان سب میں افضل ہے میں عارف کو از حد عزیز ہوں اور وہ مجھے عزیز ہے

اس کا میں پیارا ہوں ارجن اور وہ پیارا ہے مرا		عاشق صادق مرا جو مجھ میں واصل ہو گیا

عارف ذات کو اپنی ہستی جانکر جان جاناں ہو جاتا ہے دیگر طالبان حق کی نظر میں دوئی قائم رہتی ہے اس لئے وہ کمال کا درجہ حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔

उदाराः सर्व एवैते ज्ञानी त्वात्मैव मे मतम् ॥
आस्थितः सहि युक्तात्मा मामेवानुत्तमां गतिम् ॥ १८ ॥

عارف ذات سے جدا نہیں ہوتا۔ — (۱۸) یہ سب اچھے ہیں لیکن عارف کو تو میں اپنی جان ہی مانتا ہوں کیونکہ وہ صاحب دل میرے اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے۔

مجھ میں ملکر وہ مجھے پاتا ہے بے نام و نشاں		سب ہیں اچھے ہے وسے عارف مری روح رواں

عارف کو دیگر طالبان حق پر علم ذات سے واقفیت ہونے کے باعث فضیلت ہے۔

बहूनां जन्म नामंते ज्ञानवान्मां प्रपद्यते॥
वासुदेवः सर्वमिति स महात्मा सुदुर्लभः॥१९॥

ایسا عارف جو واصلِ ذات ہوتا ہے بہت سی پشتوں کے بعد پیدا ہوتا ہے

(۱۹) عارف بہت نسلوں کے بعد کُل عالم کو ذات (تسلیم کرکے) مجھ میں وصل ہو جاتا ہے اور ایسا مقدس انسان نادر الوجود ہوا کرتا ہے۔

ہے موحد طالبانِ ذات کا اعلیٰ شہود		سینکڑوں پشتوں میں ہوتا ہے کہیں ایسا وجود

ہزاروں انسانوں میں سے کوئی ایسا پیدا ہوتا ہے جو علم ذات کے وسیلہ سے نروان یعنی وصالِ ذات حاصل کرتا ہے۔

कमैस्तै स्तैर्हृत ज्ञानाः प्रपद्यंते ऽन्यदेवता॥
तंतं नियम मास्थाय प्रकृत्या नियताःस्वया॥२०॥

جہل کے سبب پرستش صفات کی ہوتی ہے

(۲۰) جاہل خاصۂ طبعی سے مجبور ہوتے ہیں اس لئے وہ طرح طرح کے عقیدوں کے پابند ہوکر انواع انواع کے اغراض سے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔

جاہل اپنے جہل سے ہوتا ہے پابندِ رجا		ملتیں ہیں بیشمار اور دیوتا بے انتہا

جو لوگ علم ذات سے بیخبر اور ناواقف ہیں وہ صفات کو اپنا معبود قرار دیکر اسی کی پرستش کرتے ہیں۔

योयो यांयां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चि तुमिच्छति॥
तस्य तस्या चलां श्रद्धां तामेव विद धाम्यहम्॥२१॥

جس کی جیسی طلب ہوتی ہے اسی کے موافق ذات مطلوب بن جاتی ہے

(۲۱) جو عقیدت مند اعتقاد کے ساتھ جس شہود کی پرستش کرنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے اسی عقیدہ کو میں مستحکم کر دیتا ہوں۔

پوجتا ہے جس عقیدے سے مجھے جو آدمی
اس کی نیت کے ثمر کو بخشتا ہوں پختگی،

انسان اپنی سمجھ کے موافق جو عقیدہ رکھتا ہے اُس کا وہی عقیدہ مستحکم ہو جاتا ہے۔

स तया श्रद्धया युक्तस्तस्याराधनमीहते।
लभते च ततः कामान्मयैव विहितान्हि तान् ॥२२॥

مطلوب بالغرضی مخلوق ہوتا ہے پس خالق نہیں ہو سکتا

(۲۲) وہ شخص اپنے عقیدہ کے موافق اوّل اُس شہود کی پرستش کرتا ہے بعد ازاں میرے پیدا کئے ہوئے بہترین مطالب کو حاصل کرتا ہے۔

اعتقاد		
میرے جس مظہر پہ ٹھیراتے ہیں انسان		اپنے اُس مظہر سے بر لاتا ہوں میں اُنکی مراد

صفات پرستی سے دنیوی اغراض حاصل ہوتے ہیں لیکن حقیقت کے نجاننے کی وجہ سے شکوک اور بے اطمینانی رفع نہیں ہوتے علم ذات کا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے صفات پرست اُس کو پورا نہیں کرتے ہیں اور جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अंतवत्तु फलं तेषां तद्भवत्यल्पमेधसाम्।
देवान्देवयजो यांति मद्भक्ता यांति मामपि ॥२३॥

فرضی مطلوب ہیچ ہے طالب ذات ذات میں وصل ہو جاتے ہیں

(۲۳) اُن کم عقلوں کا وہ ثمرہ ختم ہونیوالا ہے صفات پرست صفات کو پاتے ہیں میرے طالب مجھکو۔

انجام کار		
ہیچ ہے ایسی پرستش کا صلہ		میرے طالب مجکو پاکر ہو گئے ہیں رستگار

انسان کا علم صفات کی جس منزل تک پہونچتا ہے اُس میں ٹھیر جاتا ہے۔ عارف کا علم صفات کے دائرہ سے بلند ہو جاتا ہے پس وہ ذات میں وصل ہوتا ہے۔

अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यंते मामबुद्धयः।
परं भावमजानंतो ममाव्ययमनुत्तमम् ॥२४॥

جہلا جان کو ہستی قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ ہستی اور نیستی سے برتر ہے

(۲۴) کم عقل انسان میری بے زوال اور اعلیٰ سے اعلیٰ حقیقت سے ناواقف ہونے کی باعث اگرچہ میں ظہور سے برتر ہوں مجھکو ظاہر خیال کرتے ہیں۔

فاش نادانی ہے مجکو مان لینا کائنات		نیستی ہستی کے جھگڑے سے بری ہے میری ذات

ذات ظہور سے برتر اور بے نشان ہے صفات کے نام اور نشان ظاہر ہیں کم فہم ذات اور صفات میں تمیز نہیں کرسکتے اس لئے وہ صفت کو جو عقل و حواس سے مُدرک ہوتی ہے ذات سمجھتے ہیں صفات پرستی دنیا میں علم ذات سے ناواقفیت کی وجہ سے جاری ہوئی ہے۔

नाहं प्रकाशः सर्वस्य योगमाया समावृतः।
मूढोऽयं नाभिजानाति लोको मामजमव्ययम्॥२५॥

صفات کے حجاب سے وہ مُدرک نہیں ہوسکتی ہے

(۲۵) میں صفات کے پردے میں چھپے ہونے کے باعث سب پر آشکارا نہیں ہوں۔ یہ عالم غفلت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے میری ذات کو جو پیدائش و فنا سے برتر ہے۔ نہیں جانتا۔

ذات کو محجوب کرتی ہیں صفاتِ ظاہری		آفرنیش اور فنا سے میں ہمیشہ ہوں بری

جو لوگ پندار خودی کے وجود کو صحیح مان کر محسوسات کی طرف بدل مصروف ہو جاتے ہیں وہ علم ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ البتہ جو پندار خودی کی ہستی کو موہوم جان لیتے ہیں اُن کو ادراک ذات کا سرور حاصل ہوتا ہے۔

شعر حافظ

	میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست		تو خود حجاب خودی حافظ از میا برخیز

वेदाहं समतीतानि वर्त्तमानानि चार्जुन।
भविष्याणि च भूतानि मां तु वेद न कश्चन॥२६॥

ذات ماضی و مستقبل و حال میں ایک کیفیت پر رہتی ہے

(۲۶) اے ارجن میں گذشتہ موجودہ اور آئندہ زمانہ کی مخلوق کا علم رکھتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی نہیں جانتا۔

حال ماضی اور مستقبل پہ ہے میری نظر		سارے دنیا دار میری ذات سے ہیں بے خبر

ذات لاتغیر۔ محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم و سرور ہے اس کا علم ماضی حال اور مستقبل تینوں

زمانوں پر حاوی ہے مگر انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو محدود خیال کرتا ہے۔ دراصل ذات کُل عالم کی ہستی کا سبب ہے۔

इच्छाद्वेषसमुत्थेन द्वंद्वमोहेन भारत ॥
सर्वभूतानि संमोहं सर्गे यांति परंतप ॥ २७ ॥

شوق و نفرت کا تعلق انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے

(۲۷) اے ارجن شوق اور نفرت سے نظر دوئی کے پیدا ہونے کے باعث دُنیا کی کل مخلوق غفلت میں پھنستی ہے۔

شوق و نفرت کی نگہ میں ہے نہاں رازِ دوئی		جس سے پڑجاتا ہے پردہ عقل پر انسان کی

شوق اور نفرت جہل کا سرچشمہ ہیں اس لئے ان دونوں کے بند کرنے سے وہ علم ذات جو تینوں زمانوں پر حاوی ہے حاصل ہوتا ہے۔

येषां त्वंतगतं पापं जनानां पुण्य कर्मणाम् ।
ते द्वंद्वमोह निर्मुक्ता भजंते मां दृढव्रताः ॥ २८ ॥

جنہوں نے نیکی و بدی سے نظر اُٹھائی وہ ہر طرف جلوہ دلدار دیکھتے ہیں۔

(۲۸) جن نیک افعال اور بااعتقاد انسانوں کے گناہ معدوم ہوجاتے ہیں وہ نظر دوئی کے نقص سے بری ہو کر مجھے یاد کرتے ہیں۔

جس کے لوحِ قلب سے نقش دورنگی مٹ گیا		سب طرف اُسکو نظر آتا ہے جلوہ ذات کا

जरामरण मोक्षाय मामाश्रित्य यतंतिये ।
ते ब्रह्म तद्विदुः कृत्स्नमध्यात्मं कर्म चाखिलम् ॥ २९ ॥

جو طالب نجات کیواسطے علم حقیقت کی تلاش کرتے ہیں

(۲۹) جو لوگ ضعیفی اور موت سے نجات پانے کیلئے میرے ادراک کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ برہم۔ ادھیاتم۔ اور کرم کو تمام و کمال جان لیتے ہیں۔

جس نے سر پر جزو و کل اور فعل کا عُقدہ کھلا		وقت ترک جسم اُس کو موت سے ہے خوف کیا

پرھم ادھیاتم وغیرہ کی تشریح اگلی ادھیا کے ۳ و ۴ منتر میں کیجاویگی لہذا اُنکے معنی کے اس موقع پر درج کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔

साधिभूताधिदैवं मां साधियज्ञं च ये विदुः।
प्रयाणकालेऽपि च मां ते विदुर्युक्तचेतसः ॥३०॥

(۳۰) جو شاغل ادھی بھوت۔ ادھی دیو۔ اور ادھی یگ سے واقف ہوجاتے ہیں وہ مرنیکے وقت بھی میرے ادراک سے بہرہ ور ہوتے ہیں	وہ ان چھ قوتوں کی کیفیت دریافت کر لیتے ہیں
اور اِن دونوں کا شاہد ہی مرا علم و بہرہ ور	یا در کھہ مجھہ سے ہی فانی اور باقی کا ظہور

جو انسان وفات سے پیشتر ذات کی حقیقت کو دریافت کر لیتا ہے دم واپسیں تک اس کا دل علم ذات سے معمور ہوتا ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योगशास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे विज्ञान योगोनाम सप्तमो ऽध्यायः ७॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی وگیان یوگ نام
ساتویں ادھیا ختم ہوئی

خلاصہ وتشریح ادھیائے ہفتم

تیسری ادھیاسے چھٹی ادھیا تک ادراکِ ذات کی طریقت بیان کی گئی ہے اور اس کیواسطے لفظ یگ

یعنی ریاض استعمال کیا گیا ہے۔ ساتویں ادھیا میں جو علم اشراق درج ہے وہ اُس ریاض کا ماحصل ہے جو شخص ریاض یعنی عمل کی منزل کو طے کر کے اشراق کے درجہ پر پہنچتا ہے وہ پرکرتی کے سات طبقوں کی سیر بطون میں کرتا ہے۔ اس ادھیا کا لب لباب اُس کے منتر ۴ میں درج ہے اُس میں آٹھ اپرا پرکرتیاں یعنی اجزائے عالم بیان کئے گئے ہیں اور نویں پراپرکرتی مادۂ حیات ہے اس منتر کے معنی گیارھویں ادھیا کے اوّل نقشہ سے کھلتے ہیں اس لئے سمجھنے کیواسطے اُس کا مطالعہ ضروری ہے۔

	مقولہ کبیر صاحب	
سات دھات برنن کئے گیتا میں بھگوان		چتین کو اشٹم کہا یہی بات پرمان

اہنکار کارن یعنی مبداءِ عالم ہے پرکرتیاں اُس میں محدود ہیں عوام لفظ اہنکار کو غرور کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اُس کے لغوی معنی تسلیم جزویت یا انانیت کے ہیں نظر کلیت میں اہنکار کارن ہے منجملہ سات پرکرتیوں کے مَن اور بدھی سوکشم یعنی لطیف ہیں کہ وہ کسی حس کے ذریعہ سے مدرک نہیں ہو سکتیں بعض کلمات عارفان میں چار انتھ کرن۔ مَن۔ بدھ۔ چت۔ اہنکار یعنی قوت مدرکہ۔ ممیزہ۔ متخیلہ۔ اور حافظہ بیان کئے گئے ہیں۔ اور فلسفہ سانکھ نے من اور چت کو جو بمنزلہ عکس اور معکوس کے ہیں بجائے دو پرکرتیوں کے ایک ہی مانا ہے اور اُس کے لئے صرف لفظ من استعمال کیا ہے باقی پانچ پرکرتیاں۔ آکاش۔ پَون۔ اگنی۔ جل۔ اور پرتھوی ہیں جن کو استھول یعنی عناصر کثیف کہتے ہیں۔

قدرت نے کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول ہو کر غیب سے ظہور کی طرف نزول کیا ہے اور رنگارنگ کے اشیاء پیدا کی ہیں جیسے کہ پانی حرارت طبعی کے کم ہو جانے سے منجمد ہو کر مختلف اشکال برف اور اولہ کے اختیار کرتا ہے۔

پانچ مہابھوت یعنی عناصر بسیط	پانچ گُن یعنی خاصیت عنصری	پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی
پانچ کرم اندری یعنی قوت افعالی	پانچ پران یعنی انفاس	ان پچیس کا نام پرپنچ ہے

اِن کی تفصیل ذیل کے نقشہ میں سہولیت کے لئے درج کیجاتی ہے۔

عنصر	خاصیت عنصر	حواس	قوت افعالی	پران
آکاش	شبد	کان	ہاتھ	سمان
وایو	سپرشش	پوست	پانوں	پران
اگنی	روپ	آنکھ	منہ	اپان
جل	رس	جیبھ زبان	مقام بول	ویان
پرتھوی	گندہ	ناک	مقام براز	اودان

مندرجہ بالا سات پرکرتیاں عالم میں بصورت کُل اور ہر انسان میں بصورت جزو موجود ہیں کُل کا نام تت پدیا ایشر ہے اور جزو کا نام تم پدیا جیو ہے اِنہیں کے امتزاج سے کُل اشکال نمودار ہوکر پھر کسی وقت اپنے اصلی خزانہ میں ملجاتی ہیں۔

عِلم جزویت کُل پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ اور واقعات کو ظاہر نہیں کرسکتا علم کلیت بطون میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور وہ راست ہے جب انسان کی تسلیم جزویت تسلیم کلیّت میں مبدّل ہو جاتی ہے تب وہ اس امتزاج کی حقیقت کو جان کر قرار و اطمینان پاتا ہے۔

مقولہ کبیر صاحب

پانچ پون کا کھیل ہے جتنا ہے برہمنڈ	جیسے برتیں انڈ میں تیسے برتیں پنڈ

چونکہ پران اِن کے مخزن مانے گئے ہیں اُن کی مجمل کیفیت ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

سمانؔ وایو جزو اور کُل میں بصورت خلا ایک حالت پر قایم ہے اور ذیل کی چار وایو کا مبدا ہے

پرانؔ وایو عالم میں بصورت ہوا محیط ہے اور انسان کے جسم میں بصورت نفس کے جو باہر سے اندر کی طرف جاتا ہے موجود ہے اُس کا مرکز دل ہے۔

اپانؔ وایو عالم میں بصورت حرارت اور جسم انسانی میں بشکل حرارت عزیزی موجود ہے اِس کا فعل پمپ کے مانند اندر آنیوالے پران وایو کو باہر کی طرف لوٹا دیتا ہے پتہ اِس کا مرکز ہے۔

ویانؔ وایو عالم میں بصورت مادّہ باردہ اور جسم انسانی میں بصورت برودت موجود ہے اِس کا فعل غذا

کو اعضا میں پہنچاتا اور جسم کو بالیدگی دیتا ہے اِس کا مرکز پھیپھڑہ ہے۔
اوداؔن وایو عالم میں بصورت زمین اور جسم انسان میں بصورت ذرات خاکی موجود ہے اس کا فعل اعضائے بیرونی کو حرکت دینا ہے جگر اِس کا مرکز ہے پران کا اودان سے اور اپان کا ویان سے تعلق ہے پران جو محیط اور ساکن ہے اوداُنکی مدد سے اندر کی طرف کھینچتی ہے۔ ویاؔن اپان کے وسیلہ سے تمام اعضا او ور رگوں میں گردش کرتی ہے۔
اِن کے علاوہ پانچ اُپ پران یعنی مزید پران بھی مانے گئے ہیں۔ ناگؔ جوڈکار کے آنیکا سبب ہے کورؔم جس کی وجہ سے پلک کھُلتے اور بند ہوتے ہیں۔ کریکلؔ جس سے بھوک پیدا ہوتی ہے۔ دیودتؔ جس کے سبب جبھائی آتی ہے۔ دھننجےؔ جو بعد از مرگ جسم کو پھُلا دیتا ہے۔
عارفان زمانۂ گذشتہ ایسے بہت سے عقدوں کو حل کر چکے ہیں جن کا علم اب باقی نہیں رہا ہے جس قدر تحقیقات اُس زمانہ میں ستاروں کی گردش کے بارہ میں بذریعہ علم سینہ ہو چکی ہیں اُس کا صحیح ہونا تو چاند اور سورج کے وقت معینہ پر ظاہر ہونے سے اور نیز غروب وطلوع دیگر ستارگان سے ثابت ہے اونہیں عارفوں نے علم ہندسہ سے چوراسی لاکھہ یونی کا عالم میں ہونا بیان کیا ہے جس کی روایت آج تک ہند میں مشہور چلی آتی ہے اِس کیواسطے کوئی کافی دلیل ہونی ضروری ہے ہر چند علما اسنسکرت سے دریافت کیا گیا جواب شافی نہ ملا۔ اُپنشد و دیگر کلمات عارفان سے جو کچھ حل ہو سکا ذیل میں درج ہے۔
تین گن اور سات پرکرتیوں کو باہم ضرب دینے سے اکیس کا عدد پیدا ہوا ہے۔ چونکہ مخلوقات عالم چار قسم کے ہیں جیرجؔ جس میں انسان اور چارپایہ شامل ہیں انڈجؔ یعنی وہ جاندار جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً پرند۔ سویدجؔ جو بدن کے میل سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جوں وغیرہ۔ اودبھج یعنی حشرات الارض اکیس کو ۴ میں ضرب دیکر چوراسی کا عدد بنایا گیا ہے اُس زمانہ میں رواج تھا کہ جنگم یعنی متحرک کو عدد اور جڑہ یعنی غیر متحرک کو صفر سے تعبیر کیا کرتے تھے اور پانچ عنصر جڑہ مانے گئے تھے لہذا پانچ صفر کو چوراسی کے عدد پر بڑھانے سے ۸۴۰۰۰۰۰ کا عدد پیدا ہوا۔

انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو جسم میں محدود خیال کرتا ہے اور جسمانی افعال کا اپنے آپ کو فاعل مانتا ہے دراصل وہی سات پرکرتیاں بصورت کُل عالم میں اور بصورت جزو ہر انسان میں اپنا فعل کرتی ہیں جزو اور کُل کے درمیان تعلق موجود ہے اور اسی کے سبب سے حیات جاندران ہے چنانچہ جب کبھی باہر کی ہوا کا اندر جانا مسدود ہوتا ہے زندگی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

جبتک حس اور محسوس کے درمیان کوئی تعلق مانا نہ جاوے دیکھنا۔ سننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعل نہیں ہو سکتے انہیں سات پرکرتیوں کو کاملوں نے وید میں دیوتا یعنی کارپرداز عالم کہا ہے اور مختلف ملکوں کی زبانوں میں مختلف طور پر موسوم کیا ہے ساتویں ادھیا میں جو قانون قدرت مختصر طور پر درج ہے اسکا نقشہ برائے ملاحظہ شائقین ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

نقشہ تقسیم اجزائے عالم

				پورش				۱
	ستوگن		رجوگن		تموگن			۳ پرکرتی
کارن	انہو	چیتن	اِچھا	کامنا	تیج	شانتی	اِستھتی	۷ جہت اہنکا
سوکشم	گیان	چت	شبد	سپرش	روپ	رس	گندہ	۷ ہرنیہ گربھ
استھول	بدھی	من	اکاس	پون	اگنی	جل	پرتھوی	۷ پرجاپت

اِسی تقسیم ہفتگانہ کے مطابق ذیل کے مختلف اسماء قرار دیے گئے ہیں۔ ۲۵

سات لوک	بھو	بھوہ	سوہ	مہا	جنا	تپ	ست
" دیوتا	واسدیو	اندر	رودر	مرت	اگنی	درون	کبیر
" طبقہ زمین	اتل	تبل	سوتل	تلاتل	رساتل	مہاتل	پاتال
" سمندر	دودہ	دہی	گھی	شہد	شراب	آب شیریں	آب ت
" مادہ جسمانی	نطفہ	ہڈی	گوشت	چربی	خون	پسینہ	پیشاب
" سُر	سُر	رکھب	گندھار	مدہم	پنچم	دھیوت	نکھاد
" یوم	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
" ستارہ فلک	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	ق

اہل اسلام نے ہفت طبقہ زمین اور نُہ فلک مانے ہیں حضرت شمس تبریز نے فرمایا ہے۔

از ہفت مادر زادہ ام از نہ فلک افتادہ ام		از شش جہت آزادہ ام من عاشق دیرینہ ام

اس موقع پر سات پرکرتیوں میں اہنکار اور پورش کو شامل کرکے ۹ فلک کیے گئے ہیں۔ اختلاف لفظی ہے نہ کہ معنوی جتنے سہ گانہ الفاظ مثل برہما۔ وشن۔ مہیش۔ سُرگ۔ انترکش۔ نرک۔ گیاتا گیان گیہ کرتا۔ کرم۔ کاریہ عشق۔ عاشق۔ معشوق وغیرہ استعمال میں آتے ہیں وہ دراصل ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن کے مختلف اسماء ہیں۔

پورش[1]۔ پرکرتی[2]۔ مہتت[3]۔ ہرنیہ گربہ[4]۔ پرجاپت[5] وغیرہ الفاظ اوپنشدوں پرانوں اور دیگر کتب اہل ہنود میں جابجا آئے ہیں۔ اور یہ سب اُن اجزا میں شامل ہیں جو نقشہ بالا میں دکھائے گئے۔ پورش وہ ذات نامتناہی ہے جس کو دیگر اقوام نے برتر از صفات و وہم و خیال اور وحدہٗ لاشریک کہا ہے۔ اور جسکی حقیقت اہل ہند نے اکھنڈ۔ ابناشی۔ نرنجن۔ نراکار۔ اچیت۔ اکریہ۔ نروکار وغیرہ منفی الفاظ سے ظاہر کی ہے۔ پرکرتی[2] سے صفت سہ گانہ مراد ہے۔ مہتت[3] کارن کے درجہ کی سات قوتوں کا نام ہے۔ لفظ ہرنیہ گربہ[4] سات سوکشم اور پرجاپت استہول طاقتوں کے معنی رکھتا ہے۔

آٹھویں ادھیا مہا پورش یوگ

अर्जुन उवाच

किं तद्ब्रह्म किमध्यात्मं किं कर्म पुरुषोत्तम।

अधिभूतं च किं प्रोक्तमधिदैवं किमुच्यते ॥१॥

ارجنُ نے سوال کیا

برہم ادھیاتم کرم ادہی بہوت اور ادہی دیو کے کیا معنی ہیں	(۱) اے پرشوتم برہم کیا ہے۔ ادھیاتم کیا اور کرم کیا ادہی بہوت کس کو کہا ہے اور ادہی دیو کسے کہتے ہیں۔

کس کو کہتے ہیں جزو و کل فعل سے ہے کیا مراد — فانی و باقی کے کیا معنی ہیں اے عالی نژاد

अधियज्ञः कथं कोऽत्र देहेऽस्मिन्मधुसूदन॥

प्रयाणकाले च कथं ज्ञेयोऽसि नियतात्मभिः॥ २॥

ادہی یگ کی کیا تعریف ہے آخری وقت کیا کرنا چاہئے	(۲) اے مدھوسودن اس جسم میں ادہی یگ کون ہے اور کیسا ہے آخری وقت خود شناش کو آپ کا تصور کیونکر کرنا چاہئیے۔

جسم انسان میں محرک کون ہے سمجھائیے — شاغلوں کو نزع میں کس کا تصور چاہیئے

کرشن بھگوان نے ساتویں ادھیا کے انجام میں برہم ادھیاتم وغیرہ الفاظ بیان کئے ہیں۔ ارجن اِس ادھیا میں اُن کے معنی دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

अक्षरं ब्रह्म परमं स्वभावोऽध्यात्ममुच्यते॥

भूतभावोद्भवकरो विसर्गः कर्मसंज्ञितः ॥ ३॥

شری بھگوان نے فرمایا

برہم ادھیاتم اور کرم کی تعریف	(۳) ذات لازوال و برتر کو برہم اور انسان کو ادھیاتم کہتے ہیں

کرم اُس جلوے کا نام ہے جو عالم کی پیدائش اور قیام کا سبب ہے۔

زندگی ہے پاک جلوہ غیر فانی ذات کا		فعل کی اشکال ہیں پیدائش و بود و فنا

ذات وصفات کے مجموعہ کا نام برہم ہے یعنی وہ دونوں مثل عکس ومعکوس کے ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور بحالت مجموعی برہم کہلاتے ہیں ادھیاتم سے انسان اور دیگر حیوانات مراد ہیں جن کے واسطے عوام لفظ جیو استعمال کرتے ہیں یہ لفظ ساتویں ادھیا کے چوتھے منتر اور پندرہویں ادھیا کے آٹھویں منتر کے سوائے بھگوت گیتا میں اور کہیں نہیں آیا ہے۔ اور ان دونوں موقعوں پر اس کے معنی جان کے ہیں۔ کرم فعل قدرت ہے جس کے وسیلہ سے موجودات ظہور پاتی ہے۔ تیسری ادھیا کے پندرہویں منتر میں اسی کو بہ الفاظ دیگر برہم یگیہ کہا ہے۔

अधिभूतं क्षरोभावः पुरुषश्चाधि दैवतम् ॥
अधियज्ञो ऽहमेवात्र देहे देहभृतां वर ॥४॥

ادھی بھوت ادھی دیو اور ادھی یگ کی تعریف	(۴) ادھی بھوت جڑھ یعنی جسم فانی ہے اور ادھی دیو جان یعنی چیتن ہے اے نیک مرد اس جسم میں ادھی یگ میں ہوں۔

میری قدرت کا کرشمہ ہے یہ انسانی وجود		جسکے سب فعلوں کا میں شاہد ہوں برتر از شہود

ادھی بھوت صفات کو کہتے ہیں جس میں کل اجسام مادی شامل ہیں۔ ادھی دیو جان یعنی ذات واحد ہے جس کی وجہ سے کل اجسام زندہ کہلاتے ہیں۔ ادھی یگ کا درجہ سب سے بلند ہے اور اس سے وہ ہستی بحت مراد ہے جس کو باقی وفانی سے اعلیٰ اور قیاس وفکر سے برتر کہنا چاہئے اوس کا ادراک حواس اور عقل کے وسیلہ سے ممکن نہیں البتہ ان اشغال کے وسیلہ سے جن کے طریقے پانچویں اور چھٹی ادھیا میں اور نیز اس ادھیا کے ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ منتر میں درج ہے اس کی حقیقت بطون میں دریافت ہوسکتی ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ مقام کرشن بھگوان کا ہے۔ اور اسی کو ساتویں ادھیا کے پانچویں منتر میں عالم کو قایم رکھنے والی نویں قوت کہا ہے چونکہ ان الفاظ کے معنی دقیق ہیں ان کی تشریح ذیل میں مکرر کی جاتی ہے۔

آدھی یگ وہ ہستی بے نام و نشاں ہے جہاں پر فہم کو رسائی نہیں اور جس کی حقیقت حیطہ ادراک میں نہیں آسکتی برہم میں ادھی دیوا ور ادھی بہوت بصورتِ کلیت شامل ہیں ادھیاتم ادھی دیوا ور ادھی بہوت کے جزو سے بنتا ہے ادھی دیو سے چیتن مراد ہے جس کو غیر مادّی کہتے ہیں ادھی بہوت کے معنی جثہ یعنی مادی اشیا ہیں کرم اجسام مادّی میں تغیر و تبدل پیدا کرنیوالی قوت کا نام ہے

अन्तकाले च मामेव स्मरन्मुक्त्वा कलेवरम् ॥

यः प्रयाति स मद्भावं याति नास्त्यत्र संशयः ॥५॥

آخیر وقت ادھی یگ کا تصور کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔

(۵) جو شخص آخری وقت میرا تصور کرتے ہوئے کالبد عنصری کو چھوڑتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے اس میں شبہ نہیں ہے

وقتِ رحلت یاد میں میری مجھ کا تا ہے جو سر		مجھ میں بیشک وصل ہوتا ہے وہ قالب چھوڑ کر

انسان کے دل کی سب سے اعلیٰ کیفیت کا نام جیون مکت ہے۔ وہ ایک حالت علم و سرور کی ہے جس کے پیدا ہونے پر انسان خوفِ مرگ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جس کے مرتے دم تک قائم رہنے سے وہ وصالِ ذات حاصل کرتا ہے چونکہ اس حالت کا مرتے وقت موجود ہونا پیشتر حاصل کئے بغیر ممکن نہیں اسلئے اس کا اپنے جسم کے ترک کرنے سے پیشتر حاصل کر لینا انسان کو واجب ہے۔

यं यं वापि स्मरन् भावं त्यजत्यंते कलेवरम् ॥

तं तमेवैति कौंतेय सदा तद्भाव भावितः ॥६॥

اس وقت جس شے کا تصور کیا جاتا ہے انسان اُس میں وصل ہوتا ہے۔

(۶) جو بشر آخری وقت جس شے کا خیال کرتے ہوئے جسم کو ترک کرتا ہے اے ارجن ہمیشہ وہ اُس کا تصور کرنے کے سبب سے اُسی کو پاتا ہے۔

یہ سمجھ لے آخری دم جس کا جیسا ہو خیال		اپنی نیت کے مطابق اسمیں ہوتا ہے وصال

انسان کی قوت علمی جس شے کے تصور میں وقتِ وفات مصروف ہوتی ہے اُسی میں ملجاتی ہے جو لوگ برہم کے منازل کو طے کرکے ادھی یگ کے اعلیٰ درجہ پر پہنچتے ہیں وہ وصال حاصل کرتے ہیں مگر

جن کا علم برہم کے منازل میں محدود رہتا ہے وہ وصال سے محروم رہتے ہیں۔

तस्मात्सर्वेषु कालेषु मामनुस्मर युद्ध च ॥
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्मामेवैष्यस्यसंशय: ॥ ७ ॥

پس ہردم ادھی یگ کی تصور میں مصروف رہنا واجب ہے

(۷) لہذا جنگ کرتے ہوئے تو ہردم میرا تصور کر۔ دل اور عقل کو مجھہ میں تفویض کرنے سے تو بیشک مجھے پائیگا۔

جنگ میں مشغول ہوا اور مجھہ میں اپنا دل لگا | | محو ہوکر مجھہ میں تو ہستی کو میری پائے گا

حیات بے ثبات ہے اور قابل اعتبار نہیں پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنے دل کو مطلوب کے تصور میں ہردم لگا رکھے اور اس کے تصور کو مزاولت سے خاصۂ طبیعت بنالے دل اور عقل کے تفویض کرنے یعنی انانیت کو دل سے نکالدینے اور پھر اس کی جگہ ہستی بحت کی تسلیم کو قایم کرنے سے پردہ پندار اُٹھہ جاتا ہے اور وصال کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

अभ्यासयोगयुक्तेन चेतसा नान्यगामिना ॥
परमं पुरुषं दिव्यं याति पार्थानुचिन्तयन् ॥ ८ ॥

لیکن تصور شغل کے ذریعہ سے قایم ہوتا ہے

(۸) اے ارجن دل کو شغل کی مدد سے یکسو کر کے اعلیٰ اور حیرت افزا ذات کا تصور کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔

شغل سے یکسو ہوا کرتا ہے انسان کا خیال | | شغل کی برکت سے ذات حق میں ہوتا ہے وصال

منتر ۷ اور ۸ میں وصال کا طریقہ مجمل طور پر بتایا گیا ہے ذیل کے منتر ۹ و ۱۰ میں اس کی تشریح ہے

कविं पुराणमनुशासितारमणोरणीयांसमनुस्मरेद्य: ॥
सर्वस्य धातारमचिन्त्यरूपमादित्यवर्णं तमस: परस्तात् ॥ ९ ॥
प्रयाणकाले मनसाऽचलेन भक्त्या युक्तो योगबलेन चैव ॥
भ्रुवोर्मध्ये प्राणमावेश्य सम्यक्स तं परं पुरुषमुपैति दिव्यम् ॥ १० ॥

پس جسم ترک کرنے کے وقت شغل کے وسیلہ سے ادھی یگ کا تصور کرنا چاہیئے

(۹ و ۱۰) جو آخری وقت شغل کی مزاولت کی قوت سے

بھووں کے درمیان نفس کو بخوبی روک کر علیم - قدیم - محرک - لطیف سے الطف عالم کے قایم رکھنے والے قیاس سے برتر مثل آفتاب کے جلال رکھنے والے اور تاریکی سے مبرا واجب الوجود کا تصور یکسو دل سے عشق کیساتھ کرتا ہے وہ اس کی اعلیٰ اور حیرت انگیز ہستی بحت کو پاتا ہے۔

ہے وہ الطف ہست مطلق مالک عیب و حضور یاد کرتا ہے اُسے جو کوئی وقت انتقال ابروؤں کے وسط میں انفاس کو روکے ہوئے		جہل و تاریکی سے برتر عین علم و عین نور، ہو کے جذب شوق سے روشندل و ساکن خیال بہرہ ور ہوتا ہے وہ کیف وصال ذات سے

اتھرون وید کے برہم ودیا اونپشد اور یوگ سکھا اُپنشد میں یہ شغل درج ہے دونوں آنکھوں کی نظر کو اُم الدماغ کی جانب الٹ کر ٹھہرانے سے اور نفس کو اُس مقام پر روک کر اونکار کا دھیان کرنے سے قوت متخیلہ سکون پاتی ہے اور خیال کے ساکن ہوتے ہی شاغل کو ہستی بحت کا دیدار جس کی آٹھ صفتیں اس منتر میں بیان کی گئیں حاصل ہوتا ہے۔

यदक्षरं वेदविदो वदंति विशंति यद्यतयो वीतरागाः॥
यदिच्छंतो ब्रह्मचर्यं चरंति तत्ते पदं संग्रहेण प्रवक्ष्ये॥११॥

ذیل کے منتروں میں ادھی یگ اور برہم کا بیان درج ہے

(۱۱) جس کو عالمان وید لازوال بتاتے ہیں جس میں شاغل دل سے تعلقات کو ترک کر کے وصل ہوتے ہیں اور جس کے طالب برہم چریج اختیار کرتے ہیں وہ مقام میں تجھے مختصر الفاظ میں بتاتا ہوں۔

وید کے عالم بیان کرتے ہیں جس کو لازوال جس کے طالب باندھ لیتے ہیں کمر تجرید پر		شاغلان بے تمنا جس میں پاتے ہیں وصال ایسی ہستی کا سن اے ارجن بیان مختصر

ادھی یگ اور برہم کا بیان ذیل کے منتر بارہ سے شروع ہوگا اور منتر ۲۲ تک ختم ہوگا

सर्व द्वाराणि संयम्य मनो हृदि निरुध्य च॥
मूर्ध्न्याधायात्मनः प्राणमास्थितो योगधारणाम्॥१२॥
ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन्॥

यः प्रयाति त्यजन्देहं स याति परमां गतिम् ॥ १३ ॥

ادہی یگ کے ادراک کرنے کا طریقہ،

(۱۲ و ۱۳) جو سب دروازوں کو بند کر کے دل کو قلب میں روک کر اور نفس کو ام الدماغ میں ٹھہرا کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے اور اوم کا اسم اعظم کہتے ہوئے جسم کو ترک کر جاتا ہے وہ میری اعلیٰ منزل پر پہنچتا ہے۔

ظاہر و باطن میں دل کی خواہشوں کو روک کر
اسم اعظم اوم کا جو ذکر کرتا ہے مدام
شغل کی ترکیب سے دم کو چڑھا کرتا بسر
کوچ کر کے جسم سے پاتا ہے وہ اعلیٰ مقام

دیکھو نمبر ۴ - برہم بدیا کی تصویر کو جس میں عملی اصول گایتری کے جسے ترکال سندہیا بھی کہتے ہیں مندرج ہیں پورانے مہرشیوں نے اس ریاضت کو کل ویدوں سے اختصار کے ساتھ اخذ کیا ہے اور برہمن کشتری اور ویش کے لئے اس ریاضت کا کرنا فرض بتایا ہے۔

اوم اسم اعظم مبدا اور انتہا کل کائنات کا ہے۔ اکار اوکار اور مکار تین حروف یعنی زبر پیش اور زیر کے ملنے سے اوم کا شبد بنتا ہے اور چوتھی ندائے غنہ ارد ہ ماترا کہلاتی ہے جس میں تینوں حروف کے معنی محو ہو جاتے ہیں۔ پرماتما کے بہت سے نام ہیں مگر اُن سب میں جزویت پرماتما کی پائی جاتی ہے۔ کلیت پرماتما کی اسی اوم شبد میں ثابت کیگئی ہے اسی وجہ سے اس شبد کو ایکاکشر برہم کہتے ہیں یہ علم کلیت سمجھنے کیواسطے سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں۔ خاک۔ آب۔ آتش ہوا خلا دل اور عقل کہتے ہیں آٹھواں اہنکار سب کا مبدا اور سب میں بسیط ہے اور اُن کا مجموعہ اوم کی صورت ہے جو بالفاظ دیگر پرجاپت ہرنیہ گربہ اور مہتت کے نام سے بھی موسوم ہوئی ہے گر دھمان یا تا ساگر دہیان کی تصویر نمبر ۲ جو چھٹی ادہیا میں آچکی ہے اسی شغل کو دوسری طرح پر دکھاتی ہے اور ساتویں ادہیا کے چوتھے منتر میں اس کی تشریح ہو چکی ہے۔

اس تصویر میں جو بڑا گولہ سات رنگ کا ہے برہمانڈ کو دکھاتا ہے اس میں دوسرا چھوٹا دائرہ پنڈ یعنی جسم کو جتاتا ہے جس نے برہمانڈ کے کرشے کو محجوب کر رکھا ہے برہم ودیا برہمانڈ کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اور ادہیاتم ودیا پنڈ کے اصلیت کو آشکارا کرتی ہے اور اس کی تعلیم

بہ قاعدہ قدیم گرو کے اپدیش پر منحصر ہے اِن دونوں ودیاؤں کے ذریعہ سے آتم کی یکتا کرنیکی ریاضت یعنی گایتری سب سے اعلیٰ درجہ کا شغل مانا گیا ہے دو چھوٹی تصویریں مثل عینک جو نیچے بنی ہوئی ہیں اُن میں سے ایک سرستی یا برہم ودیا کی ہے اور دوسری اُس کی مقابل ساوتری یا ادھیاتم ودیا کی ہے اِن دونوں کے درمیان میں ایک لال رنگ کا نقطہ ہے جو چیتن انش کو دکھاتا ہے اور جس میں دونوں ودیاؤنکو باہم ملاکر محو کردینا گایتری کے شغل کا اصلی مطلب ہے۔

अनन्यचेताः सततं यो मां स्मरति नित्यशः॥

तस्याहं सुलभः पार्थ नित्ययुक्तस्य योगिनः॥१४॥

جو شخص اُس کی مزاولت کرتا ہے وہ یوگی ہے	(۱۴) اے ارجن جو یوگی یکسو دل سے ہمیشہ اور ہر لحظہ میرا تصور کرتا ہے اور ہر وقت اُس تصور میں غرق رہتا ہے وہ مجھے بآسانی پاتا ہے۔

دمبدم تا وقتِ آخر جس کو میرا دھیان ہے		مجھ سے ملنا ایسے شاغل کے لئے آسان ہے

طالب صادق مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے مطلوب کا دیدار بآسانی حاصل کرتا ہے۔

मामुपेत्य पुनर्जन्म दुःखालयमशाश्वतम्॥

नाप्नुवंति महात्मानः संसिद्धिं परमां गताः॥१५॥

یوگی ادھی یگ میں وصل ہوتا ہے	(۱۵) صاحب دل کمال کے اعلیٰ درجہ پر پہنچکر اور مجھ میں وصل ہو کر فنا ہونیوالے اور مکرر پیدائش کی تکلیف رکھنے والے عالم میں نہیں آتا۔

مجھ میں واصل ہوچکا تکمیل سے جو شغل کی		دارِ فانی کو نہیں ہوتی ہے اُس کی واپسی

جو لوگ خود شناس ہو جاتے ہیں وہ قید جسمانی میں نہیں آتے ہیں اور ہستی پاک کو باقی اور اجسام کو فانی اور موہوم جانتے ہیں۔

आब्रह्मभुवनाल्लोकाः पुनरावर्तिनोऽर्जुन॥

मामुपेत्य तु कौन्तेय पुनर्जन्म न विद्यते॥१६॥

ادھی یگ لاتغیر ہے برہم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے	(۱۶) اے ارجن برہم کی منزل تک جتنے منازل ہیں وہ سب گردش میں

ہے لیکن مجھ میں وصل ہو کر پھر پیدایش ممکن نہیں ہے۔

ماسوا تک یہ تمام عالم ہے گردش میں مدام		ہے وہ گردش سے مُبّرا مجھ میں ہی جس کا قیام

وہ سات پرکرتیاں جن کا ادہیائے ہفتم میں بیان ہو چکا ہے اس منتر میں لوک یعنی عالم کے نفظ سے تعبیر ہوئی ہیں اور اُن کی ترکیب سے اجسام پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں سب سے زیادہ کثیف خاک کا طبقہ ہے اور سب سے لطیف عقل کا جس کو مُصنّف نے اس منتر میں برہم لوک بیان کیا ہی ادہی یگ اِن ساتوں سے برتر اور بے لوث ہے جن لوگوں کی قوتِ تصور برہم سے بلند ہو جاتی ہی اور ادہی یگ تک پہونچتی ہے وہ اِس عقدہ کو سمجھکر کہ تغیر و تبدل صرف برہم میں ہوتا ہے اور ادہی یگ ہمیشہ قایم و بیحرکت رہتا ہے پیدایش و فنا سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

सहस्रयुग पर्यंत महर्यद्ब्रह्मणो विदु:॥
रात्रिं युगसहस्रांतां ते ऽहोरात्रविदो जना:॥१७॥

یوگی برہم کے تغیر و تبدل کو جانتا ہے	(۱۷) جو برہم کے ہزار جگ کے دِن اور ہزار جگ کی رات کو جانتے ہیں وہ دِن اور رات کے جاننے والے ہیں۔

ذات کے ہر روز و ہر شب میں ہیں شامل جگ ہزار	اہلِ معنی جانتے ہیں معنی لیل و نہار

اس نقشے کے دیکھنے اور بغور سوچنے سے منتر ۱۶ کا مطلب جس میں کرۂ زمین سے برہم لوک تک ساتوں کرّتے کال چکر میں دکھائے گئے ہیں سمجھ میں آ جاویگا۔ منتر نمبر ۱۷ کے اندر جو ہزار جگ والے برہم کے دِن اور رات کا بیان ہوا ہے اُس کی مراد اس دِن اور رات سے جو گذر رہا ہے نہیں ہے بلکہ نفظ سہسر جو ہزار کے معنی رکھتا ہے بے انتہا تعداد کو آشکارا کرتا ہے یعنی برہم کے دن اور رات کی انتہا نہیں دیکھو نصف کرۂ زمین پر ہمیشہ دن اور دیگر نصف کرۂ پر ہمیشہ رات رہتی ہی مگر ساکنان کرۂ زمین کو زمین کی گردش کی وجہ سے دن رات کا چرخ مفہوم ہوتا رہتا ہے۔ برہم لوک کے دن کا اشارہ ظہور عالم پر ہے اور رات کا منشا بطون کی کیفیت پر ہے دیکھو منتر ۶۹ دوسری ادہیا کا شرح کرنے والوں نے یگوں کی تقسیم بحوالہ پورانوں کے حسب تفصیل ذیل لکھی ہے۔

		سال کا	نسبت اعداد
ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰	سال کا	۴
تریتا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰	"	۳
دُواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰	"	۲
کلجگ کا زمانہ	۴۳۲۰۰۰	"	۱
میزان	۴۳۲۰۰۰۰		۱۰

مندرجہ بالا تقسیم کے بموجب شری رامچندر جی کا اوتار تریتا جگ کے آخر میں اور شری کرشن کا اوتار دُواپر جگ کے آخر میں ہونا معقولات سے بعید معلوم ہوتا ہے شری بسشٹ مہرشی گرو اور ہمعصر رامچندر جی کے تھے اور اُن کی تصنیف کردہ کتاب جوگ بسشٹ موجود ہے بسشٹ جی کا بیٹا شکتی نام وشوامتر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا شکتی کے بیٹے اور مہرشی بسشٹ جی کے پوتے سوامی پراشر منی کی تالیف کی ہوئی کتاب وشنو پوران موجود ہے شری پراشر جی کے بیٹے کرشن دویاپن یعنی وید ویاس جی مہامنی جنھوں نے ویدونکی تالیف کی اور بہت سے پوران لکھے اور کتاب مہابھارت تصنیف کی کرشن اوتار کے ہمعصر ہوئے ہیں اور بسشٹ جی اور وید ویاس جی کے درمیان صرف چار پشتیں گذریں چار پشت میں آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا گذرنا جو دواپر جگ کی مُدّت ہے کسی طرح پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ کلجگ کے زمانہ کا اندازہ کرنیکے واسطے متقدمین نے اپنے علم نجوم سے سال شمسی کا پیمانہ ۳۶۵ اور سال قمری کا ۳۵۵ دریافت کیا اور اِن دونوں کو جوڑ کر اور سات سو بیس کے عدد کو اوسط نکالنے کیواسطے دو سے تقسیم کر کے ۳۶۰ دن کا سال قرار دیا اور اسی عدد کو نظام شمسی کا اصول قایم کر کے گردش ستارگان وغیرہ کی ثابت کی ہے اب اِس نقشہ میں اعداد کو دیکھو سب سے چھوٹا دائرہ زمین کا ہے اُس میں ۳۶۰ کے عدد کو کال یعنی زمانہ گذران کا پیمانہ بنا کر اور رویش یعنی بساط کے بارہ خطوں سے ضرب دیکر ۴۳۲۰ کا عدد پیدا ہوا ہے اِس دائرہ کا نام بھولوک یا طبقۂ زمین ہے اُس سے اوپر کے دائرہ میں جو طبقہ آبی یعنی چندر لوک ہے اور جسے بھور لوک بھی کہتے ہیں ایک صفر کے بڑہنے سے یہی عدد ۴۳۲۰۰ کی صورت پیدا کرتا ہے من اور پران یعنی نفس کی حرکت چندر لوک سے آتی ہے اور پھر وید کے تیتر سے

اُپنشد میں انسان کی تعداد انفاس ایک دن رات میں ۲۱۶۰۰ بتائی گئی ہے اور انفاس کی دو حرکت درآمد و برآمد کی ہونے سے اُن کے اعداد دوگنے ہو کر مساوی ۴۳۲۰۰ کے ثابت ہوتے ہیں اُس سے اوپر کے دائرہ میں جو سُرخ رنگ کا ہے اور سوہ لوک یعنی چرخ آفتاب اور کرۂ حرارت کا مانا گیا ہے اُس دائرہ کا ایک صفر بڑھنے سے اوپر لکھے ہوئے اعداد ۴۳۲۰۰۰ کی تعداد بنجاتے ہیں۔ زمین پر شمسی اور قمری دونوں طبقوں کے اثر سے مہینے اور سال بنتے ہیں اور اُن دونوں کے اوسط نکالکر یہ پیمانہ ۴۳۲۰۰۰ کلجگ کا قرار دیا گیا ہے۔ طبقۂ زمین و قمری و شمسی تینوں ملکر ترلوکی کہلاتے ہیں اور اس میں مار سیاہ کی صورت جو فنا کی علامت ہے دکھائی گئی ہے اور نفس کے غلبہ کی کیفیت کو جسے من کہتے ہیں ایک کے عدد سے نسبت دی گئی ہے اِس ترلوکی سے اوپر سبز رنگ کا چرخ ہوا مہر لوک موسوم ہوا ہے جہاں صورت کا نمود نہ ہونے سے کیفیت بدلجاتی ہے یعنی حواس وہاں دخل نہیں کر سکتے صرف عقل کی رسائی ہو سکتی ہے اس وجہ سے من اور بُدّہی دونوں کے مشمول ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد المضاف ہو کر ۸۶۴۰۰۰ کا پیمانہ دواپر جگ کا مانا گیا ہے اور یہ عدد ۲ سے نسبت رکھتا ہے اِس میں دو موٹے سانپ کی مشابہت دی گئی ہے کہ یہاں حواس کو دخل نہیں ہے البتہ بیم ورجا کی کیفیت رہتی ہے۔

ہوا کی چرخ سے اوپر جنہ لوک جو اکاس یا خلے کا دائرہ ہے وہاں من $\frac{1}{}$ بدہی $\frac{2}{}$ اور چت $\frac{3}{}$ کے باہم موجود ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد تگنا ہو کر ۱۲۹۶۰۰۰ پیمانہ ترتیا جگ کا ہو جاتا ہے اور تین کے عدد سے مناسبت رکھتا ہے وہاں پر اژدہے کی صورت اِس وجہ سے دکھائی گئی ہے کہ اُس کی نشست اور پھنکار نہایت زبردست ہوتی ہے۔ اور صورت ان کی تاثیر الانظار سے منکشف ہوتی ہے۔

جنہ لوک سے اوپر تپ لوک یعنی روشن کرّہ ہے جو دو دیا رنگ سے دِکھایا گیا ہے اور وہ انانیت یا اہنکار کا مقام ہے اور یہاں چار قوتوں کے جنہیں من۔ بدہی۔ چت اور اہنکار کہتے ہیں باہم ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد چوگنا ہو کر ۱۷۲۸۰۰۰ پیمانہ ست جگ کا تسلیم ہوا ہے اور وہ ۴ کے عدد سے نسبت رکھنے والا مانا گیا ہے سشر یمد بھاگوت پوران میں جو دہرم کو بیل سے مشابہت دیکر چار۔ تین۔ دو۔ ایک پانوں بیان کیئے گئے ہیں اُس کی یہی غرض ہے۔

اس ست جگ کے دائرے میں شیش ناگ کا اشارہ اُن کششہائے مقناطیسی پر ہے جنہوں نے تمام کائنات کو طناب میں کھینچ رکھا ہے اور جو لہر کی صورت میں آسمان سے زمین کی طرف نزول کرتی ہیں تپ لوک سے اوپر زرد رنگ کا دائرہ گیان کا ہے جسے ستیہ لوک کہتے ہیں اور جو گیان یعنی برہماجی کا مقام ہونے سے برہم لوک بھی کہلاتا ہے یہ ساتواں دائرہ ہے اور یہاں تک سب دائرے گردش میں رہتے ہیں اور پیدائش عالم یہیں سے شروع ہوتی ہے ا و ۲ و ۳ و ۴ کے اعداد کے جمع ہونے سے ۱۰ کا عدد بنتا ہے اور اس دائرہ سے نسبت رکھتا ہے۔ سب سے اوپر آٹھواں دائرہ جو سب گھیرے ہوئے یعنی محیط اور بسیط ہے وہ کارن اہنکار یعنی سب کا مبدا یا خزانہ معنی اونکار کی صورت ہے اور اس میں سے ناد اور وید کی پیدائش ہوتی ہے یہاں پر علم کو رسائی نہیں اور اس سطح شفاف میں صورت یا عدد کی نمایش ممکن نہیں اور اس کی بے انتہائی کی شہادت مشاہدۂ باطنی سے ملتی ہے جسے انبھو کہتے ہیں یہ دائرہ ہرنیہ گربھ روپ اور اونکار سروپ ہے اور اس کا دھیان کرنے سے انسان کے دل سے خیال موت کا ہٹ جاتا ہے اور آخری وقت جیسے گھڑے کے پھوٹ جانے سے خلا میں نقص پیدا نہیں ہوتا ہے اونکار کے سادھنا کرنے والا برہمہ میں وصل ہو جاتا ہے

अव्यक्ताद्व्यक्तयः सर्वाः प्रभवंत्यहरागमे।
रात्र्यागमे प्रलीयंते तत्रैवाव्यक्त संज्ञके ॥१८॥

یہ عالم ظہور پا کر غائب ہو جاتا ہے

(۱۸) دن کے نکلنے پر کل موجودات عدم سے ظہور پاتی ہے رات کے ہونے پر اسی عدم کے خزانے میں غائب ہو جاتی ہے۔

دن نکلتے ہی عدم سے سب کا ہوتا ہے نمود
رات ہوتے ہی عدم کو لوٹتے ہیں کُل وجود

اس جگہ پر دن اور رات کا روشنی اور اندھیرے سے تعلق نہیں ہے دن کے معنی ہیں صفات یعنی کثرت کی طرف توجہ کا ہونا اور رات کے معنی ہیں ذات یعنی وحدت کے مشاہدہ میں مشغول ہونا جو اس پر نظر کے پڑتے ہی عالم نمودار ہو جاتا ہے اور بطون میں استغراق کے ہونے پر عالم معدوم ہو جاتا ہے ادھیائے دوم کے منتر ۶۹ میں دن اور رات کی تعریف درج ہو چکی ہے۔

भूतग्रामः स एवायं भूत्वा भूत्वा प्रलीयते॥
रात्र्यागमेऽवशः पार्थ प्रभवत्यहरागमे ॥ १९॥

ظہور و غیوب کا سلسلہ جاری رہتا ہے

(۱۹) اے ارجن یہ عالم رات کے آنے پر غایب اور دن کے نکلنے پر ظاہر ہوتا رہتا ہے اور ایسا ہونا لازمی ہے۔

رات کو ہوتے ہیں غایب اور دن کو آشکار ۔۔۔ ساری موجودات یوں چکر میں ہے بے اختیار

عارف عالم کو باطل جانتا ہے مگر عام لوگ حواس کی شہادت کو درست خیال کرکے عالم کا وجود مانتے ہیں۔

परस्तस्मात्तु भावोऽन्योऽव्यक्तोऽव्यक्तात्सनातनः॥
यः स सर्वेषु भूतेषु नश्यत्सु न विनश्यति ॥ २०॥

ادھی یگ کی تعریف

(۲۰) اِس عالم ظاہری سے بالا وہ ذات ہے جو پوشیدہ اور لازوال ہے اور جو کل موجودات کے فنا ہونے پر بھی فنا نہیں ہوتی۔

اُن سے ہے بے لوث اِک ذاتِ لطیف و لازوال ۔۔۔ ساری دنیا کے فنا ہونے پہ جو ہے بے زوال

عالم ظاہری حادث یعنی فنا پذیر ہے لیکن ذات پوشیدہ اور قدیم ہے۔ تغیر و تبدل صفات میں ہوتا ہے ذات قایم اور بے تغیر ہے۔

अव्यक्तोऽक्षर इत्युक्तस्तमाहुः परमां गतिम् ॥
यं प्राप्य न निवर्तन्ते तद्धाम परमं मम ॥ २१॥

ادھی یگ اور کرشن بھگوان کی احدیت

(۲۱) جس ذات کو میں نے پوشیدہ اور لازوال بتایا ہے اُس کا اعلےٰ درجہ بیان کیا گیا ہے مگر جس اعلیٰ مقام پر پہنچکر بازگشت نہیں ہوتی وہ میرا مقام ہے۔

عارضی ہے طالبوں کا اس حقیقت میں قیام ۔۔۔ واپسی سے بے تعلق ہے مرا اعلےٰ مقام

ہستی بحت حدوث اور قدیم سے برتر ہے اور اُس کا وصال حاصل کرنا نجات ہے اسی کو اہل ہند

کے فلسفہ نے اپنی اصطلاح میں ادہی یگ کی لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

पुरुषः स परः पार्थ भक्त्या लभ्यस्त्वनन्यया ॥
यस्यांतः स्थानि भूतानि येन सर्वमिदं ततम् ॥२२॥

عشق کے وسیلہ سے ادہی یگ کا اشراق ہوتا ہے

(۲۲) اے ارجن وہ ذات برتر جس سے کُل موجودات کا قیام ہے اور جو ہر شے میں محیط ہے صدق ارادات سے مل سکتی ہے۔

عشق سے نزدیک ہے اُس پاک ہستی کا حضور | سب کے باطن میں جو ہے اور جس سے ہے سب کا ظہور

ادہی یگ کا وصال عشق حقیقی کے بغیر ممکن نہیں۔

यत्र काले त्वना वृत्तिमावृत्तिं चैव योगिनः ॥
प्रयाता यांति तं कालं वक्ष्यामि भरतर्षभ ॥२३॥

آزادی اور پابندی کی حالتوں کا ذیل میں بیان ہے

(۲۳) جس جس وقت رحلت کرنے سے یوگی آزادی اور پابندی کی کیفیت حاصل کرتے ہیں اے ارجنؔ اُس وقت کی تفصیل میں بیان کرتا ہوں۔

موت کا جس جس طرح انجام ہی ہجر و وصال | اب تجھے میں عارفوں کا کہہ سناتا ہوں وہ حال

अग्निर्ज्योतिरहः शुक्लः षण्मासा उत्तरायणम् ॥
तत्र प्रयाता गच्छंति ब्रह्म ब्रह्मविदो जनाः ॥२४॥

ایک کیفیت قلبی سبب آزادی کا ہے

(۲۴) جو برہم کے جاننے والے آگ کے شعلہ میں۔ دن میں شکل پکش میں یا چھ مہینے اتراین میں انتقال کرتے ہیں وہ برہم کو پاتے ہیں۔

روز روشن میں ہو جب پرتو فگن مہر جلال | جذب سے ہوتا ہے نور حق میں عارف کا وصال

धूमो रात्रिस्तथा कृष्णः षण्मासा दक्षिणायनम् ॥
तत्र चांद्रमसं ज्योतिर्योगी प्राप्य निवर्तते ॥२५॥

دوسری کیفیت قلبی سبب پابندی کا ہے

(۲۵) جو یوگی دھوئیں میں۔ رات میں۔ کرشن پکش میں۔ یا چھ مہینے دکھنائن

میں رحلت کرتے ہیں وہ کرۂ باردہ تک پہونچکر لوٹتے ہیں۔

ظلمتِ شب میں ہو جب جلوہ نما ماہ حلال		بازگشتِ عارفاں لازم ہے وقتِ انتقال

مضمون بالا تیرے اپنشد اور چھاندوگیہ اپنشد سے منتخب ہوا ہے اگر عوام کا یہ مقولہ کہ جو لوگ اترائن میں مرتے ہیں وہ نجات پاتے ہیں اور جو دکھنائن میں انتقال کرتے ہیں وہ دوبارہ جنم لیتے ہیں صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر ریاض اور علم معرفت محض بے معنی ثابت ہونگے کیونکہ جو جاہل سامان قدرت سے اترائن میں وفات پائیگا وہ وصالِ ذات حاصل کرے گا اور جو عارف دکھنائن میں انتقال کرے گا وہ گردش میں رہے گا۔ اِس خیال کے بموجب نجات کا حاصل ہونا ایک امر اتفاقیہ ہو جاتا ہے اور اُس کا انحصار حصول علمِ ذات پر نہیں رہتا ایسے معنی کا بیان کرنا متکلم کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے فی الحقیقت مصنف نے انہو یعنی عالم ذات کو شعلہ دِن شکل پکش اور چھ مہینے اترائن بطور استعارہ بیان کیا ہے اور اگیان یعنی جہل کیواسطے دھواں رات کرشن پکش اور چھ مہینے دکھنائن اُنکے مقابل کے الفاظ استعمال کئے ہیں علمِ ذات کی روشنی سے انسان حق و باطل کو تمیز کرتا ہے جہل کی تاریکی میں وہ گرفتار واہمات رہتا ہے اور اطمینان نہیں پاتا عارفوں کے بطون میں مرتے وقت تک اُس علم کی روشنی موجود ہوتی ہے جس کی بدولت وہ ذات پاک کا وصال حاصل کرتے ہیں جاہل جسم ترک کرنے کے وقت پندار کے حجاب کی وجہ سے ذات تک رسائی نہ پاکر گرداب صفات میں پڑتے ہیں۔ اصطلاح عارفان میں ذات کو ادخنہ یعنی مادّہ حارہ اور صفات کو انجرہ یعنی مادہ باردہ کہتے ہیں۔ حرارت کا خاصہ ہے جذب کرنا اور لطیف بنانا برودت کا فعل ہے کثیف کرنا اور بالیدگی دینا حرارت بخارات کو بلند کرتی ہے برودت بارش کی صورت میں پھر اُن کو زمین پر لوٹاتی ہے چونکہ آفتاب حرارت کا مرکز ہے اور چاند برودت کا پس اِن الفاظ کا اُسی معنی میں استعمال ہوا ہے افسوس ہے اُن لوگوں پر جو فہم کو کام میں نہیں لاتے استعارہ کو نہیں سمجھتے اور لغوی معنوں کو بجنسہٖ قبول کر لیتے ہیں۔ دیکھو نقشہ نمبر ۶ کو جس میں سب سے باہر کے دائرہ میں اترائن ششماہی سرخ رنگ میں اور دکھنائن ششماہی سیاہ رنگ میں دکھائی گئی ہے اُس کے اندر والے دائرہ میں

تین موسم جاڑا۔ گرمی اور برسات۔ جو اس گردش سے پیدا ہوتے ہیں ظاہر کر دیئے گئے ہیں تیسرے اندر کے دائرہ میں ۶ رتو جن میں بسنت گریشم وغیرہ شامل ہیں لکھدیئے گئے ہیں اُس سے اندر کے دائرہ میں قمری مہینے اور اُس سے اندر کی جانب سکرانت یعنی شمسی چرخ اور نیز دن اور رات کی کمی بیشی جو گردش زمین کا نتیجہ ہے صاف طور سے آشکارا کر دیئے ہیں جب دن بڑھتا ہے تب اسکے مقابل رات گھٹ جاتی ہے اور جب رات بڑھتی ہے تب دن گھٹ جاتا ہے سرخ رنگ دن کا اور سیاہ رنگ رات کا ہے اور یہ گردش سالانہ زمین کی ازلی ہے۔

शुक्ल कृष्णे गती ह्येते जगतः शाश्वते मते॥
एकया यात्यनावृत्ति मन्ययावर्त्तते पुनः॥२६॥

انسان کی دونوں میں سے کوئی ایک حالت ضرور ہوتی ہے	(۲۶) اس دنیا کے روشن اور تاریک دو قدیم راستے مانے گئے ہیں ایک سے مخلصی ملتی ہے اور دوسرے سے بازگشت ہوتی ہے
روشن و تاریک دونوں ہیں طریق آخرت	یہ سبیل بازگشت اور وہ طریق مغفرت

شایقین اس منتر سے معلوم کر سکتے ہیں کہ دن پکش اور ششماہی زمانہ سے مراد نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ دو مخالف کیفیت قلبی کے نام ہیں جنمیں سے کوئی نہ کوئی ہر انسان میں ضرور موجود ہوتی ہے عارف کا دل روشن دن کے مانند ہوتا ہے اور جاہل کا دل مثل شب تیرہ کے اوّل کیفیت سبب مخلصی اور دوسری باعث پابندی ہے۔

नैते सृती पार्थ जानन्योगी मुह्यति कश्चन॥
तस्मात्सर्वेषु कालेषु योगयुक्तो भवार्जुन॥२७॥

یوگی ان دونوں سے واقف ہو کر	(۲۷) یوگی ان دونوں راستوں سے واقف ہو کر غلطی نہیں کھاتا اس لئے اے ارجن تو ہر دم یوگ میں مصروف رہ
عارفان باخبر وہ کہ نہیں کھاتے کبھی	سہو اعلیٰ اور سیدھی راہ ہیں عرفان کی

جس کیفیت قلبی سے نجات ملتی ہے اُس کا نام یوگ ہے۔

	عاشقاں را عشق تشریف آمدہ		عاقلاں را عقل تملیت آمدہ	

वेदेषु यज्ञेषु तपस्सु चैव दानेषु यत्पुण्य फलं प्रदिष्टम् ॥
अत्येति तत्सर्वमिदं विदित्वा योगी परं स्थान मुपैति चाद्यम् ॥२८

(۲۸) وید کے پڑھنے اور یگ اور تپ اور دان کے کرنیکا جو ثمرہ مانا گیا ہے یوگی مذکورہ بالا (علم معرفت) سے کامل طور پر آگاہ ہو کر اس کو ہیچ جانتا ہے اور اپنے اصلی اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے۔

اور نتیجۂ افعال سے نظر اوٹھا کر وصال پاتا ہے لہذا یوگ کرنا چاہیئے ٭

عالم حادث میں ہیں کل حسب نیت بابدل جا پہنچتا ہے وہ عارف منزلِ جاوید پر		زہد و تقویٰ خیر و خیرات اور تعلیم و عمل فعل کی پاداش سب کرتا ہے جو قطعِ نظر

یوگ کے حاصل ہونے پر انسان کو زہد۔ ریاض۔ خیرات وغیرہ نیک افعال ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں نیک افعال لوگوں کی رسائی تو صفات تک ہوتی ہے۔ یوگی بذریعہ علم خود شناسی ذات پاک میں وصل ہو جاتا ہے۔

इति श्री भगवद्गीता० योगशास्त्रे ऽक्षर ब्रह्म योगो नामाष्टमो ऽध्यायः ॥८

شری مد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں شری کرشن اور ارجُن کی تقریر کی آٹھویں ادھیا موسوم بہ اکشر برہم یوگ ختم ہوئی

آٹھویں ادّھیا کا خلاصہ

ادہی یگ یعنی ذات بے نشان کلُ موجودات کے قیام کا باعث ہے اور وہ ہمیشہ ایک صورت پر قایم ہے اُس میں نہ تو تغیر و تبدل کو دخل ہے اور نہ عقل کو وہاں تک رسائی ہے جو کچھ حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتا ہے وہ سب برہم میں شامل ہے اور تغیر پذیر ہے ادہی یگ کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اور اس کے ادراک کے لئے انبھو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ علم اشراق شغل کے کرنے پر بطون میں پیدا ہوتا ہے تریپٹی دہیان اور آتم دہیان دو مختلف اشغال ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اُن کا عامل ہو کر ادہی یگ کا وصال حاصل کرے جو لوگ شاغل نہ ہونیکی وجہ سے ادہی یگ کی حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں اُن کی قوت علمی برہم میں محو ہوتی ہے اور اس کی منازل میں گردش کرتی رہتی ہے۔

نویں ادھیائے راج ودیا راج گہیہ یوگ

श्री भगवानुवाच

इदं तु ते गुह्यतमं प्रवक्ष्याम्य न सूयवे।
ज्ञानं विज्ञानसहितं यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसे ऽशुभात् ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

ذیل کے منتروں میں علم اشراق کا بیان ہے

(۱) تیری خصلت نیک ہے اس لئے میں تجھ کو ذیل میں وہ نہایت مخفی علم اشراق بتاتا ہوں جس سے واقف ہو کر تو مکروہات سے نجات پائیگا۔

میں عیاں کرتا ہوں ارجن اب وہ کیف وصل ذات		جس کو حاصل کرکے تو کلفت سے پائیگا نجات

राजविद्या राजगुह्यं पवित्रमिदमुत्तमम् ॥
प्रत्यक्षावगमं धर्म्यं सुसुखं कर्त्तुमव्ययम् ॥२॥

اُس علم کی یہ تعریف ہے

(۲) یہ علم سب علوم میں افضل ہے اور نہایت مخفی پاک اور اعلیٰ ہے۔ یہ عین الیقین ہوتا ہے اور راست ہے بآسانی حاصل ہو سکتا ہے اور فنا پذیر نہیں ہے۔

علم کی دنیا میں افضل پاک و برتر ہے یہ راز		راست اور عین الیقیں سہل اور فنا سے بے نیاز

انبھو یعنی علم اشراق کل علموں کا سرتاج ہے اور سب سے زیادہ دقیق ہے وہ دل کی کثافت دور کرتا ہے اور انسان کو درجہ کمال پر پہنچاتا ہے کوشش کرنے سے اس کا نتیجہ فوراً ملتا ہے اور نیز طالب کو اس کے حاصل کرنے میں بمقابلہ اور علموں کے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی ہے۔

अश्रद्दधानाः पुरुषा धर्मस्यास्य परंतप ॥
अप्राप्य मां निवर्तंते मृत्युसंसार वर्त्मनि ॥ ३॥

اُس کے حاصل کئے بغیر وصال ناممکن ہے

(۳) اے ارجن جو لوگ اس امر حق کے معتقد نہیں ہیں وہ میری ذات تک رسائی نہ پاکر عالم فانی کے راستہ پر واپس آتے ہیں۔

مجھ سے ناواقف ہیں جو انسان وہ مجبور ہیں		واپسی پر مزرعۂ اعمال کو مجبور ہیں

جو لوگ علم ذات کو حاصل نہیں کرتے وہ آرام ابدی کی منزل پر نہیں پہونچتے اور شکوک اور بے اطمینانی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اگلے منتر سے علم ذات کا بیان شروع ہوگا۔

मया ततमिदं सर्वं जगदव्यक्त मूर्तिना ॥
मत्स्थानि सर्वभूतानि न चाहं तेष्ववस्थित: ॥ ४ ॥

ذات پوشیدہ طور پر عالم میں محیط ہے اور اس کے قیام کا سبب ہے	(۴) میں پوشیدہ طور پر اس عالم میں محیط ہوں کل اجسام کا قیام میرے سبب سے ہے نہ کہ میرا قیام اُن کے سبب سے۔

میں ہوں مخفی طور پر دایم محیط کائنات		مجھ سے کل اجسام قایم ہیں نہ اُن سے میری ذات

جس قدر اجسام کثیف اور لطیف حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتے ہیں وہ سب ذات واحد کا عکس ہیں اور عکس کا وجود معکوس کے سبب سے ہے۔ معکوس قایم بالذات ہے اور انانیت کے پردے میں چھپا ہے۔

नच मत्स्थानि भूतानि पश्य मे योग मैश्वरम् ॥
भूत भृन्न च भूतस्थो ममात्मा भूतभावन: ॥ ५ ॥

عالم کو ذات کی وجہ سے قیام ہے لیکن اِن دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں کہا جا سکتا	(۵) تو میری اس قدرت کاملہ کو دیکھ کہ نہ تو موجودات کا میری ذات میں قیام ہے اور نہ میری ذات باوجود موجودات کو قیام اور ظہور دینے کے موجودات میں مقیم ہے۔

دیکھ میری قدرتِ کامل کہ گو موجود ہے گرچہ میری وجہ سے ہے سارے عالم کا نظام		بودِ عالم میری ہستی میں مگر نابود ہے میں ہوں بے نام و نشاں عالم نہیں میرا مقام

اگرچہ عالم کو ذات پاک کے سبب سے نمود ہے مگر عالم کی ہستی اس کو ملوث نہیں کرتی۔ یہ امر واقعی ہے اور انسان کو اس کا عقدہ پندار کے رفع ہونے پر مشاہدہ باطنی میں کھلتا ہے عقل اس نکتہ کے سمجھنے میں قاصر ہے مگر جہاں تک عقل کی رسائی ہے وہ اِس نقشہ میں ظاہر

کہجاتی ہے اور بہت غور و فکر سے سمجھ میں آسکتی ہے ادھیاء گیارہ میں جو تصویر نمبر ۱۲ آئیگی وہ مجموعہ کائنات ہے جس کو رگ وید کی پورکھہ سوکت نے بیان کیا ہے اور کرشن بھگوان نے چشم باطنی یعنی یوگ شکتی سے ارجن کو مشاہدہ کرایا ہے اِسی کو برہم کی جلالی صورت کہتے ہیں اس تصویر نمبر کی جمالی صورت انسان میں پوشیدہ رہتی ہے اور ادھیاتم ودیا یعنی علم خود شناسی کے وسیلہ سے اُس کا اشراق بطون میں ہوتا ہے۔ بارھویں اور ساتویں تصویریں عکس اور معکوس کی مانند ظاہر و باطن کو دکھاتی ہیں۔ نمبر ۱۲ تصویر میں زمین کا کرہ سب سے چھوٹا ہے اور حیات کا کرہ جسے جیولوک کہتے ہیں سب سے بڑا اور سب کا آدھار ہے اور اس تصویر میں پرتھوی کا کرہ سب سے بڑا اور چیتن انش سب سے چھوٹا اور سب کے اندر ایسا نظر آتا ہے جیسے کسی تالاب یا دریا کے کنارے پر کوئی مندر بنا ہوا ہووے تو اُس کے سایہ میں جو مندر کا شکھر سب سے اونچا ہوتا ہے وہ پانی میں سب سے نیچے نظر آتا ہے۔

اِس تصویر میں آٹھہ ظاہر کی اور آٹھہ باطن کی سولہ کلائیں دکھائی گئی ہیں جن کی وجہ سے کرشن اوتار کو سولہ کلا والا مانا ہے۔ زمین کے دائرہ سے چیتن کی طرف توجہ کا جانا جتن کہلاتا ہے۔ اور چیتن انش کی توجہ باہر کی جانب دائروں پر پڑنے سے کرم میں پابند ہی ہوتی ہے۔ جتن اور کرم دونوں لفظوں کے معنی میں جو باریک تفاوت ہے وہ بخوبی سمجھ لینا ضروری ہے یعنی فانی سے باقی کی جانب جانا افعال کو فنا کر دیتا ہے۔ اور باقی کا فانی اشیاء کے طرف ناظر ہونا افعال کے طوفان میں انسان کو چکرا دیتا ہے۔

यथाकाशस्थितो नित्यं वायुः सर्वत्रगो महान्॥
तथा सर्वाणि भूतानि मत्स्थानीत्युपधारय ॥ ६॥

(۶) جیسے ہوا چاروں طرف زور سے چلنے پر بھی ہمیشہ خلے میں رہتی ہے ویسے ہی کل موجودات کا قیام مجھ میں سمجھ لے۔	اُس نادر تعلق کی یہ مثال ہے

مجھ میں موجودات کا ہے ایسی صورت سے قیام		تند چوپائی ہوا جیسے خلے میں ہے مدام

جس طرح ہوا خلے میں حرکت کرتی ہے اور خلے سے تعلق نہیں رکھتی اسی طرح عالم ذات پاک میں قیام رکھتا ہے اور اُس کو ملوث نہیں کرتا ذات اور صفات کے تعلق کی یہ سب سے عمدہ مثال ہے۔ دراصل علم ذات کا اشراق جو بطون میں ہوتا ہے اُس کے لئے کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔

सर्व भूतानि कौंतेय प्रकृतिंयांति मामिकाम्॥

कल्पक्षये पुनस्तानि कल्पादौ विसृजाम्यहम्॥७॥

عالم کی پیدائش و فنا صفات سے ہوتی ہے	(۷) اے ارجن کل موجودات ایک زمانہ کے انجام میں میری قدرت میں محو ہو جاتی ہے اور پھر ایک زمانہ کے آغاز میں میں اُس کو نمود دیتا ہوں۔

میری قدرت سے ہے رنگ عالم غیب و شہود		گاہ پیدا گاہ پنہاں گاہ بود و گہہ بنود

قدرت ہر آن و ہر لحظہ نئی نئی اشکال کو ظاہر کرتی ہے جو تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اپنے اصلی خزانہ میں غایب ہو جاتی ہیں۔

प्रकृतिं स्वामवष्टभ्य विसृजामि पुनः पुनः॥

भूत ग्राममिमं कृत्स्नमवशं प्रकृतेर्वशात्॥८॥

ذات صفات سے عالم کو ظہور دلاتی ہے اور خود عامل نہیں بنتی۔	(۸) میں اپنی قدرت کا حاکم بنکر قدرت کے وسیلہ سے ضرور اس کل عالم کو بار بار ظہور دیتا ہوں۔

قادر مطلق ہوں اور میں اپنی قدرت سے ضرور		بار بار اس عالم فانی کو دیتا ہوں ظہو

ظہور و غیوب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے کہ وہ لازمۂ قدرت ہے۔ ذات قدرت سے ان س فعلونکو کراتی ہے لیکن وہ اُن کا حق فاعلیت اپنے ذمہ نہیں لیتی۔

नच मां तानि कर्माणि निबध्नंति धनंजय॥

उदासीन वदासीनमसक्तंतेषु कर्मसु॥९॥

ذات ہمیشہ آزاد ہے اور کسی شے کا سبب نہیں بنتی	(۹) اے ارجن چونکہ میں اُن فعلوں سے بے تع

اور آزاد ہوں اس لئے وہ فعل مجھے پابند نہیں کرتے۔

میں سدا ہوں اپنی قدرت سے بری اور بے اثر ۔۔ اِس لئے پابندئ افعال سے ہوں بیخطر

ذات کبھی فعل کی فاعل نہیں بنتی اور بے لوث رہتی ہے اور یہ عالم قدرت کا جلوہ ہے۔

मयाध्यक्षेण प्रकृतिः सूयते सचराचरम्।

हेतुनानेन कौंतेय जगद्विपरिवर्त्तते ॥१०॥

عالم میں جس قسم کی تبدیلیاں ہوتی ہیں اُن کو صفات ذات کی مدد سے پیدا کرتی ہی

(۱۰) اے ارجن چونکہ میری مدد سے قدرت متحرک اور غیر متحرک اجسام کو پیدا کرتی ہے اِس لئے عالم گردش میں رہتا ہے۔

میری قدرت کے لوازم میں ہیں حرکت اور قرار ۔۔ اِس طرح گردش میں ہے یہ عالم ناپائیدار

کل لطیف اور کثیف اجسام کے ظہور وغیوب کا سبب قدرت ہے اور قدرت ذات پاک کی مدد سے قایم ہے۔

अवजानंति मां मूढा मानुषींतनु माश्रितम्।

परंभाव मजानंतो मम भूत महेश्वरम् ॥११॥

मोघाशा मोघ कर्माणो मोघज्ञाना विचेतसः।

राक्षसीमासुरीं चैव प्रकृतिं मोहिनीं श्रिताः॥१२॥

بدخصلت لوگ ذات پاک کی پرستش نہیں کرتے

(۱۱ و ۱۲) میں عالم کا صاحب ہوں اور انسان کے جسم میں مقیم ہوں مگر جن نادانوں کی خواہشیں جھوٹی اور فعل بے نتیجہ اور علم بے معنی ہوتا ہے اور جو کم فہم ہوتے ہیں اور شیطانی اور نفسانی خصلت رکھتے ہیں وہ میری اعلیٰ حقیقت کو نہیں جانتے اور میری یاد نہیں کرتے

صاحب عالم ہوں میں گو جسم انساں میں مقیم
جنکی جھوٹی خواہشیں ہیں جنکے لاحاصل ہیں فعل
وہ مری اعلیٰ حقیقت سے ہیں بالکل بیخبر

جو بشر نادان ہیں اور اخلاق جنکے ہیں ذمیم
علم بے معنی ہی جنکا اور عقیدت جنکی جہل
زندگی حرکات شیطانی میں کرتے ہیں بسر

جسم انسان آئینہ جمال ربانی ہے جن کے دیدۂ حق بیں پندار کی وجہ سے کور ہو جاتے ہیں اور جو نفسانی خواہشات کا پورا کرنا زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں وہ لذات حواس میں گرفتار رہتے

ہیں اور مشاہدہ ذات کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

महात्मानस्तु मांपार्थ दैवीं प्रकृतिमाश्रिताः।
भजंत्यनन्यमनसो ज्ञात्वा भूतादिमव्ययम्॥१३॥

نیک خصلت ذات کو معبود مانتے ہیں

(۱۳) اے ارجن جو قابل تعظیم انسان صفت رحمانی رکھتے ہیں وہ مجکو عالم کا مبدا اور فنا سے برتر جانکر میری ہی یاد کرتے ہیں۔

جو انسان باصفا جن کی ہیں ملکوتی صفات		اُن کی نظروں میں ہے کُل عالم کا مبدا میری ذات

सततं कीर्त्तयंतो मां यतंतश्च दृढ़व्रताः।
नमस्यंतश्च मां भक्त्या नित्ययुक्ता उपासते॥१४॥

اور اس کی پرستش کرتے ہیں

(۱۴) ثابت قدم انسان میری حمد و ثنا اور عبادت کرتے ہوئے اور صدق دل سے میری بندگی کرتے ہوئے میری پرستش میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔

ہے میری حمد و ثنا و بندگی اُن کا شعار		اور وہ میری یاد میں رہتے ہیں دایم ہوشیار

اوپر کے منتر ۱۳ و ۱۴ میں اُن لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو کرم اور اوپاسنا یعنی نیک افعال اور خدا پرستی کے پابند رہتے ہیں اور اُسی کو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔

ज्ञानयज्ञेन चाप्यन्येयजंतो मामुपासते।
एकत्वेन पृथक्त्वेन बहुधा विश्वतो मुखम्॥१५॥

عارف کثرت میں وحدت کو دیکھتا ہے

(۱۵) بعض علمی ریاضت کے کرنے والے میری ذات کی جو کثرت کے باعث عالم میں مختلف اشکال میں نمایاں ہے وحدت کے عقیدے سے پرستش کرتے ہیں۔

عارفوں کو جن کی وحدت پر نگہ قایم ہوئی		جلوۂ یکرنگ رنگارنگئی عالم ہوئی
عالم اسباب میں جن میں ہی از سرتا بپا		ہیچ ہے چشم بصیرت کی نظر میں ما سوا

اس منتر میں اُن حقیقت شناس عارفوں کا ذکر ہے جو پندار کو موہوم تصوّر کرکے ذات واحد کو کل اجسام میں محیط مانتے ہیں اور اپنا معبود جانتے ہیں۔

نماز زاہداں سجدہ سجود است	نماز عاشقاں ترک وجود است

अहं क्रतुरहं यज्ञः स्वधाहमहमौषधम् ॥
मंत्रोऽहमहमेवाज्यमहमग्निरहं हुतम् ॥ १६॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے۔

(۱۶) کرتو میں ہوں۔ یگیہ میں ہوں۔ غلہ میں ہوں۔ بناتات میں ہوں۔ منتر میں ہوں۔ گھی میں ہوں۔ آگ میں ہوں۔ اور آہوتی میں ہوں۔

میں ہی کرتو میں ہی یگ ہوں میں ہی غلہ میں ہی گھی	میں ہی آگ اور میں ہی منتر اور میں ہی آہوتی

اِس یگ کے کرنیکی وید میں ہدایت کی گئی ہے اوسے کرتو کہتے ہیں لفظ یگ سے عام طور پر وہ یگ مراد ہیں جو شاستر وغیرہ میں درج ہیں۔ غلہ۔ بناتات۔ منتر۔ گھی۔ آگ اور آہوتی یگیہ کے اشیاء متعلقہ ہیں خواستگار بہشت آگ کو جلاتے اور اشیاء خوردنی اُس میں ڈالتے ہیں۔ عارف عالم کو فعل قدرت یعنی برہم یگ جانکر علمی ریاض کرتا ہے یعنی اپنی پندار کو آتش عرفان میں جلاتا ہے۔ ۱۶ سے ۲۰ منتر تک کے معنی علم اشراق کے حاصل ہونے پر کلیتاً حل ہوجاتے ہیں۔

पिताहमस्य जगतो माता धाता पितामहः ॥
वेद्यं पवित्रमोङ्कार ऋक्साम यजुरेव च ॥ १७॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے

(۱۷) میں اِس عالم کا باپ۔ ماں۔ محافظ اور بزرگ ہوں جاننے کے قابل اور متبرک اونکار ہوں اور رگ وید۔ سام وید اور یجروید ہوں۔

میں ہوں سب کا والد و مادر بزرگ و پاسبان	میں ہوں تینوں وید رگ۔ سام و یجر کا راز داں

کل مخلوقات کا اور حرف وصوت کا وجود بے بود ہے ذات نامتناہی ہست مطلق ہے اور اُن سب کے ظہور کا سبب ہے۔

गतिर्भर्त्ता प्रभुः साक्षी निवासः शरणं सुहृत् ॥

प्रभवः प्रलयः स्थानं निधानं बीजमव्ययम ॥ १८॥

ایضاً (۱۸) میں منزل مقصود - پروردگار - مالک - شاہد - قیام گاہ - جائے پناہ - مربی پیدائش وفنا کا مقام - مخزن اور غیر فانی تخم ہوں -

	منزل مقصود و مالک شاہد و پروردگار تخم لافانی کی صورت موجب خلق و فنا		مصدر عالم مقدس اسم اعظم او نکار میں ہی ملجا و ماوا اور مربی خلق کا ،	

اے تو پنہاں زبس ہویدائی ہمہ جائی چرا ہمہ جائی از کہ برقعہ زرو سے کشائی	روز وحدت بکثرت آوردی ہمہ سوئی چرا ہمہ سوئی دیدہ و نور دیدہ جملہ توئی خود تماشا و خود تماشائی		جلوہ گر گشت در من دمائی درحقیقت ترا تو بینائی عالمے شہر تست صحرائی در حجاب از کہ ماندہ ہر گاہ	اے کہ شاہ دیار یکتائی غیر تو نیست تا ترا بیند چوں بھوا شدی زخلوت صرف

तपाम्यहमहं वर्षं निगृह्णाम्युत्सृजामि च ॥
अमृतं चैव मृत्युश्च सदसच्चाहमर्जुन ॥ १९॥

ایضاً (۱۹) اے ارجن طپش میں ہوں - بارش میں ہوں - مادہ جاذبہ اور مادہ باردہ میں ہوں - حیات اور ممات میں ہوں - حق و باطل میں ہوں -

	زندگی اور موت میں ہی حق و فکر باطلہ ،		میں تپش ہوں میں ہی بارش جاذبہ اور باردہ	

زمین قمر اور آفتاب ان تینوں چرخ کے مجموعہ کا نام ترلوکی ہے اور یہی صورت پرجاپتی کی اوپنشدوں نے ظاہر کی ہے دن رات پکش مہینہ اُتراین دکھناین طپش بارش حیات ممات برودت اور خشکی دنیا میں اسی کے نتیجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں

اس تصویر میں آفتاب کو مرکز قایم کرکے زمین کی گردش اوسکے گرد اور چاند کی گردش زمین کے گرد دکھائی گئی ہے - مگر آفتاب معہ کرہ زمین و قمر کے اپنے محور پر اور نیز قطب شمالی کے گرد جو اوسکا مرکز ہے چکر کرتا رہتا ہے - اس تصویر میں ستائیس نکشتر جنہیں بست و ہفت منزل قمر کہتے ہیں اور بارہ راشی جنہیں بارہ بروج کہتے ہیں دکھائے گئے ہیں راشیان آفتاب سے ایک

سطح میں اور نکشتر کے خطوط عمودی شکل میں ہیں جن کا رخ جانب دھرو ستارے کے ہے جیسے گنبد
پر گول اور آڑے خطوں سے نقش چوگانہ بنکر تقسیم حصص ہو جاتی ہے علماے قدیم نے نظام شمسی
کو اس عقلی دلائل سے اِس طرح پر راشیوں اور نکشتروںمیں تقسیم کر کے تمام سیاروں کی گردش
اور اوقات اور مقامات دریافت کئے ہیں اور اونکے احکام اسوقت تک بموجب اُسی قاعدہ
کے درست پاے جاتے ہیں۔ بارہ مقام سے آفتاب کی شکل بارہ طرح کی نظر آتی ہے دراصل
آفتاب ایک ہی ہے اور بارہ موقعات کے لحاظ سے بارہ نام اُس کے رکھے گئے ہیں۔

اِس نقشہ میں تین سیاہی کے دائرے آفتاب کے گرد ہیں اور ایک جانب اوس کے ۳۵۵ کا
عدد تین جگہ علیحدہ لکھا ہوا ہے کل دائرہ کی تعداد تین سو پینسٹھ دن یعنی سال شمسی ہے جسمیں
زمین اپنا چکر آفتاب کے گرد پورا کرتی ہے مگر چاند اپنی تیز رفتار سے اپنی گردش کو ۳۵۵ دن میں
پورا کر لیتا ہے اور ہر گردش میں دس درجہ آگے بڑھ جاتا ہے اس طور سے تین گردشوں میں تین
دن بڑھا کر اوسکی چھتیس گردشوں میں اپنی ۳۷ گردش کر لیتا ہے اسی وجہ سے منجموں نے دونوں
قسم کی گردشوں کی اوسط نکال لینے کے لئے ایک لوند کا مہینہ قرار دیکر حساب کو پورا کیا ہے تاکہ
تیوہار اور موسم اپنے اپنے مقررہ اوقات پر بدستور آویں اہل اِسلام کے تیوہار اس حساب کے نہونے
اور صرف قمری مہینوں کی پابندی کے باعث ہمیشہ دیگر موسموں میں بدلتے رہتے ہیں۔

متقدمین نے چاند کی گردش کو ۲۷ حصوں میں اِس وجہ سے تقسیم کیا ہے کہ آفتاب کے بارہ راشیوں
کے حساب کو پورا کرنیکے واسطے اور کوئی عدد کام نہیں دیسکتا ہے قمری ۲۷×۴=۱۰۸ اور شمسی
۱۲×۹=۱۰۸ دونوں ایک پیمانہ میں آجاتی ہیں ۱۰۸×۱۰=۱۰۸۰ اور ۳۶۰×۳=۱۰۸۰ نکشتروں
کے حساب سے چالیس گردش قمری مہینے کی ۳۷ گردش کے مساوی ہوتے ہیں اور شمسی مہینے
کی ۳۶ گردش کے برابر ہو جاتے ہیں ہر نکشتر کے چار حصہ یعنی ۲۷×۴=۱۰۸ اور ہر راشی کو نو
حصہ پر تقسیم کرنے سے ۱۲×۹=۱۰۸ نقشہ کے حاشیہ پر باتشریح دکھا دئے گئے ہیں۔ یہ قانون
قدرت ہے جسکو قدیم مہرشیوں نے اپنی قوت علمی سے دریافت کرکے دنیا کے بہبود کے واسطے

قاعدہ باندھ دیتے ہیں۔ اور اُنکے سمجھ لینے سے عقل کو روشنی ہوتی ہے۔

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापायज्ञै रिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयंते ॥
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोकमश्नंति दिव्यां दिवि देवभोगान ॥२०

نیک افعال بہشت کو حاصل کرتے ہیں۔

(۲۰) جو تینوں ویدوں کے معتقد سوم کے رس کو پیکر گناہوں سے پاک ہو کر اور یگ کر کے بہشت کے طالب ہوتے ہیں وہ بہشت کی آرام گاہ میں پہونچکر عمدہ اور دلکش لذاتِ بہشتی حاصل کرتے ہیں۔

وید کے جو معتقد کرتے ہیں پیکر سوم رس ۔ پاک نیت سے ریاضت اور جنت کی ہوس
اونکا فردوس برین میں جاکے ہوتا ہے قیام ۔ اور وہ ہوتے ہیں بہشتی لذتوں سے شادکام

ते तं भुक्त्वा स्वर्गलोकं विशालं क्षीणे पुण्ये मर्त्यलोकं विशंति
एवं त्रयीधर्ममनुप्रपन्ना गता गतं कामकामा लभंते ॥२१॥

بعد چندے عالم میں واپس آتے ہیں اور گردشیں پڑتے ہیں۔

(۲۱) اور اُس بلند مقام میں حظ نفس اوٹھا کر ثواب کے ختم ہونے پر عالم فانی میں داخل ہوتے ہیں اِس طور پر جو لوگ خواہشوں کے پابند ہیں اور تینوں ویدوں کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں وہ آمد و رفت میں رہتے ہیں۔

ختم ہو جاتا ہے جب ایسے ریاضوں کا ثمر ۔ واصلان عیش کا جنت سے ہوتا ہے سفر
پیروانِ وید جنکا دل ہے پُر از مدعا ۔ جبر قدرت سے ہیں یوں آواگون میں مبتلا

جو لوگ بیم اور اُمید رکھتے ہیں اور عقبیٰ کے عیش و آرام کے حاصل کرنیکی غرض سے عقاید مذہبی کی پابندی اور نیک افعال اختیار کرتے ہیں وہ اپنی خواہش میں کامیاب ہوتے ہیں لیکن علم ذات سے ناواقف ہونے کے باعث وصال ذات کے اعلیٰ اور اصلی آرام سے محروم رہتے ہیں۔

अनन्याश्चिंतयंतो मां ये जनाः पर्युपासते ॥
तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम् ॥२२॥

نیک افعال کا ثمرہ ضرور رہتا ہے

(۲۲) جو لوگ دل کو یکسو کر کے میری پرستش کرتے ہیں اور ہمیشہ میری یاد میں مشغول رہتے ہیں انکی امداد اور حفاظت کرتا ہوں۔

یاد کرتے ہیں مجھے جو لوگ باصدق و صفا	اُنکی امداد و حفاظت فرض اوّل ہے میرا

ये ऽप्यन्यदेवताभक्ता यजंते श्रद्धयान्विताः॥
ते ऽपि मामेव कौंतेय यजंत्यविधिपूर्वकम् ॥२३॥

نیک افعال انسان صفات پرست اور ادنیٰ ہیں۔

(۲۳) جو اور دیوتاؤں کو مانتے ہیں اور اعتقاد کے ساتھ انکا یگ کرتے ہیں اے ارجن وہ بھی بیقاعدہ طور پر میری ہی پرستش کرتے ہیں۔

جو ارادتمند دل سے ہیں طلبگار صفات	وہ بھی میری بندگی کرتے ہیں گو بے علم ذات

اگرچہ دیوتاؤں کو پوجنے والے ذات کی حقیقت سے بے خبر ہوئے ہیں تاہم وہ ارادت صادق رکھتے ہیں اِس لئے اون کو طالب ذات کہنا درست ہے۔

अहं हि सर्वयज्ञानां भोक्ता च प्रभुरेव च ॥
न तु मामभिजानंति तत्त्वेनातश्च्यवंति ते ॥२४॥

چونکہ وہ ذات کی اعلیٰ حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں اِس لئے وہ گردش میں رہتے ہیں

(۲۴) میں سب یگوں کا قبول کرنیوالا ہوں اور معبود ہوں چونکہ وہ میری اِس حقیقت کو نہیں جانتے اونکا تنزل ہوتا ہے۔

میں ہوں معبود اور مجھسے ہی نتایج کا حصول	ہیں صدا گردش میں وہ جنکا نہیں کوئی اُصول

ذات ہست مطلق ہے اور یگ تپ وغیرہ سب ریاضتیں اوسکی قدرت کا جلوہ ہیں دیوتا کے پوجنے والے اِس حقیقت کو نہیں جانتے پس وہ وصال ذات سے بے نصیب رہتے ہیں

यांति देवव्रता देवान्पितॄन्यांति पितृव्रताः॥
भूतानि यांति भूतेज्या यांति मद्याजिनो ऽपि माम्॥२५॥

اِنسان جس کا طالب ہوتا ہے اوسیکو پاتا ہے۔

(۲۵) دیوتاؤنکے پوجنے والے دیوتاؤں کو پاتے ہیں مُردوںکو پوجنے والے مُردوں کو عنصروںکے پوجنے والے عنصروں کو میرے پوجنے والے مجھ کو۔

جس کا جو طالب ہے آخرکار پاتا ہے اُسے	ماسوا کا ماسوا کو اور میرا طالب مجھے

دیوتاؤں کے پوجنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی محدود عقل کے موجب ایجاد قیام اور فنا وغیرہ مختلف

صفتوں کو جن کا ذات پاک سے نمود ہے اپنا معبود قرار دیکر اونکی پرستش کرتے ہیں اکثر مذاہب اس زمرے میں شامل ہیں جتنے آدمی بھوت پریت میراں مدار اور دیگر متوفیان کے معتقد ہیں وہ سب مُردوں کے پوجنے والے ہیں - جو اقوام سورج چاند پیپل اور آگ وغیرہ کو پوجتے ہیں وہ عناصر پرست ہیں - جو حق اور باطل کی تمیز حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ طالب ذات ہیں -

पत्रं पुष्पं फलं तोयं यो मे भक्त्या प्रयच्छति ॥

तदहं भक्त्यु पहृतम श्नासि प्रयतात्मन: ॥२६॥

علم ذات کے حاصل کرنے میں تھوڑی سی کوشش بھی ضایع نہیں ہوتی

(۲۶) جو صدق ارادت سے پتہ پھول پھل یا جل مجھے پیش کرتا اوسکے صدق ارادت سے دی ہوئی شے کو میں بخوشی قبول کرتا ہوں

پیش کرتا ہی مجھے جو پتر جل پھل یا کہ پھول		ہدیہ راسخ یہ اُس کا مجھکو دل سے ہے قبول

پتہ پھول پھل اور پانی وغیرہ ادنیٰ درجہ کی چیزیں بھی جو سچے عقیدہ سے دیجاتی ہیں پسندیدہ ہوتی ہیں مطلب یہ ہے کہ علم ذات کے حاصل کرنے میں صدق ارادت سے اگر تھوڑی سی بھی کوشش کیجاوے لاحاصل نہیں ہوتی اور جو شے جس کسی معبود کو سچے عقیدے سے پیش کیجاتی ہے اُسکی قبول کرنیوالی ذات ہی

यत्करोषि यदश्नासि यज्जुहोषि ददासि यत् ॥

यत्तपस्यसि कौंतेय तत्कुरुष्व मदर्पणम् ॥२७॥

انانیت کو ترک کرنا چاہئے

(۲۷) اے ارجن تو جو کچھ کرتا ہے - جو کچھ کھاتا ہے جو کچھ ہومتا ہے جو کچھ خیرات کے طور پر دیتا ہے اور جو ریاضت کرتا ہے اوسے مجھ سے منسوب کر

مجھ سے کر منسوب ارجن فاعلیت فعل کی		دھرم یگ تپ دان اور بھوجن ہیں اصل زندگی

تمام فعل تجھسے سرزد ہوں تو اون کے فاعل ہونے کے خیال کو چھوڑ دے اور ذات مطلق کی قدرت کو اون کا فاعل سمجھ -

शुभाशुभ फलैरेवं मोक्ष्यसे कर्मबंधनै: ॥

संन्यास योग युक्तात्मा विमुक्तो मामुपैष्यसि ॥ २८॥

افعال کی قید سے آزاد ہونے اور وصال حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

(۲۸) اِس طور پر تو افعال کی قید سے جن کا نتیجہ نیک اور بد ہی چھوٹ جائیگا اور علم حقیقت کے طریقہ کا شاغل ہو کر آزادی حاصل کریگا اور مجھ میں وصل ہوگا۔

ترک کر دیگا جزائے فعل کا بیم درجا	جبکہ تو پابندیِ افعال سے ہو کر رہا
مجھ میں واصل ہو کے تو ہستی کو میری پائیگا	لوح خاطر سے ترے نقش خودی مٹ جائیگا

جب اِنسان قدرت کو تمام فعلوں کا فاعل مانتا ہی تب وہ افعال اوسے پابند نہیں کرتے یعنی عارف کے سرور میں جو ذات کی ادراک سے حاصل ہوتا ہے فعل کے ہونے سے کوئی نقص واقع نہیں ہوتا اس کُل ادہیا میں صرف اُتنی ہی عملی طریقت ہے جو اوپر کے منتر میں بیان کی گئی۔

समोऽहं सर्वभूतेषु न मे द्वेष्योऽस्ति न प्रियः ॥
ये भजंति तु मां भक्त्या मयि ते तेषु चाप्यहम् ॥ २९ ॥

چونکہ ذات متضادہ صفتوں سے آزاد ہے اِسلئے جو لوگ انانیت کو چھوڑ کر افعال کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں وہ ذات میں وصل ہوتے ہیں۔

(۲۹) میں سب میں مساوی ہوں اور شوق اور نفرت نہیں رکھتا جو مجھے عشق کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ مجھ میں محو ہو جاتے ہیں اور میں اون میں۔

اُنھیں میں ہوں مجھ میں وہ جسکو محبت ہے مری	سب میں ہیں یکساں ہوں یعنی شوق و نفرت ہی بری

جو مرتومہ بالا طریقت سے ذات پاک کے طالب ہوتے ہیں اون کے حال پر یہ شعر صادق آتا ہے

چوں آئینہ بدست من و من در آئینہ ،	او در دل منست و دل من بدست اوست

अपि चेत्सुदुराचारो भजते मामनन्यभाक् ॥
साधुरेव स मंतव्यः सम्यग्व्यवसितो हि सः ॥ ३० ॥

جو بد افعال علم ذات کا طالب ہو اوسے نیک افعال خیال کرنا چاہئے

(۳۰) جو کوئی بد افعال میری ذات واحد کا تصور کرتا ہے اوسکو بھی نیک افعال ماننا چاہئے کیونکہ اوسکا ارادہ نیک ہوتا ہے

نیک ہو بد کار بھی ملتا ہے نیت کا ثمر	جان کو قربان کرتا ہے جو میرے نام پر

جو بھی کوئی برا افعال علم ذات کا متلاشی ہے اوسے نیک افعال کرنا لازم ہے کیونکہ اوسکا راہ راست پر آنا ثابت کرتا ہے کہ اوسکی بد خصلت مغلوب ہوگئی ہے اور نیک خصلت غلبہ پاگئی ہے۔

क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति।।

कौन्तेय प्रतिजानीहि न मे भक्तः प्रणश्यति ॥३१॥

(۳۱) وہ جلد نیک افعال ہوجاتا ہے اور دائمی اطمینان پاتا ہے اے ارجن میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ میرا طالب فنا نہیں ہوتا۔	چونکہ وہ علم انسان کو جلد نیک افعال بناتا ہے اوسکی حاصل کرنے میں کوشش رائگاں نہیں ہوتی

یہ سمجھ لے میر طاقت ہے فنا سے رستگار	نیک اعمال ہیں اسکو جلد آتا ہے قرار

علم ذات میں کوشش کرنے سے نیک افعالی بڑھتی ہے شکوک رفع ہوتے ہیں اور حالت سکون ملتی ہے۔

मां हि पार्थ व्यपाश्रित्य येऽपि स्युः पापयोनयः ॥

स्त्रियो वैश्यास्तथा शूद्रास्तेऽपि यान्ति परां गतिम् ॥३२॥

(۳۲) اے ارجن جب کہ ناقص الوجود عورت اور ویش۔ اور شودر میری پناہ میں آکر اعلیٰ منزل پر پہونچ جاتے ہیں۔	عورت ویش اور شودر بھی وصال حاصل کرسکتے ہیں

سایۂ رحمت میں اعلیٰ منزلت پاتے ہیں سب	فرقۂ نسواں و ناقص عقل و ویش و شدر جب

عورت ویش اور شودر کیطرف حقارت سے دیکھنا بیجا ہے کہ وہ بھی علم ذات حاصل کرکے درجہ کمال پر پہونچ سکتے ہیں

किंपुनर्ब्राह्मणाः पुण्या भक्ता राजर्षयस्तथा ॥

अनित्यमसुखं लोकमिमं प्राप्य भजस्व माम् ॥३३॥

(۳۳) تو پھر نیک خصلت برہمن اور طالب ذات راج رشی کا کیا ذکر کیا جاوے تو اس عالم کو بے ثبات اور آرام ابدی سے خالی جانکر مجھے یاد کر	برہمن اور چھتری کا تو کیا ذکر ہے علم ذات کو جو آرام ابدی دیتا ہے حاصل کرنا واجب ہے۔

کیا تعجب ہے اگر ہوں راز دار سرمدی	نیک خصلت برہمن اور باصداقت چھتری
اتنے نکتہ کو سمجھکر یاد کر میری مدام	بے ثبات عالم ہے اور مفقود ہے عیش دوام

اگر برہمن اور چھتری درجہ کمال کو پاویں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں کیونکہ وہ علم اور نکات کہ ہے

جس کے بدولت آسایش ابدی ملتی ہے۔

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु॥
मामेवैष्यसि युक्त्वैवमात्मानं मत्परायणः॥३४॥

(۳۴) مجھ میں دلکو لگا۔ میری پرستش کر۔ میرے واسطے یگ کر [علم ذات حاصل کرکے ذات میں وصل ہو]
میری بندگی کر۔ تو اس طریقہ سے اپنی ہستی کو میرے حوالہ کرکے مجھ میں وصل ہو گا۔

مجھ میں اپنا دل لگا اور مجھکو سچا مان لے	میری خاطر کر ریاضت مجھکو مالک جان لے
نقد ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا	مجھ میں واصل ہو گا میرے قول پر ایمان لا

ہستی بحت کو اپنے دل میں تسلیم کرنے سے پندار کا حجاب رفع ہوتا ہے اور وصال کی صورت بطوں میں پیدا ہوتی ہے۔ علم ذات کے حاصل کرنیکا یہی طریقہ ہے اور اوسی کو مصنف نے اوپر کے ستائیسویں منتر میں دیگر الفاظ میں بیان کیا ہے۔

श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योग
शास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे राजविद्या राज-
गुह्य योगो नाम नवमोऽध्यायः॥९॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی راج ودیا راج گھیہ یوگ نام نویں ادھیا ختم ہوئی

نویں ادھیا کا خلاصہ

(۱) ہستی بحت حدوث اور قدیم سے برتر اور افعال سے بے تعلق ہے کل افعال کی پیدایش اور عالم کا ظہور اور غیوب صفات سے ہوتا ہے۔ ذات اور صفات کے درمیان ایک عجیب تعلق ہے جو کہ ادراک معقولات سے برتر ہے اور پندار کے ترک کرنے کے بعد چشم معرفت سے نظر آتا ہے اسے تعلق اسوجہ سے کہتے ہیں کہ صفات کا ذات کیوجہ سے قیام ہے اور لفظ تعلق درست بھی نہیں ہے کیونکہ ایک دوسرے سے الحاق نہیں۔ مقناطیس لوہے کو دور سے کھینچتا ہے مگر کوئی شخص نہیں بتا سکتا کہ آن

میں کس قسم کا تعلق ہے جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہی علم ذات ہے اور ہر فرد بشر مرد خواہ عورت کو وہ علم حاصل ہو سکتا ہے اور پھر کبھی فنا نہیں ہوتا اوسکا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے اور اوس کے حاصل کئے بغیر وصال ممکن نہیں۔

(۲) انسان تین قسم کے ہوتے ہیں بد افعال۔ نیک افعال اور عارف۔ بد افعال لذات دنیوی میں مصروف رہتے ہیں اور کسی کو اپنے سے اعلیٰ اور واجب التعظیم نہیں سمجھتے اس قسم کے آدمی دام غفلت میں گرفتار اور ذلیل وخوار رہتے ہیں۔ نیک افعال اپنا خالق اور معبود مانتے ہیں اور حواس کو مطیع کرکے اوسکی پرستش میں مصروف رہتے ہیں اونکو اپنی نیک افعالی کے ثمرے میں آرام وآسایش حاصل ہوتے ہیں مگر وہ اصلی نہیں ہوتے یعنی اونکا ہمیشہ قیام نہیں رہتا عارف حق وباطل کو شناخت کرتا ہے اور عالم کو صفات کا جلوہ اور پندار کو ایک موہوم شئے جانتا ہے۔ پس وہ بیم ورجا کا پابند نہیں ہوتا اور علم ذات میں مسرور رہتا ہے اوسکا درجہ نیک افعالوں سے بلند ہے۔

(۳) علم ذات پندار کے ترک سے حاصل ہوتا ہے یعنی جب تک پندار کا حجاب رفع نہیں ہوتا علم ذات اور وصال ہرگز حاصل نہیں ہوتے اِس لئے انانیت کا چھوڑنا انسان کو واجب ہے۔

دسویں ادھیا وبھوتی یوگ

श्री भगवानुवाच

भूयएव महाबाहो शृणु मे परमं वच:॥
यत्तेऽहं प्रीय माणायवक्ष्यामि हितकाम्यया॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

(۱) اے ارجن تو میرے اعلیٰ کلام کو دوبارہ سن چونکہ تو مجھے عزیز ہے اسلئے میں تیری بہتری کے خیال سے ذیل میں اسکی تشریح کرتا ہوں۔	علم ذات کی اس ادھیا میں مکرر تشریح درج ہے۔

سن مفصل رازِ مخفی ارجن اب بارِ دگر		مجھکو اے پیارے تری بہبود ہے مدِ نظر	

دسویں ادھیا میں متکلم نے عجائبات عالم کو ذات واحد کا جلوہ ثابت کیا ہے۔

न मे विदु: सुरगणा: प्रभवं न महर्षय:॥
अहमादिर्हि देवानां महर्षीणांच सर्वश:॥२॥

(۲) میری حقیقت کو دیوتا اور مہرشی نہیں جانتے اسوجہ سے کہ میں سب دیوتاؤں اور مہرشیوں کا مبدا ہوں	صفات پرست اس علم سے ناواقف رہتے ہیں

مہرشی اور دیوتاؤں کی ہے مجھسے ابتدا		اسلئے میری حقیقت سے ہیں وہ ناآشنا	

مہرشی وہ عارف ہیں جنہوں نے باہمی مناظرے سے عالم کی ایجاد قیام اور فنا کو تحقیق کر لیا ہے اور دیوتا اُن لطیف قوتوں کا نام ہے۔ جو انسان اور دیگر حیوانات میں بصورت قوت متخیلہ و عقل وغیرہ موجود ہیں اور جسم میں محدود نظر آتے ہیں وہ سب دراصل ذات نامتناہی کی قدرت کے مختلف اشکال ہیں اور اوس سے ظہور پاکر اوسیکا حجاب ہو رہے ہیں پس جو کچھ اونکے ذریعہ سے دریافت ہوتا ہے اون سب کا مبداء وہ ذات ہے۔

योमामजमनादिंच वेत्तिलोकमहेश्वरम्॥

असंमूढ: स मर्त्येषु सर्वपापै: प्रमुच्यते॥३॥

جو لوگ اُس سے واقفیت حاصل کرتے ہیں وہ گناہوں سے آزاد ہوجاتے ہیں

(۳) میں پیدایش اور فنا سے بری اور عالم کا صاحب ہوں جو دانشمند انسان مجھے جان لیتا ہے وہ گناہوں سے رہائی پاتا ہے۔

میں ازل سے ہوں ابد تک مالکِ کون و مکاں
معصیت سے پاک بالا تر ہے میرا رازداں

बुद्धिर्ज्ञान मसंमोहः क्षमा सत्यं दमः शमः ॥
सुखं दुःखं भवो भावो भयं चाभयमेव च ॥४॥
अहिंसा समता तुष्टिस्तपो दानं यशो ऽयशः ॥
भवंति भावा भूतानां मत्त एव पृथग्विधाः ॥५॥

انسانی طبائع ذات پاک سے ظہور پاتے ہیں

(۴ و ۵) عقل[1]۔ علم[2]۔ ہوشیاری[3]۔ تحمل[4]۔ راستبازی[5]۔ نفس کشی[6]۔ ضبط دل[7]۔ خوشی[8]۔ رنج[9]۔ پندار[10]۔ ترک پندار[11]۔ خوف[12]۔ بیخوفی[13]۔ رحمدلی[14]۔ سکون[15]۔ قناعت[16]۔ ریاضت[17]۔ فیاضی[18]۔ خیرطلبی[19]۔ اور بدخواہی[20]۔ وغیرہ انسان کی مختلف خصلتوں کا ظہور مجھسے ہوتا ہے۔

علم و دانش ہوشیاری ضبطِ دل رنج و خوشی
خوف بیخوفی سکونِ دل خودی ترکِ خودی
مختلف خاصیتوں کا طبع انسان میں ظہور

بُردباری راستبازی نفسِ امّارہ کُشی
نیک بد خواہی قناعت رحم اور دریا دلی
جانتے ہیں مجھسے جنکو جاننے کا ہے شعور

یہ سب خصلتیں مندرجہ بالا طبائع انسان میں ذات واحد کی صفاتی قوتوں سے پیدا ہوتی ہیں اور اون کی امتزاج میں اختلاف ہونے کے سبب سے وہ مختلف ہوتی ہیں۔

महर्षयः सप्त पूर्वे चत्वारो मनवस्तथा ॥
मद्भावा मानसा जाता येषां लोक इमाः प्रजाः ॥६॥

وہ سات اور چار صفاتی قوتوں کی ترکیب سے ظہور پاتی ہیں

(۶) سات قدیم مہرشی اور چار منو میری صفاتی قوتیں ہیں جن سے دنیا میں یہ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں۔

میری اعلیٰ طاقتیں چاروں منو ساتوں رشی
ہیں قدیمی جنسے پیدایش ہی مخلوقات کی

سات مہرشی اور چار منو کا اشارہ گایتری منتر کی سات بھومکا اور چار اوستھا پر ہی جن کے

اختلاط اور ترکیب سے مخلوقات میں تمام خصلتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ مخلوق چندے عالم وجود کی سیر کرکے خوابگاہ عدم میں جاتے ہیں گایتری منتر پر غور کرنے سے مندرجہ بالا معنی صاف طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں۔

एतां विभूतिं योगं च मम यो वेत्ति तत्त्वतः॥
सोऽविकंपेन योगेन युज्यते नात्र संशयः॥७॥

(۷) جو میری قدرت کو اور اوسکے اون جلوونکو ٹھیک طور پر جان لیتا ہے وہ بیشک ایسی حالت سکون کو پاتا ہے جسے کبھی جنبش نہیں ہوتی	جو نیتر ادن قوتوں کی ترکیب کو سمجھ لیتا ہے وہ اصلی آرام کو پاتا ہے۔

	قطب ہیں وہ اور سکون قلب حاصل ہو انہیں		قدرت اور جلوونکا میرے علم کامل ہی جنہیں	

جو انسان اِن منازل کو تمیز کرلیتا ہے اور اپنے وجود کی کیفیت سے آگاہ ہو جاتا ہے اوسکو ایسا قرار و اطمینان ملتا ہے جسمیں کبھی خلل واقع نہیں ہوتا یہ امر علمی ثبوت رکھتا ہے اور اسمیں شک کی گنجایش نہیں ہے اور انسان کو اس کے بارہ میں تشکوک اوسی وقت تک پیدا ہوتے ہیں جبتک اوس نے اسے عملی طور پر ثابت نہیں کیا ہے۔

شعر

	معذور دارمست کہ تو اورا ندیدہ ؛		ناصح بہ طعن گفت بروترک عشق کن	

अहं सर्वस्य प्रभवो मत्तः सर्वं प्रवर्तते॥
इति मत्वा भजंते मां बुधा भावसमन्विताः॥८॥

(۸) جو دانشمند اور طالب صادق ہیں وہ یہ سمجھکر کہ میں سب کا مبدا ہوں اور سب کا مجھسے ظہور ہے میری یاد کرتے ہیں۔	طالب صادق ذات پاک کے تحقیقات میں علمی بحث کرتے ہیں۔

	یہ سمجھکر یاد کرتے ہیں مجھے اہل شعور ،		سب کا میں آغاز ہوں اور مجھسے ہے سب کا ظہور	

وہ صفاتی قوتیں جن کے متعلق عالم کا نظام ہے یہ کرت یعنی قدرت سے ظہور پاتی ہیں اور قدرت ذات کا عکس ہے پس ذات کل عالم کا مبدا ہے۔ جو لوگ تحقیقات باطنی کا شوق

رکھتے ہیں وہی اور اک ذات میں مشغول ہوتے ہیں۔

मच्चित्ता मद्गतप्राणा बोधयंतः परस्परम् ॥
कथयंतश्च मां नित्यं तुष्यंति च रमंतिच ॥९॥
तेषां सतत युक्तानां भजतां प्रीतिपूर्वकम् ॥
ददामि बुद्धि योगं तं येन मामुप यांति ते ॥ १०॥

(وہ علمی بحث کے نتیجہ میں علم ذات حاصل کرتے ہیں)

(۹-۱۰) جو مجھ میں دل اور جان کو لگا کر میری بابت باہم گفتگو کرتے ہوئے اور میرا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ خوش وخرم رہتے ہیں اور میرے تصور میں ہر وقت عشق کیساتھ مشغول رہتے ہیں اونہیں میں وہ علم عرفان عطا کرتا ہوں جس سے وہ مجھے پاتے ہیں۔

	جو عقیدت مند مجھ پر ہیں دل و جان سے فدا		جنکو دایم مشغلہ ہے میرے ذکر و فکر کا ،
	دل سے میری بندگی کرتے ہیں جو صبح و مسا		علم عرفان انکو بہر وصل کرتا ہوں عطا

جو لوگ صدق ارادت سے علم ذات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں اور سچے دل سے اوسکی تلاش میں مصروف رہتے ہیں آخرکار علم ذات اونکی قلب پر آشکارا ہو جاتا ہے عشق صدق ارادت کا اور اپنے آپکو بھول کر اوس کی یاد میں رہنا منزل فنا ہے۔

तेषा मेवानुकं पार्थ महमज्ञानजं तमः ॥
नाशयाम्यात्म भावस्थो ज्ञान दीपेन भास्वता ॥ ११॥

(علم ذات جہل و نادانی کو دور کرتا ہے۔)

(۱۱) میں اپنی قدرت میں نزول کر کے رحمدلی کے ساتھ معرفت کے روشن چراغ سے اون کے جہل کی تاریکی دور کرتا ہوں۔

	تیرگی عقل اُن کی بہتری کے واسطے		دور کر دیتا ہوں علم معرفت کی شمع سے

علم ذات کی روشنی سے نادانی کی تاریکی بالکل رفع ہو جاتی ہے اور سکون کی حالت پیدا ہوتی ہے۔

अर्जुन उवाच- परं ब्रह्म परं धाम पवित्रं परमं भवान् ॥
पुरुषं शाश्वतं दिव्यमादिदेवमजं विभुम् ॥१२॥
आहुस्त्वामृषयः सर्वे देवर्षिर्नारदस्तथा ॥
असितो देवलो व्यासः स्वयं चैव ब्रवीषि मे ॥१३॥

ارجن نے سوال کیا

کل عارفان متفق الرائے ہیں کہ ذات پاک قدیم محیط اور ہست مطلق ہے۔

(۱۲ و ۱۳) دیورشی - نارد - اسیت - دیول - ویاس اور سب رشی آپکو وہ ذات بیان کرتے آئے ہیں جو ہست مطلق سب سے اعلیٰ نہایت پاک قدیم حیرت انگیز پیدایش و فنا سے آزاد اور محیط ہے اور آپ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

ذات حق عالم کا مخزن اور سب سے پاک تر مانتے ہیں آپکو ویاس اور نارد مہرشی		حیرت افزا اشرف و اول محیط و بے ضرر دیول و آسیت فرماتے ہیں ایسا آپ بھی

सर्वमेतदृतं मन्ये यन्मां वदसि केशव ॥
न हि ते भगवन् व्यक्तिं विदुर्देवा न दानवाः ॥१४॥

بیم و امید رکھنے والے اوسکی حقیقت کو نہیں جانتے ہیں

(۱۴) اے کرشن آپ جو کچھ فرماتے ہیں میں اوسے بالکل صحیح مانتا ہوں اے بھگوان نیک اور بد انسان دونو آپ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

کرشن میں تسلیم کرتا ہوں ہدایت آپ کی		ہے نہاں جن و ملک سے بھی حقیقت آپکی

جب تک انسان نظر عزیت رکھتا ہے اور بیم و امید میں گرفتار رہتا ہے علم ذات اوسکو ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔

स्वयमेवात्मनात्मानं वेत्थ त्वं पुरुषोत्तम ॥
भूतभावन भूतेश देवदेव जगत्पते ॥१५॥

لیکن عارف جو بے پندار ہیں جانتے ہیں۔

(۱۵) آپ ذات پاک محرک اجسام - عالم کے صاحب سب سے

اعلیٰ اور سب کے مالک ہیں اور اپنے تئیں خود آپ ہی جانتے ہیں۔

آپ ہی پر منکشف ہوتا ہے عقدہ آپ کا	اے خداوند مسبّب ذات پاک و کبریا
حجاب روئے تو روئے تو ہست درہمہ حال	نہانی از ہمہ عالم ز بسکہ پیدائی

वक्तुमर्हस्यशेषेण दिव्या ह्यात्म विभूतयः॥
याभिर्विभूतिभिर्लोकानि मांस्त्वंव्याप्य तिष्ठसि॥ १६॥

ارجن کرشن جی سے درخواست کرتا ہے کہ اپنی قدرت کے جلوؤں کو مفصل بیان کیجئے۔

(۱۶) اب آپ اون نادر جلوؤں کا مفصل بیان کیجئے جن سے آپ نے اس کل عالم کو معمور کر رکھا ہے۔

ایسے جلوؤں کو مفصل مجھ پہ ظاہر کیجئے۔	جنسے یہ عالم منوّر کر رکھا ہے آپ نے

कथं विद्यामहं योगिस्त्वां सदा परिचिंतयन्॥
केषुकेषु च भावेषु चिंत्योऽसि भगवन्मया॥ १७॥

میں آپکی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں۔

(۱۷) آپ تو قادر مطلق ہیں میں آپکو کس تصوّر کی مزاولت سے جان سکتا ہوں اے صاحب بتائیے کہ میں آپ کا تصور کن وسایل سے کروں

کن وسایل سے ملیگا مجھکو منظر آپ کا	ہے تصوّر کونسی شکلوں میں بہتر آپ کا

विस्तरेणात्मनो योगं विभूतिं च जनार्दन॥
भूयः कथय तृप्तिर्हि शृण्वतो नास्ति मेऽमृतम्॥ १८॥

آپکی قدرت کے جلوؤں کا حال سننا چاہتا ہوں۔

(۱۸) اے کرشن آپ اپنی قدرت اور اوس کے جلوؤں کو بالتصریح پھر فرمائیے کیونکہ آپ کا کلام آب حیات کی تاثیر رکھتا ہے اور اوس کے سننے سے میری سیری نہیں ہوتی۔

اپنی قدرت کے کرشمے پھر بیان فرمائیے	قطرہ کو ترسے تر میرا دہاں فرمائیے

الذات بلیک الجواب ہے کیونکہ جو شخص اوسے نوش کرتا ہے وہ حیات جاودانی پاتا ہے۔

श्रीभगवानुवाच-हंत ते कथयिष्यामि दिव्या ह्यात्मविभूतयः
प्राधान्यतः कुरुश्रेष्ठ नास्त्यंतो विस्तरस्य मे ॥१९॥

شری بھگوان نے فرمایا

قدرت کے جلوؤں کی انتہا نہیں ہے۔

(۱۹) اچھا اب میں تجھے اپنے خاص اور نادر جلوے بتاتا ہوں یوں تو میرے جلوؤں کی انتہا نہیں ہے۔

تجھے سن اب تذکرہ تو میرے خاص اعجاز کا
میرے جلوونکی نہیں ہؔ یوں تو کوئی انتہا

ذات بحت کی قدرت کے جلوے کثیر اور بے انتہا ہیں بلکہ کل اجسام نے اوس سے نمود پایا ہے ذیل میں صرف اون جلوؤں کا بیان کیا جاویگا جو اپنی قسم میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

अहमात्मा गुडाकेश सर्वभूताशयस्थितः ॥
अहमादिश्च मध्यं च भूतानामंत एव च ॥२०॥

ذات کل اجسام میں پوشیدہ طور پر موجود ہؔ

(۲۰) اے ارجن میں کل اجسام کے بطوں میں مقیم ہوں اور کل اجسام کی ابتدا وسط اور انتہا ہوں۔

اے دلاور سب کے باطن پر تسلط ہے مرا
ابتدا وسط اور آخر میں ہوں کل اجسام کا

ذات کل اجسام میں محیط ہے اور کل اجسام کا ایجاد قیام اور فنا اوس کا کرشمہ ہے۔

आदित्यानामहं विष्णुर्ज्योतिषां रविरंशुमान ॥
मरीचिर्मरुतामस्मि नक्षत्राणामहं शशी ॥२१॥

اوسکی قدرت کے جلوؤں کا بیان۔

(۲۱) میں نظام شمسی میں وشنو ہوں ستاروں میں روشن آفتاب ہوں مروتوں میں مریچی ہوں سیاروں میں چاند۔

روشن ہوں بروجوں میں ستاروں میں مہر جلوہ گر
بادیں تارنفس ہوں اور منازل میں قمر

یہ تصویر نمبر ۹ سمجھ میں آنے پر عجب کیفیت دکھاتی ہے اور اس نظارہ میں عالم نورانی کا تماشا پیش نظر ہو جاتا ہؔ سنسکرت میں چر متحرک کو کہتے ہیں اور کھ آسمان کا نام ہؔ ان دو لفظوں کے ملانے سے

چرکھ شبد بنتا ہے جسے فارسی دانوں نے چرخ فلک کہا ہے آفتاب کو اس چرخ کا مرکز سمجھو اور جتنے سیارے
اوس کے گرد اجسام کے صورت میں ہیں وہ سب آفتاب سے بہت چھوٹے ہیں لہذا آفتاب سے
جو روشنی اونپر پڑتی ہے اُس سے ایک پنکھڑی سی بنجاتی ہے اس طرح ہر طرف پنکھڑیوں کے بنے سے
ایک نورانی چرخہ سا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔زمین اس چرخہ کا نکلہ ہے جسکے گرد چاند چکر کرتا ہے زمین کا نصف
کرہ زرد رنگ کا ہے وہ دن کی علامت ہے جو سیاہ حصہ ہے وہ رات کی صورت ہے۔ جس مقام پر سُرخی نمودار ہے اور نفظ
اوشا لکھا ہوا ہے وہ صبح صادق کی اُفق ہے اوسکے مقابل جہاں نفظ مترا لکھا ہوا ہے وہ شام کی شفق ہے
اور یہ دونوں ہمیشہ قایم رہتے ہیں یعنی زمین کا جو حصہ ان مقاموں سے گذرتا ہے وہاں شفق اور اُفق
محسوس ہوتے ہیں قمر کا مادہ باردہ بشکل برف بارش و اولہ زمین کے نکلہ پر مثل روئی کے لپٹا رہتا ہے
جس سے تمام غلہ جات و نباتات کی پیدایش اور سب جانداروں کی پرورش ہوتی ہے۔میش راشی کے آفتاب
کو وشنو کے نام سے تعبیر کیا ہے اور موسم بسنت کی زردی اسی کے اثر سے ہوتی ہے۔

ویدنے سات دیوتاؤں کے علاوہ اوشا۔ مترا۔ اور یم تین دیوتا ترلوکی کے اندر مانے ہیں جن کی
صورتیں اس تصویر میں دکھائی گئی ہیں۔ اوشا صبح صادق کی اُفق کا نام ہے جس کا تعلق سورج سے
ہے اور مترا شام کی شفق کو کہتے ہیں جسکا تعلق چندرماں یا وروں دیوتا سے ہے یم دیوتا اوس قوت
جاذبہ کو کہتے ہیں جو زمین سے آفتاب کی جانب بخارات و دیگر مادوں کو کھینچ لیجاتی ہے اوشا اور مترا
کی جوڑی کا نام اشونی کمار ہے اور وہ دو خط مستقیم ہیں جو آفتاب سے اس کرہ زمین و دیگر ستارگان
کیطرف آتے ہیں اور صبح و شام کو پیدا کرتے ہیں ان کے درمیانی وقت کا نام دن اور رات ہے کرہ زمین
کے مختلف حصے ان خطوط میں سے گذرتے ہیں مگر یہ خطوط ہمیشہ بدستور قایم رہتے ہیں۔

مرت کا اشارہ ہوائی طبقہ پر ہے جس میں مریچی یعنی نفس فضیلت رکھتا ہے اور وہ بوجہ اپنے
چیتن شکتی یعنی روحانی طاقت کی تمام حرکات کا مبدا ہے۔

چاند کا چکر یعنی قمری دورا دن ۲۷ حصوں پر جنہیں نکھشتر کہتے ہیں منقسم فرض کیا گیا ہے۔ اور اسکا
مجمل بیان تصویر نمبر ۹ میں ہو چکا ہے اور تصویر نمبر ۱۰ اگلے صفحہ پر ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے دکھائی جائیگی

روئے زمین کے مانند چاند کے نصف کرہ پر جو مقابل آفتاب کے ہوتا ہے روشنی اور دیگر نصف کرہ پر جو آفتاب سے اوٹ میں ہوتا ہے اندھیرا رہتا ہے مگر روئے زمین کے باشندگان کو اوسکا روشن حصہ اوسقدر دکھتا ہے جتنے نظر کے سامنے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ چاند کی کلائیں گھٹتی اور بڑھتی معلوم ہوتی ہیں اور جن تین دنوں میں اوسکا روشن حصہ زمین کے مقابل نہیں ہوتا اون میں رویت قمر بالکل نظر نہیں آتی چاند کا کرہ برودت کا مرکز ہے اور وہ زمین سے قریب ہونیکی وجہ سے جذر و مد وغیرہ سمندروں میں پیدا کرتا ہے۔

बेदानां सामवदोस्मि देवानामस्मि वासवः ॥
इन्द्रियाणां मनश्चास्मि भूतानामस्मि चेतना ॥२२॥

الیضاً	(٢٢) میں ویدوں میں سام وید ہوں دیوتاؤں میں اندر۔ حواس میں دل ہوں اور جسموں میں جان۔

	راجہ اندر دیوتاؤں میں۔ رچا میں سام ہوں		میں دل و جان حواس خمسہ و اجسام ہوں	

چونکہ سام وید میں طریقت عشق بمقابلہ اور ویدوں کے زیادہ صاف طور پر درج ہے لہذا وہ قدرت کا خاص جلوہ بیان کیا گیا ہے۔ اِندر اوس صفائی قوت کو کہتے ہیں جو بصورت نفس جسم انسان میں داخل ہو کر حواس پر حکومت کرتی ہے اور دل سے اپنے وزیر کا کام لیتی ہے۔ دل کی غیر حاضری میں حواس خمسہ بیکار ہو جاتے ہیں اِسلئے دل اوپر فضیلت رکھتا ہے سب جانتے ہیں کہ ہر ایک جسم جان کی وجہ سے حس و حرکت کرتا ہے اور اشیائے بیرونی کو تمیز کرتا ہے۔ اِسلئے جان کو جسم پر بہر نوع عظمت حاصل ہے

रुद्राणां शंकरश्चास्मि वित्तेशो यक्षरक्षसाम ॥
वसूनां पावकश्चास्मि मेरुः शिखरिणामहम् ॥२३॥

الیضاً	(٢٣) میں رودروں میں شنکر ہوں یکش اور راکشسوں میں کویر وسوؤں میں اگنی ہوں اور پہاڑوں میں میرو۔

میں ہی رودروں میں ہوں شنکر یکش و راچھس میں کوبیر		میرو سو ؤ مینں ہوں اگنی اور پہاڑ و نیں سیمر	

شیو ستوگنی تنکر جوگتی اور رودر تموگنی نام ہے اس تصویر نمبر ۱۱ کے دیکھنے سے شیو پران کا اختصار اور مدعا سمجھ میں آجاوے گا۔ بھارت ورش کی ترکوں موتی ہے اور شیو کا سروپ اوس میں نظر آتا ہے اوپر جٹا جوٹ کشمیر کا مقام ہے اور جٹا میں جو دائیں ہاتھ پر پھیلی ہوئی ہیں پہاڑیاں ہیں جنمیں سے گنگا جی اور تمام ندیاں گذرتی ہیں اور سمندر کی طرف جاتی ہیں پھر اون کو آفتاب کی حرارت سمندر سے جذب کر کے بادل کی صورت بناتی ہے تب بارش پہاڑوں پر ہوتی ہے ایسا چکر برابر چلا جاتا ہے تیر تھونکے مقامات اِس نقشہ میں مندرج ہیں ہاتھ کا ترشول تین مقامات بدرکا شرم کیدارناتھ اور گنگوتری کو جو اِس شکل کے ہیں دکھاتا ہے کمر میں مرگ چھالا لپٹی ہوئی ہے کوبیر دیوتا کو دنیا کا خزانچی یا بھنڈاری پورانوں نے لکھا ہے دنیا پرست جو عقبیٰ سے غافل اور مال دولت کے پوجنے والے ہیں یکھش اور راکھشس کہلاتے ہیں۔

دسو اس حرارت کو کہتے ہیں جو اِجسام میں مخفی رہتی ہے اور دو جسموں کے باہم رگڑنے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یوگ کے اِصطلاح میں میرو میٹھیہ کی ہڈی کو کہتے ہیں اور سیمر پربت سے عارفوں کے اِصطلاح میں ام الدماغ مُراد ہے۔

पुरोधसां च मुख्यं मां विद्धि पार्थ बृहस्पतिम॥
सेनानी नामहं स्कन्दः सरसामस्मि सागरः॥२४॥

ذات واحد کی قدرت کے نامور جلوؤں کا بیان	(۲۴) اے ارجنؔ تو مجھے پروہتوں میں اون کا گرو برہسپتی سمجھ میں سپہ سالاروں میں سکند ہوں اور پانی کے مقامات میں سمندر۔

پروہتوں کا رہنما ہوں سب سے بڑھکر عقلمند۔		ساری جھیلوں نیں سمندر فوجداروں نیں سکندر	

دیوتاؤں کے گرد کا نام برہسپتی ہے۔ سکند نامی ایک بڑا بہادر سپہ سالار دیوتاؤں میں گذرا ہے ظاہر ہے کہ سمندر میں کل دریا جھیل اور ندیاں داخل ہو کر غائب ہو جاتے ہیں اور وہ ان سب سے بڑا ہے۔

महर्षीणां भृगुरहं गिरामस्म्येकमक्षरम् ॥
यज्ञानां जपयज्ञोऽस्मि स्थावराणां हिमालयः ॥२५॥

ایضاً (۲۵) میں مہرشیوں میں بہرگو ہوں لفظوں میں اوم یگیوں میں جپ یگیہ ہوں اور پہاڑوں میں کوہ ہمالیہ۔

راج رشیوں‌میں ہوں بہرگو اکشر و‌میں ہوں اکار	کوہساروں‌میں ہمالہ مشغلوں میں ذکر یار

بہرگو مہرشی ہند کے رشیوں میں بڑے زبردست اور واجب التعظیم گذرے ہیں کتب اہل ہند میں اوم کی ندا کو بڑی فضیلت دی گئی ہے یعنی اوسے اسم اعظم مانا ہے اور اوپنشدوں نے اوسکی شناخت اور معنی مفصل بیان کئے ہیں اور ذات وصفات کے تمام علوم کا اوس کے معنی میں مشمول ہونا ثابت کیا ہے۔ کل عملی طریقوں میں جپ یعنی ذکر بالقلب اعلیٰ ہے کوہ ہمالیہ دنیا کے سب پہاڑوں سے بلند ہے اور بلحاظ خوبصورتی اور قدرتی نشو ونما کے قابل تعریف ہے۔

अश्वत्थः सर्ववृक्षाणां देवर्षीणां च नारदः ॥
गन्धर्वाणां चित्ररथः सिद्धानां कपिलो मुनिः ॥२६॥

ایضاً (۲۶) میں درختوں میں طوبیٰ ہوں دیورشیوں میں نارد۔ گندہربوں میں چتررتھ اور کاملوں میں کپل منی۔

برہم رشیوں‌میں ہوں نارد برکش میں ہوں آشوتھ	میں ہوں منیوں میں کپل گندہربوں میں ہوں چتررتھ

درخت طوبیٰ یعنی کلپ برچھ کی تصریح پندرھویں ادھیا کے اول منتر میں درج ہے اور اسکی مراد علم صفات سے ہے ناردجی عارفوں کے سرتاج تھے کہ اونہوں نے عشق حقیقی کے وسیلے وصال حاصل کیا تھا زمانہ سابق میں جو رقاص یا قوالوں کا فرقہ گندہرب کے نام سے مشہور تھا اون میں ایک شخص چتررتھ نامی ہوا تھا جو اپنے علم میں کمال رکھتا تھا کپل منی مصنف سانکھ شاستر کے مرتاض کامل اور اعلیٰ درجہ کے فاضل گذرے۔

उच्चैःश्रवसमश्वानां विद्धि माममृतोद्भवम् ॥

ऐरावतं गजेंद्राणां नराणां च नराधिपम्॥२७॥

(۲۷) تو مجھے گھوڑوں میں اوچے شروا سمجھ جو آبحیات سے پیدا ہوا تھا میں زبردست ہاتھیوں میں ایراوت اور رعایا میں بادشاہ ہوں۔

اسپ کی نسلوں میں ہوں میں مرکب عالم پناہ		کوہ تن فیلوں میں ایراوت رعایا میں ہوں شاہ

اہل ہند کی اکثر کتابوں میں سمندر کا متھا جانا اور اوسمیں سے چودہ رتن کا نکلنا بیان کیا گیا ہے عوام اِس مضمون کے معنی پر غور کئے بغیر اِسے حکایت خیال کرتے ہیں یہ حکایت نہیں ہے بلکہ حضرت اِنسان کی کیفیت ہے جو اور پیرایہ میں ظاہر کی گئی ہے سمندر اِنسان کی ذات ہے اور شیش ناگ اوس میں نفس ہے دیوتا اور دیت صفات ملکوتی وشیطانی ہیں اور کچھوا جسم ہے (دیکھو دوسری ادھیاے کا ۵۸ فقرہ) سمندر کے متھنے سے رتن نکالے گئے ہیں وہ چودہ جوہر پانچ حواس پانچ قواے افعالی اور چار قوتیں متخیلہ۔ ممیزہ۔ مدرکہ اور حافظہ ہیں اور اونمیں سے ایک اوچے شروا ہے یہ ایال دار اور دُم دار گھوڑا نہیں ہے بلکہ حضرت اِنسان کی قوت متخیلہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جو قوت خیالات کو پیدا کرتی ہے اور جس کے روکنے سے خیالات رکجاتے ہیں اوسے متکلم نے بطور استعارہ گھوڑا بیان کیا ہے اِسیکو عارفان گذشتہ نے وشنو کی سواری گرڑ اور برہما کی سواری ہنس اور دُلدل وغیرہ مانا ہے۔ بوعلی شاہ نے لکھا ہے ؎ جہاں تیرہ است و رہ مشکل جنیت را عنان در کش دمانے رخت ہستی را بخلوت گاہ جان در کش ٭ ایراوت ہاتھی کا اِستعارہ بھی قابل غور ہے ایراوت اُن ہاتھیوں میں سے نہیں ہے جو سرکاری توپ خانہ میں کام آتے ہیں بلکہ اون میں سے جو بارش بنکر روئے زمین کو سیراب کرتے ہیں اور دریاؤں میں طغیانی پیدا کرتے ہیں بادل بخارات سے بنتے ہیں اور ہاتھیوں کی فوج کے مانند نظر آتے ہیں جیسے ہاتھی سونڈ سے پانی پیتا ہے اور پھر خارج کر دیتا ہے ویسے ہی بادل بھی پانی کو سمندر سے حاصل کرکے زمین پر ڈالدیتے ہیں اِسلئے ایراوت اندر کا ہاتھی بیان کیا گیا ہے۔

आयुधानामहं वज्रं धेनूनामस्मि कामधुक्॥

प्रजनश्चास्मि कंदर्पः सर्पाणामस्मि वासुकिः ॥२८॥

الیضاً	(۲۸) میں ہتیاروں میں بجر ہوں گئوؤں میں کامدہنو اسباب تولید میں خواہش ہوں اور سانپوں میں واسوکی۔

بجر ہتیاروئیں اور میں کامدہن گئوؤمیں ہوں		فعل حیوانی میں خواہش واسوکی سانپومیں ہوں

بجر زمانہ گذشتہ میں کسی قسم کا نہایت خوفناک ہتیار رہتا جس کی صورت اب معلوم نہیں ہو سکتی کامدہن گئو سے چارپایہ کی قسم مراد نہیں جسکی بدولت گھی۔ دودہ۔ دہی۔ وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں بلکہ اسکا اشارہ اوس علم حقیقت پر ہے جسکے حاصل کرنے سے تسکین ہوتی ہے اور کسی شے کی تمنا نہیں رہتی تولید کے وسایل میں انسان کی خواہش سب سے بڑا جزو ہے۔ واسوکی ایک قسم کا نہایت زبردست سانپ ہے۔

अनंतश्चास्मि नागानां वरुणो यादसामहम् ॥
पितॄणामर्यमा चास्मि यमः संयमतामहम् ॥२९॥

الیضاً	(۲۹) میں ناگوں میں انںت ہوں۔ مادّہ بارده کے موکلوں میں ورون ہوں متوفیوں میں اریمان ہوں اور حاکموں میں یم۔

میں ہوں ناگونمیں انںت اور ابر باران میں وون		اریما متوفیوں میں حاکموں میں کارکن ؛ ؛

بھاگوت پوران میں یہ بیان درج ہے کہ وشنو بھگوان شیش ناگ کے اوپر آرام کرتے تھے اور لکشمی جی اونکے پاؤں دباتی تھیں بھگوان کی ناف سے کنول پیدا ہوا اور اوس کنول میں سے برہما جی پیدا ہوئے اور وہ سالہا سال تک اوسکی ڈنڈی میں اوپر تلے دوڑتے رہے! اب اگر اسکے معنی پر معقولات اور انصاف کے ساتھ غور کیا جاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ بھی حضرت انسان کا بیان ہے وشنو بھگوان پورش یعنی ذات پاک کا نام ہے لچھمی جی پرکرتی یعنی قدرت کا ملہ ہے۔ شیش ناگ رگیں ہیں جو کل جسم میں بکثرت پھیل رہی ہیں کنول زخرہ ہے اور اوسکا پھول دماغ ہے جسمیں برہما جی یعنی ہیداز انفاس کے بالا و پائیں حرکتوں کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔

प्रह्लादश्चास्मि दैत्यानां कालः कलयतामहम् ॥
मृगाणां च मृगेन्द्रोऽहं वैनतेयश्च पक्षिणाम् ॥३०॥

ایضاً (۳۰) دیتوں میں پہلاد ہوں فنا کرنیوالوں میں کال ہوں چارپاؤں میں شیر ہوں اور پرندوں میں گرڑ۔

دیتوں میں ہوں میں پہلاد اور زمانو نمیں فنا		کل پرندوں میں گرڑ۔ شیر ببر ہوں چارپا

پرہلاد بھگت فرقہ جہلا میں پیدا ہوکر اور پرورش پاکر بھی طالب صادق اور عارف کامل ہوئے ہیں اور ایسی پیدایش بیشک عجیب ہی ہے زمانہ سے بڑھکر کوئی شے فنا کرنے والی نہیں ہے کیونکہ جو شے پیشتر ہمارے سامنے تھی اور اب موجود نہیں ہے سمجھنا چاہئے کہ وہ زمانہ کے دائرہ فنا میں آگئی ہے صاف ظاہر ہے کہ درندوں میں شیر سب سے زبردست ہے اور پرواز کرنیوالوں میں سب سے زیادہ اڑنیوالا خیال ہی ہے جسکا نام گرڑ رکھا گیا ہے۔

पवनः पवतामस्मि रामः शस्त्रभृतामहम् ॥
झषाणां मकरश्चास्मि स्रोतसामस्मि जाह्नवी ॥३१॥

ایضاً (۳۱) تیز رفتاروں میں ہوا ہوں ہتیار باندھنے والوں میں رامچندر ہوں دریائی جانوروں میں مگر ہوں۔ دریاؤں میں گنگا۔

میں ہوا چلنے میں ہوں لڑنمیں دسرتھ کا پسر		میں ہوں دریاؤں میں گنگا مچھلیونمیں ہوں مگر

ہوا کی رفتار کل مادی اشیا سے زیادہ ہے یعنی کوئی مادی شے ذی روح خواہ غیر ذی روح ہوا سے بڑھکر تیز رو نہیں ہے گو روشنی اور طاقت برقی ہوا سے زیادہ رفتار رکھتے ہیں مگر چونکہ وہ وزن نہیں رکھتے مادی اشیا نہیں کہے جاسکتے سری رامچندرجی سپہ گری کے فن میں یکتا تھے اور رامچندر جی اور کرشن جی دونوں ذات واحد کے اوتار تھے کثرت کا خیال جہل و نادانی کا نتیجہ ہے علم ذات وحدت کو ثابت کرتا ہے۔ دریائی جانوروں میں مگر زبردست ہے اور تمام دریاؤں میں گنگا سب سے اعلیٰ ہے۔

सर्गाणामादिरन्तश्च मध्यम् चैवाहमर्जुन ॥
अध्यात्मविद्या विद्यानां वादः प्रवदतामहम् ॥३२॥

ایضاً (۳۲) اے ارجُن میں موجودات کی ابتدا۔ وسط اور انتہا ہوں علموں میں علم خودشناسی ہوں۔ مباحثوں میں بحث ہوں۔

میں ہوں موجودات کا آغاز و وسط و خاتمہ	حکمتوں میں خودشناسی منطقوں میں فلسفہ

عالم کا ظہور و غیوب ذات پاک کی قدرت کا تماشہ ہے اور وہ ذات ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں بدستور ہے علم خودشناسی جو اُسکی شناخت کا ذریعہ ہے کبھی فنا نہیں ہوتا اور سب علوم معرض فنا میں آجاتے ہیں۔

अक्षराणामकारोऽस्मि द्वन्द्वः सामासिकस्य च ॥
अहमेवाक्षयः कालो धाताहं विश्वतोमुखः ॥३३॥

ایضاً (۳۳) میں حرفوں میں الف ہوں۔ سماسوں میں میں ڈوندھ ہوں اور وہ زمانہ ہوں جس کی انتہا نہیں ہے اور عالم کا صانع ہوں جو کہ ہر سمت میں موجود ہے۔

میں ہوں حرفوں میں الف ترکیب لفظی میں عطف	ذات لافانی کی صورت نور افگن ہر طرف

اِنسان سب سے پہلے ندا ئے الف کا بولنا سیکھتا ہے چنانچہ کل زبانوں کے حروف تہجی میں وہ اوّل حرف قرار دیا گیا ہے۔ وہ بصورت حرف علّت ہر زبان کے الفاظ میں بکثرت اِستعمال ہوتا ہے۔ اور دیگر حروف پر فضیلت رکھتا ہے دو لفظوں کی ترکیب سے تیسرے لفظ کے پیدا کرنیکو سماس کہتے ہیں ڈوندا وسکی ایک خاص قسم کا نام ہے ذات باوجود اِس کے کہ وہ عالم کو ظہور دیتی ہے خود زمانہ میں محدود نہیں ہوتی۔

मृत्युः सर्वहरश्चाहमुद्भवश्च भविष्यताम् ॥
कीर्तिः श्रीर्वाक्च नारीणां स्मृतिर्मेधा धृतिः क्षमा ॥३४

ایضاً (۳۴) میں سب کو معدوم کرنیوالی موت ہوں اور آنے والی نسل کی پیدائش

کا مخزن ہوں - میں عورتونمیں اون کی نیک سیرتی - خوبصورتی - شیریں زبانی - یاد - تیزفہمی
مستقل مزاجی اور برداشت ہوں -

میں ہوں پیدایش کا منبع اور مخزن موت کا ۔۔۔ عورتوں میں خلق نیکی حافظ حسلم وحیا

बृहत्साम तथा साम्नां गायत्री छंदसामहम्॥
मासानां मार्गशीर्षोऽहमृतूनां कुसुमाकरः॥३५॥

الیضاً (۳۵) میں سب سُروں میں برہت سُر ہوں اور تالوں میں گائتری تال
ہوں مہینوں میں منگسر اور موسموں میں بہار کا موسم -

تال ہوں گائیتری - راگونمیں برہت کا ملہار ۔۔۔ میں مہینونمیں ہوں منگسر موسمونمیں ہوں بہار

سام وید کی مختلف آہنگوں میں سے برہت الحان کو خصوصیت دیگئی ہے جیسے کہ فی زمانہ جوگیا اساوری
کو فقرالوگ قوالی گاؤں میں پسند کرتے ہیں اور اوس کا اثر طبعیت پر زیادہ ہوتا ہے گائیتری چھند یعنی
وزن بحر نہایت دلپذیر اور عمدہ ہے - منگسر کے مہینہ میں اہل ہند کی جسمانی صحت ترقی پاتی ہے
مطلع صاف ہوتا ہے - اور تپش آفتاب کم ہوتی ہے - بہار کا موسم خوشگوار رہتا ہے اور اوسوقت
خون میں حرارت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے -

द्यूतं छलयतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम्॥
जयोऽस्मि व्यवसायोऽस्मि सत्त्वं सत्त्ववतामहम्॥३६

الیضاً (۳۶) میں فریبوں میں قمار ہوں صاحب جلال میں جلال ہوں اور
طاقتوروں میں طاقت کوشش اور فتح ہوں -

شان ہوں میں شان والونمیں فریبونمیں جوا ۔۔۔ زور دکوشش کامیابی ہوں میں طاقتدار کا

دنیا ایک قمار خانہ ہے اور اِس میں نقدی وقت ہے جو وقت کو ضایع نہیں کرتا وہ جیتا ہوا قمار
باز ہے باقی سب ہارے جواری ہیں - اِنسان اپنے آپکو طاقتور سمجھتا ہے اور کوشش اور فتح کا ذریعہ
اور فاعل قرار دیتا ہے دراصل وہ طاقت کوشش اور فتح قدرت کی بخشایش ہوتے ہیں -

वृष्णीनां वासुदेवोऽस्मि पांडवानां धनंजयः॥
मुनीनामप्यहं व्यासः कवीनामुशनाकविः॥ ३७॥

الیضاً (۳۷) میں برشنی کی اولاد میں کرشن ہوں - پانڈو میں ارجن ہوں عارفوں میں ویاس ہوں - شاعروں میں اوشنا -

عارفونمیں ویاس ہوں اور شاعرونمیں اوشنا	کرشن ہوں یادو میں ارجن پانڈو میں پیشوا

یہ کلام ذات نامتناہی کا ہے جو قدیم لازوال اور محیط ہے اور جو کرشن ارجن اور ویاس وغیرہ میں آشکارا ہوئی ہے ارجن اِسوقت تک علم ذات سے ناواقف تھا اور اپنے اپ کو اور کرشن بھگوان کو جدا خیال کرتا تھا اِس موقع پر ظاہر کردیا گیا ہے کہ اوسکا یہ پندار غلط ہے کرشن بھگوان اور وید ویاس جی مصنف بھگوت گیتا بھی موحد کی نظر میں جدا نہیں ہوسکتے کیونکہ انانیت کیوجہ سے کثرت نظر آتی ہے استغراق کی حالت میں کل عالم ذات واحد کا جلوہ تمیز ہوتا ہے -

दंडो दमयितामस्मि नीतिरस्मि जिगीषताम्॥
मौनं चैवास्मि गुह्यानां ज्ञानंज्ञानवतामहम्॥ ३८॥

الیضاً (۳۸) میں حاکموں میں اختیار سزا ہوں - راجاؤں میں تدبیر ملکی - اسرار میں خموشی ہوں - عالموں میں علم -

عالمونمیں علم اور اسرار میں ہوں خامشی	ظالموں میں ظلم ہوں راجاؤنمیں فرزانگی

جب تک کسی شخص کو اختیارات سزا حاصل ہیں وہ حاکم کہلاتا ہے اختیارات کے چھن جانے پر اوس کی حکومت ختم ہو جاتی ہے - ظاہر ہے کہ امن اور فتحیابی تدبیر ملکی پر منحصر ہوتی ہیں خاموش رہنے سے انسان کے دل کا حال پوشیدہ رہتا ہے گفتگو اوسے ظاہر کردیتی ہے -

यच्चापि सर्वभूतानां बीजं तदहमर्जुन॥
न तदस्ति विना यत्स्यान्मया भूतं चराचरम्॥ ३९॥

ذات کا علم کا غیر فانی تخم ہی اور محیط ہے (۳۹) اے ارجن کل مخلوقات کا تخم میں ہی ہوں کوئی شے متحرک اور غیر متحرک

ایسی نہیں ہے جس میں میں نہیں ہوں۔

اے وہنجے تخم ہوں میں ساری موجودات کا	کون ساکن اور متحرک میں، ہے میرے سوا	

नान्तोऽस्ति मम दिव्यानां विभूतीनां परंतप ॥
एष तूद्देशतः प्रोक्तो विभूतेर्विस्तरो मया ॥४०॥

اوسکی قدرت کے جلوے لاانتہا ہیں	(۴۰) اے ارجن میرے نادر جلوؤں کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ تو نے اپنے جلوؤں کا مختصر بیان کیا ہے۔

درحقیقت میرے نادر شعبدے ہیں بیشمار	گرچہ میں نے اب انہیں ظاہر کیا بالاختصار	

قدرت کاملہ کے جلوے بے شمار اور حیطہ بیان سے باہر ہیں اس ادھیا میں صرف ادن میں سے چند کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

यद्यद्विभूतिमत्सत्त्वं श्रीमदूर्जितमेव वा ॥
तत्तदेवावगच्छ त्वं मम तेजोंऽशसंभवम् ॥४१॥

وسکی قدرت کے ایک کرشمہ نے کل عالم کو نمود دیا ہے۔	(۴۱) جو شے کمال یا خوبصورتی۔ یا قوت رکھتی ہے جان لے کہ وہ میرے نور کے ایک شمہ سے پیدا ہوئی ہے۔

جسمیں طاقت خوبی و تکمیل ہے یہ جان لے	اسکی پیدایش ہے اک شمہ سے میرے نور کے	

جن جن اشیاء میں کمال یا خوبصورتی یا زور پایا جاتا ہے سمجھنا چاہیے کہ ذات پاک کے قدرت کی ایک ذرہ نے ادن سب کو ظہور دیا ہے۔

अथवा बहुनैतेन किं ज्ञातेन तवार्जुन ॥
विष्टभ्याहमिदं कृत्स्नमेकांशेन स्थितो जगत् ॥४२॥

الغرض کل عالم ذات واحد کا عکس ہے	(۴۲) اے ارجن اس بیان کو طوالت دینے سے کیا فائدہ حاصل کلام یھ ہے کہ میں نے ایک شمہ سے اس کل عالم کو نمود دے رکھا ہے۔

مجملاً کہتا ہوں میں اب چھوڑ کر طول کلام ،	میرے اک ذرے میں ہے اس ساری عالم کا قیام	

حق اندر وے ز پیدائیست پنہان	جہان جملہ فروغ نور حق دان

دسویں ادھیا کا خلاصہ اوس کے آخری منتر میں درج ہے کہ تمام عالم کو قادر مطلق نے اپنے
ایک شمہ قدرت میں قایم کر دکھایا ہے جیسے آنکھ کی پتلی میں سارا عالم سمایا ہوا محسوس ہوتا ہے اسیطرح
جو شمہ قدرت بطون سے باہر کو آتا ہے ساری کائنات اُسی میں مضمر پائی جاتی ہے اب اُسکی تشریح
اِس نقشہ میں دیکھو بیچ کے خانہ میں ایک نقشہ ہے جسے سنسکرت میں اشون یا پاچتین بندو کہتے ہیں
یہی شمہ قدرت ہے اور اسیکو مادہ حیات یعنی جیو اور ایک کا اولین عدد شمار میں سمجھنا چاہیے -
قانون قدرت کی کشش تجنیس اور افزونی لازمی ہوتی ہے اِس لئے بہت سے نقطونکے مجموعہ کا نام
خط یا ریکھا کھلاتا ہے اور چونکہ خط میں دو نقطہ اول و آخر میں ظاہر ہوتے ہیں اسواسطے وہ دو کا عدد
اور وشنو مورتی کھلایا ہے اوسے تجنیس کے قانون سے جیسے نقطے نے افزوں ہوکر خط بنایا ہے خط نے ایک
اور نیا خط پیدا کرکے مثلث کی شکل اختیار کی ہے - وجہ یہ ہے کہ ایک خط کا ہونا صرف طول کو ثابت کرتا
ہے اور وہ کال یا زمانہ کا روپ ہے جسمیں ماضی و مستقبل دو نقطے لاانتہائی ہیں اِس خط سے عرض یعنی
ویش ظاہر نہیں ہو سکتا تھا مگر اس دوسرے خط نے اوسی پہلے خط سے ملکر مثلث کی شکل بنائی ہے یعنی
عرض و طول دونوں پیدا کر دیئے ہیں اور شیو کا سروپ ہوا جو ترشول دھاری اور ترنیتر کہلاتا ہے
اور نیز فنا کا دیوتا مانا جاتا ہے چنانچہ جتنے ہتیار کاٹنے والے ہیں اون سب کی شکل مثلث ہوتی ہے -
اِسطور پر تین کا عدد ظاہر ہوتا ہے قانون قدرت کے بموجب دنیا میں اصلی عدد تین ہی ہیں اور دیگر
اعداد ان کی اجتماع سے بنے ہیں - ایک عدد کا خیال بغیر اجتماع تین کے ہو نہیں سکتا جب تک
عالم اور علم بینندہ اور بینائی باہم نہ ہوویں تب تک معلوم یا دیدار ظہور میں نہیں آسکتے - یعنی ناظر
نظر و منظور تینوں کے موجود ہوتے بغیر کوئی فعل نہیں بن سکتا بطرز دیگر یوں سمجھے کہ سفید کاغذ
پر ایک خط بنایا جاوے تو وہ کاغذ کی سطح کے دو حصہ کر دیتا ہے یعنی دو سطح اور ایک خط تین
کی موجودگی میں ایک خط کا ہونا ثابت ہو سکتا ہے علی ہذا دو خطوں کے درمیان اگر فصل واقع
ہووے تو دو کا ہونا موہوم ہو جاتا ہے دو خط اور ایک فصل تین کے مشمول ہونے سے دو کا علم

پیدا ہوتا ہےٴ اسیکو تثلیث یا تر پٹی کہتے ہیں اور یہہ تین گن۔ ست رج اور تم کا مجموعہ ہےٴ جو لوگ توحید
دوئی اور تثلیث کی بحث کیا کرتے ہیں اگر وہ اِسکے معنی کو بخوبی سمجھہ جاویں تو یہ جھگڑا باہمی اِس عالم سے معدوم
ہوجائے خلاصہ یہ ہے کہ اِس تثلیث کو جس کا اوپر بیان ہوچکا ہے عارفوں نے کارن ترپٹی یا تثلیث علم الٰہیات
مانا ہے دوسری تثلیث علم ریاضی یا سوکہشم ترپٹی کہی جاتی ہے یعنی علی مثلث پر جب ایک اور نقطہ حسب قاعدہ قدرت
کے افزوں ہوا تب وہ شکل مربع اور چار کا عدد قرار دیا گیا یہی برہما کا روپ اور رجوگن کی مورتی تصور ہوئی
اور اسی وجہ سے برہما چار مکھی کہا گیا ہے۔ اِس کے بعد جب مثلث پر خط بڑہا یعنی تین اور دو کا اشتمال ہوا
تب شکل مخمس پیدا ہوئی اور من کی صورت قرار دیگئی اگرچہ من کی کوئی خاص صورت نہیں ہے مگر جب جواس
اور پنج عنصر کی گرہ بندھ جاتی ہے تو وہ مجموعہ من کہلاتا ہے اور اسی بنا دیر ردوّر کو جو من کا دیوتا ہے پنج
مکھی بنا کر پوجتے ہیں اور یہ پانچ مکھہ خاک[۱]۔ آب[۲]۔ آتش[۳]۔ ہوا[۴] اور خلا[۵] سمجھنے کے واسطے دکھائی گئی ہیں اور
یہ پانچوں من میں موجود ہیں من کا فعل ماننا یعنی تسلیم کرنا ہے ہر شئے کا علیحدہ علیحدہ ماننا من سے ہوتا ہے
اور یہ عالم کی صورت ہے جو پنجگانہ ظاہر ہو رہی ہے اِسی واسطے یہ پانچ کا عدد قرار دیا گیا۔

ازاں بعد دو مثلثوں کے اکھٹا ہونے سے مسدس کی شکل نمودار ہوئی اور چھہ کا عدد ظاہر ہوا
جس نے شکل آکاس کی پائی اور اوس کی چھہ سمت پورب۔ پچھم۔ دکھن۔ اتر۔ اوپر اور نیچے بسیط ہوگئے۔
تین کا عدد دوبارہ ہوکر چھہ کا عدد یعنی کارن سے سوکھشم ترپٹی بن گیا۔

پھر ایک نقطہ علم طبعی یا مادّی کا جسے سنسکرت میں استھول کہتے ہیں ازادہ ہوا اور اوس نے سات کے عدد
کو ظاہر کیا یعنی چھہ کون والے آکاس میں حرکت پیدا ہونے سے ہوا ابھر گئی اور وہ ساتویں کہلائی۔

بموجب قاعدہ قدرت دو مثلثوں کے مجموعہ پر ایک خط کے افزوں ہونے سے آٹھ کون کی
صورت نمودار ہوئی اور اوس نے آٹھ کے عدد کو ظاہر کیا اور وہ آتش کہلائی جو ہوا کی حرکت میں
موجود رہتی ہےٴ اور اوسی سے پیدا ہوتی ہے تین مثلثوں کے جمع ہونے سے تین تئے نو کا عدد ظاہر ہوا
یعنی پانی جو حرارت سے پیدا ہوتا ہے آشکارا ہوگیا۔ اِس کا ظہور ہوتے ہی اوّل نقطہ یعنی اولین
عدد ان سب کے حجاب میں آ گیا اور بجائے اُس کے دسواں عدد بصورت خاک وجود میں آیا۔

م ہندسہ کے بموجب نو حرکت یا عدد صفر میں پوشیدہ رہتے ہیں اور ایک کا ہندسہ علیحدہ مفہوم ہوتا
ے یہی باعث ہو کہ ایک صفر اور ایک کے عدد کے ملانے سے (۱۰) دس کا عدد بنتا ہے ایک کی قیمت
یک سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور صفر کی قیمت کچھ نہیں مانی جاتی پس۔کچھ نہیں اور ایک عدد کے ملنے سے
س نہیں بن سکتے ہیں صفر تو اعداد کے بعد پیدا ہوتا ہے تو عدد مخفی طور پر اوس میں مشمول رہتے
یں اسلیئے وہ ایک کے عدد سے بلکر دس کے عدد کو ثابت کرتا ہے کسی سطح پر آٹھ نقطہ لگا کر اون کو
طوط سے باہم ملانے سے ہشت پہلو شکل پیدا ہوگی نو نقطوں یا اوس سے زیادہ نقطوں کے لگانے
پر دائرہ یا صفر بننے لگتا ہے۔ بالفاظ دیگر دائرہ کا خط کاغذ کی سطح کو دو حصوں میں ایک کو اندر اور
دوسرے کو باہر دکھاتا ہے سطح کو پورکھ یعنی اصل کہتے ہیں اور سیاہی کا خط مایا یا فرع موسوم
ہوا ہے اگر کاغذ کی سطح سے وہ سیاہی مٹا دیجاوے تو کاغذ کا صفحہ صاف ہو جائے اور اندر اور باہر کا
خیال رفع ہو جائے۔ اگر کسی سے صفر کے معنی پوچھے جاویں تو جواب یہی ملتا ہے کہ کچھ نہیں ان الفاظ
کے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی کچھ کہنے کی کیا مراد ہو اور اوسی کے ساتھ نہیں کہنے کا کیا مطلب ہے کچھ اوسے کہتے ہیں
جو حواس ہی جانا نجاوے اور نہیں کا کہنا اوسکی نفی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی علم ذات کچھ ہے جو یقین میں آسکتا ہی
بیان میں نہیں آتا۔ علم صفات تغیر پذیر اور مثل سایہ کے بے وجود ہے جسے لفظ نہیں کا جتاتا ہے۔اس
اوپر کے اس بیان سے کچھ نہیں کہنے کے معنی کچھ سمجھ میں آجاویں گے المختصر ذات کچھ یعنی ہست ہے جس پر
کوئی اطلاق نہیں آتا اور صفات نہیں یعنی نیست ہے اگرچہ حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں۔

اس تصویر میں خاک آب و آتش وغیرہ الفاظ ایک جانب رنگین دائروں کے مقابل لکھے
ہوئے ہیں اور اون سے عرض رنگوں کے امتیاز کی ہے یعنی ٹیالا رنگ ہر تصویر میں خاک کو ہلکا
آبی پانی کو لال رنگ آتش کو ہرا رنگ ہوا کو نیلا رنگ خلا کو اندھیرے کا رنگ من کو زرد
رنگ بدھی کو کتھئی رنگ اہنکار کو گلابی رنگ چیتن یعنی مادہ حیات کو تعبیر کرتا ہے دوسرے خانہ
سے اوپر کے چار درجہ اکھشر یعنی لافانی کو اور نیچے کے چھ اکھشر یعنی فانی کو جتاتے ہیں تیسرے خانہ میں
ویہ شبد و شرتی وغیرہ الفاظ جو لکھے ہیں وہ نشیب گتی یعنی طریقہ فنا کی منازل کو اسطرح سمجھاتے ہیں

کہ جسم کو اسم میں اور اسم کو خیال میں محو کرنا چاہئے اور اس سے اوپر اشراق کی منزل ہے جس میں علم اشراق کو مادۂ حیات میں اور مادۂ حیات کو عالم میں اور عالم کو علم میں اور علم کو معلوم میں فقدان کر کے آخر میں علم خالص رہجاتا ہے اسی کا نام گیان اوستھا ہے اور اس حالت میں کچھ عرصہ قایم رہنے سے وگیان یا کیولیہ اوستھا ملتی ہے جسے بقا کا کیف کہتے ہیں اور جو انسانی ادراک کی انتہا ہے۔

درمیانی خانے کے دونوں طرف ایک سے دس تک کے عدد ایک جگہ اوپر سے نیچے تک بڑھتے ہوئے نزول قدرت یا ودیا کو دکھاتے ہیں دوسری طرف کے نیچے سے اوپر کو بڑھتے ہوئے نشیدینی ے چیتن کے طریقہ کو ظاہر کرتے ہیں اوپر کے نقطہ کی دسویں منزل یعنی انتہا خاک کا کرہ ہے دوسری جانب خاک سے عروج کرتے کرتے دسویں منزل یعنی شدھ برہم کے نقطے کا عین الیقین ہوجاتا نزول کے عددوں سے آگے جو خانہ ہے اوس میں تثلیث کی شکلیں دو طرح سے دکھائی ہیں نقطہ کو ایک شمار کرنے سے تین تثلیث کے بعد دسواں عدد نمایاں ہے۔ اور دو عدد سے چار تک اور پانچ سے سات تک اور آٹھ سے دس تک جو تین تثلیث نظر آتی ہیں۔ اون میں نقطہ اوپر تین تثلیثوں سے اوپر اور علیحدہ دکھتا ہے اور نشید کی یکتی سے گن اتیت کہلاتا ہے اسکی شرح ۱۴ ادھیائے میں ملیگی مگر اسی خانہ میں تین گنوں کی تقسیم بھی کمی و بیشی یعنی سامان اور وشیش کے قاعدہ سے ظاہر کر دی گئی ہے یعنی پہلی بیشی کی تریٹی میں ستوگن غالب یعنی پردہان اور رج اور تم مغلوب ہے علیٰ ہذا دوسرا برہما کی تریٹی میں رج غالب اور ست و تم مغلوب ہے اسیطرح تیسرے شیو کی تریٹی میں تم غالب اور رج اور ست مغلوب اپنی اپنی درجے پر آشکارا ہوتی ہیں اور سب سے نیچے تینوں گنوں کا مجموعہ وراٹ ہے جو دسواں عدد بنتا ہے۔

آخری خانہ میں تشبیہ و تنزیہ یعنی مورتماں و امورتماں جنہیں تشکل و غیر تشکل بھی کہتے ہیں اون کی تقسیم دکھائی گئی ہے خاک آب و آتش میں عنصر تشکل ہیں ان سے اوپر کے سب غیر تشکل قرار دیئے گئے ہیں۔ حاشیہ پر جو رنگین دائرہ دکھائے گئے ہیں وہ وید کے بیان کئے ہوئے دیوتاؤں کی صورتیں ہیں جن سے نظام عالم کا ہو رہا ہے اور سب سے چھوٹا سا جو نیلے رنگ کا دائرہ زمین سے مشابہت رکھتا ہے

اوسیکو دیر دیوتا یعنی زمین کا بھنڈاری کہتے ہیں۔

اوس سے نیچے جو دو دائرہ خاکی و آبی ملے ہوئے ہیں وہ تصویر درون دیوتا کی مانی گئی ہے تین طبقوں کے دائرہ کو جس میں خاکی۔آبی و آتشی مشتمل ہیں پرجاپتی ترلوکی اور استھول ترپٹی بھی کہتے ہیں چار دائرہ مشتملہ کی صورت مرت دیوتا کی سمجھی گئی ہے اور اس میں چوتھا چرخ ہوا کا مشمول ہے پانچ دائرہ وں کی مشترکہ شکل رودر دیوتا کی ہے جو پانچوں عناصر کا مجموعہ ہے۔

چھٹی مورتی اندر دیوتا کی ہے جسمیں ہوا۔اکاش اور من کی تین امورت یعنی بے شکل چرخ باہم پیوست ہیں ساتویں واسدیو دیوتا کی صورت ہے جس میں ساتوں طبقہ شامل ہیں اور وہ سب میں محیط ہونے کی وجہ سے واسدیو کہا جاتا ہے۔

آٹھویں چکر میں آہنکار بدھی اور چیتن ان تینوں کے ملاپ سے پورکھ کا سروپ مانا گیا ہے اس میں آہنکار تو ہرنیہ گربھ کی صورت اور بدھی انتہائے خاک تک جانے سے وراٹ کی مورت اور چیتن دونوں میں محیط اور بسیط ہونے کی وجہ سے پورکھ یعنی سب میں پور اکہلایا ہے۔

نویں چکر میں بارہ ارد لکا نشان ویش یعنی بساط اور دسویں چکر میں سیاہی کا دائرہ کال یعنی زمانہ کو دکھاتا ہے ان دونوں کے باہم ملنے سے جیسے کہ دہاگہ کی تانے اور بانے سے وسلپہ رنگین اور نقش دار بن جاتا ہے دستو پیدا ہوتی ہے یعنی براہم کا عکس ویش ہرنیہ گربھ کا عکس کال اور وراٹ کا عکس دستھو کو سمجھ لینا چاہیے۔

ناظرین جو دقایق اوپر بیان کیے گئے ہیں وہ اس دسویں ادھیا و بہوتی یوگ نام کے جاوے اور حقایق کو کہولتی ہیں تا وقتیکہ اس نقشہ کو سامنے رکھکر ایک ایک عدد اور لفظ کو بغور اور متواتر نہ سمجہا جاوے اصلی مراد ان کی سمجھ میں نہیں آتی تاہم ہر ایک شخص جو صرف اسکو پڑھیگا حسب لیاقت اپنے کچھ نہ کچھ معنی اس کے اخذ کرلیگا۔جو شخص اپنشدوں سے واقف ہوگا وہ بخوبی معنی اس کے حل کر سکے گا کہ بھگوت گیتا اوپنشدون کا خلاصہ ہی۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे विभूति योगो नाम दशमो ऽध्यायः॥१०॥

سٹری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے
طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجنؔ کی تقریر کی
دسویں ادھیا موسوم بہ وبھوتی یوگ
ختم ہوئی

دسویں ادھیا کا خلاصہ

اجسام صفاتی قوتوں سے بنتے ہیں اور وہ صفاتی قوتیں ذات پاک کی قدرت کی مختلف اشکال ہیں اور ذات اون اجسام میں جو اوس کی قدرت سے ظہور پاتے ہیں اور کثیر نظر آتے ہیں جلوہ گر ہوتی ہے اور اپنا تماشا آپ دیکھتی ہے۔ جو بشر انانیت کو ترک کرکے پہچان لیتا ہے کہ ذات قدیم لازوال اور کُل اجسام میں محیط ہے وہ جان جاناں ہو جاتا ہے اور سرور وصال حاصل کرتا ہے اور جو لوگ انانیت کو درست مانکر کثرت پر نظر رکھتے ہیں وہ ذات واحد کے ادراک سے بے نصیب رہتے ہیں پس انسان کو چاہیئے کہ وہ انانیت کو ترک کرکے ذات واحد کا دیدار بطون میں حاصل کرے۔

گیارہویں ادھیا وشوروپ درشن

अर्जुन उवाच

मदनुग्रहाय परमं गुह्यमध्यात्मसंज्ञितम् ॥
यत्त्वयोक्तं वचस्तेन मोहोऽयं विगतो मम ॥ १ ॥

ارجن نے کہا

تلقین بالا سے نادانی دور ہوئی

(۱) میرے حال پر مہربانی فرما کر جو آپ نے علم خودشناسی کے اعلی اسرار بیان کئے اون سے میری نادانی رفع ہوئی۔

شکے علم خودشناسی کے رموز سرمدی — آپکی تلقین سے میری رفع نادانی ہوئی

دسویں ادھیا کے آخری منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ذات پاک نے اپنی قدرت کے ایک ثمہ سے کل عالم کو نمود دے رکھا ہے گیارہویں ادھیا میں اوس کیفیت کا مشاہدہ درج ہے

भवाप्ययौ हि भूतानां श्रुतौ विस्तरशो मया ॥
त्वत्तः कमलपत्राक्ष माहात्म्यमपि चाव्ययम् ॥ २ ॥

قدرت کاملہ اور اجسام کی ظہور وغیوب کی کیفیت دریافت ہوئی

(۲) اے نرگس چشم میں نے آپ سے اجسام کی پیدائش فنا اور نیز غیرفانی قدرت کا مفصل حال سُنا۔

رازِ قدرت اور مخلوقات کا بود و فنا — آپکے الطاف سے میں نے مفصل سُن لیا

एवमेतद्यथात्थ त्वमात्मानं परमेश्वर ॥
द्रष्टुमिच्छामि ते रूपमैश्वरं पुरुषोत्तम ॥ ३ ॥

اب آپ کی قدرت کا مشاہدہ چاہتا ہوں

(۳) اے قادر مطلق اور ذات پاک۔ آپ نے اپنی حقیقت جیسے بیان فرمائی ویسی ہی ہے (اب) میں آپ کی قدرت کاملہ کو دیکھنا چاہتا ہوں

آپنے اپنی حقیقت جیسی فرمائی بیان — ویسے ہی ہیں آپ بیشک یہ ہوا مجھ عیاں
ذاتِ پاک اور قادرِ مطلق کرم فرمایئے — جلوہ اپنی قدرتِ کامل کا اب دکھلایئے

मन्यसे यदि तच्छक्यं मया द्रष्टुमिति प्रभो॥
योगेश्वर ततो मे त्वं दर्शयात्मानमव्ययम्॥४॥

اوسے دکھائیے

(۴) اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں اوس کو دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہوں تو آپ مجھے اپنا وہ لازوال ظہور دکھائے۔

گر میں لاسکتا ہوں تاب دید خورشید جلال		تو مجھے دکھائے اپنا ظہور لازوال ؛	

श्रीभगवानुवाच-पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रशः॥
नानाविधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतीनि च॥५॥

شری کرشن نے فرمایا

جواب مشاہدہ کر بیشمار جلوؤں کو

(۵) دیکھ میرے ظہور سینکڑوں بلکہ ہزاروں طرح طرح کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے۔

ہو متوجہ اور دیکھ ارجن میرے جلوے بیدرنگ		بعید و بے انتہا نادر عجائب رنگ رنگ	

पश्यादित्यान्वसून्रुद्रानश्विनौ मरुतस्तथा॥
बहून्यदृष्टपूर्वाणि पश्याश्चर्याणि भारत॥६॥

صفاتی قوتوں کو

(۶) اے ارجن تو بہت سے آدیتہ وسو۔ رودر اشونی کمار اور مرد تونکو دیکھ اور بہت سے عجائبات دیکھ جو تو نے پیشتر نہیں دیکھے۔

سب صفاتی قوتونکو دیکھ اے ارجن عیاں		اہل دنیا کی نگاہوں سے جو یکسر ہیں نہاں	

مسئلہ تصویر کو جلوہ جہان نما کہنا چاہئے اور وہ شائقین کے مطالعہ کے واسطے پیش نظر کی جاتی ہے تا کہ گیارہویں ادھیائے کے معنی بخوبی سمجھ میں آجائیں۔ اِس تصویر کو ہر وقت خیال میں رکھنے کی مزاولت سے اور ہر لفظ کے مراد اور معنی سمجھنے سے کشائش باطنی آخر الامر ہوتی ہے۔ کرشن اور واجب الوجود میں جو فرق معلوم ہوتا ہے وہ عقل کا نقص ہے جیسے احول کو ہر ایک شے دو نظر آتی ہے اور یہ احولیت اپنے اہنکار یعنی پندار کے فنا کئے بغیر ہرگز جا نہیں سکتی ہے۔

اِس تصویرِ عالم کو برہم یا بیہ درشن اور وراٹ اور مہتو جہیاں کہتے ہیں اور یہ اُس صفت جلالی کا بیان ہے جو ایک ایک ذرے سے ظاہر ہوتی ہے۔

اِسی کو ویدوں کی رچاؤں نے جابجا مختلف ضمایر سے ظاہر کیا ہے اور اونپشدوں نے اِس کے عملی طریقہ کو واضح طور سے اور تشریح کے ساتھ کھولا ہے۔

رگ وید کے پورکھ سوکت میں جس آدِ پورکھ کی تعریف کی ہے۔ اوس کی یہ مورتی ہے اور اِس میں جو ہزاروں سر اور بے انتہا آنکھیں اور بے شمار پانوں بتائے گئے ہیں اون سے وہ تمام عالم کو محاصرہ کر کے دس انگل پر مستقیم ہوا ہے وہ۔ پورکھ ماضی اور مستقبل کا جاننے والا اور حیطہ سماعت سے باہر ہے اور خلا سے بڑھتا ہے یہ اوس کی قدرت ہے اور وہ ان سے برتر ہے یہ کل عالم اوسکے ایک قدم کے برابر ہے اور تین قدم اسکے عالم بالا میں بے زوال ہو کر ٹھیرے ہیں۔

اب غور کر کے سمجھیے کہ تین پاؤں تین ترپٹیاں ہیں جن میں تین گنوں کے حصص لیکر ۹ کا عدد بنا اور دسویں صفر کی صورت میں ظاہر ہوا اور ایک کا عدد قایم بالذات دسواں انگل ہی ایک کے عدد پر ایک صفر بڑھانے سے دس اور دو صفر لگانے سے سو اور تین صفر لگانے سے ہزار اور علی ہذا اور صفروں کے بڑھنے سے اننت سنکھیا بنتی ہی اور اونکار کی چار ماترائیں اسی صورت کو دکھاتی ہیں زمین پانی اور آگ کی ایک ترپٹی ترلوکی ہے جس کا نقشہ پرجاپتی مورتی میں اوپر دکھایا جا چکا ہی یہ سب سے اندر کے دایرے اوس تصویر کے ہیں اور اسواسطے اِس تصویر میں ان تینوں دایروں کے گرد ایک حلقہ سفیدی کا دکھا دیا گیا ہے اور یہ استھول کہلاتے ہیں۔ دوسرے ترپٹی جو حد نظر سے برتر ہے اوس میں ہوا خلا اور من مشمول ہیں اور وہ سوکھشم ترپٹی ہے اوس کے گرد بھی ایک سفیدی کا خط نمایاں ہے۔ تیسرے ترپٹی جو سب سے اوپر ہے اوسے کارن ترپٹی یعنی علی تثلیث کہتے ہیں جس میں بدھی اہنکار اور چیتن کے تین دایرے مشمول ہیں یہ تین علم عالم اور معلوم کی قوتیں ہیں اور اِن میں کوئی واقعی فاصلہ نہیں ہے صرف تفہیمی ہے اور اِن کے مجموعہ کا نام کیات ہے۔ اِنمیں بدھی برہما کا روپ ہے اہنکار شیو کا اور چیتن وشنو کا سروپ ہے اور یہ

نویں قوت بسیط اور سب کا آدھار ہو کر ایشر اور واسدیو نام سے مشہور ہے اور یہی جیو لوک اور
مادہ حیات کُل جاندار و نکی ہے یعنی اوس سے زندگی سب کی ہوتی ہے - دسویں قوت جو کاغذ کی مانند
شفا اور بسیط ہے اور جسپر جزو کل کا نقش بنا ہے اصلی ذات ہے جسے پرشوتم کہتے ہیں - اور ان سب
کے محو ہو جانے پر وہ درجہ حاصل ہوتا ہے جسے وگیان بدیہہ مُکت یا نزوکلپ سادہ کہا گیا ہے اور
جسے کرشن بھگوان نے اپنا پرم دہام تبلایا ہے نیچے کے تین پانوں اور چوتھے اردہ ماترا اوم کے
اسی کو ظاہر کرتی ہے جو دسویں قوت ہے - طالبان کو واضح ہو کہ گایتری منتر میں جو صرف سات
طبق دکھائے گئے ہیں اور یہاں نو طبق ان میں واقعی اختلاف نہیں ہے یعنی دو تریپٹیاں تو بدستور
ہیں اوپر والے ساتویں طبق میں اوس سے اوپر کے دو طبق بھی مشمول ہیں کہ اون میں کوئی تفاوت
مقامی نہیں ہے

نیچے سے دسویں یعنی اوس بعید اور بے انتہا دائرہ کو جس کا کوئی نام و نشان نہیں ہے برہم
کہلایا ہے اور اکھنڈ ابناشی اگوچر الف کے نفی والے لفظوں سے موسوم ہوا ہے - نواں جتین
کا گلابی دائرہ نرنجن نراکار نردنکار نرادہار لفظ نر کے نفی کے ساتھ آشکارا کیا گیا ہے یعنی
باوجود مایا کے ظہور کے وہ اوس سے برتر اور اسنگ ہے اور یہ وشنو کی تعریف ہے - آٹھویں
دائرہ کو جو اہنگ اور شیو کا روپ ہے لوہ کھستا تن نیتہ دہود عیزہ ناموں سے متقدمین
نے بیان کیا ہے جو باریک تفاوت ان الفاظ کا ہے وہ ہر ایک کو بلا غور کئے سمجھ میں نہیں
آتا ہے یہ تین قسم کے لفظ علیحدہ علیحدہ مدارج کے موافق ہیں چونکہ مبداء عالم کا اہنکار یا اوم ہے
اِسواسطے ویدوں کے چار مہاواکیہ ہیں جن میں تین تین لفظوں کے مجموعہ سے بارہ الفاظ وکھ
گئے ہیں غرض یہ ہے کہ اِن اسمار کا شغل طالبان حق کی رسائی منزل مقصود تک کراتا ہے
جو لوگ پندار جسم میں رہکر اِن کا شغل کرتے ہیں اون کو مطلوب کا دیدار حاصل نہیں ہوتا ا
وہ ہمیشہ پندار کے حجاب میں رہتے ہیں -

اس تصویر کا اب دوسری طرح بیان کیا جاتا ہے - سب سے اندر کا دائرہ جو زمین

مشابہ ہے اوس کے وسط میں ذرا سی سفید سی نظر آتی ہے یعنی کاغذ کا سفید رنگ ذرہ سے بھی چھوٹا نمودار ہے اور اوس کی یکتائی صفحہ کاغذ سے واقعی ہے اور وہ ایک نقطہ چیتن بندو یا آتش ہے اِس نقطہ کی بساط سے جب ایک خط کھنچا تب کال یا زمانہ کی پیدائش ہوئی ہے اور اوس کے دوسرے خط کے ساتھ مثلث ہو جانے پر عرض و طول دونوں ظاہر ہوئے کال کے تین عدد ہیں اور دیش کے چار سمت ۳ اور ۴ کو باہم ضرب دینے سے بارہ خطوط نے دیش اور کال کو باہم کر دیا اور اون سے یہ صورت تصویر کی جو دکھتی ہے خود بخود پیدا ہو گئی اور وشنو کھلائی بارہ بروج اِسی تقسیم کا نتیجہ ہے یہ بارہ خطوط مثل تانے کے ہیں اور سات دائرہ خاک آب آتش ہوا خلا من اور بدھی مختلف رنگوں میں دکھائی ہوئی ہیں بانے کی مانند ہیں انکے بات سے جو سے تیار ہوئی اوس میں ۱۲ اور ۷ کی ضرب سے ۸۴ گھر بنتے ہیں جسے عام طور پر چوراسی کا چکر کہتے ہیں اور ان پر پانچ مادی دائروں کے صفر لگانے سے چوراسی لاکھ کا عدد ثابت ہوتا ہے اور وہ عقل یعنی بدھی تک محدود ہے۔ انجو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا اسی سے نکلتا کہلاتا ہے اور پندار کے رفع ہونے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ جب تک چیتن کی توجہ یعنی نظر نیچے کے طبقوں کے جانب رہتی ہے تب تک چوراسی کی گرفتاری دکھلائی ہے جب چیتن کی درشٹی یعنی نظر تین کے ذریعہ سے پلٹ کر اوپر کی جانب ہوتی ہے تب چوراسی سے خلاصی ہوتی ہے اور رستگاری کا مقام حاصل ہوتا ہے اور موت کا خیال صفحہ دل سے مسٹ جاتا ہے۔ ہر سطر میں بارہ خانوں کے سات سات گھر جو بنے ہوئے ہیں اون کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔ اوّل خانے میں نشید کے اعداد درج ہیں دوسرے خانہ میں بھگوت گیتا کی ساتویں ادھیا کے الفاظ ہیں جن کی بنیاد پر یہ تصویر تیار ہوئی ہے بھومی یعنی خاک۔ آپہ یعنی آب۔ انل یعنی آتش۔ وایو یعنی ہوا۔ کھم یعنی خلا۔ من۔ بدھی۔ اہنکار اور قوت حیات۔ اولین آٹھ قوتیں باعث ایجاد عالم اور نویں قوت اِن کا آدھار ہے۔ تیسرے خانہ میں چھ فلسفہ اور ساتواں علم اپنے اپنے منصب کے موجب دکھاتے گئے ہیں

چوتھے خانہ میں وہ برہم آکرتیاں جن کا بیان تصویر نمبر ۱۱ میں ہو چکا ہے ظاہر کیگئی ہیں۔

پانچویں خانہ میں قدیم سات رشیوں کے نام جن سے نظام و قوانین عالم کی ایجاد ہوئی ہے لکھے گئے ہیں۔

چھٹے خانہ میں وہ ہفت طبقات نیچے کے جو اوس کے مقابل کے سات طبقات بالا کا عکس ہیں بیان کئے گئے ہیں۔

ساتویں خانہ میں اعداد نزول کی کیفیت مندرج ہیں۔

آٹھویں خانہ میں وہ سات مادہ جسم کے جنہیں باستعارہ سات سمندر بھی کہا ہے اپنے اپنے موقعات پر آشکارا کئے گئے ہیں۔

نویں خانہ میں ساتویں لوک جن کی حسب منشاء اتھرون وید کے اوپنشدوں نے تشریح کی ہے جتلائے گئے ہیں۔

دسویں خانہ میں سام وید کی مطابقت سے سات نادیا سات سُر ظاہر کئے گئے ہیں۔

گیارہویں خانہ میں رگ وید کی منشاء کے موافق سات دیوتا یعنی منتظمان عالم کے مقامات درج ہیں۔

بارہویں خانہ میں یجر وید کے احکام کے موافق سات لوک جن کا عملی طریقہ گایتری اور ترکال سندھیا قرار دیا گیا ہے آشکارا کئے گئے ہیں۔

اس ادھیائے کے نمبرہ میں ہزاروں انواع کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے اشیاؤں کا بیان اور ۶ منتر میں آدیتوں وسووں۔ رودروں۔ اشونی کماراور مردتوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس تصویر کو چشم معرفت سے دیکھنے پر ثابت ہوگا کہ جو کچھ ارجن کو دکھایا گیا وہ سب اسمیں موجود ہے۔ آدیتوں کا بیان پرجاپتی کی تصویر نمبرہ میں ہو چکا ہے۔ اشٹ وسو اس تصویر کے خانہ نمبر ۲ میں مفصل درج ہوئے ہیں رودر کی پنج مکھی صورت تصویر نمبر ۱۱ میں دیکھ لو اور وہ تصویریں

اس تصویر کے جزو ہیں۔ اشونوں کے جوڑے کا بیان تصویر نمبر ۹ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اس
تصویر کا سمجھنا شوق اور کوشش پر منحصر ہے ایک بار پڑھ لینے سے وہ ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتی
مگر اسکے بار بار دیکھنے اور غور کرنے سے ہر بار نیا لطف حاصل ہوگا اور جب اس کا نقشہ دل پر
جم جائیگا تب ناظرین و شائقین اپنے دل میں آپ انصاف کر سکیں گے۔

इहैकस्थं जगत्कृत्स्नं पश्याद्यसचराचरम् ॥
मम देहे गुडाकेश यच्चान्यद्द्रष्टुमिच्छसि ॥७॥

ظہور عالم

(۷) اے ارجن تو آج تمام عالم کو معہ اوس کے متحرک اور ساکن موجودات
کے اور جو کچھ دیکھنا چاہتا ہے میرے اس جسم میں موجود دیکھہ۔

دیکھہ مجھ میں ساری موجودات عالم کا قیام		دیدنی جو کچھ ہی ساکن اور متحرک نظام	

شری کرشن جی کے جسم کو تو ارجن اپنی آنکھہ سے دیکھہ رہا تھا اوسمیں کل عالم کیونکر نظر آسکتا تھا
حاصل کلام یہ ہے کہ جس وقت انسان طریقۂ فنا سے اپنے جسم کو نور مجسم یقین کرتا ہے اوسوقت
تمام عالم اوسے اپنا ہی جلوہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ جب ارجن نے کرشن جی کی قدرت کی تصویر
کو اپنے دل میں باندھ لیا تو جو کیفیت عالم کی تھی وہ سب اوس کو اپنے اندر نظر آنے لگی۔

न तु मां शक्यसे द्रष्टुमनेनैव स्वचक्षुषा ॥
दिव्यं ददामि ते चक्षुः पश्य मे योगमैश्वरम् ॥८॥

اس مشاہدہ کے لئے چشم ظاہری نہیں بلکہ نہو نیتی علم اشراق درکار ہے

(۸) تو مجھے اپنی ان آنکھوں سے نہیں دیکھہ سکتا اسلیئے میں تجھے
عجیب و غریب آنکھہ دیتا ہوں کہ تو اوس سے میری قدرت
کے جلال کو دیکھے۔

اسلیئے دیتا ہوں چشم معرفت ارجن تجھے		چشم ظاہر سے نہیں تو دیکھہ سکتا ہی مجھے	

یہ منتر دلچسپ غور طلب اور پُر معنی ہے اور اُس کا مطلب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے
عالم بطون کی سیر چشم ظاہری سے ہرگز نہیں ہو سکتی اوس کے دیکھنے کے لئے گیان نیتر یعنی

چشم معرفت کا حاصل کرنا ضروری ہے اوسی کو عارفوں نے انجھو اور اشراق کہا ہے اور
شغل کی مزاولت کے بعد اوس کا انسان کے بطون میں آشکارا ہونا بیان کیا ہے۔

संजय उवाच

एवमुक्त्वा ततो राजन्महायोगेश्वरो हरिः॥
दर्शयामास पार्थाय परमं रूपमैश्वरम ॥९॥

سنجے نے کہا

قدرت کا مشاہدہ

(۹) اے راجہ (دہرت راشٹر) یہ کہکر قادر مطلق کرشن نے ارجن
کو اپنی قدرت کا اعلیٰ جلوہ دکھایا۔

قادر مطلق نے ارجن کو یہ فرما کر تھا		اپنی قدرت کا جلالی معجزہ دکھلا دیا

اس موقعہ پر کرشن جی نے ارجن کو اوس کے قلب میں عالم علوی کی سیر کرائی
اوسکی تصریح ذیل میں ہے۔

अनेकवक्त्रनयनमनेकाद्भुतदर्शनम्॥
अनेकदिव्याभरणं दिव्यानेकोद्यतायुधम॥१०॥
दिव्यमाल्यांबरधरं दिव्यगन्धानुलेपनम्॥
सर्वाश्चर्यमयं देवमनन्तं विश्वतोमुखम॥११॥

عالم ملکوتی کی سیر

(۱۰ و ۱۱) جو کہ بے شمار منہ اور آنکھیں بے شمار عجیب شکلیں ...
نایاب زیور اور بے شمار نادر ہتیار رکھتا تھا اور عجیب مالائیں اور پوشاک ...
تن کئے ہوئے اور عمدہ عطر لگاتے ہوئے تہا اور نہایت حیرت انگیز اور رو...
جسکی کہیں انتہا نہ تھی اور جس کا ہر طرف رخ تہا۔

عالم ملکوت پر جو ہیں پڑی اسکی نظر تھا نہایت حیرت انگیز اور روشن اک وجود		اسنے دیکھی ذات واحد شش جہت میں جلو... انتہا جسکی نہتی پیدا نہ تہیں جسکی حدو...

	زیبِ تن تھے زیورِ نایاب و نادر اسلحہ تھی عجب پوشاک اور نادر حمائل زیبِ بر		تھے دہان و چشم و صورت بحسابِ ہندسہ عطرِ خوشبودار میں ڈوبا ہوا تھا سربسر	

جو جلال کی کیفیت شاغلوں کے قلب پر ظاہر ہوا کرتی ہے اور اُسوقت ارجن کے دل پر طاری ہوئی تھی اوس کا اِس منتر میں بیان کیا گیا ہے اب تک ارجن اپنے اور دیگر اشخاص کے جسم ہاتھ منہ آنکھ وغیرہ کو جُدا جُدا اون سے متعلق خیال کرتا تھا لیکن انانیت کے ترک کرنے کے بعد اوسے کامل یقین ہو گیا کہ ذات واحد تمام اجسام میں محیط ہو کر دیکھنا سننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعلوں کی ناظر ہے اور وہی ہر سمت میں جلوہ گر ہے۔

दिवि सूर्य सहस्रस्य भवेद्युगपदुत्थिता ॥
यदि भाः सदृशी सा स्याद्भासस्तस्य महात्मनः ॥१२॥

جلال کا جلوہ

(۱۲) اگر آسمان میں یکبارگی ہزار سورجوں کی روشنی ہو تو وہ اُس ذات بزرگ کے جلال کے برابر نہو سکے گی۔

	ہیں جلالِ ذاتِ اقدس میں نمایاں فی تہ وار		اگر فلک پر آفتاب اکدم ہویدا ہوں ہزار	

درحقیقت ذات بحت کے جلال کے سامنے ہزار سورجوں کی روشنی بھی ہیچ ہے۔

तत्रैकस्थं जगत्कृत्स्नं प्रविभक्तमनेकधा ॥
अपश्यद्देवदेवस्य शरीरे पांडवस्तदा ॥१३॥

عین الیقین کی کیفیت

(۱۳) اُس وقت ارجن نے تمام عالم کو معہ اوس کی نیرنگیوں کے اوس ذات مقدس کے جسم میں موجود پایا۔

	عالم کون و مکان و جملہ نیرنگِ مبین		پیکر یکجا میں جو ہیں ہو گیا عین الیقین	

ततः स विस्मयाविष्टो हृष्टरोमा धनंजयः ॥
प्रणम्य शिरसा देवं कृतांजलिरभाषत ॥१४॥

حیرت کا مقام

(۱۴) تب حیرت کے مارے ارجن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ سر جھکا کر دست بستہ کرشن بھگوان سے کہنے لگا۔

منزلِ حیرت میں وارد ہو کے ارجن کانپ اُٹھا	سر جھکا کر دست بستہ عرض یوں کرنے لگا

अर्जुन उवाच- पश्यामि देवांस्तव देव देहे सर्वांस्तथा भूत-विशेषसंघान्॥ब्रह्माणमीशं कमलासनस्थ मृषींश्च सर्वानुरगांश्च-दिव्यान्॥१५॥

برہما کا مقام یعنی عالم جبروت کی سیر

(۱۵) ارجن نے کہا اے کرشن میں آپ کے جسم میں تمام دیوتاؤں کو ہر قسم کی موجودات کو۔ خداوند کائنات برہما جی کو جو کنول پر نشست رکھتے ہیں اور سب رشیوں کو اور عجیب عجیب سانپوں کو دیکھتا ہوں

اس وجودِ پاک میں سب دیوتا ہیں جلوہ گر	اور مخلوقات ہی ہر قسم کی پیشِ نظر
جدِّ امجد مورثِ اعلیٰ خدائے کائنات	ہیں کنول کی پھول پر بیٹھے ہوئے اک پاک ذات

अनेकबाहूदरवक्त्रनेत्रं पश्यामि त्वां सर्वतो ऽनंतरूपम्॥ नांतं न मध्यं न पुनस्तवादिं पश्यामि विश्वेश्वर विश्वरूपम्॥१६॥

کثرت اور وحدت کا یکجا ہونا۔

(۱۶) اے عالم کے صاحب میں آپ کو بے شمار بازو۔ شکم۔ دہن اور آنکھیں رکھنے والا محیط کل پاتا ہوں اور مجھے آپ کی بہ نہایت ظہور کا آغاز وسط اور انجام نظر نہیں آتا۔

سب سُنی اور شیش ناگ درسانپ ہیں از حد مہیب	عالمِ ملکوت کا نظارہ ہے ازبس عجیب
آپ ہیں بے انتہا شکلو نمیں ہر جانب عیاں	بیعد وہیں آپکے بازو شکم چشم و دہان

किरीटिनं गदिनं चक्रिणं च तेजोराशिं सर्वतो दीप्तिमंतम्॥ पश्यामि त्वां दुर्निरीक्ष्यं समंताद्दीप्तानलार्कद्युतिमप्रमेयम्॥१७॥

تو کا مقام یعنی
لم لاہوت کی سیر

(۱۷) میں دیکھتا ہوں کہ آپ تاج پہنے ہوتے ہیں اور ہاتھ میں گدا اور چکر لیتے ہوتے ہیں اور بحیرہ جلال رکھتے ہیں اور ہر سمت کو روشن کرتے ہیں آپ پر آنکھ بالکل نہیں ٹھہرتی کہ آپ کی روشنی شعلہ زن آفتاب کے مانند ہے اور بے انتہا ہے۔

وہ ظہورِ لاتعین آپکا ہے وقفِ دید	جس کا اول درمیاں اور خاتمہ ہے ناپدید
کثرت و وحدت کا نظارہ ہے یکجا سر بسر	راز اسکو ہم ہوشیانہ ہے روشن قلب پر
سر پہ ہے تاج آپکے ہاتھوں میں ہیں چکر و گدا	شش جہت افروز ہے نور تجلی آپ کا
آنکھ کی کیا تاب ہے دیکھے وہ روئے ذوالجلال	ہے فروغِ حسن عالم سوز جس کا بیمثال

ستو گن تاج۔ رجو گن گدا اور تمو گن چکر ہے۔ ان تین لوازمات شاہانہ سے ذات نامتناہی کل عالم کا انتظام کرتی ہے اور اپنا تماشہ آپ دیکھتی ہے۔

त्वमक्षरं परमं वेदितव्यं त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम्॥
त्वमव्ययः शाश्वतधर्मगोप्ता सनातनस्त्वं पुरुषो मतोमे॥१८॥

لاانتہائی کیفیت

(۱۸) میرے عقیدے میں آپ کی ذات لازوال اعلیٰ اور جاننے کے لائق ہے اور اس عالم کا اصلی مخزن ہے وہ لافانی اور قدیم آئین راستی کی حامی ہے اور بے زوال ہے۔

ذاتِ عالی لایزالی ہے عقیدت میں مری	موجبِ بود و فنا۔ حامی طرزِ راستی
قابل ادراک لافانی قدیم اور استوار	ہے صفت لاانتہائی کی سراسر آشکار

अनादिमध्यांतमनंतवीर्य मनंतबाहुं शशि सूर्यनेत्रम्॥
पश्यामि त्वां दीप्तहुताशवक्त्रं स्वतेजसा विश्वमिदं तपन्तम्॥१९॥

صفت جلال

(۱۹) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا آغاز وسط اور انجام نہیں ہے آپکی طاقت بے انتہا ہے آپ کے بازو بے شمار ہیں آنکھیں چاند اور سورج کی سی ہیں اور

چہرہ روشن آگ کی مانند ہے اور آپ اپنے جلال سے اس عالم کو روشن کر رہے ہیں

دیکھتا ہوں میں عیاں شانِ جلالی آپ کی	بے بدایت بے نہایت ذاتِ عالی آپکی
قوتیں بے انتہا ہیں اور بازو بے شمار	ماہ و خور چشمانِ روشن روئے تاباں مثلِ نار

द्यावापृथिव्योरिदमन्तरं हि व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः ॥
दृष्ट्वाद्भुतं रूपमुग्रं तवेदं लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन् ॥२०॥

صفت محیط اور بسیط ہونے کے

(۲۰) اے ذات بزرگ آپ زمین آسمان خلے اور تمام اطراف میں محیط ہیں آپ کے اس عجیب اور جلال والی صورت کو دیکھکر تینوں عالم کانپتے ہیں

ذات برتر آپکی ہے سارے عالم میں بسیط	از زمین تا آسماں سمت و فضا سب میں محیط
ذرے ذرے میں منور ہے شعاعِ لایزال	تینوں عالم کانپتے ہیں دیکھکر شانِ جلال

अमी हि त्वां सुरसंघा विशन्ति केचिद्भीताः प्राञ्जलयो गृणन्ति ॥
स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षिसिद्धसंघाः स्तुवन्ति त्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः ॥

صفت معبودی

(۲۱) بعض دیوتاؤں کے گروہ آپ کی پناہ میں آتے ہیں بعض خوف کے مارے ہاتھ جوڑکر آپ کی تعریف کرتے ہیں بعض صاحب کمال رشی خیر باد کہکر آپ کی بہت توصیف بیان کرتے ہیں۔

ہے پناہِ عاطفت میں اک گروہِ دیوتا	دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا
جانکر معبود اپنا مجمع اہلِ کمال،	آپکی توصیف کرتا ہے بیان اے بیمثال

रुद्रादित्या वसवो ये च साध्या विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च ॥
गन्धर्वयक्षासुरसिद्धसंघा वीक्षन्ते त्वां विस्मिताश्चैव सर्वे ॥२२॥

حیرت کا دوسرا مقام

(۲۲) رودر- اوتیہ- دسو- اشونی کمار- مروت اور اوشم پا وغیرہ جتنے دیوتا ہیں اور گندھرب- یکش- راکشش اور سدھوں کے جتنے فرقہ ہیں وہ سب آپ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

رُدر ادشم یا مُرت اَدت وسو اشونی کمار راکشس گندھرب یکش وسدہ وانسان بیشمار	اور ہیں انکے سوا جتنے ملائک رازدار دیکھکر اس شکل کو حیران ہیں آئینہ دار

اوّل وہ سات تجلیات کے وجود ہیں جنکا عارفوں نے زمانہ قدیم میں اشراق کی مدد سے مشاہدہ کیا تھا اور آخر چار اسماء۔ فرقہ انسانی ہیں جو اوس زمانے میں مختلف عقاید کے پیرو ہونے کی وجہ سے ان ناموں سے موسوم ہوئے

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं महाबाहो बहु बाहूरुपादम् ॥
बहूदरं बहुदंष्ट्राकरालं दृष्ट्वा लोकाःप्रव्यथितास्तथाहम् ॥२३॥

شیو کا مقام یعنی عالم ہاہوت کی سیر

(۲۳) اے قوی بازو آپ کے اوس بڑے جسم کو دیکھکر جس میں منہ آنکھ۔ بازو۔ پانوں۔ شکم۔ اور خوفناک دانت بکثرت ہیں عالم کانپتا ہے اور میں بھی کانپتا ہوں۔

دل دہڑکتا ہے مرا اے کرشن اسکو دیکھکر اپکا جسم کلاں جس میں بکثرت ہیں عیاں	ایک عالم کانپتا ہے ڈالکر اس پر نظر دست و پا پُرخوف دندان و شکم چشم و دہان

नभःस्पृशं दीप्तमनेकवर्णं व्यात्ताननं दीप्तविशालनेत्रम् ॥
दृष्ट्वा हि त्वां प्रव्यथितान्तरात्मा धृतिं न विन्दामि शमं च विष्णो ॥२४॥

ہیبت کا جلوہ

(۲۴) اے کرشن آپ کے اوس دراز چہرہ کو جو آسمان سے باتیں کرتا ہے اور روشن ہے اور بے شمار رنگ رکھتا ہے اور جس میں بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہیں دیکھکر میرا دل گھبراتا ہے اور مجھے قرار و تسکین نہیں ہے۔

فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں دیکھکر وہ روئے ہیبتناک روشن ہفت رنگ	ہر دم ہے جنہیں لاالہ و [illegible] ہوگیا میں اختلاج قلب سے معذور و تنگ

दंष्ट्राकरालानि च ते मुखानि दृष्ट्वैव कालानलसन्निभानि ॥
दिशो न जाने न लभे च शर्म प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥२५॥

چہرہ روشن آگ کی مانند ہے اور آپ اپنے جلال سے اس عالم کو روشن کر رہے ہیں

دیکھتا ہوں میں عیاں شانِ جلالی آپ کی	بے ہدایت بے نہایت ذات عالی آپکی
قوتیں بے انتہا ہیں اور بازو بے شمار	ماہ و خور چشمانِ روشن روئے تاباں مثل نار

द्यावापृथिव्योरिदमंतरं हि व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः॥
दृष्ट्वाद्भुतं रूपमुग्रं तवेदं लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन्॥२०॥

صفت محیط اور بسیط ہونے کے۔

(۲۰) اے ذات بزرگ آپ زمین آسمان خلے اور تمام اطراف میں محیط ہیں آپ کے اس عجیب اور جلال والی صورت کو دیکھکر تینوں عالم کانپتے ہیں

ذات برتر آپکی ہے سارے عالم میں بسیط	از زمین تا آسماں سمت و فضا سب میں محیط
ذرے ذرے میں منور ہے شعاع لایزال	تینوں عالم کانپتے ہیں دیکھکر شانِ جلال

अमी हि त्वां सुरसंघा विशंति केचिद्भीताः प्रांजलयो गृणंति॥
स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षिसिद्धसंघाः स्तुवंति त्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः॥

صفت معبودی

(۲۱) بعض دیوتاؤں کے گروہ آپ کی پناہ میں آتے ہیں بعض خوف کے مارے ہاتھ جوڑ کر آپ کی تعریف کرتے ہیں بعض صاحب کمال رشی خیر باد کہکر آپ کی بہت توصیف بیان کرتے ہیں۔

ہے پناہ عاطفت میں اک گروہِ دیوتا	دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا
جانکر معبود اپنا مجمع اہل کمال،	آپکی توصیف کرتا ہے بیان اے بیمثال

रुद्रादित्या वसवो ये च साध्या विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च॥
गंधर्वयक्षासुरसिद्धसंघा वीक्षंते त्वां विस्मिताश्चैव सर्वे॥२२॥

حیرت کا دوسرا مقام

(۲۲) رودر۔ ادتیہ۔ دسو۔ اشونی کمار۔ مروت اور اوشم پا وغیرہ جتنے دیوتا ہیں اور گندھرب۔ یکش۔ راکشش اور سدھوں کے جتنے فرقہ ہیں وہ سب آپ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

زوراوشم یا مرت اوت وسوا شو نی کمار	اور ہیں انکے سوا جتنے ملائک ہیں زوردار
راشش گندہرب یکش وسدھ و انسان بیشمار	دیکھکر اس شکل کو حیران ہیں آئینہ دار

اوّل وہ سات تجلیات کے وجود ہیں جنکا عارفوں نے زمانہ قدیم میں اشراق کی رو سے مشاہدہ کیا تھا اور آخر چار اسماء فرقہ انسانی ہیں جو اوس زمانے میں مختلف عقاید کے پیرو ہونے کی وجہ سے ان ناموں سے موسوم ہوئے

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं महाबाहो बहु बाहूरुपादम् ॥
बहूदरं बहुदंष्ट्राकरालं दृष्ट्वा लोकाः प्रव्यथितास्तथाहम् ॥२३॥

شیو کا مقام یعنی عالم لاہوت کی سیر

(۲۳) اے قوی بازو آپکے اوس بڑے جسم کو دیکھکر جس میں منہ آنکھ - بازو - پانوں - شکم - اور خوفناک دانت بکثرت ہیں عالم کانپتا ہے اور میں بھی کانپتا ہوں -

دل دہڑکتا ہو مرا اے کرشن اسکو دیکھکر	ایک عالم کانپتا ہے ڈالکر اس پر نظر
اپکا جسم کلاں جس میں بکثرت ہیں عیاں	دست و پا پُر خوف دندان و شکم چشم و دہان

नभःस्पृशं दीप्तमनेकवर्णं व्यात्ताननं दीप्तविशालनेत्रम् ॥
दृष्ट्वा हि त्वां प्रव्यथितान्तरात्मा धृतिं न विन्दामि शमं च विष्णो ॥२४॥

ہیبت کا جلوہ

(۲۴) اے کرشن آپ کے اوس دراز چہرہ کو جو آسمان سے باتیں کرتا ہے اور روشن ہے اور بے شمار رنگ رکھتا ہے اور جس میں بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہیں دیکھکر میرا دل گھبراتا ہے اور مجھے قرار و تسکین نہیں ہے -

فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں	ڈر و مہ سے جسمیں لاتعداد چشمان کلاں
دیکھکر وہ روئے ہیبتناک روشن ہفت رنگ	ہوگیا میں اختلاج قلب سے معذور و تنگ

दंष्ट्राकरालानि च ते मुखानि दृष्ट्वैव कालानलसन्निभानि ॥
दिशो न जाने न लभे च शर्म प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥२५॥

چہرہ روشن آگ کی مانند ہے اور آپ اپنے جلال سے اس عالم کو روشن کر رہے ہیں

دیکھتا ہوں عیاں شانِ جلالی آپ کی	بے بدایت بے نہایت ذات عالی آپکی
قوتیں بے انتہا ہیں اور بازو بے شمار	ماہ و خور چشمانِ روشن روئے تاباں مثل نار

द्यावापृथिव्योरिदमंतरं हि व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः॥
दृष्ट्वाद्भुतं रूपमुग्रं तवेदं लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन्॥२०॥

صفت محیط اور بسیط ہونے کی۔

(۲۰) اے ذات بزرگ آپ زمین آسمان خلے اور تمام اطراف میں محیط ہیں آپ کے اس عجیب اور جلال والی صورت کو دیکھکر تینوں عالم کانپتے ہیں

ذات برتر آپکی ہے سارے عالم میں بسیط	از زمین تا آسماں سمت و فضا سب میں محیط
ذرّے ذرّے میں منوّر ہے شعاع لایزال	تینوں عالم کانپتے ہیں دیکھکر شانِ جلال

अमी हि त्वां सुरसंघा विशंति केचिद्भीताः प्रांजलयो गृणंति॥
स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षिसिद्धसंघाः स्तुवंति त्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः॥

صفت معبودی

(۲۱) بعض دیوتاؤں کے گروہ آپ کی پناہ میں آتے ہیں بعض خوف کے مارے ہاتھ جوڑکر آپ کی تعریف کرتے ہیں بعض صاحب کمال مہرشی خیرباد کہکر آپ کی بہت توصیف بیان کرتے ہیں۔

ہے پناہ عاطفت میں اک گروہِ دیوتا	دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا
جانکر معبود اپنا مجمع اہل کمال،	آپکی توصیف کرتا ہے بیان اے بیمثال

रुद्रादित्या वसवो ये च साध्या विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च॥
गंधर्वयक्षासुरसिद्धसंघा वीक्षंते त्वां विस्मिताश्चैव सर्वे॥२२॥

حیرت کا دوسرا مقام

(۲۲) رودر-ادیتیہ-وسو-اشونی کمار-مروت اور اوشم پا وغیرہ جتنے دیوتا ہیں اور گندھرب-یکش-راکشش اور سدھ ہون کے جتنے فرقہ ہیں وہ سب آپ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

	اور ہیں انکے سوا جتنے ملائک سازدار دیکھکر اس شکل کو حیران ہیں آئینہ دار		رُدر او شم یا مُرت اَدت وسوا شونی کمار راکشس گندھرب یکش وسدھ وانسان بیشمار	

اوّل وہ سات تجلیات کے وجود ہیں جنکا عارفوں نے زمانہ قدیم میں استغراق کی مدد سے مشاہدہ کیا تھا اور آخر چار اسما۔ فرقہ انسانی ہیں جو اوس زمانے میں مختلف عقاید کے پیرو ہونے کی وجہ سے ان ناموں سے موسوم ہوئے

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं महाबाहो बहु बाहूरुपादम् ॥
बहूदरं बहुदंष्ट्राकरालं दृष्ट्वा लोकाः प्रव्यथितास्तथाहम् ॥२३॥

شیو کا مقام یعنی عالم ہاہوت کی سیر

(۲۳) اے قوی بازو آپ کے اوس بڑے جسم کو دیکھکر جس میں بیشمار منہ آنکھ۔ بازو۔ پانوں۔ شکم۔ اور خوفناک دانت بکثرت ہیں عالم کانپتا ہے اور میں بھی کانپتا ہوں۔

	ایک عالم کانپتا ہے ڈالکر اوس پر نظر دست و پا پُر خوف دندان و شکم چشم و دہان		دل دہڑکتا ہے مرا اے کرشن اسکو دیکھکر اپکا جسم کلاں جس میں بکثرت ہیں عیاں	

नभःस्पृशं दीप्तमनेकवर्णं व्यात्ताननं दीप्तविशालनेत्रम् ॥
दृष्ट्वा हि त्वां प्रव्यथितान्तरात्मा धृतिं न विन्दामि शमं च विष्णो ॥२४॥

ہیبت کا جلوہ

(۲۴) اے کرشن آپ کے اوس دراز چہرہ کو جو آسمان سے باتیں کرتا ہے اور روشن ہے اور بے شمار رنگ رکھتا ہے اور جس میں بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہیں دیکھکر میرا دل گھبراتا ہے اور مجھے قرار و تسکین نہیں ہے۔

	چہرو مہ سے جنمیں لاتعداد چشمان کلاں ہوگیا میں اختلاج قلب سے معذور و تنگ		فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں دیکھکر وہ روئے ہیبتناک روشن ہفت رنگ	

दंष्ट्राकरालानि च ते मुखानि दृष्ट्वैव कालानलसन्निभानि ॥
दिशो न जाने न लभे च शर्म प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥२५॥

ایضاً (۲۵) خوفناک دانتوں والے اور آتش اجل کے مانند روشن دہنوں کو دیکھکر مجھے راہ عافیت نظر نہیں آتی اور میرا اقتدار ہاتھ سے جاتا رہا ہے اے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے پشت و پناہ آپ مجھپر کرم کیجئے۔

اُن دہانوں سے نکلتے دیکھ شعلے موت کے موت آتی ہے نظر دلپر نہیں ہے اختیار	اور اُن پرخوف دنداں پر نگہ کر کے مجھے کیجئے مجھپر کرم اے مالک اے پروردگار

अमी च त्वां धृतराष्ट्रस्य पुत्राः सर्वे सहैवावनिपालसंघैः॥
भीष्मो द्रोणः सूतपुत्रस्तथासौ सहास्मदीयैरपि योधमुख्यैः॥२६
वक्त्राणि ते त्वरमाणा विशंति दंष्ट्राकरालानि भयानकानि॥
केचिद्विलग्ना दशनांतरेषु संदृश्यंते चूर्णितैरुत्तमांगैः॥२७॥

صفت قہاری (۲۶و۲۷) یہ سب دہرت راشٹر کے بیٹے اور اون کے مددگار راجاؤں کے گروہ بھیشم پتامہ۔ دروناچارج۔ رتھ بان کا بیٹا (کرن) اور نیز ہماری فوج کے دلاور آپ کے تیز دانتوں والے مہیب دہنوں میں نہایت تیزی کیساتھ گھسے چلے جاتے ہیں اور اُن میں سے کچھ پسے ہوئے سر دانتوں کے درازوںمیں لٹکے نظر آتے ہیں۔

کوروونکے واقربا اور اُن کے حامی راجگان نیز اپنی فوج کے زور آزملنے باوقار اور نظر آتے ہیں بعضے سر بہت کچلے ہوئے	بھیشم و درون و کرن فوج مخالف کے یلاں اُن دہانوں میں کھچے جاتے ہیں سب بےاختیار تیز دنداں کی درازوںمیں اٹک لٹکے ہوئے

यथा नदीनां बहवोऽम्बुवेगाः समुद्रमेवाभिमुखा द्रवंति॥
तथा तवामी नरलोकवीरा विशंति वक्त्राण्यभिविज्वलंति॥२८॥

تشبیہ (۲۸) جیسے دریاؤں کی بیشمار لہریں سمندر میں جاکر گرتی ہیں ویسے ہی یہہ مردان دلاور آپ کے شعلہ زن دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

بحر میں ہوتا ہے جیسے ندیوں کا اختتام		یہ دلاور آتشیں دہنوں میں کرتے ہیں قیام	

यथा प्रदीप्तं ज्वलनं पतंगा विशन्ति नाशाय समृद्धवेगाः॥
तथैव नाशाय विशन्ति लोकास्तवापि वक्त्राणि समृद्धवेगाः॥२९॥

ایضاً (۲۹) جیسے پروانے جلنے کے لیے بے اختیار ہو کر شعلہ پر گرتے ہیں ویسے ہی یہ سب لوگ جذبہ میں آ کر مرنے کے لیے آپ کے دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

شمع پر پروانے ہو جاتے ہیں جیسے جاں نثار		موت کے منہ میں ہیں داخل حاضرین کارزار	

लेलिह्यसे ग्रसमानः समन्ताल्लोकान्समग्रान्वदनैर्ज्वलद्भिः॥
तेजोभिरापूर्य जगत्समग्रं भासस्तवोग्राः प्रतपन्ति विष्णो॥३०॥

فنا و ظہور کا یکجا مشاہدہ (۳۰) اے عالم کے صاحب آپ اپنے روشن دہنوں سے سب لوگوں کو کھا کر خوب مزا لیتے ہیں اور آپ کی زبردست جلالی قوتیں سارے عالم کو روشن کرتی ہیں اور حرارت پہونچاتی ہیں۔

ان دہانِ شعلہ زن کی ساری دنیا ہے غذا اے خداوند آپ کی بجد جلالی قوتیں		جسمیں اُسکی موت ہے وہ ذایقہ ہے آپ کا ہیں برنگ روشنی و سوز موجودات میں	

आख्याहि मे को भवानुग्ररूपो नमोऽस्तु ते देववर प्रसीद॥
विज्ञातुमिच्छामि भवन्तमाद्यं न हि प्रजानामि तव प्रवृत्तिम्॥३१॥

حیرت کا تیسرا مقام اور سوال کہ آپ کون ہیں (۳۱) مجھے بتائے کہ آپ بصورت جلال کون ہیں میرا آپ کو نمسکار ہے اے دیوتاؤں کے سرتاج آپ مجھ پر مہربان ہو جیے میں آپکی اصلیت جاننے کی تمنا رکھتا ہوں اور آپ کے ظہور کو نہیں سمجھ سکتا۔

کون ہے اس صورتِ پرخوف میں بتلائیے آپکے دیدار کی از بس تمنا ہے مجھے		بندۂ عاجز یہ اے داور کرم فرمائیے آپ کا اعجاز بالا تر ہے میری عقل سے	

اوپر کے منتروں میں تت پد یعنی کلیت کا مشاہدہ ارجن کو ہوا تھا اور اب وہ توم پد یعنی

انانیت کے پردہ میں معرفت کا طالب ہوتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

कालो स्मिलोकक्षयकृत्प्रवृद्धो लोकान्समाहर्तुमिह प्रवृत्तः॥
ऋतेऽपि त्वां न भविष्यंति सर्वे यःवास्थताःप्रत्यनीकेषु योधाः॥३२॥

شری بھگوان نے جواب دیا

اکال روپ شیو ہوں
یعنی عالم ہا ہوت کا جاب ہوں

(۳۲) میں عالم کو معدوم کرنیوالی فنا تے کبرا ہوں اور اس موقع پر عالم کو معدوم کرنے میں مصروف ہوں جو تو نہیں لڑے گا پھر بھی جتنے جوانمرد ہر دو لشکر میں موجود ہیں وہ سب معدوم ہو جائیں گے۔

میں فرشتہ ہوں اجل کا او فنا معروف ہوں آج ہر دو فوج میں جتنے بہادر ہیں کھڑے		اس گھڑی عالم کے استیصال میں مصروف ہوں وہ بلا کوشش تری ملک عدم کو جائینگے

جسم انسانی کے واسطے پیدائش اور فنا لازمی ہیں لہذا ان کے فنا ہونے کا فکر نہ کرکے امر حق کے لئے جنگ کرنا انسان کا فرض ہے۔

तस्मात्त्वमुत्तिष्ठयशो लभस्वजित्वा शत्रून्भुंक्ष्व राज्यं समृद्धम्॥
मयैवैते निहताः पूर्वमेव निमित्तमात्रं भव सव्यसाचिन्॥३३॥

عالم ناسوتی یعنی اسباب فانی کا فکر نہ کرکے جنگ کر

(۳۳) پس اے تیر انداز تو کھڑا ہو اور نیکنامی حاصل کر دشمنوں پر فتح پاکر سلطنت عظیم سے حظ اٹھا ان کو تو میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے تو برائے نام ایک ذریعہ بنجا

ٹھان کر لڑنیکی اب تو اپنی شہرت کو بڑھا اونکو تو پہلے ہی میں نے مرگ تک پہنچا دیا		دشمنوں کو زیر کر اور سلطنت کا حظ اٹھا، تو برائے نام کر سامان انکی موت کا،

द्रोणंच भीष्मं चजयद्रथंचकर्णं तथान्यानपि योधवीरान्॥
मयाहतांस्त्वं जहि माव्यथिष्ठा युध्यस्व जेतासि रणे सपत्नान्॥३४॥

فتح ہوگی۔ (۳۴) تو درونا چارج - بھیشم پتامہ - جیدرتھ - کرن اور دیگر جوانمرد دوروں کو جنہیں میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے ہلاک کر۔ تامل نکر اور جنگ کر تو لڑائی میں دشمنوں پر فتح پاویگا۔

کرن بھیشم جیدرتھ درون اور دیگر سورما وہ مرے مقتول ہیں تو انکو بیشک قتل کر	جنگ کے میدانمیں جنکا قدم اب آگیا کامیابی تجھکو ہوگی مستعد ہو جنگ پر

संजयउवाच।एतच्छ्रुत्वावचनंकेशवस्य कृतांजलिर्वेपमानः किरीटी॥नमस्कृत्वा भूय एवाह कृष्णं सगद्गदं भीतभीतः प्रणम्य: ३५

سنجے نے بیان کیا

تب ارجن نے خوف اور عاجزی کے ساتھ عرض کیا (۳۵) کرشن جی کے اس کلام کو سنکر ارجن نے ہاتھ جوڑکر نمسکار کیا اور سر جھکا کر کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے لکنت کے ساتھ اُن سے دوبارہ یہ کہا۔

جب بتایا کرشن نے یہ راز تو وہ تاجور کانپتے ڈرتے ہوئے اُسنے جھکا کر اپنا سر	بندگی کرنے لگا ہاتھوں کو اپنے جوڑکر کرشن کی تعریف یوں لکنت سے کی بار دگر

अर्जुनउवाच।स्थाने हृषीकेश तव प्रकीर्त्या जगत्प्रहृष्यत्यनुरज्यते च॥रक्षांसि भीतानि दिशो द्रवंति सर्वे नमस्यंति च सिद्धसंघाः॥३६॥

کلام ارجن

سب لوگ آپکی عظمت مانتے ہیں۔ (۳۶) اے کرشن مہاراج یہ بجا ہے کہ ایک عالم آپ کی توصیف بیان کر کے خوشی اور دلبستگی حاصل کرتا ہے اور بد افعال آپ کے خوف کے مارے ہر طرف بھاگتے ہیں اور کاملوں کی جماعتیں آپ کو سجدہ کرتی ہیں۔

شانِ قہاری کے شایاں ہے اگر سارا جہاں بھاگتے ہیں آپکی صورت سے ڈرکر بدخصال	آپکی توصیف میں ہو باادب رطب اللساں آپکو کرتے ہیں سجدہ صاحبانِ باکمال

انانیت کے پردہ میں معرفت کا طالب ہوتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

कालोऽस्मि लोकक्षयकृत्प्रवृद्धो लोकान्समाहर्तुमिह प्रवृत्तः ॥
ऋतेऽपि त्वां न भविष्यन्ति सर्वे येऽवस्थिताः प्रत्यनीकेषु योधाः ॥ ३२ ॥

شری بھگوان نے جواب دیا

اکال روپ شیو ہوں
یعنی عالم ہاہوت کا صاحب ہوں

(۳۲) میں عالم کو معدوم کرنیوالی فنا تے کبرا ہوں اور اس موقع پر عالم کو معدوم کرنے میں مصروف ہوں جو تو نہیں لڑے گا پھر بھی جتنے جوانمرد ہر دو لشکر میں موجود ہیں وہ سب معدوم ہو جائیں گے۔

میں فرشتۂ ہوں اجل کا اور فنا معروف ہوں
آج ہر دو فوج میں جتنے بہادر ہیں کھڑے

اس گھڑی عالم کے استیصال میں مصروف ہوں
وہ بلا کوشش تری ملکِ عدم کو جائینگے

جسم انسانی کے واسطے پیدائیش اور فنا لازمی ہیں لہذا اون کے فنا ہونے کا فکر نہ کرکے امر حق کے لئے جنگ کرنا انسان کا فرض ہے۔

तस्मात्त्वमुत्तिष्ठ यशो लभस्व जित्वा शत्रून्भुङ्क्ष्व राज्यं समृद्धम् ॥
मयैवैते निहताः पूर्वमेव निमित्तमात्रं भव सव्यसाचिन् ॥ ३३ ॥

عالم ناسوتی یعنی اسباب
فانی کا فکر نہ کرکے جنگ کر

(۳۳) پس اے تیر انداز تو کھڑا ہو اور نیکنامی حاصل کر دشمنوں پر فتح پا کر سلطنت عظیم سے حظ اوٹھا ان کو تو میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے تو برائے نام ایک ذریعہ بنجا

ٹھان کر لڑنیکی اب تو اپنی شہرت کو بڑھا
اونکو تو پہلے ہی میں نے مرگ تک پہنچا دیا

دشمنونکو زیر کر اور سلطنت کا حظ اٹھا
تو برائے نام کر سامان اُنکی موت کا،

द्रोणं च भीष्मं च जयद्रथं च कर्णं तथान्यानपि योधवीरान् ॥
मया हतांस्त्वं जहि मा व्यथिष्ठा युध्यस्व जेतासि रणे सपत्नान् ॥ ३४ ॥

فتح ہوگی۔	(۳۴) تو درونا چارج - بھیشم پتامہ - جیدرتھ - کرن اور دیگر جوانمردوں کو جنہیں میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے ہلاک کر۔ تامل نکر اور جنگ کر تو لڑائی میں دشمنوں پر فتح پاویگا۔

کرن بھیشم جیدرتھ درون اور دیگر سورما وہ مرے مقتول ہیں تو انکو بیشک قتل کر	جنگ کے میدان میں جنکا قدم اب آگیا کامیابی تجھکو ہوگی مستعد ہو جنگ پر

संजय उवाच। एतच्छ्रुत्वा वचनं केशवस्य कृतांजलिर्वेपमानः किरीटी॥ नमस्कृत्वा भूय एवाह कृष्णं सगद्गदं भीतभीतः प्रणम्य॥ ३५

سنجے نے بیان کیا

تب ارجن نے خوف اور عاجزی کے ساتھ عرض کیا	(۳۵) کرشن جی کے اس کلام کو سنکر ارجن نے ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور سر جھکا کر کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے لکنت کے ساتھ اُن سے دوبارہ یہ کہا۔

جب بتایا کرشن نے یہ راز تو وہ تاجور کانپتے ڈرتے ہوئے اُستے جھکا کر اپنا سر	بندگی کرنے لگا ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر کرشن کی تعریف یوں لکنت سے کی بار دگر

अर्जुन उवाच। स्थाने हृषीकेश तव प्रकीर्त्या जगत्प्रहृष्यत्यनुरज्यते च॥ रक्षांसि भीतानि दिशो द्रवंति सर्वे नमस्यंति च सिद्धसंघाः॥ ३६॥

کلام ارجن

سب لوگ آپکی عظمت مانتے ہیں۔	(۳۶) اے کرشن مہاراج یہ بجا ہے کہ ایک عالم آپ کی توصیف بیان کر کے خوشی اور دلبستگی حاصل کرتا ہے اور بد افعال آپ کے خوف کے مارے ہر طرف بھاگتے ہیں اور کاملوں کی جماعتیں آپ کو سجدہ کرتی ہیں۔

شانِ قہاری کے شایاں ہے اگر سارا جہاں بھاگتے ہیں آپکی صورت سے ڈر کر بدخصال	آپکی توصیف میں ہو بادب رطب اللساں آپکو کرتے ہیں سجدہ صاحبانِ باکمال

कस्माच्च ते न नमेरन्महात्मन्गरीयसे ब्रह्मणोऽप्यादिकर्त्रे ॥
अनंतदेवेशजगन्निवास त्वमक्षरं सदसत्तत्परं यत् ॥ ३७ ॥

آپ لافانی اور حق و باطل سے برتر ہیں

(۳۷) اے بزرگ منش وہ لوگ آپ کی اوس ذات واجب التعظیم کو جو عالم کی صانع کی بھی علت غائی ہے سجدہ کیوں نہ کریں۔ اے بے شمار دیوتاؤں کے حاکم اور عالم کی پناہ آپ لازوال ہیں اور حق و باطل سے برتر ہیں

کیوں نہ یہ تعظیم دیں اُس ذاتِ بابرکات کو
اے خداوندِ ملائک جلوہ آرائے جہاں
جو عدم سے کھینچکر لائی ہے موجودات کو
آپ ہی ہیں حق و باطل نیز سب نام و نشاں

त्वमादिदेवः पुरुषः पुराणस्त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम् ॥
वेत्तासि वेद्यं च परं च धाम त्वया ततं विश्वमनंतरूप ॥ ३८ ॥

آپ کی یہ تعریف ہے

(۳۸) اے محیط عالم آپ صفات کا مبدا ہیں اور ذات قدیم ہیں اور اس عالم کے اصلی مخزن ہیں آپ ناظر منظور اور اعلیٰ مقام ہیں اور عالم میں محیط ہیں

ابتدائے سارے عالم کی مگر ازلی ہیں آپ
جملہ مخلوقات فانی ہے مگر ابدی ہیں آپ

वायुर्यमोऽग्निर्वरुणः शशांकः प्रजापतिस्त्वं प्रपितामहश्च ॥
नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते ॥ ३९

صفات ہفتگانہ کو آپ سے ظہور ہے۔

(۳۹) وایو۔ یم۔ اگنی۔ ورون۔ چندرما۔ پرجاپتی۔ اور پرپتامہ آپ ہیں میں آپ کو ہزار بار بلکہ بے شمار بار نمسکار کرتا ہوں۔

ناظر و منظور اور ہر دو سے بالاتر ہیں آپ
اے کثیر الشکل ہر صورت میں جلوہ گر ہیں آپ

جب اِن ساتوں قوتوں کو اپنے اندر فکر سے دریافت کیا جائے تب اس منتر کے معنی بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔

नमः पुरस्तादथ पृष्ठतस्ते नमोऽस्तु ते सर्वत एव सर्व ॥
अनंतवीर्यामितविक्रमस्त्वं सर्वं समाप्नोषि ततोऽसि सर्वः ॥ ४०

(۴۰) اے محیط کل آپ کو روبرو اور پشت اور سب طرف سے نمسکار ہے آپ بے انتہا قوت اور بے اندازہ جلال رکھتے ہیں۔ آپ کل میں محیط ہیں پس کل ہیں۔	آپ بے انتہا جلال رکھتے ہیں اور محیط کل ہیں میرا آپکو دل و جان سے نمسکار ہے۔

وایو یم اگنی ورن برہما ہیش اور چندر ما آپکو ہی پشت و رودا اور ہر طرف سے بندگی شان اور قوت کے اندازے سے برتر آپ ہیں	آپکی شکلوں کو میرے لاکھ سجدے ہیں بجا ساری دنیا میں عیاں ہو ایک ہستی آپ کی آپ ہی سب ہیں کہ اندر اور باہر آپ ہیں

یہ اپروکش گیان یعنی حق الیقین کا مقام ہے جہاں نور حقیقی کا جلوہ بے حجابانہ آنکھ کا راہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن حاضر و غائب ناممکنات کا امکان نظر آتا ہے اور حق و باطل کا عقدہ کھل جاتا ہے۔

सखेति मत्वा प्रसभं यदुक्तं हे कृष्ण हे यादव हे सखेति ॥
अजानता महिमानं तवेदं मया प्रमादात्प्रणयेन वापि ॥४१॥
यच्चावहासार्थमसत्कृतो ऽसि विहार शय्यासन भोजनेषु ॥
एकोऽथवाप्यच्युत तत्समक्षं तत्क्षामये त्वामहमप्रमेयम् ॥४२॥

(۴۱ و ۴۲) اپنا دوست سمجھکر اور آپکی اس عظمت کو نہ جانکر جو میں نے عالم بے خبری میں یا دوستانہ طور پر آپ کو کرشن۔ یادو۔ دوست کہکر اکثر پکارا ہے اور از راہ مذاق کھیلتے۔ سوتے۔ بیٹھتے اور کھاتے وقت خلوت اور جلوت میں آپکی گستاخی کی ہے اے عالی وقار اسکی معافی میں آپ کی ذات برتر از قیاس سے مانگتا ہوں۔	جو کچھ مجھ سے غلطی اور قصور آپکی خدمت میں ہوا اسے معاف فرمایئے

دوستی میں آپکی عظمت نہیں پہچان کر کرشن اور یادو کا پیارا نام میں لیتا رہا کھیل عوت خوابگاہ و بزم میں تھی دل لگی اے خداوند اب مجھے اسکی معافی دیجے	اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر دوست کہکر آپ کو میں نے پکارا بارہا خلوت و جلوت میں جتنی مجھ سے گستاخی ہوئی ناتواں پر قادر مطلق عنایت کیجیے

कस्माच्च ते न नमेरन्महात्मन्गरीयसे ब्रह्मणोऽप्यादिकर्त्रे ॥
अनंतदेवेशजगन्निवास त्वमक्षरं सदसत्तत्परं यत् ॥ ३७ ॥

آپ لافانی اور حق و باطل سے برتر ہیں

(۳۷) اے بزرگ منش وہ لوگ آپ کی اوس ذات واجب التعظیم کو جو عالم کی صانع کی بھی علت غائی ہے سجدہ کیوں نہ کریں۔ اے بے شمار دیوتاؤں کے حاکم اور عالم کی پناہ آپ لازوال ہیں اور حق و باطل سے برتر ہیں

کیوں نہ یہ تعظیم دیں اُس ذاتِ بابرکات کو
جو عدم سے کھینچ کر لائی ہے موجودات کو
اے خداوندِ ملائک جلوہ آرائے جہاں
آپ ہی ہیں حق و باطل سے برتر بے نام و نشاں

त्वमादिदेवः पुरुषः पुराणस्त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम् ॥
वेत्तासि वेद्यं च परं च धाम त्वया ततं विश्वमनंतरूप ॥ ३८ ॥

آپ کی یہ تعریف ہے

(۳۸) اے محیط عالم آپ صفات کا مبدا ہیں اور ذات قدیم ہیں اور اس عالم کے اصلی مخزن ہیں آپ ناظر منظور اور اعلیٰ مقام ہیں اور عالم میں محیط ہیں

ابتدا ہے سارے عالم کی مگر ازلی ہیں آپ
جملہ مخلوقات فانی ہے مگر ابدی ہیں آپ

वायुर्यमोऽग्निर्वरुणः शशांकः प्रजापतिस्त्वं प्रपितामहश्च ॥
नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते ॥ ३९ ॥

صفات ہفتگانہ کو آپ سے ظہور ہے۔

(۳۹) وایو۔ یم۔ اگنی۔ ورون۔ چندرما۔ پرجاپتی۔ اور [illegible] آپ ہیں میں آپ کو ہزار بار بلکہ بے شمار بار نمسکار کرتا ہوں۔

ناظر و منظور اور ہر دو سے بالاتر ہیں آپ
اے کثیر الشکل ہر صورت میں جلوہ گر ہیں آپ

جب اِن ساتوں قوتوں کو اپنے اندر فکر سا سے دریافت کیا جائے تب اس منتر کے معنی بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔

नमः पुरस्तादथ पृष्ठतस्ते नमोऽस्तु ते सर्वत एव सर्व ॥
अनंतवीर्यामितविक्रमस्त्वं सर्वं समाप्नोषि ततोऽसि सर्वः ॥ ४० ॥

(۴۰) اے محیط کل آپ کو روبرو اور پشت اور سب طرف سے نمسکار ہے آپ بے انتہا قوت اور بے اندازہ جلال رکھتے ہیں۔ آپ کُل میں محیط ہیں پس کُل ہیں۔	آپ بے انتہا جلال رکھتے ہیں اور محیط کل ہیں میرا آپ کو دل و جان سے نمسکار ہے۔

آپکی شکلوں کو میرے لاکھ سجدے ہیں بجا ساری دنیا میں عیاں ہے ایک ہستی آپ کی آپ ہی سب ہیں کہ اندر اور باہر آپ ہیں	وایو یم اگنی ورن برہما ہیش اور چندر ما آپکو ہی پشت و رو اور ہر طرف سے بندگی شان اور قوت کے اندازے سے برتر آپ ہیں

یہ اپروکش گیان یعنی حق الیقین کا مقام ہے جہاں نور حقیقی کا جلوہ بے حجابانہ آشکارا ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن حاضر و غائب ناممکنات کا امکان نظر آتا ہے اور حق و باطل کا عقدہ کھل جاتا ہے۔

सखेति मत्वा प्रसभं यदुक्तं हे कृष्ण हे यादव हे सखेति ॥
अजानता महिमानं तवेदं मया प्रमादात्प्रणयेन वापि ॥४१॥
यच्चावहासार्थमसत्कृतोऽसि विहार शय्यासन भोजनेषु ॥
एकोऽथवाप्यच्युत तत्समक्षं तत्क्षामये त्वामहमप्रमेयम् ॥४२॥

(۴۱ و ۴۲) اپنا دوست سمجھکر اور آپکی اس عظمت کو نہ جانکر جو میں نے عالم بے خبری میں یا دوستانہ طور پر آپ کو کرشن۔ یادو۔ دوست کہکر اکثر پکارا ہے اور ازراہ مذاق کھیلتے۔ سوتے۔ بیٹھتے اور کھاتے وقت خلوت اور جلوت میں آپ کی گستاخی کی ہے اے عالی وقار اسکی معافی میں آپ کی ذات برتر از قیاس سے مانگتا ہوں۔	جو کچھ مجھسے غلطی اور قصور آپکی خدمت میں ہوا اسے معاف فرمائیے

اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر دوست کہکر آپ کو میں نے پکارا بارہا خلوت و جلوت میں جتنی مجھسے گستاخی ہوئی ناتواں پر قادر مطلق عنایت کیجئے	دوستی میں آپکی عظمت نہیں پہچان کر کرشن اور یادو کا پیارا نام میں لیتا رہا کھیل عوت خوابگاہ و بزم میں تھی دل لگی اے خداوند اب مجھے اسکی معافی دیجئے

میں ہوں وہ گنہگار کہ ہنگام تفرج	سو بار تجھے کہکے کنھیا ہے بولایا
گلگشت چمن اور وہ کنگاش کی خلوت	وہ عیش کا جلسہ جو کہ یاروں میں اوڑایا
تھا ترک ادب ایک لوازم میں سے اسکے	یاروں کو جو یاری کا سبق تونے پڑھایا
گر شوخی تھی میری تھی جو گستاخی تو میری	کس لطف سے تونے او نہیں باتونمیں اوڑایا
کیا حال میرا ہو جو ذرا قہر میں آوے	وہ ذات کہ جس نے ابھی عالم کو جلایا

पितासि लोकस्य चराचरस्य त्वमस्य पूज्यश्च गुरुर्गरीयान्॥
न त्वत्समोऽस्त्यभ्यधिकः कुतोऽन्यो लोकत्रयेऽप्यप्रतिमप्रभाव॥४३

آپ عالم کے مخزن اور لاثانی ہیں

(۴۳) آپ اس متحرک اور ساکن موجودات کے باپ اور واجب التعظیم بڑے اوستاد ہیں اے لاثانی قدرت رکھنے والے تینوں عالم میں کوئی آپکے برابر بھی نہیں ہے بڑا تو کون ہو سکتا ہے۔

ہر دو مخلوقات ساکن اور متحرک کے آپ	ہے مربی لایق تعظیم مرشد اور باپ
آپکے تابع ہیں سب از ماہ تا گاوِ زمیں	کون ہو سکتا ہے افضل آپ کا ثانی نہیں

तस्मात्प्रणम्य प्रणिधाय कायं प्रसादये त्वामहमीशमीड्यम्॥
पितेव पुत्रस्य सखेव सख्युः प्रियः प्रियायार्हसि देव सोढुम्॥४४

میں آپسے بعد التجا معافی مانگتا ہوں

(۴۴) اسلئے میں آپکی ذات با اوصاف سے عاجزی اور تعظیم کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ جیسے باپ بیٹے کا۔ دوست دوست کا۔ شوہر بیوی کا قصور معاف کرتا ہے آپ میرا قصور معاف کریں۔

ایک عالم میں ہے شہرہ آپ کے اوصاف کا	آپ سے ہے با نیاز و عجز میری التجا۔
جیسے کوئی دوست فرزند اور بیوی کا قصور	بخشتا ہے آپ ویسے بخشدیں میرا قصور

अदृष्टपूर्वं हृषितोऽस्मि दृष्ट्वा भयेन च प्रव्यथितं मनो मे॥
तदेव मे दर्शय देव रूपं प्रसीद देवेश जगन्निवास॥४५॥

آپکی صورت جلال کو دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے۔	(۴۵) جو جلال کی صورت میں نے کبھی پہلے نہیں دیکھی تھی اسے دیکھکر خوشی تو ہوئی لیکن میرا دل خوف سے دھڑکتا ہے اے صاحب مجھے وہی صورت دکھائیے اے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے جائے پناہ آپ مجھ پر کرم کیجئے۔

جو کبھی دیکھی نہ تھی ہے وہ تجلی سامنے	دل تو میرا خوش ہے لیکن کانپتا ہے خوف سے
اے خداوند اب وہی سج دھج مجھے دکھلائیے	اے بزرگ و صاحب عالم کرم فرمائیے

किरीटिनं गदिनं चक्रहस्तमिच्छामि त्वां द्रष्टुमहं तथैव॥
तेनैव रूपेण चतुर्भुजेन सहस्रबाहो भव विश्वमूर्ते॥४६॥

آپ میرے تصور جلال کو ہٹا دیجئے	(۴۶) میں آپ کو ویسے ہی تاج پہنے ہوئے گدا اور چکر ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں اے ہزار بازو رکھنے والے محیط عالم وہی چار بازو والی صورت اختیار کیجئے۔

تاج بر سر آپ کو میں چاہتا ہوں دیکھنا	اپنے ہاتھوں میں دوبارہ لیجئے چکر و گدا
اے محیط کل عیاں ہیں آپ کے بازو ہزار	کیجئے وہ چار بازو والی صورت اختیار

چونکہ ارجن دشنو یعنی صورت جمال کے شغل کا عادی تھا اسواسطے اوس نے اوسی صورت کے دیکھنے کی استدعا کی۔

श्रीभगवानुवाच। मया प्रसन्नेन तवार्जुनेदं रूपं परं दर्शितमात्मयोगात्॥ तेजोमयं विश्वमनन्तमाद्यं यन्मे त्वदन्येन न दृष्टपूर्वम्॥४७॥

شری بھگوان نے فرمایا

جواب میں نے ازراہ کرم تجھے اپنی صورت جلال دکھائی	(۴۷) اے ارجن تجھ پر مہربان ہو کر میں نے تجھکو اپنی قدرت کا وہ اعلی جلوہ دکھایا جو جلال سے بھرا ہوا۔ محیط لاانتہا اور ازلی تھا اور جس کو تیرے سوا اور کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

اپنی خوش نیت سے جب خوش کر دیا تو نے مجھے	معجزہ میں نے دکھایا تجھکو اپنے فضل سے
سب طرف اک نور ہی بے ابتدا بے انتہا	جسکو انسان نے نہیں دیکھا کبھی تیرے سوا

پندار ماسوا اور پردہ حجاب کا ہے جب یہہ پردہ اوٹھ جاتا ہے جمال ذات نظر آتا ہے۔

صدف نہ رنگ کی ہے یاں نہ کلک صنعت ہے	اگر مصور صورت ہے پردہ پندار
تمام حسن جو پردہ کے پیچھے تھا پنہاں	نکل پڑا جو ہیں پردہ کی ہٹ گئی دیوار
ظہور حسن میں پردہ رہا بنے کا بنا	وہ یہ لطف کہ عاشق کو ہو گئے دیدار

न वेदयज्ञाध्ययनैर्नदानैर्न चक्रियाभिर्नतपोभिरुग्रैः ॥
एवंरूपः शक्य अहं नृलोके द्रष्टुं त्वदन्येन कुरुप्रवीर ॥४८॥

(۴۸) اے خاندان کرو کے جوانمرد وید کی تحصیل کرکے یگ کی رچائیں پڑھ کے اور خیرات نیک اعمال اور سخت ریاضت کرکے بھی تیرے سوا اور کوئی شخص میری اس صورت کو نہیں دیکھہ سکتا۔

یہ صورت کسی عمل کے کرنے سے نہیں ہو سکتی

علم کی تحصیل نیک اعمال اور خیرات سے	زہد اور اشغال کی ناگفتہ تکلیفات سے
کسکو طاقت ہے کہ دیکھے میرے جلوے کو عیاں	جو ترا ہی چشم دیدہ اے نسل کورو کے جواں

قومے متحیر اند در راہ یقین	قومے ست دگر بماندہ اندر غم دین
می ترسم از آن بانگ بر آید روزے	کاے بے خبران راہ نہ آن ست و نہ این

मा ते व्यथा मा च विमूढभावो दृष्ट्वा रूपं घोरमीदृङ्ममेदम् ॥
व्यपेतभीः प्रीतमनाः पुनस्त्वं तदेव मे रूपमिदं प्रपश्य ॥४९॥

(۴۹) میری اس ہیبت ناک صورت کو دیکھکر نہ گھبرا اور بدحواس نہو خودی دل سے دور کر اور اطمینان کے ساتھ میری اوسی صورت کو دوبارہ دیکھہ۔

اب بجائے جلال کے تصور کے جمال کا تصور کر۔

توُنہ گھبرا میری ہیبت ناک صورت دیکھکر دیکھہ پھر میری اِسی صورت کو اطمینان سے	ہوش میں آ اور اپنے دل سے خطرہ دُور کر وہ تصوّر تھا جلالی اب جمالی باندھ لے
کس کی طاقت ہے جو دیکھے روئے اعظم کو عیاں اب تصوّر کو بدل اور دیکھ تو میری طرف	یہ تیرا حصّہ تھا ارجن سب کا تو سر دار ہے لے کنھیا پھر وہی تیرا پُرانا یار ہے

संजय उवाच। इत्यर्जुनं वासुदेवस्तथोक्त्वा स्वकं रूपं दर्शयामास भूयः। आश्वासयामास च भीतमेनं भूत्वा पुनः सौम्यवपुर्महात्मा ॥५०॥

سنجے نے کہا

تصوّر کا بدلنا

(۵۰) اے عالی منزلت (دھرتراشٹر) یہ کہکر کرشن نے ارجن کو اپنا جلوہ دوبارہ دکھایا اور خوش نما صورت اختیار کر کے اوس خوف زدہ کو تسکین دی۔

کرشن نے اِسدم دکھایا اپنا جلوہ اور ہی	خوبرو بنکر ہراساں دوست کو تسکیں دی

अर्जुन उवाच। दृष्ट्वेदं मानुषं रूपं तव सौम्यं जनार्दन॥ इदानीमस्मि संवृत्तः सचेताः प्रकृतिं गतः॥५१॥

ارجن نے کہا

صفت جمالی کا ارجن کے قلب پر ظہور

(۵۱) اے کرشن اب آپ کی اِس خوش نما صورت انسانی کو دیکھکر میرے دل کو قرار اور طبیعت کو اطمینان ہوا ہے۔

دیکھکر پر نور دلکش شکل میں انسان کی	ہوش دو اطمینان و دلجمعی مجھے حاصل ہوئی

श्रीभगवानुवाच। सुदुर्दर्शमिदं रूपं दृष्टवानसि यन्मम। देवा अप्यस्य रूपस्य नित्यं दर्शनकांक्षिणः॥५२॥

شری بھگوان نے فرمایا

(۵۲) جس صورت کا دیکھنا دشوار ہے اور جو تو نے دیکھی ہے دیوتا بھی میرے اوس دیدار کی تمنا رکھتے ہیں۔	کرشن جی نے کہا جو صورت جلال دجمال تو نے دیکھی ہے اوس کا دیدار مشکل سے نصیب ہوتا ہے

جیسی میری حیرت افزا شکل تو نے دیکھ لی	آرزو ہے دیوتاؤں کو بھی اسکے دید کی

شکر کر ارجن کہ کیا طالع ترا بیدار ہے	تو اوسے دیکھے جسے جلوہ سے ننگ و عار ہے
سب ملائک منتظر مدت سے تھے اس دید کے	یہ تیرا اصد قہ ہے اور یہ واجب الاظہار ہے
کیا عبادت کیا ریاضت کیا سخا سب ہیچ ہیں	ایسے جلوہ میں فقط اک لطفِ حق درکار ہے

منتر نمبر ۵۲ کے معنی سمجھنے سے واضح ہوگا کہ جو دوسری صورت کرشن دیو نے ارجن کو دکھائی وہ کوئی اور صورت نہ تھی یعنی جب ارجن صورت جلالی یا جذب کی دیکھکر گھبرایا تب کرشن جی نے اپنی جمالی یا سلوک کی کیفیت دکھادی تصویر نمبر ۱۲ اور تصویر نمبر ۷ میں کوئی تفاوت نہیں ہے وہ تنزیہی اور یہ تشبیہی ہے اور یہ دونوں عکس اور معکوس ہوکر جیسا کہ تصویر نمبر ۷ میں اوپر بیان ہو چکا ہے واقع ہوئی ہیں اِس تصویر نمبر ۱۳ کی بنیاد پر مورتی دھیان کا طریقہ شروع ہوا ہے جو نہایت ضروری ہے یعنی متشکل صورت کا خیال دل میں بندھ سکتا ہے غیر متشکل کا تصور قایم ہونا نہایت مشکل اور دشوار ہے انسانی کے خیال سے یہ طریقہ پسند کیا گیا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے اِس تصویر کو سرگن اور نمبر ۷ کی تصویر کو نرگن روپ سمجھ لینا چاہیے اور انمیں صرف تفاوت تفہیمی ہے اور واقعی نہیں ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا اور جیسے کسی بیج میں اوسکے درخت کی شکل معہ پھل۔ پھول۔ پتے کے موجود ہوتی ہے جو آنکھ سے نظر نہیں آتی اسی طرح ہر ذی روح کے ہردے یعنی قلب میں روح اعظم آشکارا ہوتی ہے مگر آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی حق الیقین سے نظر آجاتی ہے۔ اب اس تصویر کے اعداد کی مطابقت کرنے سے یہ عقدہ کھل جائیگا کہ جو کچھ تصویر نمبر ۱۳ میں آشکارا ہوا ہے ویدوں نے دسی کی حمد و ثنا گائی ہے سر مو تفاوت نہیں ہے۔

اس وشنو کی تصویر میں جو حلقہ سفیدی کا ہے وہ صفر بسیط اور ایک کا عدد ہے گلابی رنگ
چیتن شکتی یعنی مادہ حیات کا اشارہ ۲ کے عدد پر ہے شیش ناگ کال گویا ۳ کے عدد کو بتاتا ہے اور
لکشمی زرد رنگ والی ۴ کا عدد اور بدہی کا آکار ہے۔ ان چاروں قوتوں کے مجموعہ سے نابھی یعنی ناف کے
مقام پر مجموعہ انفاس یعنی پرانوں کا ہے جسے سمان وایو کہتے ہیں وہاں قدرتی طور پر اندر کی جانب
باہر سے نفس کو کشش ہوتی ہے جس کی بدولت پران ظہور پاتا ہے اور اوسے مثل ڈنڈی کنول کے
سمجھنا چاہیے اس پران کی ڈنڈی میں برہما یعنی بدہی کا کنول چہار برگہ محسوس ہوتا ہے جس میں اہنکار
چت - بدہی - اور من کی چار علمی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ عکس اون پہلی چہار شکتیوں کے ہیں جن کا
بیان اوپر ہو چکا ہے۔ پران جب گلے کے مقام سے اوپر جاتا ہے تب وہ اودان کہلاتا ہے مگر اس سے پیشتر
وہ ویان ہے جو سارے جسم میں سما رہی ہے بلکہ ایک مادہ پنچ تکھی مورتی جسے رودر کہتے ہیں اور جو مجموعہ
پنج عناصر کا ہے ظاہر کر دیتا ہے اس کے بعد اپان شکتی جو سرخ رنگ والی آتش کا مادہ ہے اندر گئی ہوئی
سانس کو جسم سے باہر کر دیتی ہے اور ایسا چکر ہر ذی حیات میں برابر چلتا رہتا ہے اور اس کا نام زندگی
ہے یہ پانچ اور چار کے عدد ملکر مساوی نو کے ہوتے ہیں اور اولین چار کا ایک مجموعہ علم خالص کے دس ویں
عدد سے مشابہت کلی رکھتا ہے اس تصویر میں جو ناف سے باہر کی جانب نقوش دکھائے ہیں یہ صرف سمجھانے
کی غرض سے ہیں واقعی یہ سب فعل جسم کے اندر ہو رہے ہیں انسان کا دماغ کنول کا پھول ہے نرخرہ
اوس پھول کی ڈنڈی ہے اور اس میں سارے عجائبات محسوس ہوتے ہیں۔
برہما جی کے سر پر جو تاج سات رنگ کا دکھایا گیا ہے وہ ساتوں ہو مکا یعنی طبقات ہیں اور رودر
کے سر پر جو آٹھ رنگ کا تاج ہے وہ پنچ مہا بھوت من بدہی اور اہنکار کا مجموعہ ہے یہاں پر ستو گنی
وشنو کا رجو گنی برہما کا اور تمو گنی شیو کا روپ ہے یہ تینوں گن باہم ملکر تماشہ دکہا رہے ہیں جو دیدہ
حق بین سے واشگاف ہوتا ہے سام وید میں جو طریقت عشق کی ظاہر کی گئی ہے وہ بلا صورت پرستی
کے بن نہیں سکتی اور بھگتی کے لفظ سے مشہور ہے سب سے عمدہ اور آسان یہی طریقت مانی گئی ہے
ماسوا پر نظر ٹھیرانا عشق مجازی کہلاتا ہے اور ذات پر توجہ کرنا عشق حقیقی ہے اور کرشن بھگوان کا

ساری گیتا میں یہی فرمان ہوا ہے کہ اپنی انانیت و پندار کو دور کرکے بجائے اُسکے اِنسان ذات پاک کے مشاہدہ کی مزاولت کرے اور اُسکے حضور سے غائب نہو اسی وجہ سے پرتما پوجن اور گرو کا دھیان جو بالمعنی ایک ہیں طالب کے واسطے لازمی ہے مذہب صوفیہ اہل اسلام نے اِس طریقت کو مان رکھا ہے گو وہ کسی الفاظ میں بیان کیجاوے مگر معنی میں فرق نہیں ہے خدا شناسی کی اوّل منزل بت پرستی ہے کہ بلا اسکے خدا شناسی نہیں ہوتی۔

درونِ ہر بتے جانیست پنہان		بزیر کفر ایمانیست پنہان	

नाहं वेदैर्न तपसा न दानेन न चेज्यया ॥
शक्य एवं विधो द्रष्टुं दृष्टवानसि मां यथा ॥५३॥

(۵۳) جیسا تو نے مجھے دیکھا ہے ویسا میں وید کے پڑھنے ریاضت کرنے خیرات دینے اور یگ کرنے سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

اُس دیدار کا حاصل ہونا کسی عمل کو ذریعہ ممکن نہیں ہے

علم کی تحصیل تقویٰ خیر و نیک اعمال سے		دیکھنا مشکل ہے جیسا تو نے دیکھا ہے مجھے	
وید پڑھنا جگ کا کرنا خیر اور خیرات سب سب سے کیسو ہوکے جو مجھسے لڑاتا ہے نظر		ایسے جلوہ میں ہر ایک لاچار ہے بیکار ہے میں بھی اوس کو دیکھتا ہوں یہ میرا اسرار ہے	

भक्त्या त्वनन्यया शक्य अहमेवंविधोऽर्जुन ॥
ज्ञातुं द्रष्टुं च तत्त्वेन प्रवेष्टुं च परंतप ॥५४॥

(۵۴) اے ارجن فاتح دشمنان عشق حقیقی کے وسیلہ سے میرا علم اور دیدار کما حقہ حاصل ہوتا ہے اور وصال نصیب ہوتا ہے۔

البتہ عشق حقیقی کے وسیلہ سے علم اور دیدار اور وصال حاصل ہوتا ہے۔

اضطرابِ دل کے ہوتے میری قربت ہے محال		عشق سے آسان ہے میرا علم و دیدار و وصال	
دایم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال		می دارد نہفتہ چشم دل جانب یار	

मत्कर्मकृन्मत्परमो मद्भक्तः संगवर्जितः ॥

निर्वैरः सर्वभूतेषु यः स मामेति पाण्डव ॥५५॥

مجکو اپنی ہستی تسلیم کرنا عشق حقیقی ہی اور ذریعہ وصال ہی

(۵۵) اے ارجن جو شخص اپنے فعلوں کو مجھے تفویض کرکے ادا نہیں کرتا ہے میرا طالب ہوتا ہے میرا عشق حقیقی رکھتا ہے اور کُل مخلوقات سے بے تعصب رہتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوجاتا ہے۔

جو میرا طالب فنا ہوتا ہی مجھہ میں عشق ہے	جسکی یکساں ہی نظر سب پر وہ پاتا ہے مجھے

مضمون ادہیائے یازدہم منظومہ پنڈت پران کشن صاحب ہاکپر ساکن گوالیار

جو کرے سو میری خاطر جو دہرے میرے لئے	سادگی میں میرا عاشق کیا غضب ہوشیار ہی
ہو محبت اوس کو اون سے جن کو میں پیدا کروں	بے طمع ہو بے غرض ہو جب وہ میرا یار ہی
مجھ سے چاہے مجکو اور میری پرستش میں رہے	دوسری صورت سے جب دیکھو جبھی بیزار ہی
جو بتانا تہا بتا یا دیکھہ کیا باقی رہا	ایک نقطہ ہے جو تیرے حق میں اب درکار ہے
ترک کر سب بلتیں دے مجھہ اکیلے کی پناہ	یہ میرا ذمہ ہے ارجن تیرا بیڑا پار ہے

इतिश्री मद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे विश्वरूप-दर्शनयोगोनाम एकादशोऽध्यायः ॥११॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی دشوروپ درشن یوگ نام والی گیارہویں ادہیا ختم ہوئی

گیارہویں ادھیا کا خلاصہ

دسویں ادھیا تک تو علم الیقین کی منزل بیان کی گئی ہے اِس ادھیا میں عین الیقین اور حق
الیقین کی اعلیٰ منازل دکھائی گئی ہیں اور طریقت فنا سے اون تک رسائی کا ہونا ممکن ظاہر کیا گ
ہے اور زہد ریاضت نیک اعمال وغیرہ سے ان کا حاصل ہونا محال بتایا گیا ہے۔ جس وقت یوگ
اور سانکھیہ اور ویدانت کے قدیم طریقوں پر بخوبی عمل درآمد کا ہونا دشوار ثابت ہو گیا تھا او
وقت شری بھگوان نے عامۂ خلایق کی مخلصی کے لیے زمانہ آیندہ کے حسب حال اون شاستروں
اصول کا انتخاب کر کے فنا کے آسان طریقت کو فروغ دیا۔

فنا کے طریقت میں عشق کے وسیلہ سے انانیت ترک کر کے نور حقیقی کو اپنی ہستی تسلیم کرنا ہوتا
جب وہ تسلیم بالکل عین الیقین ہو جاتی ہے بعد ازاں وہ حق الیقین کا درجہ پاتی ہے اور سو
طالب کُل عالم کو اپنا ہی جلوہ دیکھتا ہے اور اسی کو وشوروپ درشن یعنی جلوہ جہاں نما عارفو
نے کہا ہے عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور وحدت کا جذبہ پیدا ہ
ہے حق الیقین کی کیفیت میں کثرت میں وحدت ہی موجود نظر آتی ہے۔
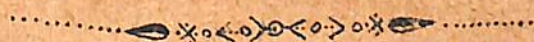
بارہوین ادہیا بھگتی یوگ

अर्जुनउवाच

एवं सततयुक्ता ये भक्तास्त्वां पर्युपासते ॥
ये चाप्यक्षरमव्यक्तं तेषां के योगवित्तमाः ॥ १ ॥

ارجن نے دریافت کیا

طریقت شغل فکر تصور اور طریقت فنا

(۱) بعض طالب تو اسطور پر ہمیشہ آپکی پرستش میں مشغول رہتے ہیں اور بعض ذات لازوال وبےنشان کی پرستش کرتے ہیں اون میں سے کونسے وصال کا بہتر طریقہ جانتے ہیں۔

کچھ بشر عشق حقیقی سے ہیں طالب آپ کے		ذات کے جویا ہیں کچھ اُنمیں ہیں افضل کونسے

لفظ اسطور کا اشارہ فنا کے طریقہ پر ہے جو گیارہویں ادہیا میں بیان کیا گیا ہے اور لازوال اور بےنشان ذات کی پرستش سے حصول معرفت کا وہ طریقہ مراد ہے جو زمانہ سابق میں جاری تھا اور جس کے لئے کرم یوگ یعنی عملی طریقت ضروری تھی۔ ذات لازوال کو اور کرشن بھگوان کی حقیقت کو جُدا نہ سمجھنا چاہئے یہاں تو صرف طریقت کے اختلاف پر سوال پیدا ہوا ہے۔

श्री भगवानुवाच

मय्यावेश्य मनो ये मां नित्ययुक्ता उपासते ॥
श्रद्धया परयोपेतास्ते मे युक्ततमा मताः ॥ २ ॥

شری بھگوان نے فرمایا

طریقت فنا بہتر ہے

(۲) جو دل کو مجھ میں لگا کر خلوص عقیدت سے ہمیشہ میری پرستش کرتے ہیں وہ واصلوں میں اعلیٰ ہیں۔

میری طاعت میں سدا مشغول ہیں جو آدمی		صدق جنمیں ہے طلب اعلیٰ ہے اُن کی زندگی

جو لوگ فنا کے طریقہ سے طالب ذات ہوتے ہیں وہ اور طریقوں کے پیروان پر سبقت رکھتے ہیں۔

ये त्वक्षरमनिर्देश्यमव्यक्तं पर्युपासते॥
सर्वत्रगमचिन्त्यं च कूटस्थमचलं ध्रुवम्॥३॥
सन्नियम्येन्द्रियग्रामं सर्वत्र समबुद्धयः॥
ते प्राप्नुवन्ति मामेव सर्वभूतहिते रताः॥४॥

شغل فکر اور تصور کے طریقہ سے بھی وصال ہوتا ہے

(۳ و ۴) جو سب کو یکساں سمجھتے ہیں اور سب کی بہتری مد نظر رکھتے ہیں اور تمام حواس کو روک کر بے زوال۔ حیط کلام سے باہر۔ بے نشان محیط کل۔ قیاس سے برتر۔ پاک قایم اور قدیم ذات کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی مجھی کو پاتے ہیں۔

ہستیٔ لطف ہی لافانی و برتر از حواس ، محو ہو جاتے ہیں جو اُس میں صفائے قلب سے	قایم و ساکن محیط و پاک و بیرون از قیاس جانتے ہیں خیر سب کی وہ بھی پاتے ہیں مجھے

جو لوگ ضبط حواس اور ریاضت کے وسیلہ سے ذات بے نشان کے متلاشی ہوتے ہیں وہ کرشن بھگوان کی ذات میں جو واقعی بے نشان ہے وصل ہوتے ہیں۔

क्लेशोऽधिकतरस्तेषामव्यक्तासक्तचेतसाम्॥
अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं देहवद्भिरवाप्यते॥५॥

مندرجہ بالا طریقے مشکل اور دیر طلب ہیں۔

(۵) لیکن اونھیں ذات بے نشان کے تصوّر قایم کرنے کی وجہ سے زیادہ دقت پیش آتی ہے انسان کے لئے ذات بے نشان کا تصوّر مشکل ہے۔

غیب کی پردہ دری اُنکے لئے دشوار ہے	عقل ظاہر بین سے پنہان ذات کا دیدار ہے

حصول علم ذات کے دو طریقے ہیں ایک میں اپنی ہستی کو برہم یعنی ذات محیط تصوّر کرنا ہوتا ہے دوسری میں انانیت کو ترک کرنا پڑتا ہے پہلے طریقہ میں ضبط حواس کے وسیلہ سے ذات بے نشان کا تصوّر قایم کیا جاتا ہے اور وہ سخت مشکل ہے۔ دوسرے طریقہ سے بشرطیکہ طالب تیز فہم ہو بہت جلد کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے اور اس کے لئے لوازمات بیرونی کا ترک بھی لازمی نہیں ہے

صرف باطنی ریاض کافی ہے پندار کی موجودگی میں ذات بے نشان کا تصوّر قایم ہونا ممکن نہیں ہے
پندار کے ترک کرنے پر جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ذات بے نشان ہے ضبط حواس کے طریقت کے پابندوں
کو بھی آخرالامر فنا کی منزل طے کرنی پڑتی ہے (دادھیائے پنجم کا منتر ۶ بغور دیکھو)

ये तु सर्वाणि कर्माणि मयि संन्यस्य मत्पराः॥
अनन्येनैव योगेन मांध्यायंत उपासते॥६॥
तेषामहं समुद्धर्त्ता मृत्यु संसारसागरात्॥
भवामि नचिरात्पार्थ मय्या वेशित चेतसाम्॥७॥

طریقت فنا آسان اور زود رسان ہے

(۶ و ۷) جو میرے طالب اپنے سارے افعال مجھکو تفویض کرکے عشق کامل کے ساتھ مجھے یاد کرتے ہیں اور میری پرستش کرتے ہیں اے ارجُن میں اون کو بحر عالم فانی سے جلد پار کر دیتا ہوں۔

میرے طالب اپنے سارے کام مجھپر چھوڑ کر
جان و ایماں کو فدا کرتے ہیں شوق وصل پر
جنکو میرا عشق صادق ہے اُنہیں اے نامدار
جلد بحر عالم فانی سے میں کرتا ہوں پار

جو شخص عشق کی کشتی کو ذکر اور فکر کا چپوّ اور بادبان لگا کر دریائے فنا کے پار لیجاتا ہے وہ عالم جاودانی کی سلطنت پاتا ہے۔

मय्येव मन आधत्स्व मयि बुद्धिं निवेशय॥
निवसिष्यसि मय्येव अत ऊर्ध्वं नसंशयः॥८॥

دھیان یعنی تصوّر

(۸) دل کو مجھ میں لگا اور عقل کو میری سپردگی میں رکھ اِس کے بعد تو بیشک مجھ میں وصل ہوگا۔

عقل و دل دونو کو تو میرے تصوّر میں لگا
راز کھل جائیگا تجھ پر منزلِ مقصود کا
روز خود گم شو وصال این است و بس
گم شدن گم کُن کمال این است و بس

अथ चित्तं समाधातुं न शक्नोषि मयि स्थिरम्॥

अभ्यासयोगेन ततो मामिच्छाप्तुं धनंजय ॥९॥

ابھیاس یعنی شغل (۹) جو تو میرا تصور قایم نہیں کرسکتا تو اے ارجن تو شغل کی مزاولت سے میرے حاصل کرنے کی کوشش کر۔

باندھنا میرا تصور تجھ کو مشکل ہو اگر ۔۔ شغل کے ذریعہ سے میرے وصل کی تدبیر کر

غافل ز احتیاطِ نفس یک نفس مباش ۔۔ شاید ہمیں نفس نفس واپسین بود

अभ्यासेऽप्यसमर्थोऽसि मत्कर्म परमो भव ॥
मदर्थमपि कर्माणि कुर्वंसिद्धिमवाप्स्यसि ॥१०॥

بچار یعنی فکر (۱۰) جو تو شغل بھی نہیں کرسکتا تو اپنے فعلوں کو مجھسے منسوب کر ادن افعال کو مجھسے منسوب کرنے پر بھی تجھے درجۂ کمال حاصل ہو گا ۔

شغل میں تکلیف ہو تو مجھکو فاعل جان کر ۔۔ میری خاطر فعل کر عرفان سے ہوگا بہرہ ور

فکر کن تا وا رہی از فکر خود ۔۔ فکر کن تا فرد گردی از جسد
فکر آن باشد کہ بکشاید رہے ۔۔ راہ آن باشد کہ پیش آید شہے
شاہ آن باشد کہ از خود شہ شود ۔۔ نے بہ مخزن ہا و لشکر ہا شود

अथैतदप्यशक्तोऽसि कर्तुं मद्योगमाश्रितः ॥
सर्वकर्मफलत्यागं ततः कुरु यतात्मवान् ॥११॥

تیاگ یعنی فنا (۱۱) جو یہ بھی نہیں کرسکتا ہے تو پھر میرے وصال کا طالب ہو کر اور اپنے دل پر قادر رہو کر افعال کے نیتجہ سے کلیتاً نظر اٹھا۔

یہ بھی گر دشوار ہے طالب ہو میرے دید کا ۔۔ دور کر شمعِ طلب سے ظلمتِ بیم درجا

انسان نقط است معنیش را دریاب ۔۔ دریاب ز نقط معنی و درو تے متاب
رو نقط فنا ساز و بہ معنی دل بند ۔۔ در بحر وجود محو شو ہمچو حباب

श्रेयो हि ज्ञानमभ्यासाज्ज्ञानाद्ध्यानं विशिष्यते ॥

ध्यानात्कर्मफलत्यागस्त्यागाच्छांतिरनंतरम् ॥१२॥

طریقہ فنا اعلیٰ ہے

(۱۲) شغل سے فکر اعلیٰ ہے فکر سے تصور۔ تصور سے ترک نتیجہ فعل اور ترک نتیجہ فعل سے محویت۔

شغل و عرفاں سے ہے آساں تر وسیلہ عشق کا	عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

طالب کے لئے ابھیاس یعنی شغل سے بچار یعنی فکر جس کو سیر القلب بھی کہتے ہیں اعلیٰ ہے بچار پر آتم دھیان یعنی ذات بحت کا تصور فضیلت رکھتا ہے آتم دھیان سے تیاگ جس کو طریقہ فنا کہتے ہیں عمدہ ہے اور فنا کے بعد بقا ہے۔ شغل کا تعلق دل حواس اور نفس سے ہے فکر کا عقل سے تصور قوت متخیلہ کا فعل ہے فنا ترک انانیت کو کہتے ہیں ان چاروں مختلف طریقوں کی تشریح مندرجہ بالا چار منتروں میں درج ہو چکی ہے اور ان سب کی آخری منزل محویت ہے۔

پیش نظر و فکر دل و ذکر زباں خوش	یار است ہمیں یار ہمیں یار دگر ہیچ

अद्वेष्टासर्वभूतानां मैत्रः करुण एव च ॥
निर्ममोनिरहंकारः समदुःखसुखः क्षमी ॥१३॥
संतुष्टः सततं योगी यतात्मा दृढनिश्चयः॥
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्यो मद्भक्तः स मे प्रियः ॥१४॥

شاغل

(۱۳ و ۱۴) جو میرا طالب دنیا میں کسی سے حسد اور دشمنی نہیں رکھتا ہے اور رحمدل حلیم اور بے پندار ہے تکلیف و راحت کو مساوی سمجھتا ہے تحمل اور صبر رکھتا ہے اور شغل کرتا ہوا حواس پر قادر اور یقین کا پکا ہے اور اپنے دل اور عقل کو مجھ میں لگائے رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جسکو کل مخلوق سے ہے انس و لطف و آشتی شغل کی برکت سے ہے جس کا عقیدہ استوار	جنکی چشم مست میں ہم رنگ ہیں رنج و خوشی عقل و دل کو محو کر کے ہے وہ میرا جان نثار

यस्मान्नोद्विजतेलोको लोकान्नोद्विजतेच यः॥
हर्षामर्षभयोद्वेगैर्मुक्तोयः स च मे प्रियः ॥१५॥

الیضاً (۱۵) جس سے اہل دنیا کو آزار نہیں پہونچتا ہے اور جس کو اہل دنیا آزار نہیں پہونچا سکتے ہیں اور جو خوشی اور رنج خوف اور غصہ سے آزاد رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

خوف و طیش و رنج و راحت سے بری ہے میرا یار	اُس کا مسلک صلح کل ہے وہ ہے سب کا دوستدار

अनपेक्षः शुचिर्दक्षः उदासीनो गतव्यथः ॥
सर्वारंभपरित्यागीयो मद्भक्तः स मे प्रियः ॥१६॥

طریقہ فکر کا طالب (۱۶) جو میرا طالب بے خواہش۔ پاکباز اور ہوشیار ہے آزاد ہے اور مکروہات سے بری رہتا ہے اور اپنے سب فعلوں کے نتیجہ پر نظر رکھتا وہ مجھے عزیز ہے۔

مطمئن بے لوث قانع پاکباز و باتمیز	تارکِ پندار الشان ہے مجھکو عزیز

यो न हृष्यति न द्वेष्टि न शोचति न कांक्षति ॥
शुभाशुभ परित्यागी भक्तिमान्यः स मे प्रियः ॥१७॥

الیضاً (۱۷) جو طالب شوق و نفرت بیم و اُمید نہیں رکھتا ہے اور نیکی اور بدی کو ترک کر دیتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جو بری ہے شوق و نفرت بیم اور اُمید سے	وہ دوئی سے پاک ہے اُس سے محبت ہے مجھے

समः शत्रौ च मित्रे च तथा मानापमानयोः ॥
शीतोष्ण सुखदुःखेषु समः संगविवर्जितः ॥१८॥
तुल्यनिंदास्तुति मौनी संतुष्टो येन केनचित् ॥
अनिकेतः स्थिरमतिर्भक्तिमान्मे प्रियो नरः ॥१९॥

طریقہ تصور کا طالب (۱۸ و ۱۹) جو طالب دوستی اور دشمنی تعظیم اور اہانت میں یکساں رہتا ہے اور سردی و گرمی شادی و غم سے مساوی بے تعلق ہے مدح و ذم کو برابر خیال کرتا ہے اور سکوت رکھتا ہے اور جو کچھ پیش آجائے اوسی میں خوش رہتا ہے اور کاروبارِ خانہ داری کے ساتھ دلی تعلق نہیں رکھتا ہوا مستقل مزاج رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جس کی نظر و نہیں ہو یکساں دوستی اور دشمنی	گرم و سرد و شادی و غم حرمت و بے حرمتی
باتوکل بے تعلق ہجو اور تعریف سے	صابر و آزادہ رو انساں پیارا ہے مجھے

ये तु धर्म्यामृतमिदं यथोक्तं पर्य्युपासते ॥
श्रद्दधाना मत्परमा भक्तास्तेऽतीव मे प्रियाः ॥२०॥

طریقہ فنا کا طالب

(۲۰) جو یہ سے طالبان صادق خلوص عقیدت سے اس کلام کو جسمیں علم الوہیت کا آب حیات بھرا ہوا ہے حرز جان بناتے ہیں وہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔

اے جواں میری اس تقریر کا جس نے پیا	وہ کمال عشق سے محبوب کامل بن گیا

عشق بشگافد فلک را صد شگاف	عشق لرزاند زمیں را از گزاف
عاشقان اندر عدم خیمہ زدند	چوں عدم یک رنگ نقش واحد اند
عشق قہار است و من مقہور عشق	چوں شکر شیریں شدم از شور عشق

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे भक्तियोगो नाम द्वादशोऽध्यायः ॥१२॥

شری بھگوت گیتا کی مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی بھکتی
یوگ نام والی بارہویں ادھیا
ختم ہوئی

بارہوین ادہیا کا خلاصہ

بارہوین ادہیا میں شغل فکر اور تصور کے طریقوں کا جو قدیم زمانہ میں جاری تھے عشق دفنا کے طریقے سے جس کو کرشن بھگوان نے فروغ دیا فرق دکھایا گیا ہے۔ ادن طریقوں سے مطلوب کا پانا مشکل اور دیر طلب ہے طریقۂ فنا اہل دانش کے لئے آسان ہے اور اوس میں کامیابی بھی جلد حاصل ہوتی ہے منجملہ اون تین طریقوں کے شغل پر فکر کو اور فکر پر تصور کو فضیلت ہے اور فنا کا طریقہ اون سب سے اعلیٰ ہے۔ شغل میں حواس اور دل کو ضبط کرنا ہوتا ہے فکر میں عقل کے ذریعہ سے حق و باطل کا تمیز کرنا پڑتا ہے تصور میں خیال کو یکسو کرکے جان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

طریقۂ فنا کے عامل پندار ہستی کو ترک کرکے ذات مطلق میں محو ہو جاتے ہیں۔ طالب کو ہر ایک طریقہ سے درجہ بدرجہ کشائش باطنی اور ذات پاک کی قربت حاصل ہوتی ہے لیکن محویت کے مقام پر پہونچنے کے لئے فنا کی شاہراہ طے کرنی لازمی ہے۔

تیرہویں ادھیا کیشتر کیشترگیہ یوگ

अर्जुन उवाच

प्रकृतिं पुरुषं चैव क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ मेवच।
एतद्वेदि तु मिच्छामि ज्ञानं ज्ञेयंच केशव:॥१॥

ارجن نے سوال کیا

(۱) اے کرشن آپ مجھے صفات - ذات - جسم - جان - علم اور علیم کے معنی سمجھایے

علم توحید و احد ذات و صفات و جسم و جان
ان منازل کا نشان بتلائے اے مہرباں

ذات اور صفات کی تین تین ظہوروں کو ان مختلف چھ اسماء سے بیان کیا ہے۔

کارن	علیم	علم
سوکشم	ذات	صفات
ستھول	جان	جسم

श्री भगवानुवाच- इदं शरीरं कौन्तेय क्षेत्रमित्यभिधीयते।
एतद्यो वेत्ति तं प्राहु: क्षेत्रज्ञ इति तद्विद:॥१॥

شری بھگوان نے جواب دیا

جسم اور جان کی تعریف

(۲) اے ارجن اس کالبد عنصری کا نام جسم ہے اور جو اس کو جانتا ہے اوسے عارف جان سکتے ہیں۔

مصدر افعال ہونا جسم کی پہچان ہے
شاہد افعال جسمانی سراپا جان ہے

کیشتر زبان سنسکرت میں زمین مزروعہ کو کہتے ہیں اور کیشترگیہ کے معنی کسان یعنی مزارعہ کے ہیں اس موقع پر کیشتر سے مراد مکان یعنی جسم ہے اور کیشترگیہ مکین یعنی جان کے معنی رکھتا ہے۔

क्षेत्रज्ञं चापि मां विद्धि सर्व क्षेत्रेषु भारत॥
क्षेत्र क्षेत्रज्ञ योर्ज्ञानं यत्त ज्ज्ञानं मतं मम॥३॥

اجسام کی کثرت جان کی وحدت	(۳) اے ارجن جان لے کہ سب جسموں میں جان میں ہی ہوں میری

رائے میں جسم اور جان کا تمیز کرنا علم معرفت ہے۔

مان لے ارجن کہ میں ہوں جان کل اجسام کی		امتیاز جسم و جان ہے روح علم باطنی	

ذات کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول بنکر آشکارا ہوئی ہے اور اپنی ناظر آپ ہی ہے چونکہ استھول اوس کی حد ظہور کے طرف ہے لہذا اس کے معنی اول بیان کئے گئے ہیں سوکشم اور کارن کے معنی آگے بیان کئے جائیں گے ان تینوں منازل کی تحقیقات میں کل علم معرفت آجاتا ہے۔

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारि यतश्च यत्।
स च यो यत्प्रभावश्च तत्समासेन मे शृणु ॥४॥

جسم و جان کے علم کا خلاصہ	(۴) وہ جسم جو کچھ ہے جیسا ہے اوس کے جو جو خواص ہیں اوس کا جس سے ظہور ہے وہ جیسی ہے اور جیسی قدرت رکھتی ہے اوس کا مجمل بیان مجھسے سُن

	اب بیان کرتا ہوں تجھسے جان کے اعجاز کو		جسم کی خاصیت و نیرنگی و آغاز کو ؛؛

اِس ادھیاے کے چھٹے منتر میں بیان ہوگا کہ جسم پانچ عنصروں کا پتلا ہے اور اونیس قوتوں سے آراستہ ہے ساتویں منتر میں اوس کے خواص کی تشریح درج ہے جسم کا جان سے ظہور ہوتا ہے اور اِس کی حقیقت ۲۲ منتر میں اور تعریف اور قدرت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ منتر میں ظاہر کیجائیگی۔

ऋषिभिर्बहुधा गीतं छन्दोभिर्विविधैः पृथक्।
ब्रह्मसूत्रपदैश्चैव हेतुमद्भिर्विनिश्चितैः ॥५॥

جسم و جان کی علم کی وسعت	(۵) عارفوں نے نئے نئے طرز پر اور ویدوں نے مختلف طور پر اور فلسفہ ویدانت کے مسلوں نے دلیل اور صحت کے ساتھ اسی راگ کو گایا ہے۔

گاچکے ہیں مختلف الحان میں یہ راگنی ؛		چار وید اور مہرشی اور فلسفی و منطقی ؛؛

وید اور فلسفہ اور تمام عارف واجب الوجود کے انہیں تین منازل کو مختلف انواع سے حیطہ بیان

ہیں لاتے ہیں مگر عوام بوجہ عدم واقفیت لفظی بحث بیش کرتے ہیں درحقیقت علم معرفت ایک ہے اور اُس میں اختلاف کا ہونا ممکن نہیں -

महाभूतान्यहंकारो बुद्धिरव्यक्तमेव च ।
इंद्रियाणि दशैकं च पंच चेंद्रियगोचराः ॥ ६ ॥
इच्छा द्वेषः सुखं दुःखं संघातश्चेतना धृतिः ॥
एतत्क्षेत्रं समासेन सविकारमुदाहृतम् ॥ ७ ॥

اجزار جسمانی

(۶) پانچ عناصر بسیط - انانیت - عقل - قوت متخیلہ - دس حواس - دل - اور پانچ الحواس (۷) رغبت اور نفرت - آرام اور تکلیف - موت - زندگی اور پیدائش یہ جسم اور اوس کے حواس کی مجمل تفصیل ہیں -

پانچ عنصر پانچ اعضا دس حواس مدرکہ شوق و نفرت رنج و راحت ہوش غفلت اور خودی		چار قوت یعنی عقل و دل خیال و حافظہ مختصر الفاظ میں تفصیل ہے اس جسم کی :

خلا - باد - آب - آتش خاک - انانیت - عقل - قوت - متخیلہ - سامعہ - لامسہ - باصرہ - ذایقہ - شامہ ہاتھ پانوں - مونھ - مقام بول - مقام براز - دل - کان - پوست - آنکھ - زبان - ناک یہ چوبیس تو یعنی اجزار جسم انسان کے فلسفہ سانکھ نے تحقیقات کے بعد ثابت کیے ہیں چھبیواں ذات مطلق ہے جس سے اِن سب کو نمود ہے -

اِن چوبیس اجزار کی ترکیب سے رغبت و نفرت آرام و تکلیف موت زندگی اور پیدائش کی ساتوں حالتیں پیدا ہوتی ہیں -

अमानित्वमदंभित्वमहिंसा क्षांतिरार्जवम् ।
आचार्योपासनं शौचं स्थैर्यमात्मविनिग्रहः ॥ ८ ॥

علم کی تعریف

(۸) انکساری - راستبازی - رحمدلی - تحمل - سچائی - اوستاد کی تعظیم کا خیال صفائی قلب - استقلال - ضبط دل -

زہد و تقویٰ راست بازی صلح جوئی انکسار	صحبتِ انسان کامل ضبطِ دل صبر و قرار

इंद्रियार्थेषु वैराग्यमनहंकार एवच ॥
जन्म मृत्युजराव्याधि दुःख दोषानु दर्शनम् ॥ ९ ॥

ایضاً (۹) محسوسات سے بے تعلقی۔ ترک پندار۔ پیدائش۔ موت۔ بڑھاپے اور بیماری کی تکلیفات کے نقص سے آگاہ رہنا۔

ترک محسوسات و خواہش پاک طینت اور حلم	مرگ و پیدائش علالت اور پیری سب کا علم

असक्तिरनभिष्वंगः पुत्रदार गृहादिषु ॥
नित्यं च समचित्तत्वमिष्टानि ष्टोपपत्तिषु ॥ १० ॥

ایضاً (۱۰) اولاد۔ بیوی اور متعلقین وغیرہ کی اُلفت میں نہ پھنسنا آزاد رہنا اور خوشی اور رنج کے موقع پر یکساں رہنا۔

اقربا فرزند اور بیوی کی الفت چھوڑنا	جذبۂ رنج و خوشی کی ریسماں کو توڑنا

मयिचानन्ययोगेन भक्तिरव्यभिचारिणी ।
विविक्तदेशसेवित्वमरतिर्जन संसदि ॥ ११ ॥

ایضاً (۱۱) عشق حقیقی کے ساتھ میرا ہی طالب ہونا۔ گوشہ گزیں رہنا اہل دنیا سے بے تعلقی رکھنا۔

باندھنا میرا تصور عشق صادق سے مدام	گوشہ گیری از خلائق ترکِ شوقِ ازدہام

अध्यात्मज्ञाननित्यत्वं तत्वज्ञानार्थ दर्शनम् ।
एतज्ज्ञान मिति प्रोक्त मज्ञानं यदतोऽन्यथा ॥ १२ ॥

ایضاً (۱۲) علم ذات میں ثابت قدم ہونا اور علم صفات سے واقف ہونا علم کی تشریح ہے جو اس کے برعکس ہے وہ جہل ہے۔

ظاہر و باطن کی معلومات سے بہرہ وری	علم کی تعریف ہے باقی ہے سب بیدانشی

بطون کی طرف توجہ کا رجوع ہونا گیان یعنی علم ہے۔جو اس سے مغلوب ہو جانا اگیان یعنی جہل ہے۔

ज्ञेयं यत्तत्प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वाऽमृतमश्नुते।
अनादिमत्परं ब्रह्म न सत्तन्नासदुच्यते॥१३॥

علیم کی تعریف

(۱۳) اب میں اوس علیم کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے جاننے سے زندگانی جاوید ملتی ہے جس کا آغاز نہیں ہے اور جو ذات لازوال ہے اور حق وباطل نہیں کہا جاسکتا

معنی لفظ احد اب تجھ کو کرتا ہوں عیاں	علم وحدت کا نتیجہ ہے حیات جاودان
اوّل و آخر نہیں اُس کا کہ وہ ہے لازوال	حق نہ کہہ سکتے ہیں اُس کو اور نہ باطل اِل حال

علیم کا مشاہدہ اوس وقت ہوتا ہے جبکہ علم اور عالم دونوں علیم میں محو ہو جاتے ہیں جب تک علم اور عالم کا تمیز موجود رہتا ہے محویت کا ہونا نہیں کہا جا سکتا۔عالم پندار ہے اور علم نمود عالم ہے اور یہ دونوں علیم کا حجاب ہو رہے ہیں۔

सर्वतः पाणिपादं तत्सर्वतोऽक्षिशिरोमुखम्।
सर्वतः श्रुतिमल्लोके सर्वमावृत्य तिष्ठति॥१४॥

محیط

(۱۴) اوس کے سب طرف ہاتھ پانوں ہیں سب طرف آنکھیں سر اور منہ ہیں سب طرف کان ہیں اور وہ سارے عالم میں محیط ہے۔

ہر طرف گوش و سر و چشم و دہان و دست و پا	ہیں اُسی کے اور وہ ہے شش جہت سے رونما

تجھنے انسانوں کے ہاتھ پانوں آنکھ سر اور منہ ہیں یہ سب اوسی علیم کے ہیں جو سب میں محیط ہے۔

ذات بہمہ صفات جامع در تو	زان نور حقیقت است لامع در تو
بر خود تو عبث تہمت ہستی داری	حق است کہ شد قایل و سامع در تو

सर्वेन्द्रियगुणाभासं सर्वेन्द्रियविवर्जितम्।
असक्तं सर्वभृच्चैव निर्गुणं गुणभोक्तृ च॥१५॥

بر[illegible]

(۱۵) وہ سب حواس کے فعلوں کو روشنی دیتا ہے اور سب حواس سے برتر ہے

سب سے مبرا ہے اور سب کو ظہور دیتا ہے صفات سے منزہ ہے اور صفات کو تمیز کرتا ہے۔

جلوہ گر احساس میں ہی خود مبرا از حواس	باہمہ و بے ہمہ باوصف بیروں از قیاس
عکس روئے تو چو در آئینۂ جام افتاد این ہمہ نقش مے و عکس مخالف کہ نمود	عاشق سوختہ دل در طمع خام افتاد یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد

علیم عالم کی نیرنگی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اقوال کو سنتا ہے زبان سے بولتا ہے اور پانوں سے چلتا ہے اور باوجود ان سب فعلوں کے کرنے کے ان میں آلودہ نہیں ہوتا

बहिरंतश्च भूतानामचरं चरमेव च ।
सूक्ष्मत्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चांति के च तत् ॥१६॥

لطیف (۱۶) اجسام کے اندر اور باہر ہے اور ساکن اور متحرک ہے وہ کمال لطافت کے سبب معلوم نہیں ہوتا ہے اور دور اور نزدیک موجود ہے۔

ساکن و متحرک و مخفی و ظاہر ہے وہ نور	کو لطافت سے نظر آتا نہیں نزدیک و دور

علیم کل عالم میں اور ہر ذرہ میں محیط ہے اور باوجود اجسام کو حرکت دینے کے خود غیر متحرک ہے وہ بسبب کمال لطافت حواس کے پردہ میں چھپا ہوا ہے اور اون سے تمیز نہیں ہو سکتا وہ قریب سے قریب ہے مگر بوجہ جہل و ناوانی نہایت دور معلوم ہوتا ہے۔

अविभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम् ।
भूतभर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च ॥१७॥

واحد (۱۷) وہ واحد ہو کر اجسام میں منقسم نظر آتا ہے اور اوسی کو موجودات کے ایجاد قیام اور فنا کا باعث جاننا چاہیے۔

وہ یگانہ ہی مگر عالم میں ہے کثرت نما	اُس کے رخ کا پرتوہ ہی بود و ایجاد و فنا

علیم در اصل واحد ہے مگر جہل کی وجہ سے اوسکی کثرت کا خیال انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते॥
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य धिष्ठितम् ॥१८

منور	(۱۸) وہ سب نوروں کا نور ہے اور ظلمت سے دور ہے اور عالم، علم اور معلوم بنکر سب کے دل میں مقیم ہے۔

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نوروں کا نور ۔ قلب میں علم سہ گانہ اُس سے پاتا ہے ظہور

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः।
मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायो पपद्यते ॥ १९ ॥

علم اور علیم کا تمیز ذریعہ وصال ہے	(۱۹) یہاں تک جس علم اور علیم کا مجمل بیان ہوا ہے جو میرا طالب اسے سمجھ لیتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے۔

جسم و جان اور علم کا جو تذکرہ میں نے کیا ۔ اُسکو سن کر میرا طالب مجھ میں جاتا ہے سما

جسم اور جان کا بیان منتر ۲ سے ۶ تک علم کا بیان ۷ سے ۱۲ تک اور علیم کا بیان ۱۳ سے ۱۸ تک مختصر طور پر ہوا ہے۔

प्रकृतिं पुरुषंचैव विद्धयनादी उभावपि॥
विकारांश्च गुणाश्चैव विद्धि प्रकृति संभवान्॥२०॥

ذات و صفات	(۲۰) تو سمجھ لے کہ ذات اور صفات دونوں کی ابتدا نہیں ہے اور رنگ اور یہ خاصیتیں صفات سے ظہور پاتی ہیں۔

آفرینش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات ۔ جملہ اوصاف و عوارض ہیں صفاتی کائنات

ذات اور صفات کا باہم ہونا مثل عکس اور معکوس کے ہے ذات قایم ہے اور صفات متحرک اور متغیر۔

कार्यकारणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते ॥
पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते॥२१॥

سب سے مبرا ہے اور سب کو ظہور دیتا ہے صفات سے منزہ ہے اور صفات کو تمیز کرتا ہے۔

جلوہ گر احساس میں ہی خود مبرا ازحواس	باہمہ و بے ہمہ با وصف بیروں از قیاس
عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد این ہمہ نقش مے و عکس مخالف کہ نمود	عاشق سوختہ دل در طمع خام افتاد یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد

علیم عالم کی نیرنگی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اقوال کو سنتا ہے زبان سے بولتا ہے اور پاؤں سے چلتا ہے اور باوجود ان سب فعلوں کے کرنے کے اِن میں آلودہ نہیں ہوتا

बहिरंतश्च भूतानामचरं चरमेव च।
सूक्ष्मत्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चांति के च तत्॥१६॥

لطیف (۱۶) اجسام کے اندر اور باہر ہے اور ساکن اور متحرک ہے وہ کمال لطافت کے سبب معلوم نہیں ہوتا ہے اور دور اور نزدیک موجود ہے۔

ساکن و متحرک و مخفی و ظاہر ہے وہ نور	گو لطافت سے نظر آتا نہیں نزدیک و دور

علیم کل عالم میں اور ہر ذرہ میں محیط ہے اور باوجود اجسام کو حرکت دینے کے خود غیر متحرک ہے وہ بسبب کمال لطافت حواس کے پردہ میں چھپا ہوا ہے اور اون سے تمیز نہیں ہو سکتا وہ قریب سے قریب ہے مگر بوجہ جہل و نادانی نہایت دور معلوم ہوتا ہے۔

अविभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम्।
भूत भर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च॥१७॥

واحد (۱۷) وہ واحد ہو کر اجسام میں منقسم نظر آتا ہے اور اوسی کو موجودات کے ایجاد قیام اور فنا کا باعث جاننا چاہئے۔

وہ یگانہ ہی مگر عالم میں ہے کثرت نما	اُس کے رُخ کا پرتو ہی بود و ایجاد و فنا

علیم در اصل واحد ہے مگر جہل کی وجہ سے اوسکی کثرت کا خیال انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते ॥
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य धिष्ठितम् ॥१८

منور

(۱۸) وہ سب نوروں کا نور ہے اور ظلمت سے دور ہے اور عالم، علم اور معلوم بنکر سب کے دل میں مقیم ہے۔

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نوروں کا نور	قلب میں علم سہ گانہ اُس سے پاتا ہے ظہور

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः ।
मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते ॥ १९ ॥

علم اور علیم کا تمیز ذریعہ وصال ہے

(۱۹) یہاں تک جس علم اور علیم کا مجمل بیان ہوا ہے جو میرا طالب اِسے سمجھ لیتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے۔

جسم و جان اور علم کا جو تذکرہ میں نے کیا	اُسکو سن کر میرا طالب مجھ میں جاتا ہے سما

جسم اور جان کا بیان منتر ۲ سے ۷ تک علم کا بیان ۸ سے ۱۲ تک اور علیم کا بیان ۱۲ سے ۱۸ تک مختصر طور پر ہوا ہے۔

प्रकृतिं पुरुषंचैव विद्ध्यनादी उभावपि ॥
विकारांश्च गुणांश्चैव विद्धि प्रकृतिसंभवान् ॥२०॥

ذات و صفات

(۲۰) تو سمجھ لے کہ ذات اور صفات دونوں کی ابتدا نہیں ہے اور نیک اور بد خاصیتیں صفات سے ظہور پاتی ہیں۔

آفرینش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات	جملہ اوصاف و عوارض ہیں صفاتی کائنات

ذات اور صفات کا باہم ہونا مثل عکس اور معکوس کے ہے ذات قایم ہے اور صفات متحرک اور متغیر

कार्यकारणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते ॥
पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते ॥२१॥

سب سے مبرا ہے اور سب کو ظہور دیتا ہے صفات سے منزہ ہے اور صفات کو تمیز کرتا ہے۔

جلوہ گر احساس میں ہی خود مبّرا از حواس	باہمہ و بے ہمہ با وصف بیروں از قیاس
عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد این ہمہ نقش مے و عکس مخالف کہ نمود	عاشق سوختہ دِل در طمع خام افتاد یک فروغِ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد

علیم عالم کی نیرنگی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اقوال کو سنتا ہے زبان سے بولتا ہے اور پاؤں سے چلتا ہے اور باوجود ان سب فعلوں کے کرنے کے اِن میں آلودہ نہیں ہوتا

बहिरंतश्च भूतानामचरं चरमेव च।
सूक्ष्मत्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चांति के च तत॥१६॥

لطیف (۱۶) اجسام کے اندر اور باہر ہے اور ساکن اور متحرک ہے وہ کمال لطافت کے سبب معلوم نہیں ہوتا ہے اور دور اور نزدیک موجود ہے۔

ساکن و متحرک و مخفی و ظاہر ہے وہ نور	گو لطافت سے نظر آتا نہیں نزدیک و دور

علیم کُل عالم میں اور ہر ذرہ میں محیط ہے اور باوجود اجسام کو حرکت دینے کے خود غیر متحرک ہے وہ بسبب کمال لطافت حواس کے پردہ میں چھپا ہوا ہے اور اون سے تمیز نہیں ہوسکتا وہ قریب سے قریب ہے مگر بوجہ جہل و نادانی نہایت دُور معلوم ہوتا ہے۔

अविभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम्।
भूतभर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च॥१७॥

واحد (۱۷) وہ واحد ہو کر اجسام میں منقسم نظر آتا ہے اور اوسی کو موجودات کے ایجاد قیام اور فنا کا باعث جاننا چاہیے۔

وہ یگانہ ہی مگر عالم میں ہے کثرت نما	اُس کے رُخ کا پرتوہ ہی بود و ایجاد و فنا

علیم در اصل واحد ہے مگر جہل کی وجہ سے اوسکی کثرت کا خیال انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते ॥
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य धिष्ठितम् ॥१८

منوّر

(۱۸) وہ سب نوروں کا نور ہے اور ظلمت سے دور ہے اور عالم، علم اور معلوم بنکر سب کے دل میں مقیم ہے۔

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نوروں کا نور — قلب میں علم سے گا نہ اُس سے پاتا ہے ظہور

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः।
मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते ॥ १९ ॥

علم اور علیم کا تمیز ذریعہ وصال ہے

(۱۹) یہاں تک جس علم اور علیم کا مجمل بیان ہوا ہے جو میرا طالب اِسے سمجھ لیتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے۔

جسم و جان اور علم کا جو تذکرہ میں نے کیا — اُسکو سُن کر میرا طالب مجھ میں جاتا ہے سما

جسم اور جان کا بیان منتر ۲ سے ۷ تک علم کا بیان ۸ سے ۱۲ تک اور علیم کا بیان ۱۳ سے ۱۸ تک مختصر طور پر ہوا ہے۔

प्रकृतिं पुरुषंचैव विद्ध्यनादी उभावपि ॥
विकारांश्च गुणाश्चैव विद्धि प्रकृतिसंभवान् ॥२०॥

ذات و صفات

(۲۰) تو سمجھ لے کہ ذات اور صفات دونوں کی ابتدا نہیں ہے اور نیک اور بد خاصیتیں صفات سے ظہور پاتی ہیں۔

آفرینش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات — جملہ اوصاف و عوارض ہیں صفاتی کائنات

ذات اور صفات کا باہم ہونا مثل عکس اور معکوس کے ہے ذات قایم ہے اور صفات متحرک اور متغیر۔

कार्यकारणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते ॥
पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते ॥२१॥

ذات مصدر علم اور صفات مصدر فعل ہیں

(۲۱) فعل فاعل اور فاعلیت کا سبب صفات بیان کی گئی ہیں اور تکلیف و آرام کی تمیز کرنے کا سبب ذات ہے۔

فاعلیت فعل اور فاعل ہیں نیرنگ صفات ۔ راحت و تکلیف کے احساس کا باعث ہی ذات

افعال صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ذات صرف اون کی علیم ہے۔

पुरुषः प्रकृतिस्थो हि भुंक्ते प्रकृतिजान्गुणान्॥
कारणं गुणसंगो ऽस्य सदसद्योनिजन्मसु ॥ २२॥

ذات اور صفات کا تعلق

(۲۲) ذات صفات میں مقیم ہوکر اون خواص کو جو صفات سے پیدا ہوتے ہیں برداشت کرتی ہے اور خواص کے ساتھ اوس کا تعلق ہونے سے نیک اور بد انسانوں کی پیدایش ہوتی ہے۔

سیر قدرت دیکھنا ہی ذات حق کا معجزہ ۔ نیک و بد خلقت ہی گویا ایک صفاتی شعبدہ

ذات اور صفات کے الحاق سے کل مخلوقات کی پیدایش ہوتی ہے اور اس الحاق کا نام حیات ہی

उपद्रष्टानुमंता च भर्ता भोक्ता महेश्वरः॥
परमात्मेति चाप्युक्तो देहे ऽस्मिन्पुरुषः परः॥२३॥

ذات کا جلوہ

(۲۳) وہ ذات پاک اس جسم انسان میں نزول کرکے شاہد ۔ مالک پروردگار علیم ۔ قادر مطلق اور ہست مطلق کہلاتی ہے۔

قالب حادث میں نازل ہوکے وہ ذات قدیم ۔ نامزد ہے فاعل و مفعول معلوم و علیم

ذات انسانی حیات کو اختیار کرکے مندرجہ بالا صفتوں کا ادراک کرتی ہے۔

य एवं वेत्ति पुरुषं प्रकृतिं च गुणैः सह।
सर्वथा वर्त्तमानो ऽपि न स भूयो ऽभिजायते॥२४॥

ذات و صفات کا علم باعث رستگاری ہی

(۲۴) جو انسان ذات اور صفات اور صفات کے خواص کی ماہیت کو سمجھ لیتا ہے وہ چاہے کسی حال میں رہے پھر پیدا نہیں ہوتا۔

علم ہو جسکو حقیقت کا صفات وذات کی ۔۔۔ باہمہ او صاف وہ ہی آفرنیش سے بری

جو بشر ذات اور صفات کے عقدہ کو حل کرلیتا ہے وہ عارف کامل ہوجاتا ہے

درفوانی دبا فوات تو اے طالب ذات ۔۔۔ موجود بذاتی نہ برآیات صفات
ایں چاہ خودی رادوسہ گز گر بکنی ۔۔۔ ازخانۂ خود بیابی آن آب حیات

ध्यानेनात्मनि पश्यंति केचिदात्मानमात्मना ॥
अन्ये सांख्येन योगेन कर्मयोगेन चापरे ॥ २५॥

(۲۵) بعض آدمی تصور کے وسیلہ سے ذات مطلق کو اپنے باطن میں مشاہدہ کرتے ہیں بعض فکر یا شغل کے ذریعہ سے

شغل فکر اور تصور کے طریقے سے وصال ذات ہوتا ہی

اہل باطن کو میسر ذات کا دیدار ہی ۔۔۔ علم اور اعمال کا ثمرہ وصال یار ہے

अन्ये त्वेवमजानंतः श्रुत्वान्येभ्य उपासते ॥
तेऽपि चातितरंत्येव मृत्युं श्रुतिपरायणाः ॥ २६॥

(۲۶) اور جو لوگ ان طریقوں سے ناواقف ہیں اور غیروں سے سنکر یاد حق کرتے ہیں وہ بھی سرت سادھنا کے ذریعہ سے دریائے اجل سے پار ہوجاتے ہیں۔

سرت سادھنا وصال کا ذریعہ ہے۔

یاد خالق سے ہمیشہ جس کا دل سرشار ہی ۔۔۔ بالیقین بحر اجل سے اس کا بیڑا پار ہے

علم ذات کا حاصل ہونا استعداد اور قابلیت پر منحصر نہیں ہے بلکہ صفائی قلب پر ہی جو کہ اشغال سے حاصل ہوتی ہے بہت سے متقدمین تحصیل علم کے بغیر عارف کامل ہوچکے ہیں جن کے کلام کی ضمیر عالمان ومحققان گذشتہ کی تصانیف کی ضمیر سے مطلق فرق نہیں رکھتی سرت سادھنا کا طریقہ جس کا اس منتر میں بیان ہوا ہی دیگر اشغال سے مختلف ہی کہ اوسمیں بجائے کسی تصور کے قایم کرنیکی قوت متخیلہ کو اپنے فعل سے باز رکھنا ہوتا ہی اور اسی طریقہ سے کشایش باطنی حاصل ہوجاتی ہی

यावत्सं जायते किंचित्सत्वं स्थावर जंगमम् ॥
क्षेत्र क्षेत्रज्ञ संयोगात्तद्विद्धि भरतर्षभ ॥२७॥

جسم وجان کا اتصال موجب حیات ہے

(۲۷) اے ارجن قبضے حس و حرکت کرنے والے جاندار اور غیر متحرک مخلوق پیدا ہوتے ہیں تو جان لے کہ وہ جسم اور جان کے اتصال سے پیدا ہوتے ہیں۔

بجیس وباہوس مخلوقات میں اسے نیک فال
اتنکارا ہے مسادی جسم وجان کا اتصال

समंसर्वेषु भूतेषु तिष्ठंतं परमेश्वरम् ॥
विनश्य त्स्वविनश्यतं यः पश्यति स पश्यति ॥२८॥

جسم اور جان کی شناخت

(۲۸) جو شخص دیکھتا ہے کہ قادر مطلق کل مخلوقات میں یکساں ہے اور اون کے فنا ہونے سے فنا نہیں ہوتا وہ اہل بنیش ہے۔

چشم بینا کی نظر میں ایک ذات کبریا
سب میں ہے یکساں منور نیز برتر از فنا

समं पश्यन्हि सर्वत्र समवस्थितमीश्वरम्
नहिनस्त्यात्म नात्मानं ततो याति परांगतिम् ॥२९॥

نظر کلیت اور وصال

(۲۹) وہ شخص قادر مطلق کو جو سب میں یکسان ہے یکساں دیکھکر اپنے آپکو گرداب فنا سے بچالیتا ہے اور اعلی منزل پر پہونچتا ہے۔

کثرت عالم میں وحدت جس کو آتی ہے نظر
جاگزیں ہوتا ہے وہ روحانیت کے بام پر

प्रकृत्यैव च कर्माणि क्रियमाणानि सर्वशः ॥
यः पश्यति तथात्मान मकर्तारंस पश्यति ॥ ३०॥

طریقہ فنا

(۳۰) جو بشر کل فعلوں کا صدور صفات سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو فاعل نہیں مانتا وہ روشن ضمیر ہے۔

اپنے سب افعال کو جو مانتا ہے قدرتی
آپ کو ان سے مبرا ہے وہ کامل آدمی

यदा भूतपृथग्भावमेकस्थमनुपश्यति ॥
तत एव च विस्तारं ब्रह्म संपद्यते तदा ॥ ३१ ॥

توحید اور وصال (۳۱) جب اوس کی نگاہ میں عالم کی کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور کثرت وحدت کا جلوہ نظر آتی ہے اوسوقت وہ ذات بے زوال ہو جاتا ہے۔

نقطۂ وحدت میں کثرت کو گھٹا کر دیکھنا — جاننا واحد کو سب میں ہی طریقہ وصل کا

دو عالم چیست نقش صورت دوست — چہ جائے نقش صورت بلکہ خود اوست
بصد آئینہ یک روئے مقابل — اگرچہ صد نماید لیک یک اوست

अनादित्वान्निर्गुणत्वात्परमात्मायमव्ययः ॥
शरीरस्थोऽपि कौंतेय न करोति न लिप्यते ॥ ३२ ॥

جان کی تعریف (۳۲) چونکہ ذات بے زوال آغاز اور صفت نہیں رکھتی اسلئے وہ جسم میں مقیم ہو کر بھی کوئی فعل نہیں کرتی اور آلودہ نہیں ہوتی۔

جان ہے بے ابتدا بے انتہا اور بے زوال — اُس کی یکرنگی میں ہی غلونگی آمیزش محال

تخم این پنج عنصر آن ذات ہست — برتر از پنج و آن ہمان ذات است
شجر از دانہ گرچہ شد پیدا — دانہ باشد ز بیخ و شاخ جدا

यथा सर्वगतं सौक्ष्म्यादाकाशं नोपलिप्यते ॥
सर्वत्रावस्थितो देहे तथात्मा नोपलिप्यते ॥ ३३ ॥

لطیف (۳۳) جسطرح خلا ہر شے میں محیط ہونے پر بھی بوجہ لطیف ہونے کے کسی شے سے آلودہ نہیں ہوتا اوسی طرح ذات مطلق سب جسموں میں محیط ہونے پر بھی آلودہ نہیں ہوتی۔

ساری اشیاء میں خلا ساری ہے آغشتہ نہیں — جان کُل اجسام پر حاوی ہے آغشتہ نہیں

حق مطلق و بے سو بود در گل چو در گل بو بود — جان عناصر او بود تحقیق شد تحقیق شد
از پنج عنصر شد عیان آن پنج از حق شد عیان — حق را بدل زین پنج دان تحقیق شد تحقیق شد

यथा प्रकाशयत्येकः कृत्स्नं लोकमिमंरविः॥
क्षेत्रं क्षेत्री तथा कृत्स्नं प्रकाशयति भारत ॥ ३४॥

منور

(۳۴) اے ارجن جیسے ایک سورج تمام عالم کو روشن کرتا ہے ویسے ہی ایک جان سب جسموں کو روشن کرتی ہے۔

	ایک سورج ڈالتا ہے جیسے سب پر روشنی		جان واحد ڈالتی ہے سب کے اندر روشنی
	در ہزاراں جام گوناگون شرابے بیش نیست گرچہ برخیزد ز آب بحر موج بے شمار		گرچہ بسیار اند انجم آفتابے بیش نیست کثرت اندر موج باشد لیک آبے بیش نیست

क्षेत्रक्षेत्रज्ञयोरेवमंतरं ज्ञानचक्षुषा ॥
भूतप्रकृतिमोक्षंचये विदुर्यान्ति ते परम् ॥ ३५॥

علم معرفت ذریعہ وصال ہے۔

(۳۵) جو لوگ جسم اور جان کا فرق اور عالم موجودات اور صفات سے مخلصی پانے کا طریقہ علم معرفت سے دریافت کر لیتے ہیں وہ اعلیٰ مقام پر پہونچتے ہیں۔

	دیکھ لیتا ہے جو چشم دل سے جسم و جان کا حال		معرفت کی راہ سے پاتا ہے وہ اوج کمال

جو لوگ جسم اور جان کی حقیقت کو اپنے بطون میں مشاہدہ کرتے ہیں اور جسمانی افعال کی قید سے رہائی پانے کا طریقہ جان لیتے ہیں وہ کمال کا درجہ پاتے ہیں مگر جسمانی افعال میں مقید ہونے کا سبب جہل اور انانیت ہیں لہذا اون سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جہل اور انانیت کا دور کرنا ضروری ہے۔ علم سانکھ میں شرون منن ندھیاسن اور ساکشات چار مدارج ذات میں وصل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں شرون کے لغوی معنی سماعت اور اصطلاحی معنی تحصیل علم ذات کے ہیں منن تسلیم کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں قوت فکری کے ذریعہ سے حق اور باطل کا تحقیق کرنا مراد ہے جو کچھ تحقیق ہو چکا اوس پر ثابت قدم ہونا ندھیاسن ہے

اوس کے بعد ساکشات کا درجہ ملتا ہے یعنی جس علم میں پیشتر ثابت قدمی حاصل ہوئی تھی اوس کا جلوہ اب ظاہر و باطن میں نظر آتا ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योगशास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे प्रकृति पुरुष विवेक योगो नामत्रयोदशो ऽध्याय: १३ ॥

شری مد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی تیرہوین ادہیا کشیتر کشیتر گیہ یوگ نام ختم ہوئی۔

تیرہوین ادہیا کا خلاصہ

بارہوین ادہیا میں فنا کا طریقہ عشق کے وسیلہ سے بتایا گیا ہے اور عشق ایک ایسا خط ہے جس کے انجام پر عاشق و معشوق دو نقطہ ہیں تیرہوین ادہیا میں تمیز سہ گانگی سے توحید کی منزل پر پہونچنے کا طریقہ عیاں کیا گیا ہے اور فلسفہ سانکھ کے وہ اصول مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں جن کی تشریح ادہیائے دوم میں ہو چکی ہے۔

کبیر صاحب نے اِسی مضمون کو اپنی قوت اشراقیہ سے ذیل کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارے او مور کھہ کہیتی وارا
پانچ مرگ پچیس مرگنی چنچل تین چکارا
کام کرود وہ دو اصل مرگ ہیں نت اوٹھ چرت سویرا
بیدی بید سکل سب بانچین جاسے بہید نرالا
ست کی باڑ دہرم کی کہیتی گرد کا شبد رو کہالا

جتن بن مرگون نے کہیت اُجاڑا
اپنے اپنے رس کے لوبھی چرتے پہرین نیارا نیارا
پریم بان سے جڑ ہو یارو ہی بہاؤ بھگت کربارا
اٹل جوت شن گھر تاپے پرے پریم پیارا
کہے کبیر سنو بھئی سادہو بریان پہلی سنبھالا

جتن بن مرگون نے کہیت اجاڑا

چودھویں ادھیا گن ترے وبھاگ یوگ

श्री भगवानुवाच

परंभूयः प्रवक्ष्यामि ज्ञानानां ज्ञानमुत्तमम् ॥

यज्ज्ञात्वा मुनयः सर्वे परां सिद्धिमितो गताः ॥ १ ॥

شری بھگوان نے فرمایا

علم حقیقت کا بیان

(۱) اب میں اوس پاک علم کو دوبارہ بیان کرتا ہوں جو کل علوم میں افضل ہے اور جس کی واقفیت حاصل کرکے تمام طالبان حق دنیوی پابندیوں سے آزاد ہوئے ہیں اور درجہ کمال پر پہونچے ہیں۔

میں اُس افضل علم کو پھر تجھسے کرتا ہوں بیان		عارفوں نے جس سے پایا ہی عروج لامکان	

इदं ज्ञानमुपाश्रित्य मम साधर्म्यमागताः ॥

सर्गेऽपि नोपजायन्ते प्रलये न व्यथन्ति च ॥ २ ॥

علم حقیقت نجات کا وسیلہ ہے۔

(۲) جو لوگ اِس علم کے فیض سے مجھ میں وصل ہو جاتے ہیں وہ پیدائش کی قید میں نہیں آتے اور موت سے امن میں رہتے ہیں۔

جنکی قسمت میں ہے اُسکے فیض سے میرا وصال		گردش بود و نبود میں اُن کا آنا ہی محال،	

طالب قوت اشراقیہ کی مدد سے مطلوب کو اپنے جسم میں بصورت جان جلوہ گر مشاہدہ کرکے پیدائش اور فنا کے خیال سے آزاد ہوجاتا ہی یعنی وہ اِن کا اطلاق صرف جسم پر مانتا ہے۔

मम योनिर्महद्ब्रह्म तस्मिन् गर्भं दधाम्यहम् ॥

संभवः सर्वभूतानां ततो भवति भारत ॥ ३ ॥

عالم کی پیدائش کا طریقہ

(۳) اے ارجن جب میں اپنی صفات کی بطن کو بارور کرتا ہوں اُسوقت کل موجودات کا نشوونما ہوتا ہے۔

اپنی قدرت کے شکم کو بارور کرتا ہوں جب		ساری موجودات کی بالیدگی ہوتی ہے تب	

آن روح مجردم کہ خستم بدن است	بے آتش و آب و باد و خاکم وطن است
این چرخ فلک باین ہمہ جرم کہ ہست	در گردش از ان است کہ جویاے من است

सर्वयोनिषु कौंतेय मूर्त्तयः संभवंति याः ॥
तासां ब्रह्म महद्योनिरहं बीजप्रदः पिता ॥४॥

ذات سے صفات کا قیام ہے

(۴) اے ارجن جو تمام اقسام کے وجود پیدا ہوتے ہیں صفات اون کی ماں ہے اور میں پیدا کرنے والا باپ ہوں۔

جتنی اشیا ہر طرح کی تجھکو آتی ہیں نظر	قدرت انکی ماں ہے اور میں باپ ہوں اے نامور

درین خانہ ذاتست بس با صفات	ہمان نقش نقاش و نقش آور است
درین خانہ آن خانہ سازاسے ولی	ہمون ضنع مصنوع و صورت گر است

सत्वंरजस्तम इति गुणाः प्रकृति संभवाः ॥
निबध्नंति महाबाहो देहे देहिन मव्ययम् ॥५॥

صفات سہ گانہ ذات کا حجاب ہیں

(۵) اے قوی بازو۔ ستوگن۔ رجوگن اور تموگن۔ جن کی پیدایش قدرت سے ہوتی ہے غیر فانی جان کو جسم میں مقید کرتے ہیں۔

ہیں سہ گانہ علم و شوق و جہل کی خاصیتیں	روح ناجی کو جو کرتی ہیں مقید جسم میں

ذات پاک صفات سہ گانہ سے عالم کو ظہور دیکر رنج و راحت وغیرہ کو جو اوس سے متعلق ہیں ادراک کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

तत्र सत्वं निर्मलत्वात्प्रकाशक मनामयम् ॥
सुखसंगेन बध्नाति ज्ञान संगेन चानघ ॥६॥

ستوگن مصدر علم و سرور ہے۔

(۶) اے نیک مرد منجملہ اون کے ستوگن بسبب لطیف ہونے کے اوس نورانی اور بے زوال جان کو علم و سرور کے تعلقات کا پابند کرتا ہے۔

نور باطن کا جلا ہو جس کے قلب صاف پر	دانش و تسکین کیصورت اُس کو آتی ہے نظر

ستوگنُ یعنی اعلیٰ صفت عقل کو روشنی دیتی ہے اور آسودگی کے سامان پیدا کرتی ہے۔

रजो रागात्म कंविद्धि तृष्णा संगसमुद्भवम्॥
तन्नि बध्नाति कौंतेय कर्म संगेन दहिनम्॥७॥

رجوگن خواہش اور افعال کا سبب ہے

(۷) اے ارجنُ تو سمجھ لے کہ رجوگن شوق کی صورت رکھتا ہے خواہش کے ہمراہ پیدا ہوتا ہے اور وہ جان کو افعال کے تعلقات کا پابند کرتا ہے۔

اے دلا وریاد رکھ حرص وہوائے دل ربا ۔ ڈالتی ہیں علم کی گردن میں ہار اعمال کا

رجوگنُ یعنی صفت درمیانی سے اسباب دینوی کے ساتھ دل بستگی پیدا ہوتی ہے جو خواہشات کو پیدا کرکے اِنسان کو تدبیر اور کوشش میں مصروف رکھتی ہے۔

तमस्त्वज्ञानजं विद्धि मोहनं सर्वदेहिनाम्॥
प्रमादालस्यनिद्राभिस्तन्निबध्नाति भारत॥८॥

تموگن سے جہل وغفلت کی پیدائش ہے

(۸) اے ارجن تو سمجھ لے کہ تموگن سب انسانوں کو غفلت میں پھنساتا ہے وہ جہل سے پیدا ہوتا ہے اور عشرت کاہلی اور نیند کا پابند کرتا ہے۔

جس گھڑی جہل مرکب کا اثر ہو عقل پر ۔ نیند سستی اور عیاشی میں رہتا ہے بشر

تموگن یعنی صفت ادنیٰ تیرگی عقل پیدا کرکے عشرت اور کاہلی میں اِنسان کو پھنساتی ہے۔

सत्वं सुखे संजयति रजः कर्मणि भारत॥
ज्ञानमावृत्य तु तमः प्रमादे संजयत्युत॥९॥

ست رج اور تم کے لوازمات

(۹) اے ارجن ستوگن آسودگی پیدا کرتا ہے رجوگنُ افعال کو کراتا ہے۔ تموگن علم کو پوشیدہ کرکے عیش وعشرت میں پھنساتا ہے۔

علم میں آرام ہے اعمال میں تکلیف ہے ۔ غافل وبدمست کرنا جہل کی تعریف ہے

جن تینوں صفتوں کا بیان مندرجہ بالا منتروں میں ہو چکا ہے اون کے خواص آسایش تکلیف اور غفلت اِس منتر میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

रजस्तमश्चाभि भूय सत्वं भवति भारत ॥
रजः सत्वं तमश्चैव तमः सत्वं रजस्तथा ॥१०॥

ست رج اور تم کی کمی وبیشی

(۱۰) اے ارجن رجوگن اور تموگن کے مغلوب ہونے پر ستوگن غالب ہوتا ہے۔ ستوگن اور تموگن کے مغلوب ہونے پر رجوگن۔ علی ہذا ستوگن اور رجوگن کے مغلوب ہونے پر تموگن۔

علم و شوق و جہل میں ہے اِمتزاج باہمی	ایک کی بیشی سے باقی دو میں ہوتی ہے کمی

کسی ایک صفت کے غلبہ کے ہونے پر باقی دو صفتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔

सर्व द्वारेषु देहे ऽस्मिन् प्रकाश उपजायते ॥
ज्ञानं यदा तदा विद्या द्विवृद्धं सत्व मित्युत ॥११॥

شناخت حالت ستوگن

(۱۱) جس وقت اس جسم کے تمام دروازوں کو علم روشن کرتا ہے اُسوقت ستوگن کا غلبہ سمجھنا چاہیئے۔

شہرِ تن کے سارے دروازوں پہ جب ہو روشنی	تو سمجھنی چاہیے اُسمیں حکومت علم کی،

جسوقت انسان علم کی روشنی سے حق و باطل کو تمیز کر سکتا ہے اُسوقت ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔

लोभः प्रवृत्तिरारंभः कर्मणा मशमः स्पृहा ॥
रजस्येतानि जायंते विवृद्धे भरतर्षभ ॥१२॥

شناخت حالت رجوگن

(۱۲) اے ارجن لالچ۔ تدبیر۔ کوشش اضطراب اور خواہش رجوگن کا غلبہ ہونے پر پیدا ہوتے ہیں۔

آرزو تدبیر کوشش بے قراری اور اُمنگ	شوق کے جذبہ میں دکھلاتی ہیں اپنا راگ ورنگ

جس وقت رگ طمع حرکت میں آکر دلکو اُمید اور کوشش کیطرف رجوع دلاتی ہے اور اضطراب کی حالت پیدا کر دیتی ہے اُسوقت رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔

अप्रकाशोऽप्रवृत्तिश्च प्रमादो मोह एव च ॥

तमस्येतानिजायंते विवृद्धे कुरुनंदन॥१३॥

شناخت حالت تموگن

(۱۳) اے ارجنؑ تیرگی عقل کاہلی بیہودگی اور غفلت تموگن کے غلبہ کے وقت پیدا ہوتی ہیں۔

کاہلی و بیوقوفی حسرت و دیوانگی		جہل کی شدت سے پیدایش ہے ان جذبات کی	

جسوقت عقل کا علم سے نفاق اور جہل سے اتفاق ہوتا ہے اور حق سے انکار اور باطل کا اقرار کیا جاتا ہے اُسوقت غلبہ تموگن کا سمجھنا چاہیے

यदासत्वे प्रवृद्धे तु प्रलयं याति देहभृत् ॥
तदोत्तम विदांल्लोकानमलान्प्रतिपद्यते ॥१४॥

ستوگن کا اپنے طبقہ سے اتصال

(۱۴) جو انسان ستوگن کے غلبہ کے وقت جسم کو ترک کرتا ہے وہ عارفوں کے پاک عالم میں پہونچتا ہے۔

جسم کو جو ترک کردیتے ہیں فرط علم میں		عارفوں کی منزل کمیاب ملتی ہے انہیں	

علم و راستی انسان میں ستوگن سے پیدا ہوتے ہیں لہذا جو لوگ علم و راستی کے غلبہ کی حالت میں جسم کو ترک کرتے ہیں اونکی وہ اعلیٰ خاصیتیں ستوگن کے طبقہ میں جس سے وہ برآمد ہوئی تھیں جذب ہوجاتی ہیں عارفوں کے پاک عالم کا اسی طبقہ پر اشارہ ہے۔

रजसि प्रलयं गत्वा कर्मसंगिषु जायते ॥
तथा प्रलीनस्तमसि मूढयोनिषुजायते ॥१५॥

رجوگن اور تموگن اپنے اپنے طبقات کی طرف کشش کرتے ہیں

(۱۵) انسان رجوگن کے غلبہ کے وقت وفات پاکر نیک اعمالوں میں پیدا ہوتا ہے تموگن کے غلبہ کے وقت رحلت کرنے سے جاہلوں میں پیدا ہوتا ہے۔

خانہ عامل میں پیدایش ہے الفت کا مآل		جہل کے غلبہ میں رحلت کا نتیجہ ہے زوال	

اشیاء دنیوی کے ساتھ انسان کی دل بستگی ہونے کا سبب رجوگن ہے پس جو لوگ حرص و

ہوا ہیں آخری وقت تک گرفتار رہتے ہیں اون کی اوسط درجہ کی قوتیں رجوگن کے طبقہ میں جو اون کا سرچشمہ ہے شامل ہو جاتی ہیں۔ جہالت اور نا راستی تموگن سے پیدا ہوتی ہیں اسلیے جو شخص مرتے دم تک جہالت اور نا راستی سے رہائی نہیں پاتے اون کی صفات ذمیمہ تموگن کے ادنیٰ طبقہ میں جذب ہوتی ہیں غرضیکہ وقت وفات انسان کی جو صفتیں ہوتی ہیں وہ اوس طبقہ میں جہاں سے کہ انہوں نے نمود پایا ہوتا ہے کھینچ جاتی ہیں یعنی جزو سے کل کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

कर्मणः सुकृतस्याहुः सात्त्विकं निर्मलं फलम् ॥
रजसस्तु फलं दुःखमज्ञानं तमसः फलम् ॥१६॥

ستو رج اور تم کے عملی نتایج	(۱٦) ستوگن کا عمدہ نتیجہ نیک اعمالی ہے رجوگن کا نتیجہ تکلیف تموگن کا نتیجہ افعال بیہودہ ہیں۔

نیک اعمالی کا ثمرہ روشنی طبع ہے	رنج کا باعث معصیت جہل کا بد وضع ہے

सत्वात्संजायते ज्ञानं रजसो लोभ एव च ॥
प्रमादमोहौ तमसो भवतोऽज्ञानमेव च ॥१७॥

ستو رج اور تم کے عملی نتایج	(۱۷) ستوگن سے علم پیدا ہوتا ہے۔ رجوگن سے حرص و ہوا۔ تموگن سے بیہودگی غفلت اور نادانی۔

علم کا میوہ ہے دانش شوق کا حرص و ہوا	تیرگی مستی و غفلت ہیں ضمیمہ جہل کا

بہشت اعراف اور دوزخ وغیرہ الفاظ صفات کی تقسیم سہ گانہ سے اختراع ہوتے ہیں وہ دراصل انسان کی انہیں تین حالتوں کے نام ہیں۔

ऊर्ध्वं गच्छन्ति सत्वस्था मध्ये तिष्ठन्ति राजसाः ॥
जघन्यगुणवृत्तिस्था अधो गच्छन्ति तामसाः ॥१८॥

ستو رج اور تم کی منازل	(۱۸) جو ستوگن رکھتے ہیں وہ بلندی پر جاتے ہیں۔ رجوگن کے رکھنے والے وسط میں رہتے ہیں۔ تموگن والے جو اخلاق ذمیمہ کے پیرو ہوتے ہیں پستی میں گرتے ہیں۔

منزلِ عرفان ہی بالا جانے طاعت درمیان | جہل بدکاری کی درجہ میں ہی ذلت او رزیان

جن لوگوں کا شعار دانشمندی اور راستبازی ہے اونہیں صفات کی عملداری میں اعلیٰ مرتبہ پر سرفراز سمجھنا چاہئے جو لوگ تعلقات دینوی میں بدل معروف ہیں وہ اوس عملداری میں متوسط درجہ رکھتے ہیں جو لوگ جہل اور ناراستی کے پیرو ہیں وہ بمقابلہ اون دونوں قسم کے آدمیوں کی جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ادنیٰ درجہ کے سمجھے جاتے ہیں۔

नान्यं गुणेभ्यः कर्त्तारं यदा द्रष्टानुपश्यति ॥
गुणेभ्यश्च परं वेत्ति मद्भावं सोऽधिगच्छति ॥१९॥

ست رج اور تم سے بریت

(۱۹) جو دانشمند صفت سہ گانہ کے سوائے اور کسی کو فاعل نہیں مانتا ہے اور اوس ذات کو جو صفت سہ گانہ سے برتر ہے جان لیتا ہے وہ میرا وصال حاصل کرتا ہے۔

جسکی نظروں میں ہی کل مخلوق اعجاز صفات | ذات سب سے ہی نیاز اسکو میں دیتا ہوں نجات

جو بشر اپنے افعال کو صفات سے منسوب کرتا ہے اور اپنی ذات کو اون سے برتر جانتا ہے وہ عارف ہے۔

गुणानेतानतीत्य त्रीन्देही देहसमुद्भवान् ॥
जन्ममृत्युजरादुःखैर्विमुक्तोऽमृतमश्नुते ॥२०॥

دل کی آزادی حیات ابدی کے لئے ضروری ہے

(۲۰) جو انسان اِن تین صفتوں پر جو جسم کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں حکومت کرتا ہے وہ پیدائش موت پیری اور بیماری سے نجات حاصل کر کے آبِ حیات نوش کرتا ہے۔

ضعف و بیماری و مرگ و زیست سے ہو کر رہا | تارکِ اوصاف کے حصہ میں ہی آبِ بقا

عارف اون صدمات کو جو جسم پر عاید ہوتے ہیں اپنی ذات سے متعلق خیال نہیں کرتا اسلئے وہ علم و سرور کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا

अर्जुन उवाच

कैर्लिंगै स्त्रीन्गुणानेता नतीतो भवति प्रभो ॥
किमाचारःकथं चैतां स्त्रीन्गुणानति वर्सते ॥ २१॥

آزادی کی شناخت — (۲۱) اے صاحب جو شخص اِن تین صفتوں سے آزاد ہے اس کی کیا شناخت ہے اوس کا برتاؤ کیسا ہوتا ہے اور وہ کیونکر اِن تین صفتوں پر حاوی ہوجاتا ہی

	کس طرح اوس کا حساب زندگی بیباق ہی		تارک الدنیا کا کیسا طرز اور اخلاق ہے	

श्री भगवानुवाच

प्रकाशं च प्रवृत्तिं च मोहमेव च पाण्डव ॥
न द्वेष्टि संप्रवृत्तानि ननिवृत्तानिकांक्षति ॥२२

شری بہگوان نے جواب دیا

ترک و اخذ کے خیال سے تعلق نہ رکھنا۔ — (۲۲) جو انسان علم- شوق اور نادانی کی حالتوں کے طاری ہونے پر اون سے بچنا نہیں چاہتا اور اون کے موجود نہونے پر اون کے ہونیکی تمنا نہیں کرتا۔

	اور اِن سب کی جدائی کا الم کرتا نہیں		علم و شوق و جہل کے حملوں سے جوڑتا نہیں	

یہ مسئلہ بہت باریک ہے اور بہت غور و فکر سے حل ہوسکتا ہے۔ عارف کے جسم میں اثر سہ گانہ ہوتے رہتے ہیں مگر استغراق ذات میں وہ اونکی موجود ہو جانے اور جاتے رہنے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا اون کا تماشہ دیکھتا ہے اور اپنی ذات پر اون کا اثر نہیں مانتا۔

उदासीन व दासीनो गुणैर्योन विचाल्यसे ॥
गुणावर्त्तंत इत्येव यो वतिष्ठति नेंगते ॥२३॥

تغیرات کا اثر نہ ماننا — (۲۳) اور کسی شے کے ساتھ دل بستگی نہ رکھکر صفاتی تغیرات کے اثر کو

قبول نہیں کرتا اور یہ جانکر کہ کُل حرکتیں صفات سے پیدا ہوتی ہیں سکون و قرار رکھتا ہے

گردش عالم میں جس کو ہے سکون دائمی	جو صفاتی دَور سے جنبش نہیں کھاتا کبھی

समदुःखसुखः स्वस्थः समलोष्टाश्म ंचनः ॥
तुल्य प्रियाप्रियो धीर स्तुल्य निंदात्म संस्तु ः॥२४॥

مساوات کی تسلیم کا ہونا (۲۴) اور رنج و راحت میں مساوی اطمینان رکھتا ہے۔ لوہے پتھر اور سونے کو یکساں جانتا ہے بھلائی اور برائی کے پیش آنے پر یکساں مستقل رہتا ہے اور اپنی تعریف اور ہجو کو یکساں خیال کرتا ہے۔

راحت و کلفت میں جسکی عقل رہتی ہے بجا	جسکی نظروں میں ہے یکساں آہن و سنگ و طلا
بے تعلق ہے جو اپنی ہجو اور تعریف سے	ہے مساوی کامیابی اور ناکامی جسے

मानापमानयो स्तुल्य स्तुल्यो मित्रारिपक्षयोः॥
सर्वारंभ परित्यागी गुणातीतः स उच्यते ॥२५॥

افعال سے بے تعلقی (۲۵) اور جس کے نزدیک عزت اور اہانت دوست اور دشمن مساوی ہیں اور جس کو سب فعلوں سے آزادی حاصل ہے اوس کو صفاتی تعلقات سے آزاد کہنا چاہیے۔

پاک ہے جو شوق و نفرت عزت و توہین سے	تارکِ فعل و صفت اُس کو سمجھنا چاہیے

جو شخص صفتوں کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اوس کی حالت کا بیان اوپر کے چار منتروں میں شناخت کیواسطے ہوا ہے۔

मां च योऽव्यभिचारेण भक्तियोगेन सेवते ॥
स गुणान्समतीत्यैता न्ब्रह्म भूयाय कल्पते ॥२६॥

عشق حقیقی سے حاصل ہوتی ہے (۲۶) جو بشر عشق حقیقی کے وسیلے سے میرا طالب ہوتا ہے وہ ان صفات پر عبور پاکر واجب الوجود میں وصل ہوتا ہے۔

	اُن کی حق تک ہی رسائی قلزمِ باطل کے پار		عشق صادق سے جو مجھ پر جان کرتے ہیں نثار

صفت سہ گانہ سے برت عشق حقیقی کے پیدا ہونے پر حاصل ہوتی ہے۔

ब्रह्मणो हि प्रतिष्ठाहममृतस्याव्ययस्य च ॥
शाश्वतस्य च धर्मस्य सुखस्यैकांतिकस्य च ॥२७॥

(۲۷) کیونکہ میں اوس واجب الوجود کا ظہور ہوں جو لافانی اور بیزوال ہے اور عین راستی اور آرام خالص کا مخزن ہے۔	ذات میں محویت عشق حقیقی ہے۔

	مخزنِ قانونِ قدرت منبعِ فیض سرور		ظلمتِ ہر دو جہاں میں مجھ کو جانو مہرِ نور

کرشن بھگوان کی ذات لافانی اور مصدرِ علم و سرور ہے اور اوس کا عشق عشق حقیقی ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्या-
यां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे गुणत्रय
विभाग योगो नाम चतुर्दशोऽध्यायः॥१४

شری مد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی چودھویں ادھیا
موسوم بہ تقسیم صفات سہ گانہ ختم ہوئی

چودھویں ادھیا کا خلاصہ

تیرھویں ادھیا میں جسم اور جان کی تشریح ہو چکی ہے اس ادھیا میں اوس تعلق کا بیان ہوا ہے جو جسم اور جان کے درمیان واقع ہے اور اِس تعلق سے لوازمات صفات کا جو اثر ذات پر پڑتا ہے ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ذات باوجود اوس صفاتی تعلق کے موجود ہونے کے اوسکے

اثر کو قبول نہیں کرتی اور جو عقل اس اثر کو حواس کی شہادت سے تسلیم کرتی ہے وہ ناقص اور محدود ہے ذات محیط بے زوال پاک اور صفات سے برتر ہے اور جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ سب صفات میں شامل ہے چونکہ جان ذات کا جلوہ ہے اور جسم صفات کا کرشمہ ہے پس جان ہمیشہ جسمانی قیود سے آزاد ہے اور ایک حالت پر قایم ہے جبکہ جان جسم میں مقید اور محدود نہیں ہے اور پیدایش و فنا کے حیطہ سے باہر ہے تو پھر عوام کے خیالات جو اس کے پیدا ہونے اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکے نسبت ہیں وہ واقعات پر مبنی نہیں ہیں اور علم حقیقت سے انکی ناواقفیت ظاہر کرتے ہیں بعض متقدمین نے اپنی تصریحات میں آواگون یعنی تناسخ کے مسئلہ کو نا سمجھوں کے بد افعالی سے بچانے کے لئے بیم و رجا کے پیرایہ میں بیان کیا ہے مگر اہل دانش اس کو بیم و رجا کے کلام سے زیادہ وقعت نہیں دیتے آجکل آواگون کے معنی عام طور پر یہ لئے جاتے ہیں کہ جان ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے قالب میں پیدا ہوتی ہے اور جسم سابق کے فعلوں کا نتیجہ وہاں پاتی ہے مگر اس خیال کے ثبوت میں کوئی کافی دلیل نہیں دیجاتی ہے اور جو دلائل پیش کیجاتی ہیں وہ غور و فکر کرنے پر پایہ ثبوت سے گرجاتی ہیں۔ منتر ۱۴ و ۱۵ کے معنی بہت دقیق ہیں اور ان کے سمجھنے کے واسطے علم حقیقت سے کافی واقفیت درکار ہے اسلئے جو لوگ بیم و رجا کے پابند ہیں وہ دفعتاً ان منتروں کے اصلی مطلب کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ جو معنی وید کے ضمیر اور عارفوں کے کلمات کے موافق حل ہوتے ہیں اور معقولات کے بھی خلاف نہیں ہیں بالتصریح ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

تناسخ ایک تسلسل کی صورت ہے جو یہ کرتی یعنی صفات کے چرخ میں واقع ہے صفات کی تین قسمیں ہیں جنہیں ست رج اور تم کہتے ہیں یہ تینوں اس چرخ میں اپنا اپنا فعل کرتی ہیں اور کل عالم ان کی کشش میں بندھا ہوا ہے چنانچہ ہر ایک صفت اپنا فعل کرتی ہے یعنی اپنی قوت کو پھیلا کر پھر کیسوقت کھینچ لیتی ہے اور اس تسلسل کو قایم رکھتی ہے۔ ستوگن کے طبقہ کو اعلیٰ اور رجوگن کے طبقہ کو اوسط اور تموگن کے طبقہ کو ادنیٰ مانا ہے۔ اعلیٰ۔ اوسط اور ادنی کا قرب

و بعد سے تعلق نہیں ہے وہ سب عقل سے میترن کئے جاتے ہیں چونکہ ستوگن علم و سرور کا مبدا ہے اس
کیفیت قلبی کو عارفوں نے اعلیٰ تسلیم کیا ہے رجوگن کی حالت میں تعلقات کی پابندی ہوتی ہے
لہذا وہ متوسط کہلاتا ہے تموگن جہل اور بیدانشی کا مخزن ہے اور انسان کے دل کو پستی میں گراتا
ہے اسوجہ سے وہ ادنیٰ مانا گیا ہے جس صفت کے غلبہ کے وقت کسی جاندار کے حیات اور جسم کا خاتمہ
ہوتا ہے اوسوقت اوسکی جو کچھ حالت ہوتی ہے وہ صفات کے چرخ کے اوس طبقہ میں جس سے کہ اوس
کو نمود ہوا ہے جذب ہو جاتی ہے اور آیندہ پیدا ہونے والے وجودوں میں آشکارا ہو کر پیدائش
و فنا کا سلسلہ جاری رکھتی ہے جب تک انسان اپنی ہستی کو ان صفات سہ گانہ میں محدود اور
مشمول خیال کرتا ہے تب تک اوس کا علم صفات کے چرخ میں گردش کرتا رہتا ہے۔ جسوقت علم
حقیقت آشکارا ہوتا ہے۔ اور عالم کے واقعی صورت پیش نظر ہو جاتی ہے اوسوقت وہ ذات کو
صفات سے جدا جان کر ذات میں وصل میں ہو جاتا ہے اسکے بعد جیسے بھنے ہوئے چنے سے پھر چنے
کی پیدائیش نہیں ہوتی اوس کا علم ہستی یعنی پندار دوبارہ پیدا نہیں ہوتا۔

تناسخ تولید کی شکل میں واقع ہوتا ہے اور تولید دو قسم کی ہے جسمی اور علمی جسمی تولید کا مادی
اشیا اور حواس کی قوتوں کے ساتھ تعلق ہے جن کا ظہور تموگن اور رجوگن کے غلبہ سے ہوتا ہے
علمی تولید کا اشارہ عقل وغیرہ اون لطیف قوتوں پر ہے جو ستوگن کے غلبہ میں نمود پاتی ہیں۔
ان دونوں قسم کی تولید کا الحاق کرم یعنی افعال کے ساتھ ہوتا ہے یعنی باپ کے فعلوں سے
بیٹے اور پوتے کی نسل پر اثر پڑتا ہے انہیں کو پرالبد سنچت اور کریہ مان کہتے ہیں۔ پرالبد کرم نسل
گذشتہ کے فعلوں کا نام ہے جن سے سنچت کرم یعنی نسل موجودہ کے افعال بنے ہیں کریہ مان کرم
اون فعلوں کو کہتے ہیں جو نسل موجودہ کے فعلوں سے زمانہ مستقبل کی پیدا ہونے والی نسلوں
میں ظاہر ہونگے (دیکھو تیتریہ اپنشد) اگرچہ فعلوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں لیکن فعل کی
اصلیت ایک ہی ہے یعنی ماضی حال اور مستقبل کی نظر سے اون کو سہ گانہ کہا ہے تمام عالم
ان تین صفتوں کے تانے بانے سے بنا ہوا ہے اور مجموعی طور پر نظام پارہا ہے یعنی یہ صفتیں۔

اختلاط باہمی سے رنگارنگ کی صورتیں پیدا کرتی ہیں اور ستوگن کی افزونی سے اِنسان کا
وجود بناتی ہیں جس میں وہ اپنی ہستی کو محدود خیال کرکے بیم ورجا کی قید میں آجاتا ہے۔
فی الحقیقت ایک قوت (پرکرتی) جسے جو کچھ چاہو کہو کُل اجسام میں محرّک ہے اور اوس کی
کشش سے کل افعال بحالت جبر ہر ایک بشر سے ظہور پاتے ہیں جبکہ یہ قوت ذات واحد وبے
نام ونشان کا جلوہ ہے اور وہ ذات پاک اوس کے ہر ذرہ میں محیط ہے تو پھر وہ آواگون
جسے عام لوگ درست سمجھے ہوتے ہیں کس کو اور کیونکر ہو سکتا ہے اس خیال کے پیدا ہونیکا سبب
اگیان یعنی نادانی ہے۔گیان یعنی علم حقیقت کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ ذات یگانہ خود
ناظر ومنظور بنکر صفات کے پردہ میں عالم کی سیر کر رہی ہے۔

پندرھویں ادھیا پرشوتم یوگ (منتر ۲۰)

श्री भगवानुवाच

ऊर्ध्वमूलमधःशाखमश्वत्थं प्राहुरव्ययम्॥
छन्दांसि यस्य पर्णानि यस्तंवेद सवेदवित॥१॥
अधश्चोर्ध्वं प्रसृतास्तस्य शाखा गुणप्रवृद्धा विषयप्रवालाः॥
अधश्चमूलान्यनुसंततानि कर्मानुबंधीनि मनुष्यलोके॥२॥

شری بھگوان نے فرمایا

(...یا موپی برکش یعنی ...جسم صفات کا درخت)

(۱) عارفوں نے علمِ اشراق سے) ایک بے زوال درخت کا ہونا بیان کیا ہے جس کی اوپر جڑ ہے اور نیچے شاخیں ہیں اور جس کے پتّے وید ہیں اور جس کا جاننے والا (ہر چہار) وید کا عالم مانا گیا ہے۔

(۲) اوس کی شاخیں جو صفات (کی تنہ) سے پھوٹی ہیں اور جن میں محسوسات کے شگوفہ لگے ہوتے ہیں اوپر اور نیچے پھیلی ہوئی ہیں اور اوس کی جڑیں جو کہ انسانوں سے افعال کے صادر ہونیکا سبب ہیں نیچے کی طرف لگی ہوئی ہیں۔

اوپچی جڑ نیچے تنہ کا ایک شجر ہے بے زیان جسکے ہر ہو شاخ و غنچہ ہیں خواص اور لذتین	جس کے پتے وید ہیں اور جسکا واقف وید دان حلقہ وا ہم عمل ہیں جسکی آویزاں جڑیں

یجروید کی تیتر سے اوپنشد اور اتھروَن وید کی کٹھوپنشد میں مضمون بالا مفصل طور پر درج ہے اور تفسیر لکھنے والوں نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق اوس کے مختلف معنی بیان کئے ہیں اپنشدوں کے مطالعہ سے کامل طور پر ثابت ہے کہ اِس درخت کا اشارہ جسم کے پردہ میں ایشور یعنی جان کے نزول پر ہے جسکو عارفوں نے بذریعہ اشراق اپنے باطنوں میں تحقیق کیا ہے اور جس سے عالم ظاہری کا شہود ہوا ہے اوس کی جڑ پرکرتی یعنی حرکت ابتدائی ہے جو انسان کے دماغ میں پیدا ہو کر علمی قوتوں اور حواس کو روشنی دیتی ہے اور افعال جسمانی کراتی ہے اوس کا تنہ صفات

سہ گانہ ہیں جنکو ست رج اور تم کہتے ہیں اور جن کی تشریح چودھویں ادھیا میں ہوچکی ہے اوسکی شاخیں چاروں قوت ہائے مدرکہ اور حواس خمسہ ہیں جن کے وسیلہ سے انسان اس عالم میں اطراف وجوانب کی موجودات کو تمیز کرتا ہے۔ اوس کے شگوفہ محسوسات ہیں جنہیں خلا - ہوا - آگ - پانی - اور خاک کہتے ہیں۔ اور پتوں سے وہ علوم مراد ہے - جو کہ ذات انسان سے پیدا ہوتے ہیں - وید کے اصلی معنی اوس علم کے ہیں جو سینہ انسان میں ازل سے چلا آیا ہے اور جو علم کتاب اور سفینہ میں موجود ہے وہ بھی کسی زمانہ میں علم سینہ سے کلام بنکر قلمبند ہوا ہے اور ازلی نہیں کہا جا سکتا کلمہ چار حرکتوں کی ترکیب سے بنتا ہے جن کو زبان سنسکرت میں پرا - پشنتی - مدھما ن - اور بیکھری کہتے ہیں اولذ ہیں سے اول حرکت اہنکار یعنی قوت حافظہ کا فعل ہے دوسری حرکت چت یعنی قوت متخیلہ سے پیدا ہوتی ہے اور تیسری حرکت بدھ یعنی قوت ممیزہ سے اور چوتھی حرکت من یعنی قوت مدرکہ سے ان چاروں کی ترکیب سے کلمات بنکر گفت و شنود میں استعمال کئے جاتے ہیں اور اسطور پر مطالب دنیوی حاصل ہوتے ہیں وہی کلمات حیطہ تحریر میں آکر متقدمین کے خیالات کو متاخرین پر ظاہر کرتے ہیں بالفاظ دیگر یہ درخت حضرت انسان کی مجموعی کیفیت ہے جو شغل ذ اجپا جاپ) کے کرنے کے بعد اشراق کیحالت میں واقعی نظر آتی ہے۔ اور عام طور پر بھی انسان اوس درخت کی صورت رکھتا ہے جس کی جڑ یعنی دماغ اوپر کی طرف ہے اور حواس اور ہاتھ پاؤں وغیرہ بمنزلہ شاخوں کے نیچے کی طرف پھیلے ہیں۔

جسم انسان میں جان کے نزول کو عارفان گذشتہ نے بغرض اختصار اونکار کے اسم اعظم سے تعبیر کیا ہے اور تحریر میں بھی اونکی شکل مانند اوس درخت کے ہوتی ہے جسکی جڑ اوپر اور شاخیں نیچے کی طرف پھیلی ہوئی ہیں اونکار کی عظمت پر تو وغیرہ بہت سے اپنشدوں میں تشریح کے ساتھ بیان کی گئی ہے لہذا اوس کا مفصل بیان کرنا اس مقام پر خلاف سمجھا جاتا ہے یہ درخت قدیم ہے مگر ہمیشہ رنگ برنگ کی شاخ اور شگوفہ پیدا کرتا رہتا ہے اور تغیر اور تبدل کا سلسلہ جاری رکھتا ہے -

چونکہ کل علوم اسی درخت سے ہوتے ہیں اسلئے جو بشر اس درخت سے واقف ہو جاتا ہے وہ

کُل علوں پر عبور حاصل کرتا ہے۔ گوشائیں ولی رام جی نے اپنی قوت اِشراقیہ سے اِس درخت کے بیان کو زبان فارسی میں یوں منظوم کیا ہے۔

شد یک درخت ظاہر و باطن وے نمود	باطن درخت یا شجر و ظاہرش ثمر
صد جلوہ یار میکند از شش جہت ترا	اے بے خبر دیار نگر نیستت خبر
چشمت اگر بود بکشا در نگاہ باش	در ہا کشادہ اند برائے تو بے خبر
از تو دریست جانب عشرت گہ نگاہ	از خویش بگذرد درون خویش درنگر

न रूपमस्येह तथोपलभ्यते नान्तो न चादिर्न च संप्रतिष्ठा ॥
अश्वत्थमेनं सुविरूढमूलमसंगशस्त्रेण दृढेन छित्त्वा ॥ ३ ॥
ततः पदं तत्परिमार्गितव्यं यस्मिन्गता न निवर्तन्ति भूयः ॥
तमेव चाद्यं पुरुषं प्रपद्ये यतः प्रवृत्तिः प्रसृता पुराणी ॥ ४ ॥

ایضاً (۳) اِس عالم میں اوس کی شکل نظر نہیں آتی اور اوس کا آغاز انجام اور مقام معلوم نہیں ہوتا۔ (اِنسان کو لازم ہے) کہ وہ اِس درخت کو جس کی جڑ نہایت سخت ہے تجرید کی مضبوط تلوار سے کاٹ کر۔

(۴) اوس مقام کو تلاش کرے جہاں پر پہونچکر بازگشت نہیں ہوتی اور اوس ذات بے نہایت کو یاد رہے جس کے باعث اِس عالم کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے۔

سمت و صورت اوّل و آخر نہیں آتے نظر	تیشۂ عرفان سے اُسکی سخت جڑ کو کاٹکر
طالبا اُس منزل کو ڈھونڈ جسمیں دائم ہے قیام	وصل ہو اُس اصل میں ہے فرع کا جس سے نظام

اِنسان اپنے بطون میں حرکت ابتدائی کے اون لطیف فعلوں کو جو جان سے سرزد ہوتے ہیں چشم ظاہری سے نہیں دیکھ سکتا اور اُنکی ابتدا انتہا اور خاص مقام بتا نہیں سکتا بطون وہ خزانہ معنی ہے جس کو عارفان ہند نے سمان وایو کہا ہے اوس میں ایک قسم کی کشش موجود ہے جو نفس کی بالا و پائیں دو حرکتیں پیدا کرتی ہے اون میں سے ہر ایک حرکت میں ست رج اور تم کی تین صفتیں

نمایاں ہوتی ہیں جس جگہہ سے حرکت نفس کی شروع ہوتی ہے وہ ست کا مقام ہے حرکت کی ابتدا کو رج اور خاتمہ کو تم کہتے ہیں اِن تینوں صفتوں کی جڑ وہ کشش ہے اور اوسیکو بالفاظ دیگر حرکت ابتدائی بیان کیا ہے۔ اِن دونوں حرکتوں کے اعتدال سے اِنسان کی حیات قایم ہے اور حواس علمی و افعالی اپنا اپنا فعل کرتے ہیں اسطور پر جان کا نزول لطافت سے کثافت کی طرف ہوتا ہے شاغل کو چاہیے کہ وہ اپنی ہستی کے علم کو اوس حرکت اِبتدائی سے جس کے سلسلہ میں دیگر حرکات لطیف سے پیدا ہونے پر عالم نمایاں ہوجاتا ہے جذبہ معرفت کی مدد سے جدا سمجھ لیوے اور منزل لامکان و بے نشان کو اپنا مسکن بناوے (دھنگ ششتر یعنی تیغ تجرید کی تشریح اتھرون وید کے چھورکا اپنشد ول میں دیکھو)

گر این ردائے عنصری از تیغ عرفانی بری	قند حقیقت میخوری برخود مبیں در خود ببیں
شمشیر عرفاں صاف کن قطع ہمہ اوصاف کن	رو با حقیقت باف کن برخود مبیں در خود ببیں
از خود گذر در خود نگر بیخود بخود شو باخبر	زین ہر دو بالا کن نظر برخود مبیں در خود ببیں
از خود اگر یکسو شوی بیخود سراپا او شوی	از ہستئ خود بیسو شوی برخود مبیں در خود ببیں
ہویائے خود در خود خود او خود جلوہ ہائے ادبر او	حرف نمود باد تو برخود مبیں در خود ببیں
او در نشاں لیس ہے نشاں او بے نشاں در ہر نشاں	بل برتر از وہم و گماں برخود مبیں در خود ببیں

निर्मानमोहा जितसङ्गदोषा अध्यात्मनित्या विनिवृत्तकामाः ।
द्वन्द्वैर्विमुक्ताः सुखदुःखसंज्ञैर्गच्छन्त्यमूढाः पदमव्ययं तत् ॥ ५ ॥

مقام محویت پر پہونچنے کا طریقہ

(۵) دانشمند پندار اور ناروائی سے بری ہوکر دِل پر فتح پاکر اپنی ذات میں ہمیشہ محو رہ کر خواہشات سے کنارہ کرکے اور رنج و راحت دونوں سے تعلق نہ رکھکر اوس بے زوال مقام پر پہونچتے ہیں۔

جسکا دل ہو خود نمائی جہل و اُلفت سے بری	شوقِ باطل چھوڑ کر جسکی لگن حق سے لگی
دُور ہوجاتا ہے جب تکلیف و راحت کا خیال	ایسے دانشور کو ملتا ہے مقام لازوال

دریائے قدرت کا بہاؤ حواس اور عالم ظاہری کی طرف جاری ہے اور اوس سے پندار نادانی خواہشات رنج اور راحت کی لہریں اور بلبلے ہر انسان کے دل میں اوٹھ رہے ہیں شاغل کو چاہئے کہ وہ اپنی علم ہستی کی کشتی کو اوس تلاطم سے بچاتا ہوا دریائے قدرت کے بہاؤ پر چڑھا لیجاوے اور معرفت کے کنارے پر پہونچے دریائے قدرت کے عبور کرنے کا طریقہ اس منتر میں کھول دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ شاغل حرکت ابتدائی سے اپنی ذات کو برتر اور پاک جاننے کی یعنی انانیت کے خیال کو روکنے کی مزاولت کرتا رہے کہ اس مزاولت سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے خواہش جاتی رہتی ہے دل پر فتح حاصل ہوتی ہے اور رنج و راحت مساوی ہو جاتا ہے اور سرور ابدی نصیب ہوتا ہے

از خود بگذر کہ ہر دو عالم
خود را ہمگی بخویشتن دہ
جز و سر خود ز خود بدر کن
از موت و حیات شو کنارہ

در گست نہاں چوں قطرہ در یم
ایں داون و ایں دہ از ہمہ بہ
او صافی و از کدر گذر کن
کانی ست و لی ہمیں اشارہ

न तद्भासयते सूर्यो न शशांको न पावकः ॥
यद्गत्वा न निवर्तन्ते तद्धाम परमं मम ॥ ६॥

مقام محویت کا نشان

(۶) جہاں سورج۔ چاند اور آگ کی روشنی کا دخل نہیں ہے اور جہاں پہونچکر باز گشت نہیں ہوتی ہے وہ اعلیٰ مقام میرا ہے۔

آتش و شمس و قمر کی روشنی اوسجا نہیں
جو میری منزل پہ پہونچا وہ کبھی لوٹا نہیں

ذات بے نشان کا جلوہ بطون میں مشاہدہ کیا جاتا ہے جہان پر سورج۔ چاند اور آگ کی روشنی وہاں نہیں پہونچتی ہے اور ذات پاک کا نور چمکتا ہے سورج۔ چاند اور آگ کی روشنی تو مادی ہے اور حواس کے ذریعہ سے تمیز کیجاتی ہے نور ذات غیر مادی ہے اور وہ علم اشراق کی صورت رکھتا ہے چونکہ اوس کا مقام حواس اور محسوسات کے حیطہ سے برتر ہے لہذا اوسکو علی بیان کیا ہے ذات پاک وہاں سے کل عالم کو ظہور دیتی ہے۔

نظم

زخلوت چوں بصحرا زد علم را
منور ساختہ لوح و قلم را

صفات از ذات و ذات از وصف ظاہر
بجز ذاتش بذاتش نیست باہر

جہاں و جسم و جاں مرات ذاتش
چہ باشد جسم و جاں عکس صفاتش

ز باطن ظاہرش چوں گل شگفتہ
زہے پیدا بہ پیدا ئی نہفتہ

ز باطن ظاہرش چوں سر کشیدہ
لباس ظاہری در بر کشیدہ

من و ما را نمود از بود او شد
دو عالم را وجود از جود او شد

دو عالم چیست عکس نور رویش
ز عکس او پدید این ہائے ہویش

ہمہ حق است و حق از حق ہویدا
بجز حق ذرہ خود نیست پیدا

ममैवांशो जीवलोके जीवभूतः सनातनः ॥
मनः षष्ठानीन्द्रियाणि प्रकृतिस्थानि कर्षति ॥ ७ ॥

مقام محویت سے جان کا شہود

(۷) میری غیر فانی طاقت جانداروں کی جان بنکر دل اور حواس خمسہ کو جن کا قدرت سے ظہور ہوتا ہے کشش کرتی ہے

یک ذرہ میری ہستی کا ہی جانداروں کی جاں
میری قدرت ہی ہوا ہں خستہ دل ہی عیاں

تن زندہ ز روح و روح از حق زندہ
زاں رو ست پدید صاحبی در بندہ

کاریست ترا معرفت نفس خودت
پیکار نشستہ چو نقش کنندہ

لفظ آتش جس کا ترجمہ یہاں پر طاقت کیا گیا ہے لغوی معنی جو وہ رکھتا ہے مگر اوس کا اطلاق صرف مادی اشیاء پر مثل خاک و آب و آتش کے ہو سکتا ہے جن کے ذرہ ایک دوسرے سے جدا ہو جانے ممکن ہیں نور ذات بوجہ غیر مادی اور لطیف ہونے کے منقسم نہیں ہو سکتا ہے لیکن اگیان یعنی نادانی کے باعث اجسام میں منقسم معلوم ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ خلا کسی مادی اشیاء کے ذریعہ سے بوجہ لطیف ہونے کے تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے اور اوس کا

اثر مطلق قبول نہیں کرتا ہے تو پھر وہ طاقت جسکو جان کہتے ہیں بوجہ لطیف تر ہونے کے کیونکر جزو کی
صورت اختیار کرسکتی ہے جیولوک کا لفظ جو اس منتر میں استعمال کیا گیا ہے اوس کا کل حیوانات
کے مادہ حیات پر اشارہ ہے جو اس عالم میں زندہ اور متحرک ہیں اون میں سے کسی جاندار کی حیات و
ممات سے کوئی تغیر اوس طاقت حق میں واقع نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ قایم اور موجود ہے اور
ذات بے نشان کا نور ہے (دیکھو ساتویں ادھیا کا پانچواں منتر اور تیرہویں ادھیا کے
۱۴ و ۱۵ و ۱۶ منتر)

शरीरं यदवाप्नोति यच्चाप्युत क्रामतीश्वरः॥
गृहीत्वैतानि संयाति वायुर्गंधानिवाशयात्॥८॥

جان کا نزول جسم میں

(۸) جب جان نزول کر کے جسم کو قبول کرتی ہے تب وہ جیسے ہوا
بو کو اوڑا لیجاتی ہے اپنے مقام سے اُن کو ساتھ لیجاتی ہے۔

قالب سے روح جب ہوتی ہے داخل یا جدا		ساتھ لیجاتی ہے اپنے جیسے نکہت کو صبا	

جان کا جسم میں نزول قاعدہ ازلی ہے اور نزول کی صورت یہ ہے کہ ابتدا میں ہر چیز کر جوہر
یعنی مادہ لطیف کے خزانہ سے جو کل عالم میں محیط ہے ایک خواہش انسان میں پیدا ہوتی ہے
اور وہ تولید نسل کا سبب ہے اور اوس کے فعل سے لطیف مادہ کثیف ہو کر نطفہ کی شکل اختیار
کرتا ہے اور پشت پدر سے شکم مادر میں جاتا ہے اوس وقت وہ اون پانچ حواس اور دل کو جن کا
ذکر اسکلے منتر میں ہوگا اپنے اندر لیجاتا ہے۔ جیسے بیج میں تنہ۔ شاخ۔ پتہ۔ پھول۔ پھل وغیرہ اور انڈے
میں پر و بازو و دیگر اعضاء جسمانی بصورت اختصار موجود ہوتے ہیں اُسی طرح نطفہ میں تمام حواس اور اعضاء
جسمانی ناکمل طور پر مشمول رہتے ہیں۔

در باطن دانہ شجر و بر دیدم این کثرت عالم است در وحدت حق		خود عین طلا صورت زیور دیدم چوں مرغ دَرُون بیضہ مضمر دیدم	

آنتریہ اپنشد میں انسان کی تولید کا بیان ہے اور اوس کا ترجمہ منشی کنھیا لال لکھ دہاری نے

گیا ہے چونکہ اوس مضمون کا تعلق اس منتر کے مضمون سے ہے لہذا وہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"نطفہ پشت پدر میں ہوتا ہے اور وہ خلاصہ اجزاء پدر کا ہوتا ہے اوس کی حفاظت باپ کرتا ہے جب ماں کے شکم میں مخلوط ہوتا ہے جو ہر اجزاء بدن پدر کا تولد اول کہلاتا ہے (اور ماں کے جیسے عضو جسم کے بنتے ہوتا ہے) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نطفہ کی صورت بنکر شکم میں عورت کے آتا ہے اور حمل کی مدت میں جورو خاوند کی محافظ رہتی ہے اور شوہر اسوجہ سے کہ جوہر یک دگر سے وہ حمل ہوتا ہے اُلفت اور حفاظت کرتا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے سمجھنا چاہیے کہ شوہر خود بمرتبہ ثانی تولد ہوتا ہے"۔

श्रोत्रं चक्षुः स्पर्शनं च रसनं घ्राणमेव च ॥

अधिष्ठाय मनश्चायं विषयानुपसेवते ॥ ९ ॥

ایضاً	(۹) وہ (جان) کانؔ۔ آنکھؔ۔ پوستؔ۔ زبانؔ۔ ناکؔ۔ اور دل کے وسیلہ سے محسوسات کو ادراک کرتی ہے۔

	گوش و چشم و لمس و بینی و زبان کی قوتیں		دل کی حرکت سے وہ لیتی ہے نفس کی لذتیں	

نطفہ زمانہ حمل میں بالیدگی پاکر اور بچہ کی صورت اختیار کرکے شکم مادر سے باہر آتا ہے تب وہ دل اور حواس کے ذریعہ سے موجودات بیرونی کو تمیز کرتا ہے اور اُس کی عقل عمر کے ساتھ ترقی پاتی جاتی ہے

उत्क्रामन्तं स्थितं वापि भुञ्जानं वा गुणान्वितम् ॥

विमूढा नानुपश्यन्ति पश्यन्ति ज्ञानचक्षुषः ॥ १० ॥

اشراق وسیلہ ادراک جان ہے۔	(۱۰) کم فہم اوس کی نزول۔ قیامؔ۔ حس و حرکتؔ اور نیکؔ و بد صفت میں پابند ہونے کو نہیں دیکھ سکتے البتہ وہ لوگ جو چشم معرفت رکھتے ہیں دیکھتے ہیں۔

	آمد و شد و رکھ معقولات سے اس روح کی		باخبر مرد ذکی ہے بے خبر مرد غبی	

خواہش کا پیدا ہوتا اور نطفہ بنکر شکم مادر میں پہونچنا نزول کی صورت ہے۔ مدت حمل تک شکم مادر میں رہ کر بالیدگی پانے کا اشارہ قیام پر ہے بعد ولادت بچہ کے ہوش اور حواس کا ترقی پانے کا وقت جس میں اوسکو نیک و بد کا علم پیدا نہیں ہوتا حس و حرکت کا زمانہ کہلاتا ہے

جب بچہ کو نیک و بد کا تمیز عمر کے بڑھنے پر حاصل ہوتا ہے اور وہ نیک و بد صفتوں کو اپنے سے منسوب کرتا ہے اور اون کا اثر اپنے اوپر مانتا ہے اوسیکو پابندی صفات کا زمانہ کہتے ہیں

غرضکہ جان ان چاروں حالتوں میں نزول کرکے اپنی اصلیت کو بھول جاتی ہے اور اپنی ہستی کو مقید خیال کرتی ہے مگر جس وقت جہل کی تاریکی رفع ہوتی ہے اوس وقت وہ اپنے آپ کو پاک اور اس نزول کی کیفیت کو اپنا بازیچہ جانتی ہے۔

यतंतो योगिनश्चैनं पश्यंत्यात्मन्यवस्थितम् ॥
यतंतो ऽप्य कृतात्मानो नैनं पश्यंत्यचेतसः ॥ ११ ॥

خودشناسی میں کوشش کرنے سے اشراق حاصل ہوتا ہے

(۱۱) شاغل (علم خودشناسی میں) کوشش کرنے والے اسکو اپنے اندر مقیم دیکھتے ہیں غافل جنکے باطن پر نظر نہیں ہے کوشش کرنے پر بھی اسے نہیں دیکھ سکتے۔

اہل دل کوشش سے اپنے دلمیں پاتے ہیں اسے		شاغلان بیخبر محروم ہیں دیدار سے	

دیدار ذات صرف کوشش پر منحصر نہیں ہے بلکہ اوس کے واسطے بطون پر نظر ہونی بھی ضروری ہے پس جو لوگ ذات کی تلاش عالم کی طرف کرتے ہیں وہ باوجود کوشش کے ناکام رہتے ہیں

راست بین از نظر راست بمقصود رسید		احول از چشم دوبین در طمع خام فتاد	

यदादित्यगतं तेजो जगद्भासयतेऽखिलम् ॥
यच्चंद्रमसि यच्चाग्नौ तत्तेजो विद्धि मामकम् ॥ १२ ॥

اشراق کی حالت

(۱۲) جو آفتاب کا جلال عالم کو روشنی بخشتا ہے اور جو چاند اور آگ میں موجود ہے اوسکو میرا جلال سمجھ۔

	ماہ میں اور شعلۂ آتش میں ہو میری ضیا		فہر فالمتاب اک جلوہ ہو میرے نور کا	

شاغل بطون میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس طور پر جان زندہ اجسام میں علم اور حواس کو روشنی دیتی ہے اوسی طرح وہ آفتاب ماہتاب اور آگ کو روشنی بخشتی ہے۔

गामाविश्य च भूतानि धारयाम्यहमोजसा ॥

पुष्णामि चौषधीः सर्वाः सोमो भूत्वा रसात्मकः ॥१३॥

جمادات اور نباتات کی پیدایش۔	(۱۳) میں زمین میں دخل کرکے جماذات کو سہار رہا ہوں اور مادہ باردہ بنکر نباتات کو بالیدگی دیتا ہوں۔

	عرق بنکر ہے نباتاتی طراوت میرا کام		میری طاقت سے جماداتی طبق کا ہے قیام	

جان زمین مں تصرف کرکے مادہ حارہ کے غلبہ سے جمادات و معدنیات کو پیدا کرتی ہے زمین کی شکل انڈے کے مانند ہے اور انڈے میں جیسے اوپر چھلکہ اور اندر غدود ہوتا ہے اوسی طرح زمین کا بالائی طبقہ مثل چھلکے کے ہے اور اوس کے اندر مادہ رقیق موجود ہے اس مادہ کی حرارت سے جو زمین کے بالائی طبق کی طرف آتی ہے اور آفتاب کی طپش سے جو اوس کے اوپر پڑتی ہے اوس میں جواہرات دہات اور پتھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

انکی پیدایش کا طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پزاوہ میں کچی مٹی کو پکا کر اینٹیں اور ظروف نباتے کا ہو مادہ باردہ کے غلبہ سے سطح زمن پر نباتات کا نشوونما ہوتا ہے۔

अहं वैश्वानरो भूत्वा प्राणिनां देहमाश्रितः

प्राणापानसमायुक्तः पचाम्यन्नं चतुर्विधम् ॥१४॥

حیوانات کا ظہور	(۱۴) میں حرارت عزیزی بنکر حیوانات کے جسم میں مقیم ہوں اور بالا اور پائیں انفاس کی ترکیب سے چاروں قسم کی غذا کو ہضم کرتا ہوں۔

	ہضم کرتا ہوں غذا معدے کی قوت کیطرح		جسم حیوانی میں رہتا ہوں حرارت کیطرح	

حرارت عزیزی حرارت اور برودت کے اعتدال سے بنتی ہے اور وہ غذا کو ہضم کرکے حیات کو قایم

رکھتی ہے اون میں سے حرارت کی پیدایش اپان سے ہوتی ہے اور برودت کی پیدایش پران سے۔ اپان اوس قوت کا نام ہے جو اندر سے سانس کو باہر کی طرف اوچھالتی ہے اور جبکے فعل کے ختم ہوتے ہی پران کا فعل شروع ہو جاتا ہے یعنی سانس کی کشش اندر کی طرف ہونے لگتی ہے۔

सर्वस्य चाहं हृदि सन्निविष्टो मत्तः स्मृतिर्ज्ञानमपोहनं च॥
वेदैश्च सर्वैरहमेव वेद्यो वेदान्तकृद्वेदविदेव चाहम्॥१५॥

انسان کا وجود (۱۵) میں سب کے دل میں مقیم ہوں اور حافظہ تمیز اور سہو کا مخزن ہوں کل ویدوں کے ذریعہ سے میرا ہی جاننا مقصود ہے میں علم توحید کا مصنف اور ویدوں کا عالم ہوں۔

سب کے باطن میں ہی مجھسے عقل و سہو و حافظہ		میں ہی ہوں تثلیث علی اور اُس کا خاتمہ	

جان کل جسموں میں عالم۔ علم اور معلوم بنکر جلوہ گر ہوتی ہے اور تمیز حافظہ اور سہو کو ست رج اور تم ان تین صفتوں سے نمود دیتی ہے سب ویدوں کا مقصد جان کا پہچاننا ہے اور جان سے کل وید پیدا ہوتے ہیں اور جان ہی اون کا علم رکھتی ہے۔

یک سمر بصد سینہ یک رو بصد آئینہ		یک شاہ بصد کشور یک ماہ بصد ایوان	

द्वाविमौ पुरुषौ लोके क्षरश्चाक्षर एव च॥
क्षरः सर्वाणि भूतानि कूटस्थोऽक्षर उच्यते॥१६॥

ذات وصفات کی تعریف (۱۶) عالم میں دو قسم کی ہستی ہے حادث اور قدیم کل موجودات حادث پائی گئی ہے اور جو ہستی تغیر و تبدل سے بری رہتی ہے وہ قدیم کہلاتی ہے۔

ہستی عالم کی دو شکلیں ہیں حادث اور قدیم		ہے فنا سب کو گر باقی ہے اک روح علیم	

اصل تو بہ گر باشد و فرع تو دگر فرع تو بہ اصل تست ہست و قایم		مطلق اصل است و فرع از رنگ و صور بر صفحۂ کاغذ است نقش مستر	

جو کچھ حواس اور عقل کے ذریعہ سے تمیز ہوتا ہے اور تغیر و تبدل اختیار کرتا رہتا ہے وہ سب حادث

اور فانی ہے جس ہستی پر فنا اور تبدل کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور جس کی حقیقت صرف اشراق کی حالت میں دریافت کی جاتی ہے اوسے قدیم اور باقی کہتے ہیں۔ ہر شے میں یہ دونوں شمول ہیں پس کوئی ذرہ اون سے خالی نہیں ہے دو شے کا ایک جگہ ہونا عقل سے محال معلوم ہوتا ہے مگر مشاہدہ بطون سے یہ عقدہ کھل جاتا ہے۔

उत्तमः पुरुषस्त्वन्यः परमात्मेत्युदाहृतः ॥

यो लोकत्रय माविश्य बिभर्त्यव्यय ईश्वरः ॥ १७ ॥

ہستی بحت کا نشان (۱۷) جو ذات پاک اون دونوں سے برتر ہے اوسے ہستی بحت کہتے ہیں اور جو ہستی عالم سہ گانہ میں متصرف ہو کر اوسے سہارتی ہے وہ غیر فانی جان ہے۔

	قادر مطلق وہی ہو اپنے مقبوضات سے ہ		ذات حق بے لوث ہو ان دونوں مفروضات سے	

ہستی بحت کا علم انتہائے ادراک انسانی ہے اور اس ذات پاک کو عارفان ہند نے کیول برہم اور پرشوتم وغیرہ ناموں سے تعبیر کیا ہے جس وقت علم خالص رہجاتا ہے اور عالم اور معلوم دونوں محو ہو جاتے ہیں اوس وقت ہستی بحت کا کیف پیدا ہوتا ہے عالم علم اور معلوم کی تمیز کا ہونا ہی جان ہے۔ اور وہ ہستی بحت کا جلوہ ہی۔

यस्मात्क्षरमतीतो ऽहमक्षरादपि चोत्तमः ॥

अतोऽस्मि लोके वेदे च प्रथितः पुरुषोत्तमः ॥ १८ ॥

ہستی بحت کی فضیلت (۱۸) چونکہ میں حدوث اور قدم سے برتر ہوں لہذا مجھے عوام الناس نے اور کتب علوم نے ذات بے نشان کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

	اسلئے دیر و حرم میں پاک اور یکتا ہوں میں		فانی و باقی کی معلومات سے بالا ہوں میں	
	در ملک وحدت داورم برخود ہمیں درخود ہمیں		از جسم و جان برترمنم بر فرق جملہ عنصرم	

यो मामेवम संमूढो जानाति पुरुषोत्तमम ॥

स सर्व विद्भजति मां सर्व भावेन भारत ॥ १९ ॥

عارف کی کیفیت (۱۹) اے ارجن جو دانشمند میری اوس مقدس ذات کو جانتا ہے وہ سب کچھ جان لیتا ہے اور سب فعلوں کو کرتے ہوئے میری بندگی کرتا ہے۔

میری ہستی تک ہوا جن اہل دانش کا گذار | علم اُنکا ہے مکمل وہ ہیں میرے جان نثار

جب عارف ذات بے نشان کے نور کو بطون میں دریافت کرتا ہے تب وہ اوسی کا جلوہ ہر شے میں دیکھتا ہے اور اوس کے مشاہدہ میں مسرور رہتا ہے۔

इति गुह्यतमं शास्त्र मिदमुक्तं मयानघ ॥
एतद्बुध्वा बुद्धि मान्स्यात्कृत कृत्यश्च भारत ॥२०॥

عارف ہونے کے لئے نزول ذات کے اسرار کا جاننا ضروری ہے۔ (۲۰) اے ارجن جو کوئی اوس نہایت دقیق فلسفہ کو جس کی میں اوپر تشریح کر چکا ہوں سمجھ لیتا ہے وہ عالم عمل کی منزل سے پار ہو جاتا ہے۔

میں نے اب تجھکو بتائے ہیں جو اسرارِ ازل | اُن کو ارجن جان لے علم و عمل کا ماحصل

بطون کی جن کیفیتوں کا اس ادھیا میں بیان ہوا ہے اونہیں کو اسرارِ غیب سمجھنا چاہئے جب انسان اِن رموز کے معنی کو بخوبی حل کر لیتا ہے اور عارف ہو جاتا ہے تب وہ کسی قسم کی ریاضت اور عمل سے تعلق نہیں رکھتا ہے اور ذات بیحد کے مشاہدہ میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے عارفان گذشتہ نے معرفت کی اِس منزل اعلیٰ کو سہج درسیہ کلپ دنرد کلپ سمادہی اور بزبان اوسہتا اور نیز جیون اور بدیہہ مکت کے ناموں سے موسوم کیا ہے اور اوس کی سب منازل پر فضیلت مانی ہے عارف کامل گوشائیں ولی رام جی نے اِس منزل کی کیفیت کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

سادھو سہج سمادہ بھلی ہے
گور پرساد جادن سے لاگی نیک نہ کبہوں ٹلی ہے

اودھڑے نین پہچانا ہنس ہنس سندر روپ نہارا
گرہ اودیان ایک سم جانا بھاؤ مٹایا دوجا
سو دت جاگت اوٹھت بیٹھت ایسی تاڑی لاگی

آنکھ نہ موندوں کان نہ روندوں کوئی کشٹ نہ دہارا
چیتا چلوں سوئی پرد کہنا جو کچھ کردوں سو پوجا
شبد محل میں آن سمائے ملن باسنا تیاگی

یہ ہی رہنی یہ ہی گہنی دلی پرگھٹ کھ گائی ۔ دوکھ سوکھ سے جو پرے پرم پد وہ پدہی سکھ دائی
سادھون سہج سمادہ جھلی ہے

इति श्री मद्भगवद्गीता सू० पुरुषोत्तम
योगो नाम पंचदशो ऽध्यायः ॥१॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی پندرہویں ادھیا موسوم بہ پرشوتم یوگ ختم ہوئی

پندرہویں ادھیا کا خلاصہ

بدریا قطرہ چوں واصل شود دریاست در معنی ۔ حباب و موج ہم آب اند بشگاف ایں معما را

یہ وہی معما ہے جس کے حل کرنے کی کوشش میں تمام وید اور علوم پیدا ہوئے ہیں اور جس کسی نے اس معمے کو حل کیا ہے اوس نے تمام ویدوں کا ماحصل پایا ہے یہ جان اور جسم اور عالم کے شہود کا ایک عجیب و غریب معما ہے جس کا اپنی حیات میں حل کر لینا ہر فرد بشر کا فرض ہے اس ادھیا میں یہ معما واسطے رہنمائی طالبان صادق کے علم اشراق کی مدد سے کھولا گیا ہے جبتک انسان اپنی ہستی کو مثل حباب دریائے وحدت سے جدا مانتا ہے بیم درجا کی تلاطم میں غوطہ کھاتا رہتا ہے اور اس عقدہ کو کھول نہیں سکتا۔

جب بشر دریائے وحدت میں شناوری کرتا ہے اور اوس دریا کی روانگی سے موج و حباب کو ظہور پاتے دیکھتا ہے تب وہ اپنی ہستی کے بلبلے کو اوس سے جدا نہیں پاتا ہے اور جزویت سے کلیت میں سماتا ہے۔

تب وہ دریا کی ماہیت پر نظر ڈالتا ہے اور بلبلے اور موج کی اصلیت دریافت کرتا ہے تب یہ اشعار اوسکے حال پر صادق آتے ہیں۔

ماہیت کہ دریا شدہ امواج برانگیخت گہ گشت حبابے	گہ بیخ شدہ در عالم تکرار درآمد دراین دور آن شد
ہر چند بگوئیم رہ بیہودہ پنوئیم رازیست نہفتہ	ہر کس کہ بفہمید سبکسار برآمد خود جملہ جہان شد

کُل عارفوں نے اسی رمز کو مختلف کلمات میں کہولا ہے اور چاروں مہا باک یعنی چاروں ویدوں کے اسم اعظم کا اِس پر اشارہ ہے۔منجملہ اون کے سام وید کا اِسم اعظم تتوسسی جو تت توم اور اسی تین لفظوں سے بنا ہے اِس پر دلالت کرتا ہے اول لفظ تت کا اشارہ عالم بطوں پر ہے جو بالذات لافانی اور باقی ہے اور جس نے کثیف مادہ کی صورت اختیار کی ہے۔

دوسرے لفظ توم سے عالم ظاہری مراد ہی جو کہ کثیف مادے کی شکل رکھتا ہو اور تغیر پذیر اور فانی ہے۔

تیسرا لفظ اسی ذات پاک کا نشان بتلاتا ہے جو کہ باقی و فانی سے برتر ہے اور جس کی کمال قدرت نے اِن دونوں کو نمود دیا ہے۔

توم پد یعنی عالم ظہور کا علم عقل اور حواس کے ذریعہ سے انسان کو حاصل ہوتا ہے اور واقعات پر مبنی نہیں ہوتا اوس کے باعث انسان اپنی جان کو جسم میں محدود سمجھتا ہے اور افعال جسمانی کا پابند ہو جاتا ہے۔

تت پد یعنی عالم بطون کا علم اِشراق کی حالت میں پیدا ہوتا ہے اور واقعی صورت کو دکھلاتا ہے جب بشر کی رسائی معرفت کی اِس منزل تک ہو جاتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ جس جان کو وہ جیو یعنی اپنی جان جانتا تھا وہ دراصل کُل عالم کی جان یعنی ایشور ہے۔

اس پد یعنی مقام محویت جزویت اور کلیت کے علم سے بلند اور برتر ہے اور اِس کا نام وصال ذات ہے۔

محویت کے حاصل کرنے کے لئے اِبتدا میں اجپا جاپ یعنی پاس انفاس کی مزاولت کرنی پڑتی ہے اس کی مزاولت سے طالب کے دل کو کشایش ہوتی ہے اور نفس کی رفتار میں سکون پیدا ہو جاتا ہی

بعد ازاں وہ حرکت ابتدائی جو کہ تت پد یعنی ایشور کی منزل سے اُٹھتی ہے محسوس ہوتی ہے
اور جب اِنسان کی رسائی یہاں تک ہو جاتی ہے تب جیو اور ایشور کے جدا ہونیکا خیال
رفع ہو جاتا ہے یعنی اُس کا علم جزویت علم کلیئت میں مبدل ہو جاتا ہے۔
طالب کو لازم ہے کہ وہ اوس کو آخری منزل نہ سمجھے اور اپنی ہستی بحث کو اُس حرکت سے جو
جزو کل کی ہستی کی صورت میں آشکارا ہوتی ہے جدا جانے یعنی جزویت اور کلیئت کے علم سے جنھوں نے
کہ علم خالص سے ظہور پایا ہے توجہ کو ہٹا کر علم خالص میں جو سرور وکیف کا چشمہ ہے محو ہو جائے یہی
نکتہ ہے جس کو اِس ادھیا میں مُصنف نے اسنگ شستر یعنی تیغ تجرید سے درخت کلیئت کا کاٹنا
بطور استعارہ بیان کیا ہے۔

کبیر صاحب کا مقولہ

گیان محل کے دو دروازے سرگن نرگن باری ہی	گی گیا تا ہی وہ دروازے آتم وست نیاری ہی
کبھی اِس در کبھی اُس درباری جھولکا جہانک	چڑا کاس بیٹھے نیں لگے نہیں پل آنکھ۔
دوڑے نیچے دوڑے اوپر مدھ نہیں ٹھہرائے	نانا بدھ کے جتن کرت ہی سوجھے آپ نہ کائے
ایسا ٹھور ٹھکانا بیڑے پاوت ناہیں اندہ	تک کر پاکر آپ بچار و مٹے سکل ور گند ہ
گی دیہی گیا تا اہنگ گیان لکھو نج پران	سوتہ پرکاشے جیو ہے ابناشی نربان

جب اِنسان مندرجہ بالا طریقت سے محویت کی منزل پر پہونچتا ہے تب اوسکو کسی طرح کے عمل
اور شغل سے تعلق نہیں رہتا اور وہ تاقیام جسم سدا ابدی میں مستغرق رہتا ہے۔
گوسائیں چرنداس جی نے وگیان سمادہ یعنی محویت کے درجہ کو اِن لفظوں میں بیان کیا ہے

جب لگ تو بچار کے ہے ایک اور دوے	برہم برت باندھی رہے تب لگ دھیان ہی ہوتے
میں تو یہ وہ بھول کر رہے جو سہج سوبھائے	آپا دیہہ اوٹھائے کہ گیان سمادہ لگائے
گیان رہت گیاتا رہت اور رہت گے جان	لگی کبھی چھوٹی نہیں یہ سمادہ وگیان ؛

سولھویں ادھیا دیواسُر سمپت یوگ

अभयं सत्व संशुद्धिर्ज्ञानयोग व्यवस्थितिः ॥

दानं दमश्च यज्ञश्च स्वाध्यायस्तप आर्जवम् ॥ १ ॥

صفات ملکوتی (۱) بیباکی - پاک - باطنی - علم اور عمل میں استقامت - فیاضی ضبط حواس تکمیل فرائض مذہبی - تحصیل علم - ریاضت - راستبازی -

अहिंसा सत्यमक्रोधस्त्यागः शांतिर पैशुनम् ॥

दया भूतेष्वलोलुत्वं मार्दवं ह्रीरचापलम् ॥ २ ॥

ایضاً (۲) خیر طلبی - سچائی - تحمّل - نیکی - اِطمینان - عیب پوشی - رحمدلی قناعت - حلم - حیا - سنجیدگی -

तेजः क्षमा धृतिः शौचमद्रोहो नातिमानिता ॥

भवंति संपदं दैवी मभिजातस्य भारत ॥ ३ ॥

ایضاً (۳) جلال - عفو - استقلال - پاکبازی - صلح جوئی - اور انکسار اے ارجن فرشتہ صفت انسانوں میں پائے جاتے ہیں

شوق ذکر و فکر یکجوئی - صفائے باطنی	زُہد و ضبط و فیض تعلیم و ریاض و سادگی
صبر سچائی بہی خواہی رضا ترکِ خودی	رحم استغنا سکون حلم و حیا سنجیدگی
ہمت و صلح و شرافت شان و عفو و انکسار	نیک اِنسانوں کے یہ اوصاف ہیں اے نامدار

دیوتاؤں کی کوئی نسل یا قوم اِنسانوں کے علاوہ کبھی پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ جو انسان اِن صفتوں سے موصوف تھے وہ دیوتا کہلاتے ہیں۔

दंभो दर्पो ऽभिमानश्च क्रोधः पारुष्य मेव च ॥

अज्ञानं चाभिजातस्य पार्थ संपद् मासुरीम् ॥ ४ ॥

صفات شیطانی (۴) اے ارجن فریب - خودنمائی - غرور - غصہ - سنگدلی اور

جہالت شیطانی خصلت رکھنے والے اِنسانوں میں ہوتی ہیں۔

مکر غصّہ خود پسندی جہل بیرحمی غرور	ایسی خصلت کا بڑے انسانمیں ہوتا ہے ظہور

شیطانی کوئی مجسم شے بداعمالی کی ترغیب دینے والا نہیں ہے بلکہ وہ رجوگن اور تموگن کے غلبہ کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان کے دِل میں صفات ناقصہ پیدا ہوتی ہیں۔

दैवी संपद्विमोक्षाय निबंधायासुरीमता ॥
माशुचः संपदं दैवी मभिजातोऽसि पांडव ॥५॥

ملکوتی اور شیطانی صفتوں کے نتائج

(۵) صفات ملکوتی ذریعہ مخلصی کا اور صفات شیطانی باعث گرفتاری کا مانی گئی ہیں۔ اے ارجن تو فکر نکر کہ تیری پیدائش صفات ملکوتی سے ہو۔

مغفرت کی راہ نیکی ہے مذلت کی بدی	شکر کر ارجن کہ نیکو تمیں ہے پیدائش تری
خوئے خوش و اخلاق نکو جنت و باغ	خوئے بد و اوصاف بدت دوزخ و داغ

द्वौभूतसर्गौ लोकेऽस्मिन्दैव आसुर एवच ॥
दैवो विस्तरशः प्रोक्त आसुरं पार्थमे शृणु ॥६॥

دو قسم کے انسان ہیں

(۶) اس دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں فرشتہ صفت اور شیطان خصلت۔ اے ارجن فرشتہ صفت لوگوں کا تو مفصل بیان ہو چکا ہے اب تو شیطان خصلت لوگوں کا حال سن۔

آدمی دُنیا میں ہیں نیک اور بد دو قسم کے	انکی کیفیت سنائی اب انہیں بھی جان لے

प्रवृत्तिंच निवृत्तिंचजनान विदुरासुराः ॥
न शौचं नापि चाचारो नसत्यं तेषु विद्यते ॥७॥

شیطان خصلت انسان

(۷) شیطان خصلت انسان امر اور نہی کو تمیز نہیں کر سکتے اور پاک باطنی نیک اعمالی اور راستبازی اُنمیں نہیں ہوتی۔

مردمانِ بد نہیں پہچانتے امر و نہی	اُنکے دِل سے دور رہتے ہیں صفا و راستی

असत्यम् प्रतिष्ठंते जगदाहु रनीश्वरम् ॥
अपरस्पर संभूतं किमन्यत्काम हैतुकम् ॥ ८ ॥

ایضاً (۸) وہ بیان کرتے ہیں کہ اس باطل اور حادث عالم کا کوئی صاحب نہیں ہو اور ذرّوں کے اتصال کے سوائے اوس کی پیدایش کا کوئی اور سبب نہیں ہو سکتا

وہ بتاتے ہیں کہ کوئی صانع عالم نہیں	صنعتِ کون و مکان بے بودِ قایم نہیں
امتزاجِ مادّی سے جملہ پیدایش ہوئی	علّت و معلول سے قسموں میں افزایش ہوئی

یہ عقیدہ اون لوگوں کا ہو جو ذروں کی قوت اتصال سے عالم کی پیدایش بتاتے ہیں اور ناستک کہلاتے ہیں۔

एतां दृष्टि मवष्टभ्य नष्टात्मानो ऽल्पबुद्धय: ॥
प्रभवंत्युग्र कर्माण: क्षयाय जगतो ऽहिता: ॥ ९ ॥

ایضاً (۹) جو اس خیال کے پابند ہو کر اپنی جان کے دشمن بنجاتے ہیں وہ کم عقل بد اعمال اور عالم کو ضرر پہونچانے والے آخر کار غارت ہوتے ہیں۔

دشمن ایمان و جان ہیں جنکا ایسا ہے خیال	وہ سیہ باطن سیہ کاری سی پاتے ہیں زوال

काम माश्रित्य दुष्पूरं दंभमान मदान्विता: ॥
मोहा द्गृहीत्वा सद्ग्राहान्प्रवर्त्तंते शुचि व्रता: ॥ १० ॥

ایضاً (۱۰) وہ ایسی نفسانی خواہش میں پھنسکر جو کبھی پوری نہیں ہوتی فریب غرور اور جوش کو کام میں لاتے ہیں اور جہالت کے باعث ناراستی کے طریقہ کو اختیار کرکے بد افعالی میں زندگی گذارتے ہیں۔

ہوکے وہ مادہ منی مکر و تکبر کے غلام	جہل کے ناپاک جذبونسے کیا کرتے ہیں کام

चिंताम परिमेयां च प्रलयांता मुपाश्रिता: ॥

कामोप भोग परमा एतावदिति निश्चिताः॥११॥

ایضاً (۱۱) وہ ایسی فکر میں جو بعید از عقل ہوتی ہے اور مرتے دم تک قایم رہتی ہے گرفتار رہتے ہیں اور حظ نفس کو عمر کا ماحصل جانکر اوس میں مشغول رہتے ہیں۔

مرتے دم تک فکر بے معنی میں رہکر مبتلا		حظِ نفسانی سے پُر کرتے ہیں کاسہ عمر کا	

आशापाश शतैर्बद्धाः काम क्रोध परायणाः॥

इहंते काम भोगार्थ मन्यायेनार्थ संचयान्॥१२॥

ایضاً (۱۲) وہ اُمید کے صدہا دام میں گرفتار ہوکر اور خواہش اور غضب میں مبتلا ہوکر لذات نفسانی حاصل کرنے کے لئے ناجایز طریقوں سے دولت جمع کرتے ہیں۔

صید ہوکر دام میں وہ شوق محسوسات کے		پھڑ پھڑاتے ہیں پر دونکو دانہ زر کے لئے	

इदमद्य मयालब्ध मिमं प्राप्स्ये मनोरथम्॥

इदमस्तीदमपि मे भविष्यति पुनर्धनम्॥१३॥

ایضاً (۱۳) میری وہ مُراد تو حاصل ہو گئی ہے اب میں اسے حاصل کرتا ہوں یہ اسوقت میرا ہے اور آیندہ بھی میرا ہی رہیگا۔

ہو چکا یہ کام اب وہ کام کرنا ہے ہمیں		اپنی دولت ہو گی آیندہ بھی اپنے ہاتھ میں	

असौ मयाहतः शत्रुर्हनिष्ये चापरा नपि॥

ईश्वरोऽहमहं भोगी सिद्धोऽहं बलवान्सुखी॥१४॥

ایضاً (۱۴) میں نے فلاں دشمن کو تو مار ڈالا اور میں باقی دشمنوں کو بھی ماردونگا میں حکومت کرتا ہوں۔ لذّات دینوی سے حظ اوٹھاتا ہوں۔ صاحب کمال اور زبردست ہوں اور آرام سے زندگی بسر کرتا ہوں۔

ہم حریفوں کو نہ چھوڑینگے کرینگے پایمال		ہمکو حاصل ہے حکومت عیش طاقت اور کمال	

आढ्योऽभिजनवानस्मि कोऽन्योऽस्ति सदृशो मया॥
यक्ष्ये दास्यामि मोदिष्य इत्यज्ञानविमोहिता:॥१५॥

الفیاً (۱۵) میں دولتمند اور عالی خاندان ہوں میری برابر اور کون ہو سکتا ہے میں یگ کروں گا خیرات دونگا اور عیش سے عمر بسر کرونگا۔ اس قسم کے جاہلانہ خیالات نے جن کی عقل کو تیرہ کر دیا ہے

زر کا سارا کھیل ہے یہ جنکے دل میں ہے گمان		سب سے اعلیٰ ہے ہمارا مرتبہ اور خاندان
اندریں بیشہ شیر میگردد نشود روبرو بادگاہے		نفس ہر گھہ دلیر میگردد عقل بیچارہ ہمچو روباہے

अनेकचित्तविभ्रान्ता मोहजालसमावृता:॥
प्रसक्ता: कामभोगेषु पतन्ति नरकेऽशुचौ॥१६॥

الفیاً (۱۶) اور جو طرح طرح کے واہمات میں سرگرداں اور دام غفلت میں گرفتار ہیں اور عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں وہ ناپاک دوزخ میں پڑتے ہیں۔

انکو ملتی ہے جہنم میں معیشت کی سزا		نفس کے قابو میں جنکا قلبِ مضطر آگیا

تیرگی عقل اور دام غفلت میں گرفتار ہو کر برُے فعلوں کا کرنا دوزخ میں پڑنا ہے ورنہ دوزخ کوئی جیلخانے کا سا مکان بنا ہوا نہیں ہے۔

आत्मसम्भाविता: स्तब्धा धनमानमदान्विता:॥
यजन्ते नामयज्ञैस्ते दम्भेनाविधिपूर्वकम्॥१७॥

الفیاً (۱۷) جو مغرور۔ سنگدل اور دولت کے غرور سے مدہوش ہیں اور مکر سے قاعدہ کے خلاف نام کے واسطے یگ کرتے ہیں۔

پارسائی کا جو دم بھرتے ہیں شہرت کیلئے		سنگدل مغرور اور مدہوش مال و جاہ سے

چند چوں گرگ و مار و شیر و پلنگ		تا فتہ رو ز صلح و مانده بجنگ

अहंकारं बलं दर्पं कामं क्रोधं च संश्रिताः॥
मामात्म परदेहेषु प्रद्विषन्तो ऽभ्यसूयकाः ॥१८॥

الیضاً (۱۸) اور پندار - قوت جسمانی کے جوش - نخوت - خواہش اور غصہ سے مغلوب ہو کر میری ذات کو جو اون کی اور اوروں کے جسموں میں مقیم ہے غیر سمجھکر آزار پہونچاتے ہیں -

عجب و جوش نوجوانی جنکے ہیں ہی بھرا اپنی لاعلمی سے جو آزار دیتے ہیں مجھے -		شور غصہ اور نخوت سے جنہیں اندھا کیا سارے عالم میں میرا جلوہ نہیں پہچانتے

तानहं द्विषतः क्रूरान् संसारेषु नराधमान् ॥
क्षिपाम्यजस्रमशुभानासुरीष्वेव योनिषु ॥१९॥

خصلت شیطانی سے انسان ہمیشہ تنزل پاتا ہے - (۱۹) اون موذی - بے رحم - اذل الخلایق - بد خصلت انسانوں کا تنزل میں شیطانی نسل میں ضرور کرتا ہوں -

ایسے موذی بدچلن ظالم ذلیل اشخاص کا		نسل شیطانی میں کرتا ہوں تنزل بارہا

ساتویں منتر سے اُنیسویں منتر تک اون لوگوں کا بیان ہوا ہے جو خصلت شیطانی رکھتے ہیں اور عقل کے تیرہ ہو جانے سے اپنی اور عالم کی ہستی کو خدا اور غیر سمجھکر فساد اور ایذا رسانی کا باعث ہوتے ہیں اور اس طور پر اور بھی زیادہ بد افعالی میں گرفتار ہو کر تنزل کرتے چلے جاتے ہیں -

आसुरीं योनिमापन्ना मूढा जन्मनि जन्मनि ॥
मामप्राप्यैव कौंतेय ततो यान्त्यधमां गतिम् ॥२०॥

متواتر تنزل سے ترقی ناممکن ہو جاتی ہے (۲۰) اے ارجن جو بد عقل شیطانی نسل کو کئی مرتبہ پا کر بھی میرا وصال حاصل نہیں کرتے وہ پستی میں گرتے ہیں -

جسم لیکر جو نہیں کرتے ترقی زینہار		مجھسے غافل ہو کے وہ دُنیا میں رہ جاتے ہیں خوار

جو علم تیرگی اور بد افعالی سے جہل کیصورت اختیار کرتا ہے تاوقتیکہ اوس کی کثافت دور نہو وہ قدرت کے چرخ میں اپنی مرکز پر لوٹ لوٹ کر نسل آیندہ میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔

त्रिविधं नरकस्येदं द्वारं नाशन मात्मनः॥
कामः क्रोधस्तथा लोभस्तस्मादेतत्त्रयं त्यजेत्॥२१॥

خواہش غصہ اور طمع خصلت شیطانی پیدا ہوتی ہے

(۲۱) خواہش۔ غصہ اور طمع دوزخ کے تین مختلف دروازے ہیں جن سے اِنسان پر زوال آتا ہے اسواسطے اون تینوں کا ترک لازم ہے۔

حرص و خواہش اور غضب دوزخ کے دروازے ہیں تین		اُنسے اپنا دل ہٹا وہ دلکو لیجاتے ہیں چھین

اگر خواہش غصہ اور طمع دوزخ کے دروازے ہیں تو پھر جتنے اِنسان اِن خصلتوں سے مغلوب ہیں وہ گرفتار دوزخ ہیں۔

एतैर्विमुक्तः कौंतेय तमोद्वारैस्त्रिभिर्नरः॥
आचरत्यात्मनः श्रेयस्ततो याति परां गतिम्॥२२॥

خواہش غصہ اور طمع کا سرچشمہ جہل ہے

(۲۲) اے ارجن جو اِنسان تموگن کی ان تین دروازوں سے بچکر اپنی بہبودی میں کوشش کرتا ہے وہ اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے۔

جہل و بدکاری کے اِنکے راستونکو چھوڑ کر،		منزل مقصود تک ہوتا ہے نیکوں کا گذر

جو اِنسان خصلت ناقصہ سے مغلوب نہیں ہوتے وہ بہشت پاتے ہیں یعنی علم و سرور کی اعلیٰ منزل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

यः शास्त्रविधि मुत्सृज्य वर्तते कामकारतः॥
नससिद्धि मवाप्नोति न सुखं न परां गतिम्॥२३॥

جاہل کا پیرو درجہ کمال نہیں پاتا۔

(۲۳) جو شخص شاستر کے اصول کے خلاف اپنی مرضی کے موافق عمل کرتا ہے وہ کمال کو نہیں پاتا ہے اور آسایش اور

اعلیٰ درجہ سے محروم رہجاتا ہے۔

گر گیا اخلاق کی میعار سے جنکا خیال	انکی قسمت میں نہیں عرفان راحت اور وصال	
زشت وان خو سے مردم آزاری	گر چنینی تو دایما خواری ؛	

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणं ते कार्याकार्य व्यवस्थितौ ॥
ज्ञात्वा शास्त्रविधानोक्तं कर्म कर्तुमिहार्हसि ॥ २४ ॥

علم اور نیک اعمال سببِ ستگاری ہیں

(۲۴) اس لئے تجھے ان اصول سے واقف ہو کر جو شاستر میں امر و نہی کی تقسیم کے بارہ میں درج ہیں شاستر کی ہدایت کے موافق عمل کرنا واجب ہے۔

اے دلاور عقل سے پہچان لے امر و نہی	پیروی واجب ہے تجھکو شرع کے احکام کی	

شاستر یعنی فلسفہ نے امر و نہی کا فرق ظاہر کیا ہے اور امر پر کار بند ہونے اور نہی کے چھوڑنے کی ہدایت کی ہے امر سے وہ افعال حسنہ مراد ہیں جو صفات ملکوتی سے پیدا ہوتے ہیں نہی ان افعال ذمیمہ کا نام ہے جو خصلت شیطانی سے سرزد ہوتے ہیں۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सु॰ दैवासुर सपद्विभागयोगो नाम षोड़षोऽध्यायः ॥ १६ ॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سولہویں ادھیا موسوم بہ تقسیم صفات شیطانی و ملکوتی ختم ہوئی

سولھویں ادھیا کا خلاصہ

نیک خصلت اور نیک افعال انسان کے دلکو کثافت سے پاک اور روشن کرکے اس عملی

منزل پر جو بالفاظ دیگر بہشت کہلاتی ہے پہونچاتے ہیں بدخصلت اور افعال ذمیمہ دلکو کثیف اور تیرہ کر کے پستی میں گراتے ہیں اور یہی دوزخ ہے عارف بیم و رجا کی اصلیت سمجھکر اور واقعات کو چشم معرفت کے وسیلہ سے دیکھکر ہرگز افعال ذمیمہ کا مرتکب نہیں ہوتا۔

نظم

خانۂ عمر تو بود بر دمے ۔۔۔ بہر دمے می طلبی عالمے

بہر دمے کینہ و کبر و ریا ۔۔۔ بہر دمے این ہمہ حرص و ہوا

بہر دمے غصہ و بد خوئیت ۔۔۔ بہر دمے با ہمہ بے رویت

بہر دمے این ہمہ شر و فساد ۔۔۔ ہفت ہزاری شدنت اجتہاد

حیف برین دانش و آئین تو ۔۔۔ کور شدہ دیدۂ حق بین تو

عقل تو نقش تو ز تو در ربود ۔۔۔ خوئے دو رنگی و دو دانی فزود

خواہش دنیائے تو دراز دیاد ۔۔۔ آخرت از یاد تو رفتہ چو باد

ناز بر ایام جوانی کنی ۔۔۔ فخر بر آرائے دغانی کنی

سرد شود گرم دکانی تو ۔۔۔ خواب و خیال است جوانی تو

پارہ کن این جامۂ ہستی خویش ۔۔۔ اوج طلب چند بہ پستی خویش

صاف شو از لوث دو رنگی ہمہ ۔۔۔ موم صفت باش ز سنگی ہمہ

صدق و صفا را بہ یقین پیشہ کن ۔۔۔ واقف خود شو بخود اندیشہ کن

رہبر خود بین عدت اینجا بساز ۔۔۔ خودی خود در را ہمہ در خود بباز

محرم خود شو کہ تو خود چیستی ۔۔۔ چون ہمہ خود است تو خود کیستی

غافلی از صورت و معنی خویش ۔۔۔ چند شوی فرش رہ کفر و کیش

سترھویں ادھیا شردھا تری وبھاگ یوگ

अर्जुन उवाच

ये शास्त्रविधिमुत्सृज्य यजंते श्रद्धयाऽन्विताः।

तेषां निष्ठातु का कृष्ण सत्त्वमाहो रजस्तमः ॥१॥

عقیدے کی بابتہ سوال ارجن نے سوال کیا (۱) اے کرشن جو عقیدت مند انسان شاستر کے موافق عمل نہیں کرتے اون کا عقیدہ ستوگنی رجوگنی اور تموگنی میں سے کونسا ہوتا ہے۔

جو عقیدت مند حکم شرع سے ہے منحرف	شوق وعلم وجہل میں کس صفت سے ہے متصف

श्री भगवानुवाच

त्रिविधा भवति श्रद्धा देहिनां सा स्वभावजा।

सात्त्विकी राजसी चैव तामसी चेति तां शृणु ॥२॥

جواب عقیدے تین قسم کے ہیں شری بھگوان نے جواب دیا (۲) عقیدہ انسانوں کا طبعی خاصہ ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں ستوگنی رجوگنی اور تموگنی اب تو اونکا حال مجھسے سن۔

یہ سمجھ ارجن کہ انساں میں سہ گانہ اعتقاد	شوق وعلم وجہل کی ترکیب سے ہے طبع زاد

सत्त्वानुरूपा सर्वस्य श्रद्धा भवति भारत।

श्रद्धामयोऽयं पुरुषो यो यच्छ्रद्धः स एव सः ॥३॥

عقیدہ لازمہ بشریت ہے (۳) اے ارجن ہر بشر کا عقیدہ اوس کی طبیعت کے موافق ہوتا ہے اور عقیدہ کا ہونا جزو بشریت ہے پس جس کا جو عقیدہ ہے وہی اوس کی ہستی ہے۔

قابلیت کے برابر فکر ہے ہر شخص کا	فکر جزو بشریت ہے فکر سے انسان بنا

طبیعت صفات سہ گانہ کی امتزاج کا نام ہے جو ہر انسان کو اپنی ماں اور باپ سے ورثہ میں ملتا ہے بعد میں وہ صحبت کے اثر سے ایک خاص یقین کو پیدا کرتا ہے جسکا عقیدہ نام ہے ہر شخص کا کچھ نہ کچھ عقیدہ ہوتا ہے اور جو جس کا عقیدہ ہوتا ہے وہی اوس کی ہستی ہوتی ہے۔

اے برادر تو ہمہ اندیشۂ	مابقی تو استخوان و ریشۂ

यजंते सात्विका देवान्यक्षरक्षांसि राजसाः।
प्रेतान्भूतगणांश्चान्ये यजंते तामसाजनाः॥४॥

پرستش سہ گانہ (۴) ستوگنی انسان دیوتاؤں کو رجوگنی یکش اور راکشسوں کو اور تموگنی بھوت اور پریتوں کو پوجتے ہیں۔

دیوتاؤنکی پرستش ہے طریق عالماں دیدۂ دانش پہ جنکے جہل کا پردہ پڑا	راکشش اور یکش کی پوجا ہے طرز عالماں پوجتے پھرتے ہیں بھوت اور پریت کو وہ جابجا

نیک خصلت انسان صفات علوی کی پرستش کرتے ہیں اور نیک افعال کے پابند رہتے ہیں اہل غرض سفلی قوتوں کو اپنا معبود بناتے ہیں اور اوسکی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیگر جانداروں کو تکلیف اور ایذا پہونچاتے ہیں بد خصلت لوگ مُردے بھوت جن وغیرہ کی پرستش کے جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अशास्त्रविहितं घोरं तप्यंते ये तपोजनाः।
दंभाहंकारसंयुक्ताः कामरागबलान्विताः॥५॥
कर्षयंतः शरीरस्थं भूतग्राममचेतसः॥
मांचैवांतः शरीरस्थं तान्विद्ध्यासुरनिश्चयान्॥६॥

تموگنی عقیدہ (۵) جو بد عقل اوس سخت ریاضت کے جنکی شاسترمیں اجازت نہیں ہے پابند ہوتے ہیں مکر و پندار رکھتے ہیں خواہش اور تمنا سے مغلوب ہیں۔ (۶) اور عناصر جسمانی اور میری ذات کو جو اون کے دل میں مقیم ہے تکلیف پہونچاتے ہیں اونکا عقیدہ تموگنی سمجھ۔

مجھے ایذا دہ مشاغل شرح میں معیوب ہیں وہ مجھے آزار پہنچاتے ہیں اپنے قلب میں	مکر نخوت حرص اور خواہش سے جو مغلوب ہیں جسم کو تکلیف دیکر جان نے شیطاں ایس

ابیات

بےخردے چند ز خود بے خبر	عیب پسندند بہ عیب ہنر
دود شوند از بد ماغے رسند	باد شوند از بہ چراغے رسند

आहारस्त्वपि सर्वस्य त्रिविधो भवति प्रियः॥
यज्ञस्तपस्तथा दानं तेषां भेदमिमं शृणु ॥७॥

سہ گانہ تقسیم (۷) غذا یگ تپ اور دان جو تین تین قسم کے ہیں ہر ایک کو جدا گانہ پسند ہوتے ہیں اب تو اونکا تفاوت سمجھ لے ۔

ہیں سہ گانہ زہد و اعمال و سخاوت اور غذا	اب بتاتا ہوں کہ کن کو شوق ہو کس قسم کا

غذا یگ تپ اور دان کی ستوگنی رجوگنی اور تموگنی تین تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کے انسان کو اپنی قسم کی شے مرغوب ہوتی ہے ۔

आयुः सत्वबलारोग्य सुख प्रीति विवर्धनाः॥
रस्याः स्निग्धाः स्थिरा हृद्या आहाराः सात्विकप्रियाः॥८॥

ستوگنی غذا (۸) جو غذا عمر قوت تولید طاقت صحت آسایش اور خوشی کو بڑھاتی ہے اور ذائقہ دار مرغن مقوی اور خوشگوار ہوتی ہے وہ ستوگنی کو مرغوب ہوا کرتی ہے ۔

جنکی خاصیت ہو ایزادی نسل و زندگی	تندرستی زور جسمانی طمانیت خوشی
جسکو کہتے ہیں مقوی و مفرح سر دو تر	عقلمندونکو بہت مرغوب ہے وہ ماحضر

कट्वम्ललवणात्युष्ण तीक्ष्ण रूक्ष विदाहिनः॥
आहारा राजसस्येष्टा दुःख शोका मय प्रदाः॥९॥

رجوگنی غذا (۹) جو غذا کڑوی کھٹی نمکین گرم چرپری روکھی اور جلن پیدا کرنے والی ہے اور تکلیف رنج اور بیماری کا باعث ہوتی ہے وہ رجوگنی کو مرغوب ہوا کرتی ہے ۔

جو غذا ہو گرم کھٹی خشک کڑوی چرپری	جسمیں ہو سوزش کی خاصیت نمک کی زیادتی

نقص صحت رنج اور تکلیف ہو جسکا اثر		رال ٹپکاتے ہیں دُنیا دار اُسکی جاٹ پر	

यातयामं गतरसं पूति पर्युषितं च यत्॥
उच्छिष्टमपि चामेध्यं भोजनं तामसप्रियम् ॥१०॥

تموگنی غذا (۱۰) باسی۔ بد ذایقہ۔ متعفن۔ جھوٹی اور ناپاک خوراک تموگنی کو مرغوب ہوتی ہے۔

جھوٹی بدبودار باسی بدمزہ ناخوردنی		ایسا کھانا شوق سے کھاتے ہیں جاہل آدمی	

अफलाकांक्षिभिर्यज्ञो विधिदृष्टो य इज्यते॥
यष्टव्य मेवेति मनः समाधाय स सात्त्विकः ॥११॥

ستوگنی یگ (۱۱) جو یگ اوسکے نتیجہ کی اُمید نہ رکھکر اور فرض سمجھکر باقاعدہ طور پر کیا جاتا ہے وہ ستوگنی ہے

فرض کی تکمیل بے بیم و رجا باقاعدہ		جان اے ارجن کہ ہے اہلِ خرد کا مشغلہ	

अभिसंधाय तु फलं दम्भार्थमपि चैवयत्॥
इज्यते भरत श्रेष्ठ तं यज्ञं विद्धि राजसम् ॥१२॥

رجوگنی یگ (۱۲) اے ارجن جو یگ مطلب برآری کے واسطے جھوٹے عقیدے سے کیا جاتا ہے اوسے رجوگنی سمجھ۔

جو کیا جاتا ہے چالاکی سے مطلب کے لئے		اہل دُنیا کا عمل اُسکو سمجھنا چاہیے	

विधिहीनमसृष्टान्नं मन्त्रहीनमदक्षिणम्।
श्रद्धाविरहितं यज्ञं तामसं परिचक्षते ॥१३॥

تموگنی یگ (۱۳) جو یگ آہوتی۔ منتر۔ دچھنا اور عقیدے کے بغیر بے قاعدہ طور پر کیا جاتا ہے اوسے شاستر تموگنی کہتے ہیں۔

بے تواضع بے قرات بے شوق اور بیقاعدہ		بے درم اعمال میں احمق کو آتا ہے مزہ	

देवद्विजगुरुप्राज्ञपूजनं शौचमार्जवम् ॥

ब्रह्मचर्यमहिंसा च शारीरं तप उच्यते ॥१४॥

کایک تپ یعنی زہد جسمانی	(۱۴) دیوتا برہمن گرو اور عالم کی تعظیم کرنا پاک اور صاف رہنا نیک افعالی کا پابند اور علم الٰہی کا طالب ہونا اور کسی کو ایذا نہ پہونچانا زُہد جسمانی کہلاتا ہے۔

	خوب پاک و صاف رکھنا اپنے کل اعصاب کا میں نے ارجن زہد جسمانی کی یہ تفسیر کی		دیوتا برہمن گرو اور پنڈتونکو پوجنا حالت تجرید میں رہنا مظالم سے بری	

अनुद्वेगकरं वाक्यं सत्यं प्रिय हितं च यत् ॥
स्वाध्यायाभ्यसनं चैव वाङ्मयं तप उच्यते ॥१५॥

واچک تپ یعنی زُہد زبانی	(۱۵) صلح آمیز۔ راست۔ شیریں اور مفید کلام کا ادا کرنا اور علوم کا پڑھنا زُہد زبانی ہے۔

	نیز علمی گفتگو زُہد زبانی ہے تمام		راست شیریں مصلحت آمیز و پاکیزہ کلام	

मनःप्रसादः सौम्यत्वं मौन मात्म विनिग्रहः ॥
भावसंशुद्धिरित्येत त्तपो मान समुच्यते ॥१६॥

مانسک تپ یعنی زُہد قلبی	(۱۶) اطمینان رکھنا حلم اور قرار سے کام لینا حواسوں کو مغلوب کرنا اور صفائی قلب میں مشغول ہونا زُہد قلبی کہلاتا ہے۔

	اور صفائی باطنی ہیں زُہد قلبی کا ظہور		ترک محسوسات اطمینان خاموشی سرور	

श्रद्धयापरया त्तसं तपस्त त्रिविधं नरैः।
अफलाकांक्षिभिर्युक्तैः सात्विकम् परिचक्षते ॥१७॥

ستوگنی زُہد	(۱۷) مندرجہ بالا تین قسموں میں سے جس کسی قسم کا زُہد نتیجہ کی تمنا کو چھوڑ کر اختیار کیا جاتا ہے اوسے عارف ستوگنی کہتے ہیں۔

	فوقیت دیتے ہیں دانشمند ایسے زہد کو		جذب کا اہل ہو نتیجہ کی غرض جس میں نہو	

درحقیقت اِس قسم کے زُہد کی ہدایت کی گئی ہے۔

सत्कारमानपूजार्थं तपो दंभेन चैव यत् ॥
क्रियते तदिह प्रोक्तं राजसं चलम ध्रुवम् ॥१८॥

رجوگنی زہد

(۱۸) جو زُہد ناموری افتخار اور عزّت کے واسطے فریب سے کیا جاتا ہے اور بے ثبات اور فانی ہے اوسے شاستر رجوگنی کہتے ہیں۔

جسکا مقصد ہو نمایش عزّت و نام آوری		بے حقیقت اور باطل ہر دو زہد دنیوی	

اِس قسم کا نمایشی زُہد آجکل عام طور پر کیا جاتا ہے۔

मूढग्राहेणात्मनो यत्पीडया क्रियते तपः ॥
परस्योत्सादनार्थं वा तत्तामसमुदाहृतम् ॥१९॥

تموگنی زہد

(۱۹) جو زہد حماقت کی وجہ سے اپنے آپکو تکلیف دیکر اوروں کو تکلیف پہونچانے کے لئے کیا جاتا ہے وہ تموگنی کہلاتا ہے۔

احمقونکے زُہد کی پہچان ہے دیوانگی		خود کو تکلیفات دیکر غیر کی ایذا دہی	

اِس طرح کا زہد حماقت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

दातव्यमिति यद्दानं दीयतेऽनुपकारिणे ॥
देशे काले च पात्रे च तद्दानं सात्विकं स्मृतम् ॥२०॥

ستوگنی خیرات

(۲۰) جو خیرات فرض سمجھکر معاوضہ کی اُمید نہ رکھکر اور موقع وقت اور استحقاق کا خیال کرکے دیجاتی ہے وہ ستوگنی ہے۔

فرض منصب جانکر خواہش صلہ کی چھوڑ کر مستحق اشخاص کو خیرات دیتا ہے جو نذر		واجب و معقول مسکن اور موزون وقت پر عارفانہ ہے سخاوت کیطرف اُسکی نظر	

ناظرین اِس منتر کی ہدایت کو ملاحظہ کرکے ذرا غور کریں کہ اوس کی آجکل کہاں تک پابندی ہورہی ہے۔

यत्तु प्रत्युपकारार्थं फलमुद्दिश्य वा पुनः ॥
दीयते च परिक्लिष्टं तद्राजसमुदाहृतम् ॥२१॥

رجوگنی خیرات (۲۱) جو خیرات معاوضہ کی اُمید سے نتیجہ کی توقع پر۔ مجبوری کی حالت میں دیجاتی ہے اوسے عارف رجوگنی کہتے ہیں۔

جس میں دلی لگن یا آرزو یاداش کی		یا مجبوری ہو جو خیرات ہے وہ دنیوی

رنج بیماری اور تکلیف کے موقعوں پر اس قسم کی خیرات اکثر ہوا کرتی ہے۔

अदेशकाले यद्दानमपात्रेभ्यश्च दीयते ॥
असत्कृतमवज्ञातं तत्तामसमुदाहृतम् ॥२२॥

تموگنی خیرات (۲۲) جو خیرات موقع اور وقت کا لحاظ نکر کے غیر مستحق کو توہین اور تضحیک کے ساتھ دیجاتی ہے وہ تموگنی کہلاتی ہے۔

جسکے کرنمیں نہ وقت اور موقع کا خیال		جس سے پورا ہو کسی بد وضع انسان کا سوال
جسیہ ہوتا ہو عمل توہین اور تضحیک سے		ایسی بخشش کا تعلق ہے دل تاریک سے

اہل ہند اور فقرا یتیم اور بیکسوں کو جو مستحق خیرات کے ہیں محروم رکھکر اور لوگوں کی نفس پروری کرتے ہیں جو مکار گمراہ کرنے والے اور مفت خور ہیں۔ اس قسم کی خیرات نیکی میں داخل نہیں ہے اور بُروں کو بُرائی سکھاتی ہے۔

ॐ तत्सदिति निर्देशो ब्रह्मणस्त्रिविधः स्मृतः ॥
ब्राह्मणास्तेन वेदाश्च यज्ञाश्च विहिताः पुरा ॥२३॥

اسم اعظم اوم تت ست (۲۳) زمانہ قدیم میں برہم کی اسم اعظم اوم تت ست کا تصور تین طرح پر کیا گیا اور اوس سے برہمن وید اور یگ بنائے گئے۔

اوم تت ست ذات واحد کا سہ لفظی نام ہے		علم و شوق و فعل کی تعبیر اُس کا کام ہے

اوس برہم نے جو کہ علم خالص ہے علم عالم معلوم تین صفتوں میں ظہور پایا ہے۔ اوم تت

ست کے اسم اعظم کا ان پر اشارہ ہے ان تین صفتوں کے اجتماع سے برہمن بھاگ ذیہ جگ اور قواعد یگ بنائے گئے اوم اوس ذات پاک کو معداوس کے شہود کے ظاہر کرتا ہے اور تت سے عالم باطنی اور ست سے عالم ظاہری مراد ہے (پندرہویں ادھیا کے خلاصہ میں تت توم آسی کا بیان دیکھو)

तस्मादोमित्यु दाहृत्य यज्ञदान तपःक्रियाः।
प्रवर्तंते विधानोक्ताः सततं ब्रह्म वादिनाम् ॥ २४॥

اوم کا تصور

(۲۴) اس لئے عارف ہمیشہ ادم کہکر یگ دان اور تپ کے عملوں کو جن کی وید میں ہدایت کی گئی ہے شروع کرتے ہیں۔

جب گھڑی ہو زہد و خیرات و عمل کی ابتدا	اوم کہتے ہیں خلوص دل سے ارباب صفا

عارف ہر کام کو شروع کرتے وقت اوم تت ست زبان سے ادا کرتے ہیں اور نیز اپنی توجہ کو اس علم کی طرف مبذول کرتے ہیں جو لفظ اوم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

तदित्य नभिसंधाय फलं यज्ञ तपः क्रियाः॥
दान क्रियाश्च विविधाः क्रियंते मोक्ष कांक्षिभिः॥२५॥

تت کا تصور

(۲۵) طالبان نجات تت کے لفظ کو زبان سے ادا کرکے اور نتیجہ کی توقع کو چھوڑکر یگ دان اور تپ کے مختلف عملوں کو شروع کرتے ہیں۔

طالبان عاقبت ہو کر بری امید سے	کرتے ہیں آغاز ایسے کام تت کہتے ہوئے

جب کسی کام کی ابتدا میں طالب علم معرفت اوم تت ست کہتے ہیں تب وہ اوس علم حقیقت کو مدنظر رکھتے ہیں جس پر تت کا لفظ دلالت کرتا ہے۔

सद्भावे साधुभावे च सदित्येतत्प्रयुज्यते॥
प्रशस्ते कर्मणि तथा सच्छब्दः पार्थ युज्यते॥२६॥

ست کا تصور

(۲۶) اے ارجن ست کا لفظ راستی نیکی اور افعال حسنہ کے معنی

यत्तु प्रत्युपकारार्थं फलमुद्दिश्य वा पुनः॥
दीयते च परिक्लिष्टं तद्दानं राजसमुदाहृतम्॥२१॥

رجوگنی خیرات (۲۱) جو خیرات معاوضہ کی اُمید سے نتیجہ کی توقع پر۔ مجبوری کی حالت میں دیجاتی ہے اوسے عارف رجوگنی کہتے ہیں۔

	یا مجبوری ہو جو خیرات ہو وہ دُنیوی		جس میں غرض کی لگن یا آرزو یا داشت کی	

رنج بیماری اور تکلیف کے موقعوں پر اس قسم کی خیرات اکثر ہوا کرتی ہے۔

अदेशकाले यद्दानमपात्रेभ्यश्च दीयते॥
असत्कृतमवज्ञातं तत्तामसमुदाहृतम्॥२२॥

تموگنی خیرات (۲۲) جو خیرات موقع اور وقت کا لحاظ نکرکے غیر مستحق کو توہین اور تضحیک کے ساتھ دیجاتی ہے وہ تموگنی کہلاتی ہے۔

	جس سے پورا ہو کبھی بدوضع انسان کا سوال ایسی بخشش کا تعلق ہے دل تاریک سے		جیسے کہ نہیں ہو وقت اور موقع کا خیال جیسے ہوتا ہو عمل توہین اور تضحیک سے	

اہل ہند اور فقرا یتیم اور بیکسوں کو جو مستحق خیرات کے ہیں محروم رکھکر اور لوگوں کی نفس پروری کرتے ہیں جو مکار گمراہ کرنے والے اور مفت خور ہیں اس قسم کی خیرات نیکی میں داخل نہیں ہے اور بُروں کو بُرائی سکھاتی ہے۔

ॐ तत्सदिति निर्देशो ब्रह्मणस्त्रिविधः स्मृतः॥
ब्राह्मणास्तेन वेदाश्च यज्ञाश्च विहिताः पुरा॥२३॥

اسم اعظم اوم تت ست (۲۳) زمانہ قدیم میں برہم کی اسم اعظم اوم تت ست کا تصور تین طرح پر کیا گیا اور اوس سے برہمن وید اور یگ بنائے گئے۔

	علم و شوق و فعل کی تعبیر اس کا کام ہے		اوم تت ست ذات واحد کا اسم لفظی نام ہے	

اوس برہم نے جو کہ علم خالص ہے علم عالم معلوم تین صفتوں میں ظہور پایا ہے اور اوم تت

ست کے اسم اعظم کا ان پر اشارہ ہے ان تین صفتوں کے اجتماع سے برہمن بھاگ ذریعہ اگ اور قواعد یگ بنائے گئے اوم اوس ذات پاک کو معدا دس کے شہود کے ظاہر کرتا ہے اور تت سے عالم باطنی اور ست سے عالم ظاہری مراد ہے دپندرہویں ادہیا کے خلاصہ میں تت توم آسی کا بیان دیکھو)

तस्मादोमित्यु दाहृत्य यज्ञदान तपःक्रियाः।
प्रवर्तंते विधानोक्ताः सततं ब्रह्म वादिनाम् ॥२४॥

اوم کا تصور (۲۴) اس لئے عارف ہمیشہ اوم کہکر یگ دان اور تپ کے عملوں کو جن کی وید میں ہدایت کی گئی ہے شروع کرتے ہیں۔

ارباب صفا	اوم کہتے ہیں خلوص دل سے	جب گھڑی ہو زہد و خیرات و عمل کی ابتدا

عارف ہر کام کو شروع کرتے وقت اوم تت ست زبان سے ادا کرتے ہیں اور نیز اپنی توجہ کو اس علم کی طرف مبذول کرتے ہیں جو لفظ ادم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

तदित्यनभिसंधाय फलं यज्ञ तपः क्रियाः॥
दान क्रियाश्च विविधाः क्रियंते मोक्ष कांक्षिभिः॥२५॥

تت کا تصور (۲۵) طالبان نجات تت کے لفظ کو زبان سے ادا کرکے اور نتیجہ کی توقع کو چھوڑ کر یگ دان اور تپ کے مختلف عملوں کو شروع کرتے ہیں۔

کرتے ہیں آغاز ایسے کام تت کہتے ہوئے	طالبان عاقبت ہو کر بری اُمید سے

جب کسی کام کی ابتدا میں طالب علم معرفت ادم تت ست کہتے ہیں تب وہ اوس علم حقیقت کو مد نظر رکھتے ہیں جس پر تت کا لفظ دلالت کرتا ہے۔

सद्भावे साधुभावे च सदित्येतत्प्रयुज्यते॥
प्रशस्ते कर्मणि तथा सच्छब्दः पार्थ युज्यते॥२६॥

ست کا تصور (۲۶) اے ارجن ست کا لفظ راستی نیکی اور افعال حسنہ کے معنی

میں اِستعمال کیا جاتا ہے۔

عالمِ فانی میں ساری نیکیوں کا رہنما		اسے دِلا در لفظِ ست ہی مرکزِ صدق وصفا	

دنیادار لوگ فرزند کی پیدائش - زنار بندی - شادی - تعمیر مکان وغیرہ خوشی کے موقعوں پر مذہبی رسوم اور دیگر فرایض کو اوم تت ست کہکر شروع کرتے ہیں اور اُونکے بخیرو خوبی انجام پانے کی تمنا کرتے ہیں -

यज्ञे तपसि दाने च स्थितिः सदिति चोच्यते॥
कर्म चैव तदर्थीयं सदित्येवाभिधीयते ॥२७॥

عقیدہ کا ظہور ست سے ہے (۲۷) نیک اعمال ریاضت اور خیرات پر اعتقاد رکھنا اور اونکا عمل میں لانا بھی ست کہلاتا ہے۔

عالمِ باطل میں ہے تعمیل حق کے حکم کی		زہد وخیرات وعمل کی با عقیدت پیروی	

ست یعنی حق سے عالم کا ظہور ہے اور اوسیکی وجہ سے عالم کو قیام ہے پس یگ تپ وغیرہ عملوں کی پیدایش حق سے ہے اور اونکا اِعتقاد راسخ بھی حق پر مبنی ہے -

अश्रद्धया हुतं दत्तं तपस्तप्तं कृतं च यत्॥
असदित्युच्यते पार्थ न च तत्प्रेत्य नो इह ॥२८॥

بے اعتقادی است سے ہوتی ہے (۲۸) جو نیک اعمال خیرات اور زہد بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں وہ است کہلاتے ہیں اور اون کا زمانہ حال وآیندہ میں وجود نہیں ہوتا۔

جنہیں عامل کا عقیدہ راسخ وکامل نہو کیونکہ وہ بے سود ہیں دنیا وعقبیٰ کے لئے		زہد وخیرات و پرستش اور نیک اعمال کو ذی خرد منسوب کرتے ہیں است کو لفظ سے	

حق اور باطل کی تمیز کا نہونا بے اعتقادی ہے اور وہ ہیچ ہے اسلئے جو عمل بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں ہیچ ہوتے ہیں -

इति श्री मद्भगवद्गीता॰ श्रद्धात्रयविभाग योगो नाम सप्तदशो॰ध्यायः॥१७॥

شری مدبھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سترہویں ادھیا شردھا تر ے وبھاگ یوگ یعنی عقیدوں کی سہ گانہ تقسیم ختم ہوئی

سترہویں ادھیا کا خلاصہ

ہر انسان کا کچھ نہ کچھ عقیدہ ضرور ہوتا ہے اور جس کا جو عقیدہ ہو جاتا ہے اسکو وہ اپنے خیال کے موافق درست اور راسخ سمجھتا ہے مگر عقیدہ راسخ اوسی کو کہنا چاہیے جو حق پر مبنی ہو اور جس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہو۔

چونکہ یہ امر حق و باطل کی تمیز کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جنہوں نے حق و باطل کا تمیز نہیں کیا ہے اون کا عقیدہ راسخ نہیں ہے انسان اپنے باطل عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتا ہے اور توہمات اور شکوک میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے مگر حق کی تمیز حاصل کرکے وہ تمام شکوک سے رہائی پاتا ہے اور عقیدہ راسخ کے پیدا ہونے پر حق کو حق مشاہدہ کرتا ہے۔

ہیں اِستعمال کیا جاتا ہے۔

	عالمِ فانی میں ساری نیکیوں کا رہنا		است دِلا ور لفظ ست ہمہ مر کز صدق و صفا	

دنیادار لوگ فرزند کی پیدائش۔ زنّار بندی۔ شادی۔ تعمیر مکان وغیرہ خوشی کے موقعوں پر مذہبی رسوم اور دیگر فرایض کو اوم تت ست کہکر شروع کرتے ہیں اور اُنکے بخیر و خوبی انجام پانے کی تمنا کرتے ہیں۔

यज्ञे तपसि दाने च स्थितिः सदिति चोच्यते॥
कर्म चैव तदर्थीयं सदित्येवाभिधीयते ॥२७॥

عقیدہ کا ظہور ست سے ہے (۲۷) نیک اعمال ریاضت اور خیرات پر اعتقاد رکھنا اور اونکا عمل میں لانا بھی ست کہلاتا ہے۔

	عالم باطل میں ہے تعمیل حق کے حکم کی		زہد و خیرات و عمل کی با عقیدت پیروی	

ست یعنی حق سے عالم کا ظہور ہے اور اوسیکی وجہ سے عالم کو قیام ہے پس یگ تپ وغیرہ عملوں کی پیدایش حق سے ہے اور اونکا اعتقاد راسخ بھی حق پر مبنی ہے۔

अश्रद्धया हुतं दत्तं तपस्तप्तं कृतं च यत्॥
असदित्युच्यते पार्थ न च तत्प्रेत्य नो इह ॥२८॥

بے اعتقادی است سے ہوتی ہے (۲۸) جو نیک اعمال خیرات اور زہد بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں وہ است کہلاتے ہیں اور اون کا زمانہ حال و آیندہ میں وجود نہیں ہوتا۔

	جنہیں عاقل کا عقیدہ راسخ و کامل نہو کیونکہ وہ بے سود ہیں دنیا و عقبیٰ کے لئے		زہد و خیرات و پرستش اور نیک اعمال کو ذی خرد منسوب کرتے ہیں است کو لفظ سے

حق اور باطل کی تمیز کا نہونا بے اعتقادی ہے اور وہ ہیچ ہے اسلئے جو عمل بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں ہیچ ہوتے ہیں۔

इति श्री मद्भगवद्गीता० श्रद्धात्रयविभाग योगो नाम सप्तदशोऽध्यायः ॥ १७ ॥

شری مد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سترہویں ادھیا شردھاترے وبھاگ یوگ یعنی عقیدوں کی سہ گانہ تقسیم ختم ہوئی

سترہویں ادھیا کا خلاصہ

ہر انسان کا کچھ نہ کچھ عقیدہ ضرور ہوتا ہے اور جس کا جو عقیدہ ہو جاتا ہے اُسکو وہ اپنے خیال کے موافق درست اور راسخ سمجھتا ہے مگر عقیدہ راسخ اوسی کو کہنا چاہئے جو حق پر مبنی ہو اور جس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہو۔ چونکہ یہ امر حق و باطل کی تمیز کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اِس لئے جنہوں نے حق و باطل کا تمیز نہیں کیا ہے اون کا عقیدہ راسخ نہیں ہے اِنسان اپنے باطل عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتا ہے اور توہمات اور شکوک میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے مگر حق کی تمیز حاصل کرکے وہ تمام شکوک سے رہائی پاتا ہے اور عقیدہ راسخ کے پیدا ہونے پر حق کو حق مشاہدہ کرتا ہے۔

اٹھارھویں ادھیاموکش سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासस्य महाबाहो तत्त्वमिच्छामि वेदितुम्॥
त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्केशिनिषूदन ॥ १ ॥

سنیاس اور تیاگ کے بارہ میں سوال

(۱) ارجن نے سوال کیا (۱) اے قوی بازو کرشن کیشی (راکشش) کے ہلاک کرنے والے آپ مجھے سنیاس اور تیاگ کی حقیقت علیحدہ علیحدہ سمجھاتے۔

تحریک ترکیب کے معنی عیاں فرمائیے		مجھے اِن دونوں منازل کا بیان فرمائیے

سنیاس اور تیاگ دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں ارجن اونکے باریک تفاوت کو دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

काम्यानां कर्मणांन्यासं संन्यासं कवयो विदुः॥
सर्व कर्म फलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः॥ २॥

شری بھگوان نے جواب دیا

سنیاس اور تیاگ کا تفاوت

(۲) جو فعل خواہش سے کئے جاتے ہیں اونکے ترک کرنے کو علما سنیاس مانتے ہیں اور تمام فعلوں کے نیتجہ کے ترک کرنے کو دانشمند تیاگ کہتے ہیں

فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے		اجر سے دلکو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

فعل کے کرنے کی خواہش نکرنا سنیاس ہے فعل کے نیتجہ سے نظر اوٹھا لینا تیاگ ہے۔ سنیاسی اون خواہشوں کو جو دل میں پیدا ہو کر فعل کراتی ہیں روکتا ہے تیاگی جن افعال کو کرتا ہے اونکے نیتجہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः ॥
यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यमिति चापरे ॥३॥

ایضاً

(۳) بعض عارف فعل کے صدور کو ایک نقص سمجھکر اوسکے ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نیکی خیرات اور زہد کے فعلوں کے ترک کرنیکی اجازت نہیں دیتے

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی حجاب — اِسلئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب
زہد خیرات اور نیکی کو فرائض جانکر — بعض عارف زور دیتے ہیں ادائے فرض پر

سنیاسی اوس حرکت قلب کو جس سے تمام فعل سرزد ہوتے ہیں حجاب ذات سمجھتے ہیں تیاگی اوس حرکت کا صدور ذات سے مانتے ہیں۔

निश्चयं शृणु मे तत्रत्यागे भरतसत्तम ॥
त्यागोहि पुरुषव्याघ्र त्रिविधःसंप्रकीर्तितः॥४॥

تیاگ کی تین قسمیں ہیں

(۴) اے ارجن تو اون میں سے تیاگ کی بابت میرے عقیدے کو سن اے شیر مرد تیاگ تین قسم کا بیان کیا گیا ہے۔

راہِ سالک ہے مرے نزدیک اِن دونوں میں فرد — اسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے شیرمرد

کرشن بھگوان نے سنیاس پر تیاگ کو ترجیح دی ہے۔

यज्ञदानतपःकर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ॥
यज्ञोदानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

تیاگ کے معنی ترک فعل نہیں ہیں۔

(۵) نیک اعمال خیرات اور زہد عارفوں کے قلب میں صفائی پیدا کرتے ہیں پس نیک اعمال خیرات اور زہد کے فعلوں کا ترک واجب نہیں بلکہ اُنکا کرنا ہی واجب ہے۔

زہد و تقویٰ بخشش و اعمالِ نیک دبے ریا — عالموں کے قلب کو دیتے ہیں نورانی صفا
اِسلئے اُنکا نکرنا ہے سراسر ناروا — بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے اِنسان کا

اٹھارہویں ادھیایہ موکش سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासस्य महाबाहो तत्त्वमिच्छामि वेदितुम्॥
त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्केशिनिषूदन ॥ १ ॥

سنیاس اور تیاگ کے بارہ میں سوال

(۱) ارجن نے سوال کیا (۱)، اے قوی بازو کرشن کیشی (راکشش) کے ہلاک کرنے والے آپ مجھے سنیاس اور تیاگ کی حقیقت علیٰحدہ علیٰحدہ سمجھائے۔

ترک و ترک ترک کے معنی عیاں فرمائیے		مجھے ان دونوں منازل کا بیان فرمائیے

سنیاس اور تیاگ دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں ارجن اونکے باریک تفاوت کو دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

काम्यानां कर्मणां न्यासं संन्यासं कवयो विदुः॥
सर्वकर्मफलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः॥ २॥

شری بھگوان نے جواب دیا

سنیاس اور تیاگ کا تفاوت

(۲) جو فعل خواہش سے کئے جاتے ہیں اونکے ترک کرنے کو علماء سنیاس مانتے ہیں اور تمام فعلوں کے نتیجہ کے ترک کرنے کو دانشمند تیاگ کہتے ہیں

فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے		اجرت سے دلکو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

فعل کے کرنے کی خواہش نکرنا سنیاس ہے فعل کے نتیجہ سے نظر او ٹھا لینا تیاگ ہے۔ سنیاسی اون خواہشوں کو جو دل میں پیدا ہو کر فعل کراتی ہیں روکتا ہے تیاگی جن افعال کو کرتا ہے اونکے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः ॥
यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यमिति चापरे ॥३॥

(۳) بعض عارف فعل کے صدور کو ایک نقص سمجھکر اوسکے ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نیکی خیرات اور زہد کے فعلوں کے ترک کرنیکی اجازت نہیں دیتے

ایضاً

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی حجاب		اِسلئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب
زُہد خیرات اور نیکی کو فرائض جانکر		بعض عارف زور دیتے ہیں ادائے فرض پر

سنیاسی اوس حرکت قلب کو جس سے تمام فعل سرزد ہوتے ہیں حجاب ذات سمجھتے ہیں تیاگی اوس حرکت کا صدور ذات سے مانتے ہیں۔

निश्चयं शृणु मे तत्र त्यागे भरतसत्तम ॥
त्यागोहि पुरुषव्याघ्र त्रिविधः संप्रकीर्तितः ॥४॥

(۴) اے ارجن تو اون میں سے تیاگ کی بابت میرے عقیدے کو سن اے شیر مرد تیاگ تین قسم کا بیان کیا گیا ہے۔

تیاگ کی تین قسمیں ہیں

راہ سالک ہیں مرے نزدیک اِن دونوں فرد		اسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہی اے نیکمرد

سری کرشن بھگوان نے سنیاس پر تیاگ کو ترجیح دی ہے۔

यज्ञदानतपःकर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ॥
यज्ञोदानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

(۵) نیک اعمال خیرات اور زہد عارفوں کے قلب میں صفائی پیدا کرتے ہیں پس نیک اعمال خیرات اور زہد کے فعلوں کا ترک واجب نہیں بلکہ اُنکا کرنا ہی واجب ہے۔

تیاگ کے معنی ترک فعل نہیں ہیں۔

زہد و تقویٰ بخشش و اعمالِ نیک و بے ریا		عاملوں کے قلب کو دیتے ہیں نورانی صفا
اِسلئے اُنکا نکرنا ہے سراسر ناروا		بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے اِنسان کا

اٹھارہویں ادھیا موکش سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासस्य महाबाहो तत्त्वमिच्छामि वेदितुम्॥
त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्केशिनिषूदन ॥ १ ॥

سنیاس اور تیاگ کے بارہ میں سوال	(۱) ارجن نے سوال کیا (۱) اے قوی بازو کرشن کیشی (راکشش) کے ہلاک کرنے والے آپ مجھے سنیاس اور تیاگ کی حقیقت علیحدہ علیحدہ سمجھائے۔

ترک و ترک ترک کے معنی عیاں فرمائیے		مجھے اِن دونوں منازل کا بیان فرمائیے	

سنیاس اور تیاگ دونوں لفظوں کے معنی قریب ہیں ارجن اونکے باریک تفاوت کو دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

काम्यानां कर्मणांन्यासं संन्यासं कवयो विदुः॥
सर्वकर्मफलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः॥ २॥

شری بھگوان نے جواب دیا

سنیاس اور تیاگ کا تفاوت	(۲) جو فعل خواہش سے کئے جاتے ہیں اونکے ترک کرنے کو علماء سنیاس مانتے ہیں اور تمام فعلوں کے نیتجہ کے ترک کرنے کو دانشمند تیاگ کہتے ہیں

فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے		اجرت سے دلکو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے	

فعل کے کرنے کی خواہش نکرنا سنیاس ہے فعل کے نیتجہ سے نظر اوٹھا لینا تیاگ ہے۔ سنیاسی اون خواہشوں کو جو دل میں پیدا ہو کر فعل کراتی ہیں روکتا ہے تیاگی جن افعال کو کرتا ہے اونکے نیتجہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः ॥
यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यमिति चापरे ॥३॥

(۳) بعض عارف فعل کے صدور کو ایک نقص سمجھکر اوسکے ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نیکی خیرات اور زہد کے فعلوں کے ترک کرنیکی اجازت نہیں دیتے

الیضاً

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی حجاب	اِسلئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب
زُہد خیرات اور نیکی کو فرائض جانکر	بعض عارف زور دیتے ہیں ادائے فرض پر

سنیاسی اوس حرکت قلب کو جس سے تمام فعل سرزد ہوتے ہیں حجاب ذات سمجھتے ہیں تیاگی اوس حرکت کا صدور ذات سے مانتے ہیں۔

निश्चयं शृणु मे तत्र त्यागे भरतसत्तम ॥
त्यागोहि पुरुषव्याघ्र त्रिविधः संप्रकीर्तितः ॥४॥

(۴) اے ارجن تو اون میں سے تیاگ کی بابت میرے عقیدے کو سن اے شیر مرد تیاگ تین قسم کا بیان کیا گیا ہے۔

تیاگ کی تین قسمیں ہیں

راہِ سالک ہیں مرے نزدیک اِن دو نوں میں فرد	اسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہی اے نیک مرد

کرشن بھگوان نے سنیاس پر تیاگ کو ترجیح دی ہے۔

यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ॥
यज्ञोदानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

(۵) نیک اعمال خیرات اور زہد عارفوں کے قلب میں صفائی پیدا کرتے ہیں پس نیک اعمال خیرات اور زہد کے فعلوں کا ترک واجب نہیں بلکہ اُنکا کرنا ہی واجب ہے۔

تیاگ کے معنی ترک فعل نہیں ہیں۔

زہد و تقویٰ بخشش و اعمالِ نیک و بے ریا	عالموں کے قلب کو دیتے ہیں نورانی صفا
اِسلئے اُنکا نکرنا ہے سراسر ناروا	بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے اِنسان کا

اٹھارہویں ادھیا موکش سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासस्य महाबाहो तत्त्वमिच्छामि वेदितुम्॥
त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्केशिनिषूदन ॥ १ ॥

سنیاس اور تیاگ کے بارہ میں سوال

(۱) ارجن نے سوال کیا (۱) اے قوی بازو کرشن کیشی (راکشش) کے ہلاک کرنے والے آپ مجھے سنیاس اور تیاگ کی حقیقت علیحدہ علیحدہ سمجھائے۔

ترک و ترک ترک کے معنی عیاں فرمائے	مجھسے ان دونوں منازل کا بیان فرمائے

سنیاس اور تیاگ دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں ارجن اونکے باریک تفاوت کو دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

काम्यानां कर्मणां न्यासं संन्यासं कवयो विदुः॥
सर्वकर्मफलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः ॥ २ ॥

شری بھگوان نے جواب دیا

سنیاس اور تیاگ کا تفاوت

(۲) جو فعل خواہش سے کئے جاتے ہیں اونکے ترک کرنے کو علماء سنیاس مانتے ہیں اور تمام فعلوں کے نیجہ کے ترک کرنے کو دانشمند تیاگ کہتے ہیں

فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے	اجرت دلکو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

فعل کے کرنے کی خواہش نکرنا سنیاس ہے فعل کے نیتجہ سے نظر اوٹھا لینا تیاگ ہے۔ سنیاسی اون خواہشوں کو جو دل میں پیدا ہو کر فعل کراتی ہیں روکتا ہے تیاگی جن افعال کو کرتا ہے اونکے نیتجہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः ॥
यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यमिति चापरे ॥३॥

(۳) بعض عارف فعل کے صدور کو ایک نقص سمجھکر اوسکے ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نیکی خیرات اور زہد کے فعلوں کے ترک کرنیکی اجازت نہیں دیتے

ایضاً

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی حجاب		اِسلئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب	
زہد خیرات اور نیکی کو حزائیض جانکر		بعض عارف زور دیتے ہیں ادائے فرض پر	

سنیاسی اوس حرکت قلب کو جس سے تمام فعل سرزد ہوتے ہیں حجاب ذات سمجھتے ہیں تیاگی اوس حرکت کا صدور ذات سے مانتے ہیں۔

निश्चयं शृणु मे तत्र त्यागे भरतसत्तम ॥
त्यागोहि पुरुषव्याघ्र त्रिविधः संप्रकीर्तितः ॥४॥

(۴) اے ارجن تو اون میں سے تیاگ کی بابت میرے عقیدہ کو سن اے ستیر مرد تیاگ تین قسم کا بیان کیا گیا ہے۔

تیاگ کی تین قسمیں ہیں

راہِ سالک ہے مرے نزدیک اِن دونوں میں فرد		اسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے نیکمرد	

کرشن بھگوان نے سنیاس پر تیاگ کو ترجیح دی ہے۔

यज्ञदानतपःकर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ॥
यज्ञोदानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

(۵) نیک اعمال خیرات اور زہد عارفوں کے قلب میں صفائی پیدا کرتے ہیں پس نیک اعمال خیرات اور زہد کے فعلوں کا ترک واجب نہیں بلکہ اُنکا کرنا ہی واجب ہے۔

تیاگ کے معنی ترک فعل نہیں ہیں۔

زہد و تقوی بخشش و اعمالِ نیک بے ریا		عالمون کے قلب کو دیتے ہیں نورانی صفا	
اِسلئے انکا نکرنا ہے سراسر ناروا		بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے انسان کا	

एतान्यपि तु कर्माणि संगं त्यक्त्वा फलानि च॥
कर्त्तव्यानीति मे पार्थ निश्चितं मतमुत्तमम्॥६॥

تیاگ ہو تربیاں کیا تیں	(۶) مگر اے ارجن وہ فعل دلی تعلق اور نتیجہ کو چھوڑ کر کرنے چاہئیں اسلئے

کہ یہ سب سے اعلیٰ اصول ہے اور اس پر سری بھگوان کا یقین ہے -

دور کر کے ثمرہ اعمال کا شوقِ دلی		فرض کی تکمیل ہے میری سمجھ میں لازمی

नियतस्य तु संन्यासः कर्मणो नोपपद्यते॥
मोहात्तस्य परित्यागस्तामसः परिकीर्तितः॥७॥

تموگنی تیاگ	(۷) لازمی فعل کا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔ غلطی سے اوس کو چھوڑ دینا

جہالت میں داخل ہے -

نامناسب ہے ادائے فرض سے منہ موڑنا		فعلِ لاحاصل ہے نادانی سے اُسکا چھوڑنا

جہالت کی وجہہ سے جو فعل حسنہ ترک کئے جاتے ہیں اونکا انجام خراب ہوتا ہے -

दुःखमित्येव यत्कर्म कायक्लेशभयात्त्यजेत्॥
स कृत्वा राजसं त्यागं नैव त्यागफलं लभेत्॥८॥

رجوگنی تیاگ	(۸) جو شخص لازمی فعل کو دقّت جانکر تکلیف سے بچنے کے لئے چھوڑتا ہے

وہ بنظر خودغرضی تارکِ ہونے کے باعث ترکِ فعل کا نتیجہ نہیں پاتا ہے -

تارکِ لذّت ہے جو آسایشِ تن کے لئے		ترک بالعوض سے کچھہ حاصل نہیں ہوگا اُسے

جو شخص تن آسانی کے خیال سے لازمی افعال کو ترک کرتا ہے اوس کو اون افعال کے ترک سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا -

कार्यमित्येव यत्कर्म नियतं क्रियतेऽर्जुन॥
संगं त्यक्त्वा फलं चैव स त्यागः सात्त्विको मतः॥९॥

ستوگنی تیاگ	(۹) اے ارجن لازمی فعل کو فرض سمجھکر کرنا اور اوس سے اور اوس کے

نتیجہ سے تعلق نہ رکھنا اصلی ترک مانا گیا ہے۔

فعل اور اُسکے نتایج سے تعلق توڑ کر		فرض کی تکمیل اصلی ترک ہے اے نامور	

جہالت کے باعث اور تن آسانی کے خیال سے افعال حسنہ کا ترک کرنا محض غلطی ہے افعال حسنہ کو فرض سمجھکر کرنا اور اونکے معاوضہ کی اُمید نہ رکھنا اصلی ترک ہے۔ عارف اہل دنیا کی بہبودی پر نظر کرکے افعال حسنہ کا ترک روا نہیں رکھتے مگر اونکے ساتھ دلی تعلق نہیں کرتے چنانچہ ایک عارف کا قول ہے۔

سہر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک		ترکِ دنیا ترکِ عقبیٰ ترکِ مولیٰ ترکِ ترک	

न द्वेष्ट्यकुशलं कर्म कुशले नानुषज्जते ॥
त्यागी सत्त्वसमाविष्टो मेधावी छिन्नसंशयः ॥ १० ॥

ستو گنی تیاگی کی تعریف (۱۰) جو تارک اعلیٰ خصلت اور روشن عقل رکھتا ہے اور شکوک سے مُبرا ہے وہ اچھے فعلوں کے ساتھ موانست اور بُرے فعلوں سے نفرت نہیں کرتا۔

تارک ساکن دل در و شضمیر و با یقین		نیک و بد سے دوستی اور دشمنی رکھتا نہیں	

اچھے فعلوں سے رغبت اور بُرے فعلوں سے نفرت کا ہونا تعلق ہے عارف توحید کو مدِ نظر رکھکر بھلے اور بُرے فعلوں کو ہیچ جانتا ہے اور اپنی ذات پر اون کا اثر نہیں مانتا۔

नहि देहभृता शक्यं त्यक्तुं कर्माण्यशेषतः ॥
यस्तु कर्मफलत्यागी स त्यागीत्यभिधीयते ॥ ११ ॥

ترک افعال ناممکن ہی نتیجہ افعال سے بے تعلقی کا نام تیاگ ہے (۱۱) انسان جملہ افعال کو ترک نہیں کرسکتا پس جو شخص نتیجہ افعال کو ترک کرتا ہے وہی تارک کہلاتا ہے۔

کون ہوسکتا ہی دُنیا کے مشاغل سے بری		چھوڑدی خواہش صلہ کی جسنے تارک ہو وہی	

افعال لازمہ جسمانی ہیں اور اون کا کلیتاً مسدود ہونا ناممکن ہے اسلئے نتیجہ افعال سے بے تعلق رہنا ہی ترک افعال ہے۔

अनिष्टमिष्टं मिश्रंच त्रिविधं कर्मणः फलम्॥
भवत्य त्यागिनां प्रेत्य न तु संन्यासिनां क्वचित्॥१२॥

تیاگی اور اگیانی کی حالت کا فرق	(۱۲) جو لوگ تارک نہیں ہوتے ہیں اونکے نزدیک عاقبت میں عملوں کا بھلا برا اور متوسط درجہ کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن تارک کے لئے اوسکا وجود نہیں ہوتا

نیک۔ بد اور نیک و بد ان تین قسموں کی جزا	سبکے قسمت میں لکھی ہے عارفاں کے سوا

جو انسان ترک بالقلب کے معنی نہیں سمجھتے ہیں اور افعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ اون کا نیک اور بد نتیجہ فرض کرتے ہیں۔ تارک فعل اور اسکے نتیجہ دونوں کو ہیچ جانتا ہے۔

पंचैतान महाबाहो कारणानिनिबोध मे॥
सांख्ये कृतांते प्रोक्तानि सिद्धयेसर्वकर्मणाम॥१३॥

علم سانکھ کے اصول فعل کے بارہ میں	(۱۳) اے ارجن میں تجھے ذیل میں اون پانچ سببوں کو جو علم سانکھ میں ہر فعل کی تکمیل کیواسطے لازمی بیان کئے گئے ہیں بتاتا ہوں۔

اے دھننجے پانچ باعث ہیں صدور فعل کے	لازمی جنکو بتایا علم معقولات نے۔

अधिष्ठानं तथा कर्त्ता करणं च पृथग्विधम्॥
विविधाश्च पृथक्चेष्टा दैवं चैवात्र पंचमम्॥१४॥

فعل کے پانچ سبب	(۱۴) ظرف۔ فاعل۔ مختلف آلۂ فعل۔ مختلف۔ اور جدا گانہ حرکات اور قوت ہائے بسیط۔

۱۔ ظرف سے دیش یعنی مقام مراد ہے۔ ۲ فاعل اہنکار یعنی انانیت ہے۔
۳۔ کان۔ پوست۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ منہ۔ اور مقام بول و براز یعنی پانچ حواس علمی اور پانچ حواس افعالی مختلف آلۂ فعل مانے گئے ہیں۔
۴۔ مختلف حرکات کا اشارہ سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ اور شامہ وغیرہ حواس کی قوتوں پر ہے
۵۔ قوت ہائے بسیط اون قوتوں کا نام ہے جو عالم میں محیط ہو کر صدور فعل کا

سبب ہیں اور جن کو محققوں نے دیوتا کہا ہے۔

امتزاجِ مادی و انفرادِ عنصری	اختلافِ ظرف و آلہ نیز سپندارِ خودی

چت یعنی قوت متخیلہ کا دیوتا واسدیو۔ من یعنی قوتِ مدرکہ کا دیوتا اندر اکاس یعنی خلا کا دیوتا رودر پون یعنی ہوا کا دیوتا مرت۔ اگنی یعنی آگ کا دیوتا سورج۔ جل یعنی پانی کا دیوتا ورن پرتھوی یعنی خاک کا دیوتا کبیر مانا گیا ہے۔

शरीरवाङ्मनोभिर्यत्कर्म प्रारभते नरः ॥
न्याय्यंवा विपरीतं वा पंचैते तस्य हेतवः ॥ १५॥

فعل کا پانچ سببوں سے صدور ہی (۱۵) انسان جس نیک یا بد افعال کو جسم زبان اور دل سے کرتا ہے اوسکے باعث یہ پانچوں ہوتے ہیں

دل زبان و تن سی جن فعلوں کا ہوتا ہی ظہور	خواہ نیک و خواہ بد۔ یہ انکے باعث ہیں ضرور

तत्रैवं सतिकर्त्तार मात्मानं केवलं तु यः॥
पश्यत्यकृत बुद्धित्वान्नस पश्यति दुर्मतिः॥१६॥

ذات مصدر فعل نہیں ہی (۱۶) جب کہ یہ واقعات ہیں تو پھر جو بدعقل ذات پاک کو اپنی کم فہمی کی وجہ سے فاعل قرار دیتا ہے وہ چشمِ بینا نہیں رکھتا ہے۔

ذات کو فاعل جو کم فہمی سے دیتا ہے قرار	ایسے مرد تیرہ دل کا احمقوں میں ہی شمار

यस्य नाहंकृतो भावो बुद्धिर्यस्य न लिप्यते॥
हत्वापि स इमांल्लोकान्न हंति न निबध्यते॥ १७॥

بیتاگی گناہ سے بری ہے (۱۷) جو اپنے آپ کو کسی فعل کا فاعل نہیں مانتا ہے اور جس کی عقل آلودگی سے صاف ہو جاتی ہے وہ سارے عالم کو مار کر بھی نہ قاتل بنتا ہی اور نہ گنہگار۔

شخصیت کو ترک کرد یتا ہی جو روشن ضمیر	باوجود قیدِ دنیا وہ نہیں اسمیں اسیر

جو شخص دعویٰ فاعلیت نہیں رکھتا اور جسکی عقل روشن ہوا اور جو ذات کو ہر ذرہ میں دیکھ رہا ہے وہ کس کو
مار سکتا ہے اسموقع پر عالم کے مارنے کے معنی پندارِ ہستی کے فنا کر دینے کے ہیں جب پندار فنا ہوا عالم کہاں باقی رہا

ज्ञानं ज्ञेयं परिज्ञाता त्रिविधा कर्म चोदना॥
करणं कर्म कर्तेति त्रिविधः कर्म संग्रहः॥१८॥

علم اور فعل کا تعلق	(۱۸) عالم۔ علم اور معلوم تین محرک فعل ہیں فاعل مفعول اور آلہ فعل کر ملنے سے فعل بنتا ہے

علم کی تثلیث سے افعال پاتے ہیں ظہور		فعل کی تثلیث میں محدود ہوا انکا صدور

حرکت ابتدائی بطون میں بصورت عالم علم اور معلوم پیدا ہوکر انسان کی توجہ کو فعلوں کی
طرف رجوع دلاتی ہے اور جسم اور حواسوں نے فعل کراتی ہے۔

ज्ञानं कर्म च कर्ता च त्रिधैव गुण भेदतः॥
प्रोच्यते गुणसंख्याने यथावच्छृणु तान्यपि॥१९॥

گیان۔ کرم۔ اور کرتا یعنی علم فعل اور فاعل کی تقسیم سہ گانہ	(۱۹) علم۔ فعل اور فاعل اپنی صفتوں کے لحاظ سے سانکھیہ شاستر میں تین قسم کے بیان کئے گئے ہیں انکو تو سمجھ لے۔

عامل و علم و عمل تینوں کی تین اقسام کا		مجھسے سن لے جو بیان اہل شریعت نے کیا

सर्व भूतेषु येनैकं भाव मव्य यमी क्षते॥
अविभक्तं विभक्तेषु तज्ज्ञानं विद्धि सात्विकम॥२०॥

ستوگنی گیان	(۲۰) جس علم کے ذریعہ سے جملہ مخلوقات کی کثرت میں ذات بحت واحد اور غیر منقسم نظر آتی ہے اوسے اعلیٰ درجہ کا علم خیال کر۔

کثرت عالم میں جس سے وحدت حق ہو عیاں		قلب صافی میں رہا کرتا ہے وہ بہتر نہاں

पृथक्त्वेन तु यज्ज्ञानं नाना भावान्पृथग्विधान॥
वेत्ति सर्वेषु भूतेषु तज्ज्ञानं विद्धि राजसम॥२१॥

رجوگنی گیان	(۲۱) جو علم کثرت کی نظر سے ذات واحد کو تمام مخلوقات میں جدا جدا

اور کثیر تسلیم کرتا ہے اوسے اوسط درجہ کا سمجھ۔

جسم و جان دونوں کی کثرت ہو عیاں جس علم سے ۔ اُسکا مخزن قلب مضطر کو سمجھنا چاہیے

यत्तु कृत्स्नवदेकस्मिन्कार्ये सक्तमहैतुकम् ॥
अतत्त्वार्थवदल्पं च तत्तामसमुदाहृतम् ॥२२॥

تموگنی گیان (۲۲) جو علم ایک محدود صورت کو بلا دلیل محیط تسلیم کرکے اوس میں گرفتار ہو جاتا ہے اور راستی سے خلاف اور ہیچ ہے وہ ادنیٰ بیان کیا گیا ہے۔

جُزو میں کُل کو مُقیّد مان لینا بے دلیل ۔ خاصہ اُس علم کا ہے جو ہے ناچیز و ذلیل

नियतं संगरहितमरागद्वेषतः कृतम् ॥
अफलप्रेप्सुना कर्म यत्तत्सात्त्विकमुच्यते ॥२३॥

ستوگنی کرم (۲۳) نتیجہ پر نظر نہ رکھنے والے جس لازمی فعل کو بھلا اور بُرا نہ سمجھکر بے تعلقی سے کرتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کا کہلاتا ہے۔

دُور کرکے دِل سے پندار و ریا بیم و رجا ۔ فرض انسانی ادا کرتا ہے اعلیٰ المشغلہ

جن اشخاص کا علم منتر ۲۰ کے مطابق اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اونسے اعلیٰ درجے کے فعل سرزد ہوتے ہیں

यत्तु कामेप्सुना कर्म साहंकारेण वा पुनः ॥
क्रियते बहुलायासं तद्राजसमुदाहृतम् ॥२४॥

رجوگنی کرم (۲۴) خواہش مند اور مغرور انسان جن فعلوں کو بہت مشقت سے کرتے ہیں وہ اوسط درجہ کے کہلاتے ہیں۔

جسمیں بہبودی کی خاطر آرزو مند آدمی ۔ شوق سے کرتے ہیں محنت ہے وہ کارِ دُنیوی

جن لوگوں کا علم منتر ۲۱ کے موافق محدود ہوتا ہے اونسے بیم و رجا کے فعل صادر ہوتے ہیں۔

अनुबंधं क्षयं हिंसामनवेक्ष्य च पौरुषम् ॥
मोहादारभ्यते कर्म यत्तत्तामसमुच्यते ॥२५॥

تموگنی کرم (۲۵) مآل کار- نقصان- ایذا اور ذاتی طاقت کا لحاظ نکر کے جو فعل جہالت سے کیا جاتا ہے اوس کو ادنیٰ درجہ کا فعل کہتے ہیں۔

جس سے پیدا ہو خرابی رنج و کلفت اور زیاں	ایسا ادنیٰ کام کرنا ہے طریق جاہلاں

جن لوگوں کے جہل کا بائیسویں منتر میں بیان ہوا ہے اونکے افعال بھی ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔

मुक्तसंगोऽनहंवादी धृत्युत्साहसमन्वितः॥
सिद्ध्यसिद्ध्योर्निर्विकारः कर्त्ता सात्विक उच्यते॥२६॥

ستوگنی کرتا (۲۶) جو فاعل تعلق اور پندار سے بری ہے- استقلال اور ہمت رکھتا ہے اور کامیابی اور ناکامی میں مطمئن رہتا ہے اوس کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہے۔

مردم بافیض اپنا فرض کرتا ہے ادا	ہو کے بے بیم و رجا اور واقف تسلیم و رضا

اس منتر کا بیسویں اور تئیسویں منتروں سے تعلق ہے۔

रागी कर्मफलप्रेप्सुर्लुब्धो हिंसात्मकोऽशुचिः॥
हर्षशोकान्वितः कर्त्ता राजसः परिकीर्तितः॥२७॥

رجوگنی کرتا (۲۷) جو فاعل غرضمند افعال کا نتیجہ چاہنے والا- حریص- بیرحم اور ناپاک ہے اور خوشی اور رنج کو مانتا ہے اوسے اوسط درجہ کا کہتے ہیں۔

دنیوی عامل ہے کم ہمت و غرضمند آدمی	بیحیا حاسد حریص اور تابع رنج و خوشی

یہ منتر اکیسویں اور چوبیسویں منتر سے تعلق رکھتا ہے

अयुक्तः प्राकृतः स्तब्धः शठो नैष्कृतिकोऽलसः॥
विषादी दीर्घसूत्री च कर्त्ता तामस उच्यते॥२८॥

تموگنی کرتا (۲۸) جو فاعل جاہل- بے تمیز- ضدی- فریبی- کینہ ور- کاہل- روتی شکل اور سست ہے وہ ادنیٰ درجہ کا کہلاتا ہے۔

عاہل ادنیٰ ہی جاہل بد تمیز و بے ہنر		سست روئی شکل مندی سر پسند و کینہ ور	

یہ منتر اوپر کے بائیسویں اور پچیسویں منتروں سے متعلق ہے۔

बुद्धेर्भेदं धृतेश्चैव गुणतस्त्रिविधं शृणु ॥
प्रोच्यमानमशेषेण पृथक्त्वेन धनंजय ॥ २९॥

بدھی یعنی عقل اور دہرتی یعنی استقلال کی تین قسمیں

(۲۹) اے ارجن میں عقل و استقلال کی تین قسموں کو جو کہ صفاتی مدارج کے لحاظ سے قرار دیگئی ہیں علیحدہ علیحدہ اور باتفصیل ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

عقل و استقلال کے تینوں مدارج کا بیان		حسب تقسیمِ صفاتی مجھسے سُن اے مہرباں	

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च कार्याकार्ये भयाभये ॥
बंधं मोक्षं च या वेत्ति बुद्धिः सा पार्थ सात्त्विकी ॥३०॥

ستوگنی بدھی

(۳۰) اے ارجن جو عقل پابندی اور آزادی امر اور نہی خوف اور بیخوفی قید اور نجات کو تمیز کرتی ہے وہ اعلیٰ ہے۔

آشکارا جس سے ہوں قید نجات امر و نہی		وصل و ہجراں ترک و اخذ اعلیٰ ہے وہ فرزانگی	

جس عقل نے منتر ۲۰ و ۲۳ اور ۲۶ کے معنی حل کر لئے ہیں وہ کامل ہے۔

यया धर्ममधर्मं च कार्यं चाकार्यमेव च ॥
अयथावत्प्रजानाति बुद्धिः सा पार्थ राजसी ॥ ३१॥

رجوگنی بدھی

(۳۱) اے ارجن جو عقل راستی ناراستی امر اور نہی کی حقیقت کو نہیں جانتی وہ اوسط درجہ کی ہے۔

حق و باطل نیک و بد کو جو نہیں پہچانتی		درجۂ اوسط کی کہلاتی ہے وہ دانشوری	

اس قسم کی عقل منتر ۲۱ و ۲۴ و ۲۷ کے معنی کو جنکا اوس سے تعلق ہے کامل طور پر نہیں سمجھ سکتی۔

अधर्मं धर्ममिति या मन्यते तमसावृता ॥
सर्वार्थान्विपरीतांश्च बुद्धिः सा पार्थ तामसी ॥ ३२॥

(۳۲) تموگنی بدہی - اے ارجن جو عقل تیرہ ہو کر ناراستی کو راستی مانتی ہے اور ہر شے کو اوس کے برعکس سمجھتی ہے وہ ادنیٰ درجہ کی ہے۔

حق کو باطل جاننا جھوٹے کو سچا ماننا		خاصہ ہے لے دلاور سب سے کمتر عقل کا	

یہ وہ عقل ہے جس کا منتر ۲۲ و ۲۵ و ۲۸ سے تعلق ہے اور جس نے جہالت کا طوفان سارے عالم میں مچا رکھا ہے۔

धृत्या यया धारयते मनः प्राणेंद्रियक्रियाः॥
योगे नाव्यभिचारिण्या धृतिः सा पार्थ सात्विकी॥३३॥

(۳۳) ستوگنی دہرتی - اے ارجن جس سچے استقلال کی مدد سے دل نفس اور حواس فعل۔ بذریعہ یوگ ضبط کئے جاتے ہیں وہ اعلیٰ ہے۔

ضبط دل ضبط نفس ضبط حواس ظاہری		ہیں یہ اعلیٰ برکتیں لاجنب استقلال کی	

اس قسم کے استقلال کی بدولت علم۔ فعل۔ فاعل۔ اور عقل کے وہ اعلیٰ درجے جن کا بیان منتر ۲۰ و ۲۳ و ۲۶ اور ۳۰ میں ہو چکا ہے حاصل ہوتے ہیں۔

यया तु धर्मकामार्थान्धृत्या धारयतेऽर्जुन॥
प्रसंगेन फलाकांक्षी धृतिः सा पार्थ राजसी॥३४॥

(۳۴) رجوگنی دہرتی - اے ارجن جس استقلال کے وسیلہ سے اہل غرض دلی شوق کے ساتھ عقائد مذہبی۔ خواہشات نفسانی اور مطالب دنیوی کو پورا کرتے ہیں وہ اوسط درجے کا ہے۔

باغرض ہے وہ ارادت جس سے کوئی خود پسند		دین و دنیا عیش و عشرت کیلئے ہو کاربند	

اس قسم کے استقلال کی مدد سے علم۔ فعل۔ فاعلیت اور عقل کے وہ متوسط درجے جن کا ۲۱ و ۲۴ و ۲۷ اور ۳۱ منتر میں ذکر ہوا ہے حاصل ہوتے ہیں۔

यया स्वप्नं भयं शोकं विषादं मदमेव च॥

न विमुंचति दुर्मेधा धृतिः सा पार्थ तामसी ॥ ३५॥

تموگنی دھرتی (٣٥) اے ارجن جس کچے استقلال سے خواب غفلت - خوف - رنج - تکلیف اور حماقت نہیں چھٹتی وہ ادنیٰ ہے -

راتدن انکی غلامی ہے دلیل بزدلی		خوف وخطرہ رنج وکلفت غفلت وبیہودگی

اس قسم کا کچا استقلال انسان کا تنزل علم - فعل - فاعلیت اور عقل کے اون ادنیٰ درجوں میں کرتا ہے جن کی کیفیت منتر ٢٢ و ٢٥ و ٢٨ اور ٣٢ میں ظاہر کی گئی ہے اور وہ جہالت کو بڑھاکر انسان کو اعلیٰ درجہ کی طرف ترقی کرنے سے باز رکھتا ہے -

सुखं त्विदानीं त्रिविधं शृणु मे भरतर्षभ ॥
अभ्यासाद्रमते यत्र दुःखान्तं च निगच्छति ॥ ३६॥
यत्तदग्रे विषमिव परिणामेऽमृतोपमम् ॥
तत्सुखं सात्त्विकं प्रोक्तमात्मबुद्धिप्रसादजम् ॥ ३७॥

ستوگنی سکھ (٣٦) اے ارجن اب تو مجھسے آرام کی تینوں قسموں کا حال سن جو آرام (شغل کی) مزاولت سے میسر ہوتا ہے تکلیف کا خاتمہ کرتا ہے -

شغل سے ہوتا ہے جسمیں کاہشوں کا خاتمہ		تجھکو آرام سہ گانہ کا سناؤں تذکرہ

(٣٧) ابتدا میں زہر کی مانند اور انجام میں آبحیات کی مانند معلوم ہوتا ہے اور علم ذات کے سرور سے پیدا ہوتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا بیان کیا گیا ہے -

سب سے درجہ میں بڑا ہے وہ سرور علم ذات		ابتدا میں زہر سا ہو آخر میں آب حیات

تینتیسویں ٣٣ منتر میں دل - نفس اور حواس کو استقلال کے ساتھ ضبط کرنیکی جو ہدایت کی گئی ہے اوس پر عمل کرنے سے یہ آرام حاصل ہوتا ہے ابتدا میں ضبط کی مزاولت دقت طلب اور ناگوار معلوم ہوتی ہے مگر جب شاغل اوس کو استقلال کے ساتھ روزمرہ بڑھاتے ہیں تب اوس سے بطون میں ایک کیف پیدا ہوتا ہے جس کو آرام خالص کہنا چاہیے -

विषयेंद्रियसंयोगाद्यत्तदग्रेऽमृतोपमम्॥
परिणामे विषमिव तत्सुखं राजसं स्मृतम्॥३८॥

راجگنی سکھ

(٣٨) جو آرام حس اور محسوس کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتا ہے اور ابتدا میں آبحیات اور انجام میں زہر معلوم ہوتا ہے وہ اوسط درجہ کا مانا گیا ہے۔

نفس کو محسوس ہو اول جو آبِ زندگی		ہے سمِ قاتل ہے وہ آخرکار لطفِ دُنیوی

جسمانی آسایش اور دنیاوی خوشی اصلی آرام نہیں ہیں اور وہ انجام میں تکلیف دہ ہوتی ہیں مگر اہل دُنیا انہیں کو اعلیٰ درجہ کا آرام جانتے ہیں۔

यदग्रे चानुबंधे च सुखं मोहनमात्मनः॥
निद्रालस्यप्रमादोत्थं तत्तामससमुदाहृतम्॥३९॥

تموگنی سکھ

(٣٩) جو آرام ابتدا اور انجام دونوں میں اِنسان کو غافل کر دیتا ہے اور نیند سستی اور عیش و عشرت سے پیدا ہوتا ہے وہ ادنیٰ درجہ کا کہا گیا ہے۔

عیش و عشرت خواب و خورِ بیدانشی و کاہلی		جس سے پیدا ہوں وہ آسایش ہے ادنیٰ قسم کی

ایسی آرام طلبی انسان کو شروع میں خوار کرتی ہے اور آخر میں آزار پہونچاتی ہے۔

नतदस्ति पृथिव्यां वा दिवि देवेषु वा पुनः॥
सत्वं प्रकृतिजैर्मुक्तं यदेभिः स्यात्त्रिभिर्गुणैः॥४०॥

صفت سہ گانہ سے عالم کا وجود ہے

(٤٠) زمین - عالم فضا اور عالم ملائک میں کوئی وجود ایسا نہیں ہے جو کہ قدرت کی صفت سہ گانہ سے بری ہو۔

کون ہے ارض و سما اور عالم ملکوت میں۔		جلوہ گر جسمیں نہیں تینوں صفاتی قوتیں

زمین کی موجودات میں کل جمادات نباتات اور حیوانات شامل ہیں

عالم فضا میں خلا۔ ہوا۔ بادل۔ بجلی۔ ستارے داخل ہیں۔

دیولوک یعنی عالم ملائک کا اشارہ ادن سات لطیف قوتوں پر ہے جو حس اور محسوس بنکر

مجموعی طور پر عالم کو نظام دیتی ہیں۔

ब्राह्मण क्षत्रिय विशां शूद्राणां च परंतप ॥
कर्माणि प्रविभक्तानि स्वभाव प्रभवैर्गुणैः ॥४१॥

صفات سہ گانہ کی تقسیم سے چاروں کی پیدائش ہے	(۴۱) اے ارجن برہمن چھتری ویش اور شودر کے افعال قدرت کی صفات کے بموجب تقسیم کئے گئے ہیں۔
برہمن چھتری و ویش و شودر کے افعال میں	قاعدہ سے رونما ہیں مختلف خاصیتیں

انسان کی چار فرقوں میں تقسیم قانون قدرت کے بموجب ہوئی ہے پس دنیا میں کوئی ملک ان چار فرقوں سے خالی نہیں ہے جن لوگوں کو قدرت نے علم الوہیت اور اوس کی تلقین کا مادہ بخشا ہے وہ رہنمائے حق اور پیشوائے مذہب قرار دیے گئے ہیں۔ جن لوگوں کو قدرت نے شجاعت اور حکمرانی کا اقتدار عطا کیا ہے وہ حاکم سردار اور والئے ملک مانے گئے ہیں جن انسانوں نے تجارت اور کاروبار دنیوی کی قابلیت قدرت سے حاصل کی ہے وہ تاجر اور کاشتکار ہو گئے ہیں۔ جن اشخاص کو مندرجہ بالا صفتوں میں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوئی وہ خدمت کا پیشہ اختیار کرکے اون تینوں فرقوں کے مددگار بنتے ہیں۔

ان چاروں فرقوں کے بغیر دنیوی کاروبار اور ضروریات کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے ویسے ہی برہمن کو منھ چھتری کو بازو ویش کو ران اور شودر کو پاؤں بیان کیا ہے اور وہ ایک تلازمہ ہے جیسے ان چاروں فرقوں کا ایک جسم قرار دیکر ہر ایک فرقہ کو بلحاظ منصب اوس کا خاص حصہ بتایا ہے برہمن کو منھ اسواسطے کہا ہے کہ کلام کا ادا ہونا اور تعلیم و تلقین کے سلسلہ کا جاری رہنا زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ چھتری کو بازو اس لئے فرض کیا ہے کہ شجاعت کا صدور اور قوت کا ظہور بازو سے ہوتا ہے ویش کو ران سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ برہمن اور چھتری دونوں کے فرائض منصبی کا

ادا ہونا اوس کی کوشش پر منحصر ہے۔

شودر کو اس وجہ سے پانوں مانا ہے کہ برہمن چھتری اور ویش تینوں کے کاروبار کا اوسکی خدمت پر دارومدار اس طور پر ہے جیسے تمام جسم کا بوجھ پانوں پر ہوتا ہے اور جسم پانوں کے بغیر معذور ہوجاتا ہے۔

शमो दमस्तपः शौचं क्षांतिरार्जवमेव च ॥
ज्ञानं विज्ञानमस्तिक्यं ब्रह्मकर्म स्वभावजम् ॥४२॥

برہمن کی تعریف (۴۲) دل اور حواس کا ضبط کرنا۔ زہد۔ پاک باطنی۔ حلم۔ راستی۔ علم اشراق اور تسلیم الوہیت برہمن کا فرض ہے۔

ضبط نفس و دل صفا و زہد صدق و انکسار		علم ظاہر عشق باطن ہی برہمن کا شعار

جو انسان ان آٹھ صفتوں سے موصوف ہے وہ اصلی برہمن ہے باقی منصوعی ہیں۔

शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् ॥
दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥४३॥

چھتری کی تعریف (۴۳) شجاعت۔ جلال۔ استقلال۔ زیرکی جنگ میں قدم نہ ہٹانا خیرات دینا اور حکمرانی کرنا چھتری کا فرض ہے۔

شان استقلال ہیبالی شجاعت زیرکی		فیض اور فرمانروائی ہیں صفات چھتری

ان اوصاف کے رکھنے والے چھتری کا ملنا موجودہ زمانہ میں مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

कृषिगौरक्ष्यवाणिज्यं वैश्यकर्म स्वभावजम् ॥
परिचर्यात्मकं कर्म शूद्रस्यापि स्वभावजम् ॥४४॥

ویش اور شودر کی تعریف (۴۴) کھیتی۔ گلہ بانی اور بیوپار ویش کا فرض ہے۔ خدمت کے متعلق جو کام ہیں اون کا کرنا شودر کا فرض ہے۔

گلہ بانی کھیتی اور بیوپار ہے ویشوں کا فرض		خدمت فرمانبری ان سبکی ہی شدر کا فرض

स्वे स्वे कर्मण्यभिरतः संसिद्धिं लभते नरः ॥
स्वकर्मनिरतः सिद्धिं यथा विंदति तच्छृणु ॥४५॥

فرض متعلقہ کا پورا کرنا کامیابی کا ذریعہ ہے

(۴۵) انسان اپنے فرض کو ادا کر کے کمال کے درجہ پر پہونچتا ہے وہ اپنا فرض کرتے ہوتے جس طریقے سے کمال کو حاصل کرتا ہے اوس کا حال سن۔

سب کو ملتا ہے ادائے فرض سے اوجِ کمال	جس طریقت کی بموجب میں سناتا ہوں وہ حال

यतः प्रवृत्तिर्भूतानां येन सर्वमिदं ततम् ॥
स्वकर्मणा तमभ्यर्च्य सिद्धिं विंदतिमानवः ॥४६॥

کمال کی حاصل کرنیکا طریقہ

(۴۶) جس سے کل مخلوقات نے وجود پایا ہے اور جو اس سارے عالم میں محیط ہے انسان اپنے فرض کی تکمیل سے اوس کی اطاعت کا اظہار کر کے کمال کو حاصل کرتا ہے۔

سب کی پیدایش ہے جس سے سب میں ہے جسکا جمال	اسکی طاعت کی بجالانیمیں ہے کسب کمال

۴۵ اور ۴۶ منتر سے صاف ثابت ہے کہ قدرت نے کمال کا حاصل کرنا کسی ایک فرقہ کے واسطے مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ طالب میں صرف اون صفتوں کا موجود ہونا جن کا حوالہ منتر ۴۲ کی تشریح میں دیا گیا ہے ضروری ہے اور لازمی ہے۔

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मोत्स्वनुष्ठितात् ॥
स्वभावनियतंकर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्विषम् ॥४७॥

فرض متعلقہ کو فرض غیر متعلقہ پر ترجیح ہے

(۴۷) اپنے فرض کا ناکمل طور پر ادا کرنا کسی دوسرے فرض کے کامل طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے طبعی فرض کے ادا کرنے سے انسان گنہگار نہیں ہوتا۔

کار بیجا پر ادائے فرض کو ہے برتری	پیرو احکام قدرت ہے گناہ ہونے بری

جو شخص اپنے منصبی فرض کو چھوڑ کر دوسروں کے فرائض اختیار کر لیتا ہے وہ احکام قدرت

کی مخالفت کرتا ہے نیکی کو غارت کرتا ہے اور بدی کا باعث ہو جاتا ہے۔

सहजं कर्म कौंतेय सदोषमपि न त्यजेत् ॥

सर्वारंभा हि दोषेण धूमेनाग्निरिवावृता ॥४८॥

ادنیٰ فرائض کا ادا کرنا لازمی ہے۔

(۴۸) اے ارجن اپنے فرض کا گو وہ ادنیٰ درجہ کا ہو چھوڑنا لازم نہیں ہے کیونکہ کل فرائض عیب سے ایسے گھرے ہوتے ہیں جیسے کہ آگ دھوئیں سے گھری ہوتی ہے۔

فرض گو ادنیٰ ہو ناواجب ہے اسکا چھوڑنا	لازم و ملزوم ہیں نار و دُخاں فعل و جزا

چاروں فرقوں میں سے کسی کا اپنے منصب پر غرور کرنا بجا نہیں ہے۔

असक्तबुद्धिः सर्वत्र जितात्मा विगतस्पृहः ॥

नैष्कर्म्यं सिद्धिं परमां संन्यासेनाधिगच्छति ॥४९॥

دونوں کے فرائض کو صفائی اور جان کو ذاتی جوہر جاننا فعل سے بریت ہے

(۴۹) جو سب سے بے تعلقی اختیار کرتا ہے اپنے دل کو قابو میں لے آتا ہے اور خواہشوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ تارک ہو کر فعل سے بری ہونے کے اعلیٰ درجہ پر پہونچتا ہے۔

بے طمع روشندل و آزادہ رو ہی جو بشر	جاگزیں ہوتا ہی ترک ترک کی معراج پر

ہر شخص کے لئے کمال کا حاصل کرنا دل کے قابو کرنے پر منحصر ہے۔

सिद्धिं प्राप्तो यथा ब्रह्म तथाप्नोति निबोध मे ॥

समासेनैव कौंतेय निष्ठा ज्ञानस्य या परा ॥५०॥

فعل سے بریت پانا برہم میں وصل ہونیکا ذریعہ ہے

(۵۰) اے ارجن انسان کمال کو حاصل کر کے جیسا برہم کو پاتا ہے اور جیسے علم ذات سے ماہر ہوتا ہے اوس کا مجمل بیان سن

ذات میں ہوتا ہی جس سے مرد کامل کا وصال	مجملاً اس علم حق کا بیان کرتا ہوں حال

عقل بوجہ پندار کی آلایش کے کثیف ہوتی ہے آلایش کے رفع ہونے پر عقل سلیم پیدا ہوتی ہے اور اسی کا نام برہم میں وصل ہوتا ہے۔

बुद्ध्या विशुद्धया युक्तो धृत्यात्मानं नियम्यच ॥
शब्दादीन्विषयांस्त्यक्त्वा रागद्वेषौ व्युदस्यच ॥५१॥
विविक्तसेवी लघ्वाशी यतवाक्कायमानसः ॥
ध्यानयोगपरो नित्यं वैराग्यं समुपाश्रितः ॥५२॥
अहंकारंबलं दर्पं कामं क्रोधं परिग्रहम् ॥
विमुच्य निर्ममः शांतो ब्रह्मभूयाय कल्पते ॥५३॥

(۵۱) جو اپنی عقل کو کثافت سے پاک کرکے دل کو استقلال کے ساتھ [میں وصل ہونیکا طریقہ]
[...]ع کرکے۔ صوت وغیرہ محسوسات سے بے تعلق ہوکر اور شوق و نفرت کو چھوڑکر۔
(۵۲) تنہائی اختیار کرتا۔ قلیل غذا کھاتا ہے۔ زبان جسم اور دل کو قابو میں لاتا ہے اور
[...]شہ تصوّر میں مشغول اور عشق حقیقی میں مسرور رہتا ہے۔
(۵۳) وہ انانیت۔ تکبر۔ خودنمائی۔ خواہش۔ غصہ اور شوق سے بری ہوکر واجب الوجود میں
[و]صل ہوجاتا ہے

عقل کو دیکر جلا کوشش سے دلکو تھام کر جسکا شیوہ یادِ حق ہے دل زبان و جسم سے زعم انانیت تکبر حرص غصہ خواہشات	شوق نفرت چھوڑکر قادر ہے جو احساس پر اعتدال و سادگی وجہ مسرت ہیں جسے رفع ہوجاتے ہیں جبدم اسکو ملتی ہے نجات

واجب الوجود میں وصل ہونیکا جو عملی طریقہ اس منزل میں مجمل طور پہ بیان کیا گیا ہے اوسکی تشریح
[...] ہے کہ شاغل ضبط حواس کی مدد سے پہلے حواس کا تعلق محسوسات سے ہٹاتا ہے پھر وہ اپنی توجہ کو
[...]حواس کی طرف جانے سے روک کر قرار اور سکون حاصل کرتا ہے اور اپنی قوت متخیلہ کو آتم دھیان
[...]یعنی ذات کے تصوّر میں لگاتا ہے اس کے بعد انبھو یعنی علم اشراق جو واجب الوجود کا جلوہ ہے
[...] اوسپر آشکارا ہوجاتا ہے اور وہ اوسی میں دلبستگی رکھتا ہے۔

ब्रह्मभूतः प्रसन्नात्मा न शोचति न कांक्षति ॥

समः सर्वेषु भूतेषु मद्भक्तिं लभते पराम् ॥५४॥

برہم میں وصل ہونیکے بعد انسان کی حالت

(۵۴) جو بشر واجب الوجود میں وصل ہو کر اطمینان حاصل کرتا ہے بیم و رجا کو چھوڑ دیتا ہے اور کُل مخلوقات کو مساوی سمجھتا ہے اُسکے دل میں میرا سچا عشق پیدا ہوتا ہے۔

	دُور ہوں جب قلب سے وہم خودی بیم و رجا		عینیت سے پاک مسکن ہے وہ میرے عشق کا

صفات ایک سمندر کی مانند ہے اور افعال بمنزلہ لہروں کے اوس سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات مثل آفتاب کے ہے جس کا عکس اوس سمندر میں پڑتا ہے اور لہروں کی حرکت کے باعث ہلتا ہوا معلوم ہوتا ہے لہروں کے مٹ جانے پر آفتاب کا عکس سمندر میں قایم نظر آتا ہے اور عکس کے مشاہدہ سے آفتاب کا سمندر اور لہروں سے علیحدہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः॥

ततो मां तत्त्वतो ज्ञात्वा विशते तदनंतरम् ॥५५॥

ذات میں وصل ہونیکا طریق

(۵۵) وہ اُس عشق کی بدولت میری حقیقت سے کامل طور پر واقف ہو جاتا ہے اور پوری واقفیت حاصل کر کے مجھ میں وصل ہو جاتا ہے۔

جذب کامل سے ہو جب پیش نظر میرا جمال		عشق کر دیتا ہے مجھ میں میرے طالب کا وصال	

جب انسان کی رسائی علم کُلیت کی منزل تک ہو جاتی ہے اُسوقت اوسے خورشید ذات کا پر تو اپنے بطون میں نظر آتا ہے اور اوس کے دیدار کا عشق پیدا ہوتا ہے جس کے وسیلہ سے وہ اپنی ہستی کے ذرے کو اوسکے بے انتہا جلال میں فنا کر دیتا ہے۔

نظم

	در بادیِ عشق صرفہ جان آنکو کہ فدائے عشق یار است بیجان و تن است در تن و جان		زیبا نہ بود بہ پیش جانان اورا بہ تن و بجان چہ کار است آرام گہش کنار جانان	

در سجدہ فنا قدم گذارد در راہِ یگانہ خاک گشتہ باید کہ دولت صفا پذیرد این است دلی رہ خدائی		پرداستے وجود و جان ندارد از موت و حیات پاک گشتہ جز رنگ یگانگی نگیرد جز این ہمہ باطل و ہوائی	

सर्वकर्माण्यपि सदा कुर्वाणो मद्व्यपाश्रयः ॥
मत्प्रसादादवाप्नोति शाश्वतं पदमव्ययम् ॥५६॥

وصال ذات

(۵۶) جو میری پناہ میں آتا ہے وہ سب فعلوں کو کرتا ہوا بھی میرے فضل سے قدیم اور لازوال منزل پر پہونچتا ہے۔

میرا بندہ کاروبارِ دنیوی کرتا ہوا		میری رحمت سے ہے رہ ہر منزلِ جاوید کا	
خواہی کہ درون خویش مولیٰ یابی در جہل چلہ انچہ نہ پیدا یابی		با خاص باخلاص نفیس تا یابی از یک نظرہ خاص ہویدا یابی	

चेतसा सर्वकर्माणि मयि संन्यस्य मत्परः ॥
बुद्धियोगमुपाश्रित्य मच्चित्तः सततं भव ॥५७॥

وصال ذات کیلئے علم حقیقت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۵۷) تو اپنے سب فعلوں کو دل سے میرے حوالے کرکے میرا طالب ہو اور معرفت کے طریقہ سے میرے تصوّر میں ہمیشہ مشغول رہ۔

عشق و عرفان کے وسیلہ سے تمام افعال کا		ذمہ ور مجھکو بنا کر مجھ میں اپنا دل لگا	

فاعلیت کا پندار ترک کرنے سے فنا کی منزل تک رسائی ہوتی ہے، اس کے بعد جو علم ذات آشکارا ہوتا ہے اوسمیں تصور کے قائیم رکھنے سے وصال کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

मच्चित्तः सर्वदुर्गाणि मत्प्रसादात्तरिष्यसि ॥
अथ चेत्त्वमहंकारान्न श्रोष्यसि विनंक्ष्यसि ॥५८॥

علم حقیقت سے کشایش باطن ہوتی ہے۔

(۵۸) تو میرا تصور کرکے میرے فضل سے سب مشکلات پر عبور پا دیگا

समः सर्वेषु भूतेषु मद्भक्तिं लभते पराम् ॥५४॥

برہم میں وصل ہونیکے بعد انسان کی حالت

(۵۴) جو بشر واجب الوجود میں وصل ہو کر اطمینان حاصل کرتا ہے بیم و رجا کو چھوڑ دیتا ہے اور کل مخلوقات کو مساوی سمجھتا ہے اسکے دل میں میرا سچا عشق پیدا ہوتا ہے۔

دور ہوں جس قلب سے وہم خودی بیم و رجا		غیریت سے پاک مسکن ہے وہ میرے عشق کا

صفات ایک سمندر کی مانند ہے اور افعال بمنزلہ لہروں کے اوس سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات مثل آفتاب کے ہے جس کا عکس اوس سمندر میں پڑتا ہے اور لہروں کی حرکت کے باعث ہلتا ہوا معلوم ہوتا ہے لہروں کے مٹ جانے پر آفتاب کا عکس سمندر میں قایم نظر آتا ہے اور عکس کے مشاہدے سے آفتاب کا سمندر اور لہروں سے علیحدہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः ॥

ततो मां तत्त्वतो ज्ञात्वा विशते तदनंतरम् ॥५५॥

ذات میں وصل ہونیکا طریقہ

(۵۵) وہ اس عشق کی بدولت میری حقیقت سے کامل طور پر واقف ہو جاتا ہے اور پوری واقفیت حاصل کر کے مجھ میں وصل ہو جاتا ہے۔

جذب کامل سے ہو جب پیش نظر میرا جمال		عشق کر دیتا ہے مجھ میں میرے طالب کا وصال

جب انسان کی رسائی علم کلیت کی منزل تک ہو جاتی ہے اسوقت اوسے خورشید ذات کا پرتوہ اپنے بطون میں نظر آتا ہے اور اوس کے دیدار کا عشق پیدا ہوتا ہے جس کے وسیلہ سے وہ اپنی ہستی کے ذرے کو اوسکے بے انتہا جلال میں فنا کر دیتا ہے۔

نظم

دربادیٔ عشق صرفہ جان		زیبانہ بود بہ پیش جانان
آنکو کہ فدائے عشق یار است		اورا بہ تن و بجان چہ کار است
بیجان و تن است در تن و جان		آرام گہش کنار جانان

در سجدہ فنا قدم گذارد	پرداستے وجود و جان ندارد
در راہِ یگانہ خاک گشتہ	از موت و حیات پاک گشتہ
باید کہ دولت صفا پذیرد	جز رنگ یگانگی نگیرد
این است دلی رہ خدائی	جز این ہمہ باطل و ہوائی

सर्वकर्माण्यपि सदा कुर्वाणो मद्व्यपाश्रयः॥
मत्प्रसादादवाप्नोति शाश्वतं पदमव्ययम्॥५६॥

وصال ذات

(۵۶) جو میری پناہ میں آتا ہے وہ سب فعلوں کو کرتا ہوا بھی میرے فضل سے قدیم اور لازوال منزل پر پہونچتا ہے۔

میرا بندہ کاروبار دُنیوی کرتا ہوا	میری رحمت سے ہے رہ ہر و منزل جاوید کا
خواہی کہ درون خویش مولیٰ یابی	با خاص با خلاص تعین تا یابی
در چہل چلہ انچہ نہ پیدا یابی	از یک نظر خاص ہویدا یابی

चेतसा सर्वकर्माणि मयि संन्यस्य मत्परः॥
बुद्धियोगमुपाश्रित्य मच्चित्तः सततं भव॥५७॥

وصال ذات کیلئے علم حقیقت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۵۷) تو اپنے سب فعلوں کو دل سے میرے حوالے کرکے میرا طالب ہو اور معرفت کے طریقہ سے میرے تصوّر میں ہمیشہ مشغول رہ۔

عشق و عرفان کے وسیلہ سے تمام افعال کا	ذمہ ور مجھکو بناکر مجھ میں اپنا دل لگا

فاعلیت کا پندار ترک کرنے سے فنا کی منزل تک رسائی ہوتی ہے اس کے بعد جو علم ذات آشکارا ہوتا ہے اوسمیں تصوّر کے قائم رکھنے سے وصال کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

मच्चित्तः सर्वदुर्गाणि मत्प्रसादात्तरिष्यसि॥
अथ चेत्त्वमहंकारान्न श्रोष्यसि विनङ्क्ष्यसि॥५८॥

علم حقیقت سے کشایش باطن ہوتی ہے۔

(۵۸) تو میرا تصور کرکے میرے فضل سے سب مشکلات پر عبور پا دیگا

جو تو پندار کے سبب سے میرے اِس کلام کو نہیں مانیگا برباد ہو گا۔

مشکلات آسان ہو جائینگی میرے فضل سے زعم سے اپنے فنا ہو جائیگا اے ہوشمند		ادس بشر کی دل سے جو میرا تصور باندھے گر تو میری اِس نصیحت پر نہو گا کاربند	

تصور ذات کے قایم رکھنے سے مکتی یعنی نجات حاصل ہوتی ہے۔ پندار کی وجہ سے واہمات میں گرفتار ہو جانا بندھ یعنی قید ہے۔

यदहंकार माश्रित्य न योत्स्य इति मन्यसे ॥
मिथ्यैषव्यवसायस्ते प्रकृतिस्त्वांनियोक्ष्यति ॥५९॥

علم حقیقت کے حاصل کئے بغیر افعال اختیاری معلوم ہوتے ہیں۔

(۵۹) پندار کی وجہ سے جو تیرا خیال ہے کہ میں نہیں لڑوں وہ غلط ہے کیوں کہ خاصہ قدرت تجھسے جنگ کرائیگا۔

خاصہ تیری طبیعت کا لڑائیگا تجھے۔		میں نہیں لڑنیگا ایسا عزم باطل چھوڑ دے	

ارجن کا جنگ سے انکار کرنا اور اپنے آپ کو جنگ کرنیوالا ماننا پندار اور نادانی کا فعل تھا۔

स्वभावजेन कौंतेय निबद्धः स्वेन कर्मणा ॥
कर्तुंनेच्छसि यन्मोहात्करिष्यस्यवशोऽपितत् ॥६०॥

علم حقیقت فعل کے صدور کو جبر قدرت ثابت کرتاہے۔

(۶۰) اے ارجن جس فعل کے کرنے سے تو بوجہ نادانی انکار کرتاہے وہ تجھے اپنے طبعی فرض سے مجبور ہو کر بے اختیاری کی حالت میں کرنا ہو گا۔

اُس کے کرنیکے لئے قدرت سے تو مجبور ہے		تیری ناقص فہم کو جو فعل نا منظور ہے۔	

چونکہ ارجن قوم کا چھتری تھا اور چھتری کا جنگ راستی سے قدم نہ ہٹانا فرض تھا اور اوس فرض نے اوسکو جنگ پر آمادہ کیا تھا اِسلئے میدان میں آکر اوس کا جنگ سے انکار کرنا حکم قدرت کے برخلاف اور فعل نادانی تھا۔

ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति ॥

भ्रामयन्सर्वभूतानि यंत्रारूढानि मायया ॥६१॥

(۶۱) اے ارجن واجب الوجود سب مخلوقات کے دل میں مقیم ہو کر اونکو اپنی قدرت کاملہ کے چرخ پر پھراتا ہے

قادر مطلق حرکات قلبی کے ذریعے فعل کرتا ہے

قادر مطلق ہے کل جسموں کے اندر جلوہ گر	سب کو حکمت سے پھراتا ہے صفائی چرخ پر
ذاتت ہمہ صفات جامع در تو بر خود تو عبث تہمت ہستی داری	ز آن نور حقیقت است لامع در تو حق است کہ شد قایل و سامع در تو

तमेव शरणं गच्छ सर्वभावेन भारत ॥
तत्प्रसादात्परां शांतिं स्थानं प्राप्स्यसि शाश्वतम् ॥६२॥

(۶۲) اے ارجن تو سب طرح سے اوسی کی پناہ میں آ کیونکہ اوس کے فضل سے تو اعلیٰ سکون (قلب) کے بے زوال مقام پر پہونچے گا۔

قلب میں قادر مطلق کی تلاش واجب ہے

اے دلا ہر نفس میں لے اوسی کا آسرا	مرکز تسکین و استغنا تجھے ملجائے گا
سالک کہ ز راہ چشم دل بینا شد دانست کہ من قطرہ دریا ہستم	در چشم دلش حقیقتے پیدا شد دانست جہان چشم زدن دریا شد

इति ते ज्ञानमाख्यातं गुह्याद्गुह्यतरं मया ॥
विमृश्यैतदशेषेण यथेच्छसि तथा कुरु ॥६३॥

(۶۳) یہ نہایت پوشیدہ معرفت کے اسرار میں نے بیان کئے ہیں پہلے تو اونکو خوب سمجھ لے پھر تیری جیسی مرضی ہو ویسا کر۔

تلاش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

آشکارا کر دیئے میں نے جو اسرار خفی	ان سے واقف ہو کے اب کر جیسی مرضی ہو تری

اسرار معرفت کے سمجھنے کی ہدایت تو اس موقع پر ارجن کو کی گئی ہے مگر اوس کا اطلاق ہر وقت ہر جگہ اور خاص و عام پر ہے جو کوئی ایسے باریک رموز کو سمجھ کر ان پر کاربند ہوتا ہے وہ تمام لازمی افعال کرتا ہوا بھی بیشک منزل مقصود پر پہونچتا ہے۔

सर्वगुह्यतमं भूयः शृणु मे परमं वचः ॥
इष्टोऽसि मे दृढमतिस्ततो वक्ष्यामि ते हितम् ॥६४॥

علم الوہیت کے حاصل کرنیکا سب سے اعلیٰ طریقہ

(۶۴) اب تو میرے اعلیٰ کلام کو جو سب سے زیادہ غور طلب ہے سمجھ لے چونکہ تو میرا پکا دوست ہے تیری بہبودی کے خیال سے میں پھر ظاہر کرتا ہوں۔

اے عزیز من تری مشکل کشائی کے لئے — راز سربستہ مکرّر رکھ سناتا ہوں تجھے

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ॥
मामेवैष्यसि सत्यं ते प्रतिजाने प्रियोऽसि मे ॥६५॥

فریعشق اور فنا

(۶۵) مجھ میں دل لگا میرا طالب ہو مجھکو اپنے اعمال تفویض کر اور میری پرستش کر۔ اے میرے پیارے میں تجھسے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ تو اس ہدایت پر کاربند ہونے سے مجھ میں وصل ہوگا۔

میری خاطر کر ریاضت مجھمیں اپنا دل لگا — میرے پیارے مجھکو دے تعظیم مجھ پر ہو فدا
تجھسے میں کرتا ہوں وعدہ اسکو سچا جان لے — بہرور ہوگا تو آخر کار میرے وصل سے

سررشتۂ دولت اے برادر بکف آر — ایں عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال — میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ॥
अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥६६॥

ترک خودی اور وصال

(۶۶) تو سب عقیدوں کو چھوڑ کر میری ذات واحد کا طالب ہو۔ میں تجھے سب گناہوں سے ضرور آزاد کر دوں گا۔

نقش ہستی کو مٹا دے سایۂ رحمت میں آ — بخشدونگا تجھکو میرے قول پر ایمان لا
ہٹا کر ماسوا سے دل کو میرے آسرے میں آ — کردونگا میں تجھے آزاد بیشک سب گناہوں سے

بھگوت گیتا کے کل اصول کا عملی نتیجہ اس منتر میں موجود ہے یعنی اوس کے وسیع معنی یہ مطلب

کی ابتدائی منزل سے جس کا بیان دوسری ادھیا کے گیارہویں منتر میں ہوا ہے وصال کے اعلیٰ درجہ تک تمام منازل کا ادراک شامل ہے اور علم توحید کی تلقین بھی اس پر ختم ہوتی ہے چونکہ یہ منتر منتخب ہو کر دیباچہ میں آچکا ہے لہذا اوس کی دوبارہ تشریح کرنا طوالت ہے عاقل کو تو اِس نکتہ کے سمجھنے کے لئے ایک اشارہ کافی ہے کنز ذہن وید۔ شاشتر اور تمام دنیا کے مذہبی علوم کے مطالعہ سے بھی اِس منتر کا عقدہ حل نہیں کر سکتا۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است	بانگ یک کردم اگر در دہ کس است

इदं तेनात पस्काय नाभक्ताय कदाचन ॥
नचा शुश्रूषवे वाच्यं नच मां यो ऽभ्यसूयति ॥६७॥

جو طالب نہو اوسکے لئے تلقین لاحاصل ہے

(۶۷) جو شخص ریاضت کش۔ طالب اور معتقد نہو اور میرے علم الوہیت سے انکار کرتا ہو اوسے یہ (علم) ہرگز بتانا نہیں چاہئے۔

زُہد وایماں شوق دانش سے نہو جو بہرہ ور	ناروا ہے انکشافِ راز ایسے شخص پر

جو جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہوں اونہیں اِس آبِ حیات کا حصہ کیونکر نصیب ہو سکتا ہے۔

نازِ پرورد تنعم نبرد راہ بدوست	عاشقی شیوہ رندان بلاکش باشد

य इदं परमं गुह्यं मद्भक्तेष्वभिधास्यति ॥
भक्तिं मयि परां कृत्वा मामेवैष्यत्यसंशयः ॥६८॥

طالبوں پر اِس کا ظاہر کرنا ضروری ہے

(۶۸) جو یہ عالی اسرار میرے طالب کو بتائیگا وہ میرے عشق حقیقی کی بدولت بیشک مجھ میں وصل ہو گا۔

میرے طالب کو رموزِ عشق جو بتلائیگا	میرے صادق عشق سے بیشک وہ مجھکو پائیگا۔

جو لوگ فہم رسا رکھتے ہیں اور اِس آبِ حیات کے مستحق ہوں اونکو اِس علم کے بتانے سے دریغ کرنا جائز نہیں۔

न च तस्मान्मनुष्येषु कश्चिन्मे प्रियकृत्तमः ॥

भविता न च मे तस्मादन्यः प्रियतरो भुवि ॥ ६९ ॥

جو طالبوں پیار سوز کو ظاہر کرتا ہے وہ حق کا عزیز ہے۔

(۶۹) نہ تو وہ جہان بھر میں مجھ سے زیادہ کسیکو عزیز سمجھتا ہے اور نہ روئے زمین پر مجھے اوس سے زیادہ کوئی عزیز ہوتا ہے۔

مجھے بڑھکر حد امکاں میں نہیں اُسکا عزیز		اُس سے بڑھکر نوع انساں میں نہیں میرا عزیز

ذات پاک کا اقرار ہے کہ جو یہ آب حیات اوس کے پیاروں کو تقسیم کرتا ہے اوس سے زیادہ اوسکو کوئی عزیز نہیں۔

عاشقم کہ چو آواز دہی جان مرا		دوست از سینہ ام آواز بر آرد کہ منم

اے عزیزوں آب حیات کا دریا کوزہ میں بند ہے اور وہ صدق طلب سے ملسکتا ہے۔ اس سے تشنہ کام رہنا زندگی میں بے نصیبی ظاہر کرتا ہے اور آخر وقت کف افسوس ملنا ہوتا ہے

کہ این وقت است و این کار است و این گو		ز میدان ہر کہ بردہ آدم است او

अध्येष्यते च य इमं धर्म्यं संवादमावयोः ॥
ज्ञान यज्ञेन तेनाहमिष्टः स्यामिति मे मतिः ॥ ७० ॥

بھگوت گیتا کا مطالعہ کرنیوالا حق کو عزیز جاننے لگتا ہے۔

(۷۰) جو شخص ہم دونوں کی اس تقریر کو جس سے نیکی پیدا ہوتی ہے پڑھیگا میری رائے ہے کہ وہ علمی ریاضت سے مجھے عزیز بنا لیگا۔

میری اس معجز بیانی کو پڑھیگا جو بشر		بخشدونگا میں اُسے علمی ریاضت کا ثمر

زبان سنسکرت کے ایسے علماء جو اس صحیفہ عالیہ کے معنی اور مراد بخوبی سمجھا سکیں اس زمانہ میں نایاب ہو گئے ہیں اور علم الوہیت کے طالب اوس قدیم زبان سے عموماً ناواقف ہونے کے باعث خود اس کے مطالعہ سے معذور ہیں اسلئے اس کا ترجمہ اردو میں جو کہ زبان رائج الوقت ہے مرتب کیا گیا اور جہاں تک موجودہ زبان کی وسعت تھی اوس کی باریکیاں ظاہر کردی گئیں۔ جو کوئی سچے اعتقاد سے اس کا بار بار مطالعہ کرے گا وہ اس کے معنی کو زیادہ صاف طور پر سمجھنے سے رفتہ رفتہ لطف حاصل کریگا اور رفتہ رفتہ عشق کی کشش سے منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔

श्रद्धावाननसूयश्च शृणुयादपि यो नरः॥
सोऽपि मुक्तः शुभाँल्लोकान्प्राप्नुयात्पुण्यकर्मणाम् ॥७१॥

نیک فعالی اختیار کرتا ہے

(۷۱) جو با اعتقاد اور بے تعصب انسان اس (تقریر) کو سنے گا وہ بھی (برے فعلوں سے) آزادی پاکر نیک افعالوں کے بہترین عالم میں پہونچے گا۔

شوق سے اس مخزن اسرار کو جس نے سنا	عالم قدس کو وہ آزاد ہو کر جائے گا

وہ لوگ اس صحیفہ کے معنی نہیں سمجھتے تاہم اعتقاد کے ساتھ اوسے سنتے ہیں وہ اپنے راسخ اعتقاد کے اثر سے بد افعالی چھوڑکر نیک افعال کی طرف ترقی کرتے ہیں۔

कच्चिदेतच्छ्रुतं पार्थ त्वयैकाग्रेण चेतसा॥
कच्चिदज्ञानसम्मोहः प्रनष्टस्ते धनंजय ॥७२॥

ارجن اسکو سمجھا یا نہیں

(۷۲) اے ارجن تو نے اس صحیفہ کو یکسو دل سے سنا یا نہیں اور تیری نادانی اور غفلت رفع ہوئی یا نہیں۔

کیا میری تقریر گوش ہوش سے تو نے سنی	ہٹ گیا کیا تیرے دل سے پردہ وہم خودی

अर्जुन उवाच

नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्मयाच्युत॥
स्थितोऽस्मि गतसंदेहः करिष्ये वचनं तव ॥७३॥

ارجن نے جواب دیا

ہاں سمجھ گیا

(۷۳) اے کرشن آپ کی برکت سے میری غفلت دور ہوئی اور میں نے اپنے آپکو پہچانا مجھے اطمینان حاصل ہوا اور میرے شکوک رفع ہوئے جو آپ کا ارشاد ہے میں بجا لاؤنگا

آپ کی برکت سے میری عقل روشن ہوئی مجھکو اطمینان و استقلال حاصل ہو گیا	میں نے کامل طور پر اپنی حقیقت جان لی بے تامل آپکا ارشاد لاؤں گا بجا

میدان میں جنگ کو استادہ گیان اور اگیان کی فوجیں ہیں		دریا جو حقیقت کا ہی بحر اسب عالم اسکی موجیں ہیں

संजयउवाच

इत्यहं वासुदेवस्य पार्थस्य च महात्मनः॥

संवाद मिमम श्रौष मद्भुतं रोम हर्षणम् ॥७४॥

سنجے نے کہا

سنجے کی گفتگو راجہ دہرت راشٹر کیساتھ

(۷۴) میں نے قابل تعظیم کرشن اور ارجن کی یہ باہمی گفتگو جو حیرت انگیز اور رونگٹے کھڑے کرنے والی تھی سُنی۔

یہ عجیب و روحِ افزا گفتگو میں نے سُنی		قابلِ تعظیم کُنتی کے پسر اور کرشن کی

بھگوت گیتا مہابھارت کا وہ حصہ ہے جسمیں سنجے نے راجہ دہرت راشٹر سے جنگ کے شروع کے واقعات بیان کئے ہیں۔

व्यास प्रसादा च्छ्रुतवाने तद्गुह्य महं परम्।

योगं योगेश्वरा त्कृष्णा त्साक्षा त्कथयतः स्वयम् ॥७५॥

राजन्संस्मृत्य संस्मृत्य सम्वाद मिम मद्भुतम्।

केशवार्जुनयोः पुण्यं हृष्यामि च मुहुर्मुहुः ॥७६॥

ایضاً

(۷۵ و ۷۶) اے راجہ (دہرت راشٹر) میں اوس نہایت مخفی طریقت کو جو صاحب کمال کرشن نے خود بیان کی ویاس جی کی مہربانی سے سنکر اور کرشن اور نیز ارجن کی اوس حیرت انگیز اور نیکی پیدا کرنیوالی گفتگو کا بار بار خیال کرکے اپنے دل میں خوش ہوتا ہوں۔

میرے کانوں تک وہ پہونچی ویاس کی اعلان سے غور کرنے سے مجھے ہر بار ہوتی ہے خوشی		جس حقیقت کو دکھایا اک نظر میں کرشن نے ایسی دلکش گفتگو پر عابد و معبود کی

तच्च संस्मृत्य संस्मृत्य रूप मत्यद्भुतं हरेः॥

विस्मयो मे महान् राजन् हृष्यामि च पुनः पुनः ॥७७॥

ایضاً	(۷۷) اے مہاراجہ دھرت راشٹر کرشن کی اوس نہایت حیرت انگیز صورت کا بار بار خیال کرنے سے مجھکو بار بار حیرت اور خوشی ہوتی ہے۔

کرشن کے اوس جلوہ کثرت نما کی یاد سے		دم بدم ہوتی ہے فرحت اور حیرانی مجھے	

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः॥
तत्र श्रीर्विजयो भूतिर्ध्रुवा नीतिर्मतिर्मम॥७८॥

ایضاً	(۷۸) جدہر صاحب کمال کرشن اور تیرانداز ارجن ہیں مجھے کامل یقین ہے کہ اودہی طرف اقبال ـ فتحمندی، شوکت اور انصاف ہے ـ

باکرامت کرشن تیرانداز ارجن ہیں جہاں		بایقین اقبال و دولت عدل و نصرت ہیں وہاں	

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योग शास्त्रे श्रीकृष्ण अर्जुन संवादे मोक्ष संन्यास योगो नामाष्टादशोऽध्यायः १८

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی اٹھارہویں ادھیا موسوم بہ کیف نجات ختم ہوئی

اٹھارہویں ادھیا کا خلاصہ

ویدوں کی اوس حصہ کی جو علم الوہیت سے متعلق ہے اوپنشدوں میں تشریح درج ہے اور اون اپنشدوں کا خلاصہ شری بھگوت گیتا ہے اور اس ساری کتاب کے اصول مجمل طور پر اوسکی اٹھارہویں ادھیائے میں بیان کئے گئے ہیں اور اوس ادھیا کا لب لباب اوس کے ۶۵ و ۶۶ منتر میں موجود ہے صرف طلب صادق اور فہم رسا ہونی ضرور ہے تاکہ وہ نکتہ کو دریافت کرے اور سمندر کو کوزہ میں بند دیکھ سکے جن میں آتش شوق بالکل بجھی ہوئی ہے اونکے لئے نہ تو اس صحیفہ کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے اور

نہ اوان کی اس طرف توجہ ہوتی ہے یعنی وہ لوگ علم الٰہی کے غیر مستحق ہونیکی وجہ سے کبھی اوس سے مستفید نہیں ہوتے ہیں مگر جن میں شوق کی ایک چنگاری بھی باقی ہے وہ اس چنگاری سے خرمن جہل کو سوخت کرسکتے ہیں بشرطیکہ اوس چنگاری پر برابر پھونک لگاتے جائیں -

رباعی

آخر یابد ہر کہ زصدق تش جوید
گویند کہ ہر کہ یافت حرفے نکند
تخمے کہ بجا فتاد آخر روید
این سخن غلط است ہر کہ یابد گوید

خلاصہ کتاب

بھگوت گیتا کے اٹھارہ ادھیاؤں میں آتم بودھ یعنی علم خودشناسی کے مختلف مسایل پر سوال وجواب کے پیرایہ میں بحث ہوچکی ہے اور ہر ادھیا کا خلاصہ اوس کے انجام میں درج ہوچکا ہے مگر چونکہ شایقین کو اونکے مطالعہ سے ادھیاؤں کا باہمی تعلق صاف طور پر دریافت نہیں ہوسکتا ہے اس لئے تمام ادھیاؤں کے اصول اختصار کے ساتھ بالترتیب ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں

پہلی ادھیا میں موقع جنگ کا بیان ہوا ہے اور ارجن کے جنگ سے انکار کرنے کا ذکر کیا گیا ہے -

دوسری ادھیا میں شروع سے گیارہ منتر تک ارجن کی غمگینی کی حالت دکھلائی گئی ہے اور گیارہ سے تیس منتر تک علم سانکھ کے قاعدہ سے جان کا غیر فانی ہونا اور جسم کا بے ثبات اور فانی ہونا بیان کیا گیا ہے اکتیس سے اڑتیس منتر تک جنگ کے فعل کو موقع اور وقت کے مناسبت اور فرض منصبی کے لحاظ سے درست ثابت کرکے اوس پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے اونتالیس منتر سے ادھیا کے انجام تک علم معرفت کے حاصل کرنے کا طریقہ اور طالب معرفت کے مختلف منازل اور اوس کی انتہائی درجہ کی کیفیت ظاہر کی گئی ہے -

تیسری ادھیا میں مصنف نے کرم یعنی فعل کا حیات کے لئے لازمی ہونا اور اوس کا

ترک غیر ممکن ہونا دکھایا ہے اور جس طرح پر اوس کا صدور قدرت سے ہوتا ہے بیان کیا ہے اور عارف کے لئے افعال جسمانی کا باعث حجاب نہ ہونا ثابت کیا ہے۔

چوتھی ادھیا میں علم معرفت کے وسیلہ سے انسان کا لازمی افعال کی قیود سے آزادی پانا ممکن بیان کیا ہے اور علم معرفت کے حاصل کرنے سے مختلف عملی طریقوں کو مجمل طور پر دکھایا ہے۔

پانچویں ادھیا میں افعال کی قیود سے آزادی حاصل کرنیکے علمی اور عملی دو قدیم طریقے بتائے ہیں اور دونوں کے نتیجوں کا واحد ہونا ظاہر کیا ہے اور اوسکے آخر حصے میں بھرکٹی دھیان کے شغل کی جسکے ذریعہ سے جان کا جسمانی افعال سے بے تعلق ہونا معلوم ہوتا ہے ہدایت کی ہے۔

چھٹی ادھیا میں عقل سے بریت کے قایم رکھنے کے لئے دل کا قابو کرنا ضروری کہا ہے اور دل کے ضبط کرنے کے واسطے ناساگر دھیان کا طریقہ بیان کیا ہے۔

ساتویں ادھیا میں اوس اشراق کا بیان ہے جو طالب کو بھرکٹی دھیان اور ناساگر دھیان کی مزاولت کرنے پر حاصل ہوتا ہے اور جس میں قدرت کے ساتھ طبقے تیز ہوتے ہیں۔

آٹھویں ادھیا میں اوس قدرت کو جو ان ساتوں کو نمود دیتی ہے اور جس کے وسیلہ سے اُنھوں نے امتزاج پایا ہے بیان کیا ہے اور ذات پاک کو سب سے برتر بتایا ہے۔

نویں ادھیا میں معرفت کی اُس حالت کو دکھلایا ہے جس کا سمجھنا حیطہ عقل سے باہر ہے اور جس میں عارف ذات پاک کو ہر ذرہ میں محیط اور ہر شے سے بری دیکھتا ہے۔

دسویں ادھیا میں اوس کیف کو بیان کیا ہے جو معرفت کے استغراق کے بعد یعنی عالم کی کثرت میں وحدت کے نظر آنے پر عارف کے بطون میں پیدا ہوتا ہے اور جس کی مدد سے وہ اپنی ہستی بحت کو ماضی و مستقبل میں موجود اور عالم کے ظہور کا باعث جانتا ہے۔

گیارھویں ادھیا میں وصال کی جلالی اور جمالی دو صورتیں جو کہ علم معرفت کے حاصل ہونے پر دریافت ہوتی ہیں ارجن کی عین الیقین کرادی گئیں اور اوس نے اونمیں سے جمالی پسند کی

بارھویں ادھیا میں جمالی وصال کے قایم رکھنے کے لئے عشق حقیقی کا ہونا لازمی بتایا ہے

تیرھویں ادھیا میں عشق حقیقی کی شناخت کے واسطے جسم اور جان تشریح کی گئی ہے اور جان کے ساتھ عشق کا ہونا حقیقی اور جسم سے عشق کا ہونا مجازی بتایا گیا ہے۔

چودھویں ادھیا میں جان کا صفات سہ گانہ کے ساتھ تعلق ظاہر کیا گیا ہے اور باوجود تعلق اوس کا اون صفات سے بری ہونا دکھلایا گیا ہے۔

پندرھویں ادھیا میں صفت سہ گانہ کے وسیلہ سے جان کے جسم میں نزول کرنے اور عالم کے شہود دینے کی کیفیت بیان کی گئی اور ذات پاک کا جسم اور جان دونوں سے برتر ہونا اور اوس میں وصل ہونیوالیکا فعل وعمل کی تمیز سے آزادی پانا ثابت کیا گیا ہے۔

سولھویں ادھیا میں فعل کی امر ونہی دو قسمیں جو کہ جان کے جسم میں نزول کرنے سے پیدا ہوتی ہیں بیان کی گئی ہیں۔

سترھویں ادھیا میں عقیدوں کی وہ تین قسمیں دکھلائی گئیں ہیں جن کی پیدائش جان کے جسم میں نزول کرنے پر صفات سہ گانہ سے ہوتی ہے۔

اٹھارھویں ادھیا میں ذات پاک کا وصال حاصل کرنے والے کی حالت جو بالمعنی نجات ہے ظاہر کی گئی ہے۔

خاتمہ کتاب

طالبان حق ذرہ دل میں سوچیں کہ حیات انسانی کے کیا معنی ہیں جسم کہاں سے کیونکر اور کس واسطے پیدا ہوا ہے اور اوس کا عالم بیرونی سے کیا تعلق ہے اور وہ کب تک رہ سکتا ہے اور اوس کا انجام کیا ہوگا۔ اِس دُنیا میں اِنسان کی پیدایش اِسواسطے نہیں ہوئی ہو کہ وہ مثل دیگر جاندار ونکے جسمانی ضروریات کے پُورا کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اِسی جدوجہد میں ساری عمر گذار کر قالب عنصری ترک کردے وید شاستر اور عارفوں کے کلمات نے اون عقدوں کے حل کرلینے کو زندگی کا ماحصل بتایا ہے اور ان کے حل کرنیکی بالاتفاق ہدایت کی ہے مگر اون کا حل ہونا شوق استقلال اور کوشش کے بغیر ممکن نہیں ضعیف الاعتقادی۔ کاہلی اور تلون مزاجی انسان کو روحانی ترقی کیطرف رجوع ہونے نہیں دیتی اور دنیوی تعلقات میں تاحیات قید رکھتی ہے۔

اہل ہند گذشتہ آٹھ نو صدی سے ایسی غفلت کی نیند سوتے رہے ہیں کہ وہ اپنی آبا و اجداد کی اون انمول جواہرات کو جو اون کا ترکہ تھے غیروں کے نظر کرکے خود محروم الارث ہوچکے ہیں مگر اب اونکے بیدار ہونے کا وقت قریب آتا جاتا ہے اور اون کے دل میں آبائی ورثہ کے کھونے کا رنج اور اوس کے تلاش کرنے کا شوق پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے لیکن عرصہ دراز کے گذر جانے اور بہت بڑا انقلاب واقع ہو جانے کے باعث علم موروثی کے حاصل کرنے کے ذریعہ بہت کم رہگئے ہیں اور طالبوں کو اوس کے حاصل کرنے میں طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں۔

اوّل عوام الناس زبان سنسکرت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے اون تصانیف متقدمین کو جنمیں اہل ہنود کے اصول اخلاق اور رموز علم باطن درج ہیں مطالعہ نہیں کرسکتے۔

دوم جو اونکے ترجمہ دیگر زبانوں میں موجود ہیں وہ بوجہ اِس امر کے کہ علم خودشناسی کے رموز نہایت دقیق ہیں اور اونکے سمجھنے کے لئے تیز فہم اور نیز عملی طریقت سے واقفیت ضروری ہے اصلی نکتوں کو ظاہر نہیں کرتے اور چونکہ سنسکرت الفاظ عموماً کثیر معنی رکھتے ہیں اسلئے مترجم کو گنجایش اِس بات کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے خیال کے موافق ضمیر کلام کو جس طرف چاہے کھینچ لیجائے۔

سوم[۳] جو لوگ آجکل علماء سنسکرت ہیں وہ تعلقات دنیوی اور حصول معاش میں اِسقدر مصروف ہو رہے ہیں کہ علم معاد کی کتب کا مطالعہ کرنا اور اوس کی تعلیم اوروں کو دینا جسمیں ذاتی فائدے کی اُمید نہیں کیجا سکتی فضول خیال کرکے اوس سے دست بردار ہو چکے ہیں۔

چہارم[۴] ایسے فقراء صاحبدل کا ملنا جو طالب کی کشایش باطنی کرکے اوسکو جلد منزل مقصود پر پہونچا سکیں سامان وقت سے بہت مشکل ہو گیا ہے اور بجائے اون کے بہت سے چالاک اور مکار دنیا پرستوں نے فقرا کی صورت شکم پروری کے واسطے اختیار کرلی ہے اور وہ اہل دنیا کو اُمید کے جال میں پھنسا کر اپنا معتقد بنا لیتے ہیں۔

پنجم[۵] جیسے زمانہ گذشتہ میں عارف اور عاقل دور دراز مقامات سے آکر کسی خاص مقام پر جمع ہوا کرتے تھے اور علوم باطنی کے عقدوں کو سچے دل سے بحث کرکے حل کیا کرتے تھے اوس کی تقلید اب بالکل بے سود ہے کیوں کہ جہاں کہیں آجکل علما کا مجمع ہوتا ہے اور بحث کا موقع آتا ہے ہر ایک اپنی فضیلت کا اظہار کرتا ہے اور دوسرے پر ترجیح چاہتا ہے اور انجام کار بجاے نیک نتیجہ پیدا ہونیکے برے آثار نظر آتے ہیں۔

ششم[۶] اِس ملک میں بہت سے نئے نئے مذہبی طریق جا بجا پیدا ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں جنکی وجہ سے طالبان حق مختلف راستوں پر بھٹکتے پھرتے ہیں اور اون کو راہ راست نہیں ملتی اور ان مختلف فرقوں اور جماعتوں کے پیدا ہونے سے اتفاق کی قوت گھٹتی جاتی ہے اور جہل مرکب ترقی پاتا ہے۔

اے بندِ بپا و قفل بر دل ہشدار عزم سفر مغرب درو و رشرق	وے دوختہ چشم پاے در گل ہشدار اے راہ رد پشت بہ منزل ہشدار

موجودہ حالت پر نظر کرکے اِس سے بہتر اور کوئی اصلاح کی تدبیر خیال میں نہیں آتی ہے کہ طالبان حق اوّل شری بھگوت گیتا کی ۱۶ و ۱۷ ادھیاؤں کو جن میں امر و نہی کی تشریح اور عقیدہ سہ گانہ کی تقسیم درج ہے وقتاً فوقتاً بغور مطالعہ کرکے اپنے اخلاق کے درست کرنے کی کوشش کریں بعد ازاں ساتویں ادھیا کو جس میں تت بودھ یعنی عالم کے اجزاء کی تقسیم دکھائی گئی ہے معقولات کی نظر سے مطالعہ کریں اور

چودھویں ادھیا سے اون اجزاء کی امتزاج اور جسم اور عالم کے تعلق کو بخوبی سمجھ لیویں ان ادھیاؤ کے معنی پر عبور حاصل کرنے سے اون میں علم خود شناسی کے سمجھنے کی جس کا دیگر ادھیاؤں میں بیان ہوا ہے قابلیت پیدا ہو جائیگی

عارفان سابق نے اپنے روشن ضمیری اور علم اشراق سے جو پیشین گوئی کی تھی وہ اس زمانہ کی حالت کے دیکھنے سے بالکل صادق معلوم ہوتی ہے اور اونہیں عارفوں نے اس زمانہ میں وید شاستر اور دیگر تصانیف کے مطالعہ کرنیکو بہت ہی مشکل اور دقت طلب امر سمجھکر بھگوت گیتا یعنی کلام الٰہی کے صحیفہ کو جس میں اون سب کا لب لباب موجود تھا کتاب مہابھارت سے انتخاب کیا اور اہل دنیا کو اوس کے مطالعہ کرنے اور اوس کے احکام کی تعمیل کرنے کی ہدایت کی۔

اگرچہ اِس ہدایت کی تعمیل ہندوستان میں کسی درجہ تک ہوتی ہے لیکن اوس صحیفہ کے معنی حل نہونے کی وجہ سے طالبوں کی توحید کی منزل تک رسائی نہیں ہوتی۔ منزل توحید پر پہونچنا اِس کے صرف پڑھ لینے سے ممکن نہیں ہے بلکہ اوس کے واسطے اصول کا بخوبی سمجھنا اور اون پر کاربند ہونا بھی ضروری ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ وہ تیسری ادھیا کے ۶ و ۷ منتر کی منشاء کے موافق ظاہری پرستش پر جو دلی شوق کے بغیر مندر میں کیجاتی ہے زور دینے کے بجائے حواس کو روک کر دل کے قابو کرنے میں کوشش کرے۔

ضبط حواس کے ذریعہ سے دل کے قابو کرنے کا طریقہ جسے سرت سادھنا کہتے ہیں پانچویں ادھیا کے ۲۷ و ۲۸ منتر میں درج ہو چکا ہے اوسکی مزاولت سے دلکو سکون حاصل ہوتا ہے مگر وہ سکون اوسی وقت تک قایم رہتا ہے جب تک طالب شغل میں مصروف رہتا ہے حالت سکون کو قایم رکھنے کے واسطے طالب کو چاہیے کہ وہ ناساگر دہارنا کو جس کا چھٹی ادھیا کے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ منتر میں بیان ہوا ہے اختیار کرے اسکا طریقہ یہ ہے کہ شاغل اپنی دونوں آنکھوں سے ناک کے سرے پر نظر جماوے اور سانس کے اندر جاتے وقت جو سو کی آواز اور باہر آتے وقت ہم کی ندا قدرتی طور پر اوس جگہ پیدا ہوتی ہے اوس پر خیال

رکھے یعنی وہ نظر بیراگر سانس کی رفتار اور اُن دونوں آوازوں کو ایک جگہ مشاہدہ کرتا رہے تھوڑی دیر کے بعد نور کے ذرّے نمودار ہونے لگتے ہیں اور شاغل کو اپنی ہستی غیر محدود اور عالم میں محیط معلوم ہوتی ہے ان دونوں اشغال کی تکمیل کے بعد طالب تیسرے شغل کو جس کی تشریح آٹھویں ادھیائے کے ۱۲ و ۱۳ منتر میں درج ہے کر سکتا ہے جس کی چندے مزاولت کرنے سے معرفت کی منزل مقصود تک اوسکی رسائی ہو جاتی ہے اور وہ جان کو جسم سے علیحدہ تمیز کرتا ہے جسے جیون مکت کہتے ہیں۔

چونکہ اس زمانہ کے نوجوان علم کی تحصیل کرتے ہوئے اور روزگار پیشہ انسان دینوی فرائض کو ادا کرتے ہوئے اِن اشغال کی پابندی نہیں کر سکتے لہذا اونکو واجب ہے کہ وہ صرف اجپا جاپ کے عمل طریقہ پر وقتاً فوقتاً کاربند ہوتے رہیں اور عشق و فنا کی جیمز کو ہر وقت دل میں جگہ دیتے رہیں اور حقیقت کے دریافت کرنیکی فکر میں رہیں ان چاروں ضمائر کا بیان مختصر طور پر بارہویں ادھیائے ۸ و ۹ و ۱۰ اور ۱۱ منتر میں ہو چکا ہے لیکن چونکہ طالب اون سے عملی اصول کو اخذ نہیں کر سکتا اس لئے اونکی تشریح ذیل میں کیجاتی ہے۔

اجپا جاپ یعنی پاس انفاس ایک شغل قدرتی ہے جو کہ ہر جاندار میں انفاس کی حرکت سے سوہم کی ندا کو پیدا کرتا ہے اور شب و روز برابر جاری رہتا ہے۔ اس ندا کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طالب منہ کو بند کر کے سانس ناک سے لیوے اور دل سے خیالات کو دور کر کے سانس آمد و شد پر توجہ کرے۔ اوس وقت سانس کے اندر کی طرف کھینچنے سے سو کی ندا اور اوس کے اندر سے باہر کی طرف آتے وقت ہم کی ندا پیدا ہوتی ہوئی غور کرنے پر محسوس ہوگی شاغل اس کی مزاولت کرے جاں تک ہو سکے اور جس قدر موقع ملے بڑھاتا جاوے کہ اس شغل کی برکت سے کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے اور ذیل کی تین ضمائر کے دل نشین ہوتے پر ادراک انسانی کے انتہائی درجہ تک اوس کی رسائی ہو جاتی ہے لفظ عشق سے یہ مراد ہے کہ شاغل جسوقت شغل سے خالی ہو اوس کے دوبارہ کرنے کے موقع کا منتظر رہے اور اس خیال کو ہمیشہ دل میں متمکن رکھے۔

فنا کے معنی یہ ہیں کہ شاغل اپنی ہستی کو جو کچھ تسلیم کرتا رہا ہو اوسے غلط سمجھے یعنی پندار کے نقش کو

...ں سے مٹا دے۔

...حرکات قلب میں تمیز ہوں اونکی حقیقت کا دریافت کرنا کہ وہ کہاں

...ں اور کس کا فعل ہیں فکر کہا گیا ہے۔

...۶۵ و ۶۶ منتر میں جو علم الوہیت کے اصلی نکتہ کو دکھلاتے ہیں اس عملی طریقت

کی ایت کی گئی ہے اور کل عارفون نے بالاتفاق اسیکو شاہراہ علم الوہیت بتایا ہے اس طریقے سے مَن

بدہیت اور اہنکار یعنی دل عقل قوت متخیلہ اور انانیت چاروں صفاتی قوتوں کا تعلق قطع ہو جاتا ہے

تا ایک نقطہ میں کل عالم سمایا نظر آتا ہے اور انسان زیست و مرگ کے خوف سے آزاد ہو کر مشاہدہ

بلن کا ہمر د رابدی پاتا ہے جس کا بیان قیل و قال سے باہر ہے اور جو طالب کو خود معلوم ہو سکتا ہے

یہ طریقہ سب سے اعلیٰ اور آسان ہے اور اس پر عمل کرنے میں کسی قسم کی تکلیف اور نقصان کا ہرگز

اندیشہ نہیں ہے علاوہ بریں اوسکی تکمیل میں نہ تو کوئی شے ہارج ہو سکتی ہے اور نہ اوس کے واسطے

کسی سامان کی ضرورت ہے اہل ہند اس طریقے پر کاربند ہونیکو ایک امر ناممکن خیال کرتے ہیں اور

جب تک اونمیں اخلاقی ضعف باقی ہے اونکو بیشک ایسا ہی معلوم ہوتا رہیگا مگر ہمت والے کے لئے

کوئی امر دشوار نہیں ہے۔ جب انسان دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں تمام دنیوی مشکلات

کو حل کرتا ہی تو پھر علی الصباح مہر شام یا سوتے وقت کم از کم ۱۵ یا ۲۰ منٹ اس شغل کے واسطے مقرر کرلینا

سکے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہو صرف شوق استقلال اور کوشش کا ہونا ضروری ہے۔

باید طلب اندر رہ دلدار درست اخلاص درست و صبر نا رچار درست		ہمت در کار باید اے یار درست زین چار درست میشود کار درست	

17.4.78